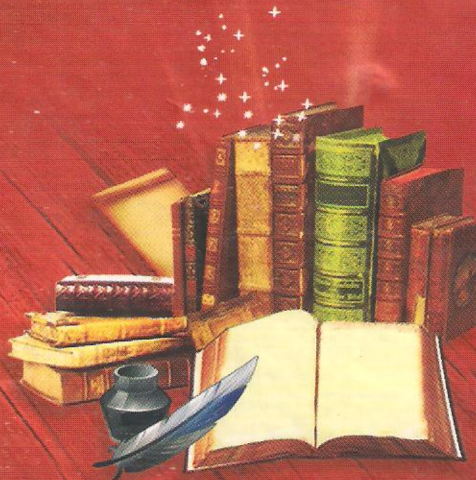
المستدرك

على الصحیحین

للإمام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری



مترجم
شاہ محمد چشتی

کاوش
محمد محسن

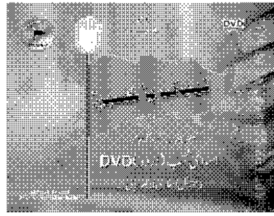
ادارہ پیغام القرآن

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔

منجانب۔



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان





۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

المستدرک

علی الصحیحین

تألیف

للإمام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری

مترجم

شاہ محمد چشتی

کاوش

محمد محسن

حیدرآباد لطیف آباد یونٹ نمبر ۸ـ C1

ادارہ پیغام القرآن

نام کتاب : المُستَدرَكُ عَلَى الصَّحِيحَين
مصنف : للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري
مترجم : شاہ محمد چشتی
زیر اہتمام : محسن فقری
سال اشاعت : 2009ء
تعداد : 300
طابع : یوایئڈ می پریس لاہور
قیمت : /700 روپے

ملنے کے پتے

حبیب پبلشنگ ہاؤس ایوان علم پلازہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، کراچی
احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی

فہرست

عنوان　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　صفحہ نمبر



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مترجم

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک کے نام لیوا کے ناطے سے مجھے مستدرک علی الصحیحین کے ترجمہ کی توفیق بخشی ہے جسے امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ نے جمع فرمایا ہے، اس کی کل پانچ جلدیں ہیں جن میں سے پہلی کا ترجمہ آپ کے سامنے ہے۔ ''مستدرک'' حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی صاحب کتاب محدث کی رہی ہوئی حدیثوں کو لیا جاتا ہے جو اس صاحب کتاب کے مجموعۂ احادیث کے ہم پلہ احادیث پر مشتمل ہو چنانچہ امام حاکم نے بھی امام بخاری و امام مسلم کی چھوٹی ہوئی ان حدیثوں کو اس میں جمع فرمایا ہے جو ان کی دونوں کتابوں کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں پھر وجہ ترکِ حدیث کو کبھی تو آپ بتا دیتے ہیں لیکن کبھی اظہارِ لاعلمی کر دیا کرتے ہیں، تاہم اپنی شرائط پر پورا اترنے والی احادیث کے لئے ایک عظیم محدث کی طرح دلائل بھی پیش کرتے ہیں جن میں ایک وزن ہے چنانچہ احادیث کا یہ مجموعہ امام بخاری و مسلم کی احادیث میں ایک زبردست اضافہ ہے جس کے لئے امام حاکم رحمہ اللہ لائقِ صد تبریک ہیں۔

تفہیم و تفہم قرآن کے لئے محبوب ترین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لاکھوں حدیثوں پر مشتمل ذخیرہ واحد اور مکمل ذریعہ ہے کہ گویا صَاحِبُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَافِیْہِ، ہمارے دور میں اگر کوئی شخص احادیث مبارکہ کی راہنمائی کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ بہت بڑی جسارت ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ در پردہ وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر رہا ہے، جسے صاحبِ قرآن کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی حالانکہ قرآن فہمی، اعلیٰ ترین تقویٰ و طہارت کی متقاضی ہے اور اس میں رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلّہ کائناتِ علوی و سفلی بھر میں کوئی بھی نہیں، جہاں قرآن لے کر آنے والی اہم ترین شخصیت سیّدنا جبریل علیہ السلام بھی اظہارِ عجز کریں، وہاں کسی امتی بننے والے کی یہ جسارت دماغی خلل معلوم ہوتی ہے یا پھر کسی اسلام مخالف فرد کی ترجمانی کا پتہ دیتی ہے۔

اس دور میں دین محبوب کی مخالفت اور دلوں سے صاحبِ دینِ اسلام کی محبت نکالنے کے لئے قرآن، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کو ذریعہ بنالیا گیا ہے جن سے ایسے لوگوں کو شکار کیا جاتا ہے جو دینِ حقیقی سے نابلد ہیں یا کسی نہ کسی طاقتور گروہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔

امام حاکم شافعی رحمہ اللہ محدثین کی اس صف میں شمار ہوتے ہیں جن پر امتِ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز ہے اور جن کی

خداداد صلاحیتوں کی بناء پر آپ کے بے شمار فرمان محفوظ ہیں، انشاء اللہ قیامت تک محفوظ ہی چلا جائے گا اور مومنین زندگی کے ہر گوشے کے لئے اس سے ہدایات لیتے رہیں گے۔

امام حاکم کی اس مستدرک پر امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے بھی مستدرک لکھی ہے جس میں اکثر آپ کی موافقت کی ہے تاہم محدثانہ ذمہ داریاں بھی نبھائی ہیں، اسے تلخیص کے نام سے شہرت حاصل ہے اور پھر اس تلخیص پر امام ابوحفص عمر بن علی بن احمد انصاری شافعی رحمہ اللہ نے کام کیا ہے اور یوں احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جو ان تینوں کتابوں میں جمع ہو گیا ہے جو نہایت کارآمد ہے تاہم انہوں نے بھی اپنے فن میں اظہارِ حقیقت سے کام لیا ہے اور انصاف کا دامن نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو کروٹ کروٹ انعاماتِ خصوصیہ سے نوازے اور بلند ترین درجات سے سرفراز فرمائے۔

جلد اوّل میں جمع احادیث کے لئے درج ذیل عنوان لئے گئے ہیں اور یہ عنوان اس ترتیب کے موافق نہیں جو بخاری و مسلم میں موجود ہیں:

کتاب الایمان، کتاب الطہارہ، کتاب الصلوٰۃ، باب التامین، کتاب الجمعہ، کتاب صلوٰۃ العیدین، کتاب الوتر، کتاب صلوٰۃ التطوع، کتاب السہو، کتاب الاستسقاء، کتاب الکسوف، کتاب صلوٰۃ الخوف، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الصوم۔

ناظرینِ کرام ترجموں میں میرا انداز نہایت ہی سادہ ہے بلکہ اتنا سادہ کہ بایدوشاید، کسی لفظ کے مفہوم سمجھنے کے لئے آپ کو نہ لغات کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی انشاء اللہ کسی سے پوچھنے کا احتیاج ہوگا البتہ اپنی بشری اور کم علمی خامیاں دامن گیر رہتی ہیں۔ وہ دوست میرے نہایت مہربان ثابت ہوں گے جو کمزوریوں پر متنبہ فرمائیں اور عفوودرگزر سے کام لیں۔

اللہ تعالیٰ اہلِ سنت کے علمی حضرات کو نعمتِ علمیہ کے مطابق حوصلہ عطا فرمائے اور خالی تنقید سے گریز کی توفیق دے۔

میرے ترجموں کی تحسین آپ کی کرم نوازی ہوگی تاہم ایسے حضرات سے اپنی کاوشوں میں برکت کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

کم علم غلام شیخ الاسلام حضرت خواجہ
محمد قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہٗ
شاہ محمد چشتی انصاری خوشنویس عفی عنہ
محمود پورہ قصور

0492-772040، 0321-6577473

ناشر کی طرف سے

ناظرین کرام!

عربی کتب کے تراجم کا سلسلہ جاری ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے اب ہم مستدرک حاکم کی جلد اوّل کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری حدیثیں سامنے لانا اور وہ بھی نہایت ہی آسان تراجم کے ساتھ، ہمارے پیشِ نظر رہتا ہے۔

"الادب المفرد" اور "کشف الغمہ" کے بعد یہ تیسری اہم کتاب ہے جو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے، اگر منظورِ خدا ہوا تو بہت جلد پوری کتاب کا ترجمہ آپ کے سامنے ہوگا۔

اس کے علاوہ ہمارے کچھ اور ترجمے بھی طباعت کے مرحلے میں داخل ہیں، ہماری پوری کوشش ہے کہ وہ بھی جلد پیش کردیئے جائیں۔

کامیابی اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمائیں گے۔

خادم اولیاء

محمد محسن فقری



اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

كتاب المستدرك على الصحيحين

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(ایک شاگرد بتاتے ہیں) ۷ محرم ۳۷۳ھ بروز پیر حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد حاکم رحمہ اللہ نے خطبہ سے پہلے ہمیں یوں لکھوایا:

خطبہ

ہر تعریف اس اللہ تعالیٰ کی بنتی ہے جو ہر ایک پر غالب، دباؤ والا اور راز کی باتوں کو جاننے والا ہے جس نے لوگوں کے سردار حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی و رسول بنانے کے لئے چن لیا اور تمام مخلوق کو ان کی مخالفت سے ڈرا دیا ہوا ہے چنانچہ ایسے عظیم خدا نے یوں فرمایا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورة النساء: ٦٥)

"تمہارے رب کی قسم، وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرما دو، اپنے دلوں میں، اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔"

اما بعد:

بلند ذکر والے اللہ نے اس امت پر یہ احسان فرمایا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی بنانے کے لئے ان کے ہمعصر بہترین لوگوں کو ان کے لئے چن لیا، یہ صحابہ کرام تھے جو شرافت والے، نیک اور پرہیزگار تھے اور جو تنگی و آسانی کے ہر موقع پر آپ کی خدمت میں رہے اور آپ سے وہ سب کچھ لے کر محفوظ کر لیا جو آپ نے اللہ کے حکم سے اپنی امت کے لئے لازم قرار دیا تھا اور پھر صحابہ اسے اپنے پیچھے آنے والوں کی طرف منتقل کر دیا پھر منتقل کرنے کا یہ سلسلہ ہر دور میں جاری رہا اور یوں وہ سب کچھ ہم تک پہنچ گیا۔ اور یہ وہی سندیں ہیں جو انصاف والے لوگوں کے ذریعے انصاف والوں تک پہنچی ہیں اور یہ بات اس امت کے لئے اللہ کی طرف سے عزت افزائی ہے جو صرف انہی کو حاصل ہے، کسی اور امت کو نہیں، پھر اللہ نے ہر دور میں دین کے علماء اور

مسلمانوں کے اماموں کی ایک جماعت مقرر کئے رکھی ہے جو حدیثوں اور روایتوں کے راویوں اور نقل کرنے والوں کو ہر خامی سے بچائیں تاکہ اللہ جبار بادشاہ کی طرف سے وحی کو جھوٹ بننے سے بچایا جا سکے۔

انہی اماموں میں سے حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل جعفی (بخاری) اور حضرت امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہما اللہ کو ہیں جنہوں نے پوری توجہ سے صحیح حدیثوں کی دو کتابیں لکھیں جو پوری دنیا میں مشہور ہو گئیں اور ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کی لکھی حدیثوں کے علاوہ اور کوئی حدیث صحیح نہیں کہلا سکتی تاہم ہمارے اس دور میں کچھ بدعتی لوگوں کا ایک گروہ نظر آ رہا ہے جو حدیثوں کے راویوں کو برا جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس جو حدیثیں صحیح قرار پائی ہیں، وہ گنتی میں دس ہزار تک بھی نہیں پہنچتیں اور یہ جو تم ہزار سے کم و بیش سندیں بتاتے ہو، یہ سب کی سب کمزور ہیں اور صحیح نہیں ہیں۔

سبب تالیف

مجھ سے اس شہر کے علاوہ دوسرے اہل علم لوگوں نے بھی کہا کہ میں ایک کتاب لکھوں جس میں سند کے ساتھ ایسی حدیثیں موجود ہوں جنہیں حضرت محمد بن اسمٰعیل اور حضرت مسلم بن حجاج رحمہما اللہ نے لیا ہے کیونکہ جس حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا، انہیں لینے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ایسی حدیثوں کے بارے میں ان دونوں حضرات نے اپنے لئے بھی دعویٰ نہیں کیا حالانکہ ان دونوں حضرات کے ہم عصر علماء کے علاوہ بعد والوں نے وہ حدیثیں لی ہیں جنہیں ان دونوں نے لیا ہے حالانکہ ان کی علت وجہ کچھ میں نے المدخل میں دونوں حضرات پر ہونے والے اعتراض دور کرنے کی کوشش کی ہے جس پر یہ اہلِ علم خوش ہوں گے، میں پختہ راویوں والی ایسی حدیث نکال دکھانے پر اللہ سے مدد مانگتا ہوں جن جیسی حدیثیں امام بخاری و مسلم دونوں نے جمع کی ہیں، ان میں سے کسی ایک نے کی ہیں اور اسلام کے تمام فقیہ حضرات کے نزدیک صحیح حدیث کی یہی ایک شرط ہوتی ہے کیونکہ سند اور متن میں پختہ راویوں کی کثرت اچھی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے ارادے پر میری مدد فرمائے گا کیونکہ میرے لئے وہی ایک کافی ہے اور بہتر راہ نما ہے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

یہاں وہ حدیثیں درج کی جاری ہیں جو کتاب الایمان میں شامل ہیں:

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ شخص شمار ہوتا ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہو۔"

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جو سب سے بہتر خلق والا ہو۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا، یہ حضرت امام مسلم کی شرط پر صحیح شمار ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے حضرت قعقاع کی حدیثیں لی ہیں جو حضرت ابوہریرہ اور حضرت محمد بن عمرو سے ابوصالح کے ذریعے ملتی ہیں، آپ نے راوی محمد بن عجلان کو لیا ہے، انہی کی حدیث محمد بن سیرین سے بذریعہ ابوہریرہ لی ہے اور حضرت شعیب بن حبحاب کے ذریعے حضرت انس سے لی ہے پھر اسے ابن علیہ نے خالد حذاء سے لیا ہے، انہوں نے ابوقلابہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے سنی ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ ابوقلابہ نے یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنی ہوگی۔

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ایمان کا مزہ لینا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ کسی سے پیار رکھے تو صرف اللہ کی رضا کے لئے رکھے۔"

یہ حدیث بخاری و مسلم میں شامل نہیں کی گئی جب کہ دونوں حضرات نے عمرو بن میمون سے روایت لی ہے جنہوں نے اسے ابوہریرہ سے لیا ہے، امام مسلم نے ابوبلج کو لیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی کوئی علت نہیں۔

(4) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما کے مطابق حضرت اسلم بتاتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی طرف نکلے تو دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس رو رہے ہیں، پوچھا: اے معاذ! کیوں روتے ہو؟ انہوں نے بتایا: مجھے اس حدیث نے رلایا ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی، فرمایا: دکھلاوے کا تھوڑا سا کام بھی ایک

قسم کا شرک بنتا ہے، جو اللہ کے ولیوں سے دشمنی رکھے تو وہ گویا اللہ سے جنگ کا اعلان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نیک، پرہیزگار اور ایسے چھپے لوگوں سے پیار فرماتا ہے کہ اگر وہ چھپ جائیں تو ملتے نہیں اور اگر سامنے ہوں تو پہچانے نہیں جاتے، ان کے دل گویا ہدایت و راہنمائی کے چراغ ہیں اور وہ ہر دھندلی اور تاریک جگہ سے نکلے ہوتے ہیں۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم میں شامل نہیں البتہ دونوں حضرات نے زید بن اسلم کو راوی لیا ہے جنہوں نے یہ روایت اپنے باپ سے اور انہوں نے صحابہ سے لی ہے جب کہ شیخین لیث بن سعد کی حدیث لیتے ہیں جنہوں نے عیاش بن عباس قتبانی سے لی ہے، یہ سند مصری اور صحیح ہے اور اس کی علت نہیں ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارے دلوں میں ایمانی کمزوری ایسے آجایا کرتی ہے جیسے کپڑا بوسیدہ ہو جاتا ہے لہٰذا اللہ سے دعا کیا کرو کہ اسے تازہ بہ تازہ کردے۔''

یہ حدیث بخاری و مسلم میں شامل نہیں جب کہ اس کے راوی پختہ مصری لوگ ہیں البتہ امام مسلم نے صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو لیا ہے جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پہلے پوری مخلوقات کی قسمتیں لکھ دی تھیں۔''

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگا دیا جاتا ہے، اب اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے صاف کر دیا جاتا ہے لیکن اگر دوبارہ کرے تو وہ نشان پھیل جاتا ہے اور آخر پورے دل کو گھیر لیتا ہے، اسے ''ران'' کہتے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (مطففین ۱٤)

(کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے)

یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم میں شامل نہیں ہے جب کہ امام مسلم نے قعقاع بن حکیم کی حدیثیں لی ہیں اور انہیں ابوصالح سے لیا ہے۔

(۷) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عرصہ تک اللہ سے قیامت واقع ہونے کے بارے میں پوچھتے رہے چنانچہ اسی دوران یہ فرمان نازل ہو گیا:

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۝ (سورۃ نازعات: ٤٣، ٤٤)

(تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق؟ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہاء ہے)

یہ حدیث بخاری و مسلم میں شامل نہیں حالانکہ یہ محفوظ ہے اور دونوں اماموں کی شرط پر پوری اترتی ہے اور دونوں حضرات نے ابن عیینہ کی وہ حدیثیں لی ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہیں۔

(٨) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما دونوں ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا: ''جب آدمی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی اس بات کی تصدیق فرماتے ہوئے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے سچ کہا ہے، واقعی میرے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں اور میں اکیلا ہی ہوں، جب بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہا کرتا ہے تو اللہ اس کی تصدیق فرماتا ہے، فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچی بات کی ہے، واقعی میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور نہ ہی میرا کوئی شریک ہے۔ جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، واقعی میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، بادشاہی میری ہے اور ہر تعریف بھی میری ہی ہے اور جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، واقعی میرے علاوہ نہ تو کوئی کہیں جا سکتا ہے اور نہ اسے کوئی طاقت مل سکتی ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم میں شامل نہیں جب کہ دونوں حضرات نے ابواسحٰق کی حدیث لی ہے جو حضرت اغر کے ذریعے حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید سے روایت ہے اور پھر دونوں حضرات نے اسرائیل بن یونس کی حدیثیں لی ہیں جو ابواسحٰق سے روایت ہیں۔

(٩) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوق کے سامنے ایک شخص کو رہائی دے گا اور وہ یوں کہ اس کے سامنے اس کے ننانوے رجسٹر کھولے گا جو ایک جیسے ہوں گے، پھر پوچھے گا کہ تمہیں ان میں سے کسی کا انکار ہے تو بتاؤ، کیا تمہارے اعمال لکھنے والے میرے فرشتوں نے تم پر ظلم تو نہیں کیا؟ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! مجھ پر انہوں نے ظلم نہیں کیا، پھر فرمائے گا: کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ: وہ عرض کرے گا کہ کوئی اعتراض نہیں ہے، پھر فرمائے گا: ہاں تمہاری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے، آج تم پر کوئی زیادتی نہ ہوگی چنانچہ وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالے گا جس پر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا، وہ اسے دیکھ کر پوچھے گا کہ اے پروردگار ان رجسٹروں کے ساتھ یہ پرزہ کیسا ہے؟ اللہ فرمائے گا: تم پر ظلم نہ ہوگا چنانچہ وہ رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا وہ ٹکڑا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا، وہ سارے رجسٹر اوپر اٹھے ہوں گے جب کہ وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا کیونکہ اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم میں درج نہیں ہے، یہ امام مسلم کے مطابق صحیح شمار ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے ابوعبدالرحمٰن حبلی کی روایت لی ہے جو عبداللہ بن عاص سے روایت ہے، عامر بن یحییٰ پختہ راوی ہیں، لیث بن سعد امام ہیں، یونس مؤدب پختہ ہیں۔

(١٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، یونہی نصرانی بھی تقسیم ہوئے جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔''

یہ حدیث، حدیث کی اصولی کتابوں میں اکثر آئی ہے پھر ایسی ہی حدیث حضرت سعد بن وقاص، عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے۔ امام مسلم نے محمد بن عمرو کو راوی لیا ہے جنہوں نے ابوسلمہ سے اور انہوں نے یہ روایت ابوہریرہ سے لی ہے پھر دونوں حضرات فضیل بن موسیٰ کو لیتے ہیں جو پختہ ہیں۔

(۱۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہمارے اور کافروں کے درمیان نماز کا فرق ہے لہٰذا جو اسے چھوڑ دے گا، کافروں میں شمار ہو گا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے جس میں کسی طرح کا کوئی نقص نہیں ہے چنانچہ دونوں نے عبداللہ بن بریدہ کو راوی مانا ہے جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور امام مسلم نے حسین بن واقد کو راوی لیا ہے۔ امام بخاری و مسلم نے اسے ان لفظوں کے ساتھ نہیں لکھا ہے۔ یہ دونوں کا اصول ہے اور شرط پر پورا اترتی ہے۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام نماز کے علاوہ کسی عمل (عبادت) کے چھوٹ جانے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔"

(۱۳) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے دنیا میں کوئی شرعی سزا مل جائے تو گویا اللہ تعالیٰ نے اسے جلدی سے یہیں سزا دے دی لہٰذا اللہ کے انصاف میں یہ چیز داخل نہیں کہ آخرت میں اسے دوبارہ سزا دے اور جو شخص شرعی سزا والا کام کر بیٹھے، اللہ اس پر پردہ ڈال دے اور پھر اسے معاف فرما دے تو یہ اس کے لئے مناسب نہیں کہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ اسے تھوڑی سی بھی سزا دے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، دونوں حضرات ابوجحیفہ کو لیتے ہیں جنہوں نے حضرت علی سے روایت لی ہے اور ابواسحٰق کو بھی لیتے ہیں، حجاج بن محمد کو بھی لیتے ہیں جبکہ امام مسلم یونس بن ابواسحٰق کو لیتے ہیں۔

(۱۴) حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں "مجھے میرے والد نے بتایا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ اس دوران ایک شخص حمل والی گھوڑی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا بچھڑا بھی اس کے ہمراہ تھا، اس نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں۔ اس نے پوچھا: نبی کون ہوتا ہے؟ فرمایا: اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ اس نے پھر پوچھا کہ قیامت کب آ رہی ہے؟ فرمایا: یہ غیبی چیز ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس نے کہا: مجھے اپنی تلوار تو دکھاؤ۔ آپ نے اسے پکڑا دی، اس نے لہرا کر واپس دے دی جس پر آپ نے فرمایا: جو تمہارا ارادہ ہے، تم اسے پورا نہیں کر سکو گے (یہاں اصل کتاب میں جگہ خالی رہ گئی ہے) اس نے کہا اس کے پاس جا کر ان نشانیوں کے بارے میں پوچھو۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا، دونوں حضرات ہی ایاس بن سلمہ کو راوی لیتے ہیں جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، جب کہ حضرت امام مسلم نے اسی سند کو لیا ہے چنانچہ وہ حدیث لئے بغیر احمد بن یوسف کو راوی لیتے ہیں۔

(۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی نجومی یا کاہن (غیبی خبریں دینے والا) کے پاس جائے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اسے سچا سمجھے تو وہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترے دین کا انکاری ہوگا۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، راوی امام ابن سیرین ہیں لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا، بخاری کی حدیث ابواسحاق سے روایت ہے جو روح سے، وہ عوف سے، وہ خلاس و محمد سے روایت ہے جنہوں نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے جس میں حضرت موسیٰ کا واقعہ ہے کہ ان کے نلوں میں تکلیف تھی۔

(۱۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: زمین پر جو بھی شخص کسی قسم کا شرک کئے بغیر فوت ہو جاتا ہے، میرے بارے میں وہ اعلان کرتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور دلی طور پر اس بارے میں یقین رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے، ابن عدی بتاتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن سے پوچھا: کیا تم نے یہ حدیث معاذ بن جبل سے خود سنی ہے؟ اس پر لوگوں نے مجھے ڈانٹا چنانچہ انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نے غلط بات نہیں کہی، چنانچہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہاں میں نے معاذ بن جبل سے سنی ہے اور ان کے خیال میں انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھی تھی۔''

یہ حدیث صحیح ہے، اسے پختہ راویوں نے لیا ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا، میرے خیال میں انہوں نے حصان بن کاہل راوی کی وجہ سے نہیں لیا کیونکہ کہتے ہیں کہ وہ کاہن کا بیٹا تھا اور ان سے روایت کرنے والے مشہور راوی حمید بن بلال عدوی ہیں اور ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ ان سے قرہ بن خالد نے بھی روایت کی ہے پھر دونوں نے کئی پختہ راویوں سے روایت لی ہے جن کا صرف ایک ہی راوی ہے لہٰذا دونوں پر لازم ہے کہ ایسی حدیث لے لیں۔ واللہ اعلم

(۱۷) حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء اور جھوٹ وغیرہ سے بچے رہنا، ایمان والی چیزیں ہیں جب کہ بدکلامی اور بک بک کئے جانا، منافق ہونے کی نشانیاں ہیں۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا حالانکہ انہوں نے اس کے سارے راوی لئے ہیں۔

(۱۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: ''لباس وغیرہ میں عاجزی دکھانا، (فقیروں والا لباس پہن کر لوگوں کے سامنے آنا) ایمان کی نشانی بنتا ہے۔''

امام مسلم نے حضرت صالح بن ابوصالح سمان رضی اللہ عنہ کی روایت لی ہے۔

(۱۹) حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا تھا: ''اپنے پروردگار کی عبادت کیا کرو، اپنی پانچوں نمازیں پڑھا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھا کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیا کرو اور وہ حکم دے تو اسے مان لیا کرو تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوسکو گے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اتر کر صحیح بنتی ہے، اس میں کوئی خامی دکھائی نہیں دیتی لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا جب کہ دونوں ہی نے سلیم بن عامر کی حدیثیں لی ہیں اور پھر حدیث کے سارے راوی لئے ہیں۔

۲۰ حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی یہودی سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ، ہم اس نبی سے اس آیت کے بارے میں پوچھیں:

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ (اسراء: ۱۰۱) (بیشک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں)

اس نے کہا: اسے نبی تو نہ کہو کیونکہ اگر وہ سن لے گا تو چوکنا ہو جائے گا۔

پھر انہوں نے آپ سے پوچھا تو فرمایا: ''اللہ کے ساتھ ذرہ بھر بھی شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، ناحق کسی کو قتل نہ کرو، ہاں جائز ہو تو کر سکتے ہو، کسی پر جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، کسی کو قتل کے لئے کسی حکمران کے پاس نہ لے جاؤ (یا یہ کہ اس کے پاس اس کی چغلی نہ کرو)، کسی پاکدامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ، اور اے یہودیو! خصوصاً تمہیں کہہ رہا ہوں کہ ''ہفتہ'' کے دن میں زیادتی نہ کرو۔''

یہ سن کر دونوں یہودیوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چوم کر عرض کی: ہم اعلان کرتے ہیں کہ آپ نبی ہیں، آپ نے پوچھا: تمہیں مسلمان ہو جانے سے کیا رکاوٹ رہی؟ کہنے لگے: حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد سے نبی ہوتے رہیں اور ہمیں اندیشہ رہا کہ کہیں یہودی ہمیں قتل نہ کر دیں۔''

یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی خامی دکھائی نہیں دیتی لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا حالانکہ صفوان بن عسال نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے۔

میں نے سنا کہ محمد بن عبید نے حضرت ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ سے پوچھا کہ امام بخاری و مسلم نے صفوان بن عسال کو کیوں چھوڑ دیا؟ کہا: کیونکہ ان تک پہنچنے والی سند میں گڑبڑ ہے۔

(یہاں حاکم کہتے ہیں) حضرت ابوعبداللہ نے اس سے مراد عاصم کی حدیث لی ہے جو زرّ سے روایت ہے کیونکہ ان دونوں حضرات نے عاصم بن بہدلہ کو چھوڑا ہے، رہے عبداللہ بن سلمہ مرادی (ہمدانی، جن کی کنیت ابوالعالیہ ہے) تو یہ حضرت علی و عبداللہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے، انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ سے روایت کی ہے جب کہ خود ان سے حضرت ابوالزبیر مکی کے علاوہ کئی تابعین نے روایت کی ہے۔

۲۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ''اللہ کی قسم، وہ شخص مومن نہیں ہو سکے گا، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ ایسا ہمسایہ ہے جس کی بدسلوکی سے اس کا ہمسایہ بچ نہ سکے۔ پوچھا گیا کہ یہ بدسلوکی کیا ہے؟ فرمایا: اس کا شرارت پھیلانا۔''

یہ حدیث صحیح ہے، دونوں حضرات کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں ہی نے اسے یوں نہیں لیا، انہوں نے حضرت ابوالزناد کے ذریعے حضرت اعرج اور ان کے ذریعے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت لی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہ جاسکے گا کہ جس کی بدسلوکی سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔''

(۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہوتا ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مومن وہ ہوتا ہے کہ لوگ جس سے اپنی جانیں اور مال بچاسکیں۔''

امام بخاری و مسلم اس حدیث کے اتنے حصے پر اتفاق کرتے ہیں: **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده** لیکن باقی زائد حصہ نہیں لیا حالانکہ یہ حصہ امام مسلم کی شرط پر پورا اترتا ہے تاہم دونوں ہی نے اسے نہیں لیا (پھر امام مسلم کی شرط پر اس حدیث میں کچھ اور زیادتی ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔)

(۲۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پورے ایمان والا وہ شخص شمار ہوتا ہے کہ مومن جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہوں۔''

حدیث کا یہ حصہ ایک اور زیادتی ہے جسے امام بخاری و مسلم نے نہیں لیا حالانکہ یہ ان دونوں کی شرطوں پر پورا اترتا ہے:

(۲۴) حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا: ''کیا میں تمہیں مومن کی نشانی نہ بتلادوں؟ یہ وہ شخص ہوتا ہے کہ لوگ جس سے اپنی جانیں اور مال بچاسکیں، مسلمان وہ ہوتا ہے کہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں، مجاہد وہ ہوتا ہے جو عبادت کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہوتا ہے جو غلطیاں اور گناہ چھوڑ دے۔''

حدیث کا اتنا حصہ اور زیادہ ہے جو امام مسلم کی شرط پر پورا اترتا ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا:

(۲۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن وہ ہوتا ہے، جس سے لوگ امن میں ہوں، مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں، مہاجر وہ ہوتا ہے جو برائی چھوڑ دے اور اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جنت میں وہ بندہ بھی نہیں جاسکے گا جس کا ہمسایہ اس کی بدسلوکی سے نہ بچ سکے۔''

حدیث کے اندر یہ صحیح الفاظ زیادہ ہیں اور اس حدیث کے متن میں ایسا کوئی راوی نہیں جس پر جرح (اعتراض) ہو لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا اور وہ الفاظ یہ ہیں:

(۲۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''کسی پر ظلم سے گریز کرو کیونکہ قیامت کے دن یہ رکاوٹیں کھڑی کرے گا، بدکلامی اور بداخلاقی سے بچے رہو، بخیلی کی عادت سے باز آؤ کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، اس نے انہیں تعلق توڑنے کی راہ دکھائی تو انہوں نے توڑ لیا، بخیلی کی راہ دکھائی تو بخیل

ہو گئے، گناہوں کے لئے تیار کیا تو تیار ہو گئے۔

اسی دوران ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اسلام کونسا بہتر ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی صورت یہ ہے کہ مسلمان تمہاری زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں۔ اس پر اسی شخص یا دوسرے آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ! بہتر ہجرت کونسی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ یہ کہ تم ہر اس چیز کو چھوڑ دو جسے تمہارا پروردگار پسند نہیں کرتا۔"

ہجرت دو طرح کی ہوتی ہے: شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت، دیہاتی کی ہجرت یہ ہے کہ اسے بلایا جائے تو بات مانے اور حکم ملے تو فرمانبرداری کرے جبکہ شہری کی ہجرت، آزمائش میں دونوں سے بڑھ کر ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی دونوں میں سے زیادہ ہوتا ہے۔"

امام بخاری و مسلم نے وہ مختصر حدیث ذکر کی ہے جو شعبی کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمرو نے بتائی ہے لیکن یہ حدیث نہیں لکھی جب کہ دونوں حضرات عمرو بن مرہ اور عبداللہ بن حارث نجرانی راوی کو لیتے ہیں، رہے ابوکثیر زبیر بن اقمر زبیدی تو انہوں نے حضرت علی اور عبداللہ سے روایت لی ہے جن سے بعد والوں نے لی اور بعینہ یہی حدیث اعمش کے نزدیک عمرو بن مرہ سے روایت ہے۔

(۲۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کسی پر ظلم کرنے سے گریز کرو" اور پھر پوری حدیث ذکر کر دی۔

یہاں حضرت عبداللہ بن عمرو کی طرف سے حدیث میں جو زیادتیاں ذکر کی گئی ہیں ان کے لئے امام مسلم کی شرط پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔

(۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بدخلق کو پسند نہیں کرتا، کسی پر زیادتی سے گریز کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن رکاوٹیں پیدا کرے گی، بخیلی سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی نے ابھارا تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے خون بہائے، اسی نے آپس کی رشتہ داریاں توڑیں اور اسی کی وجہ سے انہوں نے حرام کی گئی چیزوں کو حلال قرار دے لیا۔"

(۲۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کسی کو طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بدگوئی کرنے والا اور بدچلن و بدخلق شخص مومن نہیں ہو سکتا۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترنے والی اور صحیح ہے، انہوں نے اس حدیث کے سب راویوں سے روایت کی ہے لیکن اس حدیث کو نہیں لیا اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اعمش کے ساتھیوں کے ہاں موجود نہیں جبکہ اسرائیل بن یونس سبیعی ان میں سے بزرگ اور ان کے آقا ہیں اور اعمش کے ساتھ ان کے مشائخ میں ملتے ہیں

چنانچہ اکیلے ان کی روایت پر انکار نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کی ایک اور تائید بھی ملتی ہے جو یہ ہے:

(۳۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "ایسا شخص مومن نہیں ہو سکتا جو طعنے دیا کرے، کسی پر لعنت کیا کرے، بدکلام ہو اور بد خلق و بد چلن ہو۔"

امام بخاری و مسلم کی شرط پر پوری اترنے کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم نخعی کی طرف سے اس حدیث کے صحیح ہونے کے لئے ایک اور دلیل بھی موجود ہے جس کا ذکر ضروری ہے، خواہ اس کی سند امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری نہیں اترتی:

(۳۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مومن شخص طعنہ نہیں دیتا، بدکلام اور بد خلق نہیں ہوا کرتا۔"

اس روایت میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کو اگرچہ کمزور یادداشت والا گنا جاتا ہے تاہم وہ اسلام کے فقیہوں اور قاضیوں میں شمار ہوتے اور اس کے ساتھ ساتھ انصاری صحابہ و تابعین کی اولاد میں گنے جاتے ہیں۔

(۳۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص بُرا کام کرنے چلا اور کرتے وقت اسے بُرا بھی جانا اور نیک کام کر کے خوش ہوا تو وہ مومن ہوگا۔"

امام بخاری و مسلم نے اس حدیث کے سارے راویوں کو لیا ہے، یہ دونوں کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا، انہوں نے یہ حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں سے لی ہے، حدیث نبوی ہے: "جسے نیکی تو خوش کرے لیکن بُرائی بدمزہ کر دے تو وہ ضرور مومن ہوگا۔"

یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے:

(۳۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تمہیں نیک کام کرنے پر خوشی ہو اور بُرا کام بُرا لگے تو پھر تم مومن ہو۔ پھر پوچھا: یارسول اللہ! گناہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: جب تمہارے دل میں کسی کام کی وجہ سے کھٹکا ہو تو وہ کام گناہ ہوگا۔" علی بن مبارک اور معمر بن راشد نے یہ روایت یحییٰ بن ابی کثیر سے یونہی لی ہے۔

(۳۴) یہاں ایک حدیث حضرت علی بن مبارک کی ہے، حضرت ابوسلام رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا: ایمان کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "جب تمہیں نیکی کا کام خوش کر دے اور بُرا کام بُرا محسوس ہو تو تم مومن ہو گے۔"

(۳۵) یہ حدیثِ معمر کہلاتی ہے کہ حضرت ابوسلام رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "جسے نیکی کرنے پر خوشی ہو اور بُرے کام پر دکھ پہنچے تو ایسا شخص مومن ہوتا ہے۔"

یہ ساری کی ساری حدیثیں صحیح ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچتی ہیں نیز امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں۔

(۳۶) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی جگہ پر اترے تورات کے کسی حصے میں میں بیدار ہو گیا، یکا یک دیکھا تو لشکر میں میں نے اپنی سواری کے علاوہ کسی اور کا پچھلا حصہ لمبا نہ دیکھا، ہر ایک نے اپنی سواری کو زمین پر بٹھایا ہوا تھا، میں اٹھا اور لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر تک پہنچ گیا، دیکھا تو آپ وہاں موجود نہ تھے، میں نے اپنا ہاتھ بستر پر رکھا تو وہ ٹھنڈا تھا چنانچہ میں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہتا ہوا آگے گیا، آپ کو کہیں لے جایا گیا تھا، میں پورے لشکر سے گزر گیا اور، ایک سیاہ سا نشان دیکھا، میں نے پتھر پھینکا جو اس سیاہ نشان تک پہنچا، دیکھا تو حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے، اور ادھر ہمارے سامنے چکّی چلنے یا ہوا کی وجہ سے بھاگنے والے جیسی آواز آ رہی تھی چنانچہ ہم میں سے کچھ نے دوسروں سے کہا کہ اے بھائیو! صبح تک یہیں ٹھہرے رہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے تک رکے رہو چنانچہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہم وہاں رکے رہے پھر کسی نے آواز دی کہ یہاں معاذ بن جبل، حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عوف بن مالک موجود ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ نہیں ہیں، اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف تشریف لے آئے، ہم آپ کے ہمراہ ہو لئے، نہ ہم نے آپ سے کچھ پوچھا اور نہ انہیں کچھ بتایا، آپ اپنے بستر پر آ بیٹھے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے پروردگار نے آج رات مجھے کیا اختیار دیا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو وہ میری آدھی امت کو جنت میں داخل کرتا ہے یا پھر میں شفاعت کر سکتا ہوں جس پر میں نے شفاعت کا حق لیا ہے، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ ہمیں جنتیوں میں شمار کر لے، آپ نے فرمایا کہ شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہو گی۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا جب کہ دونوں حضرات کی شرطوں کے مطابق اس کے راوی پختہ لوگ ہیں اور اس میں کوئی خامی نہیں۔ حدیث کے الفاظ وھی لکل مسلم شفاعت کی حدیثوں میں نہیں ملتے۔

(۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک کسی قوم سے نہیں لڑے جب تک انہیں اسلام لانے کی دعوت نہ دی۔“

یہ حدیث حضرت ثوری رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح ہے لیکن امام بخاری اور مسلم نے اسے نہیں لیا، امام مسلم نے عبداللہ کے والد ابونجیح کو لیا ہے جن کا نام یسار ہے، وہ مکہ والوں کے غلاموں میں سے تھے۔

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ذریعے انہی الفاظ میں ملتی ہے جب کہ دونوں امام حضرت عبداللہ بن عوف کی حدیث لینے پر اتفاق کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ کو لکھا اور پوچھا کہ اسلام کی دعوت سے پہلے لڑائی کرنے کا کیا حکم ہے؟ جس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو مصطلق پر حملہ کیا تھا، آگے چل کر لکھتے ہیں کہ آپ نے لڑائی سے پہلے انہیں اسلام لانے کی دعوت

دے دی تھی۔

(۳۸) حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ نے حضرت ربیعہ بن عباد دوئلی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے منیٰ میں قریش کے ٹھکانوں میں دیکھا، فرما رہے تھے: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دے رہا ہے کہ اس کی عبادت کیا کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بناؤ'' راوی کہتے ہیں کہ آپ کی پچھلی طرف کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا کہ اے لوگو! یہ تمہیں کہہ رہا ہے کہ اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دو۔ اس پر میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ ابولہب ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کے شرطوں پر صحیح ہے، اس کے پورے راوی پختہ اور ٹھوس ہیں، شاید دونوں اماموں یا ان میں سے ایک کا خیال یہ ہے کہ حضرت ربیعہ بن عباد کے ہاں محمد بن منکدر کے علاوہ اور کوئی راوی موجود نہیں حالانکہ حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان نے بھی ان سے ہو بہو یہی حدیث روایت کر رکھی ہے۔

(۳۹) حضرت ربیعہ بن عباد دوئلی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دورِ جاہلیت میں ذوالمجاز نامی بازار کے اندر دیکھا تھا، آپ فرما رہے تھے: ''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تو نجات پا جاؤ گے۔ حضرت ربیعہ بتاتے ہیں کہ آپ نے بار بار یوں فرمایا، لوگ اکٹھے ہو کر آپ کے پیچھے تھے، یکایک دیکھا تو آپ کی پچھلی طرف ایک بھینگا، دو چوٹیوں والا اور بدشکل شخص یوں کہہ رہا تھا: یہ شخص فریبی اور جھوٹا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔''

میں نے اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کو راوی لیا ہے اور اس میں شیخین کی پیروی کی ہے کیونکہ انہوں نے انہیں راوی لیا ہے۔

(۴۰) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ اس دوران آپ کے پاس ایک بڑھیا آئی، آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے عرض کی کہ میں مزنی قبیلے سے ہوں اور نام جثامہ ہے، فرمایا: نہیں، آج سے تمہارا نام ''حسانہ'' ہے، بتاؤ: ہمارے بعد تم کیسے ہو، تمہارا حال کیا ہے اور گزر اوقات کیسے ہو رہا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، سب ٹھیک ہے۔ جب وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے اس بڑھیا پر بڑی توجہ دی ہے، کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ خدیجہ کے وقت یہ ہمارے ہاں آیا کرتی تھی چنانچہ ایسے لوگوں سے نباہ کرنا، ایمان میں داخل ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے چنانچہ دونوں امام اس کے راویوں کو بہت سی حدیثوں میں بناتے ہیں اور حدیث میں کوئی خامی نہیں ہے۔

(۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں جو انہیں یاد کر لے گا، جنت میں جائے گا، اللہ تعالیٰ خود اکیلا ہے تو اکیلی چیز کو پسند فرماتا ہے۔''

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ، الرَّحِیْمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوْسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَیْمِنُ، الْعَزِیْزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِیءُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِیْمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِیْعُ، الْبَصِیْرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِیْفُ، الْخَبِیْرُ، الْحَلِیْمُ، الْعَظِیْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّكُوْرُ، الْعَلِیُّ، الْكَبِیْرُ، الْحَفِیْظُ، الْمُغِیْثُ، وقال صفوان فی حدیثه: الْمُقِیْتُ، والیه ذهب ابوبكر محمّد بن اسحاق فی مختصر الصحیح. الْحَسِیْبُ، الْجَلِیْلُ، الْكَرِیْمُ، الرَّقِیْبُ، الْمُجِیْبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِیْمُ، الْوَدُوْدُ، الْمَجِیْدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِیْدُ، الْحَقُّ، الْوَكِیْلُ، الْقَوِیُّ، الْمَتِیْنُ، الْوَلِیُّ، الْحَمِیْدُ، الْمُحْصِی، الْمُبْدِئُ، الْمُعِیْدُ، الْمُحْیِی، الْمُمِیْتُ، الْحَیُّ، الْقَیُّوْمُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْاَوَّلُ، الْاٰخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِی، الْمُتَعَالِی، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّؤُوْفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِیُّ، الْمُغْنِیْ، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْهَادِی، الْبَدِیْعُ، الْبَاقِی، الْوَارِثُ، الرَّشِیْدُ، الصَّبُوْرُ

امام بخاری ومسلم نے یہ حدیث لی ہے جس کی سندیں صحیح ہیں لیکن نام ذکر نہیں کیے، دونوں اماموں کے نزدیک نام نہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ صرف ولید بن مسلم نے یہ لمبی حدیث بیان کی ہے جس میں نام دیئے ہیں اور ان کے علاوہ کسی اور نے نہیں دیئے میرے نزدیک یہ کوئی مجبوری نہیں ہے کیونکہ میرے علم کے مطابق حدیث کے اماموں میں ولید بن مسلم کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، سب کہتے ہیں کہ وہ پختہ راوی اور حدیث کے حافظ ہیں اور پھر حضرت شعیب کے ساتھیوں ابوالیمان، بشر بن شعیب، علی بن عیاش اور ان کے ہم عصروں سے زیادہ علم وبزرگی والے ہیں۔

۴۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں تو جو انہیں یاد کر لے گا، جنت میں جائے گا۔

اَللّٰهُ، الرَّحْمٰنُ، الرَّحِیْمُ، الاِلٰهُ، الرَّبُّ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوْسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَیْمِنُ، الْعَزِیْزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِیءُ، الْمُصَوِّرُ، الْحَلِیْمُ، الْعَلِیْمُ، السَّمِیْعُ، الْبَصِیْرُ، الْحَیُّ، الْقَیُّوْمُ، الْوَاسِعُ، اللَّطِیْفُ، الْخَبِیْرُ، الْحَنَّانُ، الْمَنَّانُ، الْبَدِیْعُ، الْوَدُوْدُ، الْغَفُوْرُ، الشَّكُوْرُ، الْمَجِیْدُ، الْمُبْدِیءُ، الْمُعِیْدُ، النُّوْرُ، الْاَوَّلُ، الْاٰخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْغَفَّارُ، الْوَهَّابُ، الْقَادِرُ، الْاَحَدُ، الصَّمَدُ، الْكَافِی، الْبَاقِی، الْوَكِیْلُ، الْمَجِیْدُ، الْمُغِیْثُ، الدَّائِمُ، الْمُتَعَالِی، ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، الْمَوْلٰی، النَّصِیْرُ، الْحَقُّ، الْمُبِیْنُ، الْبَاعِثُ، الْمُجِیْبُ، الْمُحْیِی، الْمُمِیْتُ، الْجَمِیْلُ، الصَّادِقُ، الْحَفِیْظُ، الْكَبِیْرُ، الْقَرِیْبُ، الرَّقِیْبُ، الْفَتَّاحُ، التَّوَّابُ، الْقَدِیْمُ، الْوِتْرُ، الْفَاطِرُ، الرَّزَّاقُ، الْعَلَّامُ، الْعَلِیُّ، الْعَظِیْمُ، الْغَنِیُّ، الْمَلِیْكُ، الْمُقْتَدِرُ، الْاَكْرَمُ، الرَّؤُوْفُ،

اَلْمُدَبِّرُ، اَلْمَالِكُ، اَلْقَدِيْرُ، اَلْهَادِي، اَلشَّاكِرُ، اَلرَّفِيْعُ، اَلشَّهِيْدُ، اَلْوَاحِدُ، ذُو الطَّوْلِ، ذُوالْمَعَارِجِ، ذُوالْفَضْلِ، اَلْخَلَّاقُ، اَلْكَفِيْلُ، اَلْجَلِيْلُ، اَلْكَرِيْمُ.

یہ حدیث حضرت ایوب اور ہشام سے روایت ہے جسے انہوں نے محمد بن سیرین اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے۔ یہ مختصر اور محفوظ ہے، اس میں زائد نام نہیں ہے یہ سارے نام قرآن میں ہیں۔ راوی عبدالعزیز بن حصین بن ترجمان پختہ ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے نہیں لیا، میں نے اسے پہلی حدیث کی تائید کے لئے لکھا ہے۔

(۴۳) بنو اسد کے ایک شخص نے حضرت زر سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بدفالی لینا شرک میں شامل ہے البتہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے پر بدفالی لینے کو دور کر دیتا ہے۔''

اس حدیث میں راوی عیسیٰ کو ابن عاصم اسدی کہتے ہیں، یہ کوفہ کے پختہ راوی تھے۔

(۴۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بدفالی لینا شرک میں شامل ہے ایسا شخص ہم میں شمار نہیں ہوتا لیکن اگر توکل کر لیا جائے تو انسان بدفالی سے بچ جاتا ہے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی پختہ ہیں لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔ عیسیٰ بن عاصم نے عدی بن ثابت وغیرہ سے بھی روایت کی ہے جن سے حضرت شعبہ، جریر بن حازم اور معاویہ بن صالح وغیرہ سے حدیث لی ہے۔

(۴۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کا نام لئے بغیر کسی اور کا نام لے کر قسم کھائے تو اس نے کفر کیا۔''

امام بخاری و مسلم کی شرطوں کے مطابق یہ حدیث صحیح کا مرتبہ رکھتی ہے، دونوں حضرات اس قسم کی سند کو لیتے ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں ایسی سند لی ہے لیکن کوئی خاص وجہ نہ ہونے کے باوجود انہوں نے اسے نہیں لیا۔

امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے کیونکہ وہ شریک بن عبداللہ نخعی کو لیتے ہیں۔

(۴۶) جب ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے سنا: ''ہر وہ قسم جسے اللہ کے بغیر کھایا جائے، شرک ہوتی ہے۔''

(۴۷) حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ آئے تو میں اور میرا ایک ساتھی موجود تھے، کہنے لگے: آؤ، تم میرے مقابلے میں جوان اور حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے ہو، وہ ہمیں لے کر چلے چنانچہ ہم حضرت نصر بن عاصم لیثی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، فرمایا کہ ان دونوں کو وہ حدیث سناؤ، انہوں نے کہا: مجھے حضرت عتبہ بن مالک رضی اللہ عنہ (یہ آپ کے قبیلہ میں تھے) نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے لئے چھوٹا لشکر بھیجا تو انہوں نے ایک قوم پر حملہ کیا، ان کا ایک آدمی نکل پڑا تو لشکر

کے ایک آدمی نے تلوار تان کر اس کا پیچھا کیا، اس نکلے آدمی نے کہا کہ قوم میں سے میں تو مسلمان ہوں، لشکری نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، اسے ضرب لگا کر قتل کر دیا۔ یہ بات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے کوئی سخت بات فرمائی جو قاتل تک پہنچ گئی چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو عین اس موقع پر اس قاتل نے عرض کی: یارسول اللہ قتل ہونے والے نے یہ بات قتل سے بچنے کے لئے کی تھی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ اس پر توجہ دی اور نہ اس کے آگے بیٹھنے والوں پر توجہ فرمائی بلکہ خطبہ جاری رکھا۔ اس نے دوبارہ عرض کی: یارسول اللہ! قتل ہونے والے نے قتل سے بچنے کے لئے یوں کہا تھا، آپ نے نہ اس پر توجہ دی اور نہ اس کے آگے بیٹھنے والوں کی طرف دیکھا اور خطبہ جاری رکھا۔ قاتل سے صبر نہ ہو سکا اور تیسری مرتبہ عرض کی کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم، قتل ہونے والے نے یہ بات صرف اس لئے کی تھی کہ قتل سے بچ جائے۔ اس پر آپ نے ناراضگی سے اس کی طرف دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ مومن کو قتل کرنے والے سے خوش نہیں ہے۔"

یہ وہ حدیث ہے کہ امام مسلم اس جیسی سند کو لیتے ہیں چنانچہ آپ نے نصر بن عاصم لیثی اور سلیمان بن مغیرہ کی روایت قبول کی ہے۔ رہے عقبہ بن مالک لیثی تو یہ صحابی تھے، اکیلے راوی کے طور پر ان کی حدیث اماموں کی کتابوں میں ملتی ہے اور پھر میں کتاب کی ابتداء میں بتا چکا ہوں کہ میں روایت کے صحیح ہونے پر ہر ایک صحابی کی روایت لوں گا۔

(۴۸) حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: "امابعد! ایسے شخص کا کیا بنے گا جو اس وقت کسی مسلمان کو قتل کر دے جب وہ کہہ رہا ہو کہ میں مسلمان ہوں۔ اس پر قاتل نے کہا: یارسول اللہ! قتل ہونے والے نے قتل سے بچاؤ کے لئے یہ بات کہی تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یونہی فرمایا، اس کی بات کو پسند نہیں فرمایا بلکہ چہرۂ انور پھیر لیا اور دو مرتبہ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ مسلمان کو قتل کرنے والے سے خوش نہیں ہے۔"

(۴۹) حضرت شیبہ حضرمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بتا رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین وہ چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں مسلمان کو اس جیسا نہیں کرے گا جس کا اسلام میں حصہ نہیں ہے جب کہ اسلام کی علامتیں یہ ہیں: روزہ، نماز اور صدقہ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے رخ پھیر لیا کہ اس کی جگہ کسی اور کا ذمہ نہیں لے گا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اگر میں ان چیزوں پر قسم کھاؤں تو امید ہے کہ گناہگار نہیں ہوں گا، اللہ تعالیٰ اس دنیا میں جس کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے تو قیامت کے دن بھی اس پر پردہ ڈالے گا۔"

اس پر حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب تم ایسی حدیث سنو جسے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہوں تو اسے یاد کر لو۔"

شیبہ حضرمی کو امام بخاری نے راوی لیا ہے اور اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت حضرمی نے حضرت عروہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے حدیث سنی تھی۔

یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے لیکن حضرت امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔

(۵۰) حضرت فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے اسلام کے مسائل بتا دیجئے جس پر آپ نے نماز، ماہِ رمضان اور نماز کے وقتوں کے بارے میں بتایا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے وہ وقت بتائے ہیں جن میں میں رکا ہوا ہوتا ہوں، مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس پر عمل کر سکوں، آپ نے فرمایا: اگر تم واقعی مصروف ہو تو "عصران" سے کوتاہی نہ کرنا، اس نے عرض کی: یہ عصران کیا ہے؟ یہ میری زبان کا لفظ نہیں ہے، فرمایا کہ نماز فجر اور عصر میں کوتاہی نہ کرنا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا، ایک اور روایت میں ایسے الفاظ ہیں کہ جنہیں دونوں حضرات نہیں لیا جن میں شریعت کی فائدہ مند باتیں موجود ہیں کیونکہ یہ عبدالعزیز بن ابی داؤد سے روایت ہے، انہوں نے علقمہ بن مرثد سے، انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے اور انہوں نے ابن عمر سے لیا ہے اور یہ دونوں کی شرط پر نہیں ہے، اس سند میں ہشیم بن بشیر پر داؤد بن ابی ہند کی طرف سے اعتراض ہوا ہے جو حدیث کو نقصان نہیں دیتا بلکہ اس کی تائید کرتا ہے۔

(۵۱) حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کچھ چیزیں بتائیں جن میں یہ بھی بتایا کہ پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھا کرو۔ میں نے عرض کی کہ ان وقتوں میں تو میں کاروبار کر رہا ہوتا ہوں لہٰذا کوئی ایسی پوری بات بتائیں کہ جسے کرلوں تو فرض ادا ہو جائے، اس پر فرمایا کہ "عصران" کی پابندی کرتے رہو، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری زبان کا لفظ نہ تھا لہٰذا میں نے پوچھا کہ "عصران" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک نماز سورج نکلنے سے پہلے والی ہے اور ایک سورج ڈوبنے سے پہلے والی۔"

ابوحرب بن ابوالاسود دیلی بڑے تابعی ہیں جو بڑے بڑے صحابہ سے ملتے رہے لہٰذا ان کا فضالہ بن عبید لیثی سے حدیث سننا ناممکن نہیں کیونکہ ہشیم بن بشیر حافظِ حدیث ہیں، خالد بن عبداللہ واسطی کتاب کے مصنف ہیں چنانچہ یہ حدیث ویسے ہی سمجھو جیسے امام مسلم نے کتاب الایمان میں حضرت شعبہ کی حدیث لی ہے جو عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے اور ان کے بعد محمد بن عثمان سے جنہوں نے اپنے والد سے لی۔

(۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسلام ایک روشنی ہے اور یوں ہے جیسے راستے میں منار کھڑا ہوتا ہے۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔ یہ محمد بن خلف عسقلانی سے روایت کی گئی ہے، امام بخاری نے حضرت ثور بن یزید شامی راوی کو لیا ہے۔ رہی خالد بن معدان کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت تو یہ ناممکن نہیں چنانچہ ولید بن مسلم نے بتایا کہ حضرت ثور بن یزید نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سترہ صحابہ کو ملا ہوں۔ یہاں کوئی خیال کر سکتا ہے کہ یہ روایت

بہت کم ملتی ہے تو ایسے شخص کو دونوں کتابوں میں دیکھنا ہوگا تاکہ اب کم ذکر ہونے والے متن مل سکیں جن کی صرف ایک سند ہے، وہ دیکھ کر حیران ہوگا، پھر دوسری روایتوں کو اسی پر قیاس کرلے۔

۵۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہوتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرتے وقت اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ دیا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ شریف کا حج کرو، لوگوں کو بھلائی کے بارے میں کہو اور برائیوں سے روکو، گھر والوں کو سلام کہا کرو اور جو ان چیزوں میں کمی کرے گا تو یوں ہوگا کہ اس نے گویا اسلام کا ایک حصہ چھوڑ دیا اور جو ان سب چیزوں کو چھوڑ دے گا تو گویا اس نے اسلام سے بے پرواہی برتی۔"

یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرح درست اور ٹھوس ہے۔

۵۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتادوں جو عرش کے نیچے جنت کے رحمت والے خزانے میں ہے؟ (تم یوں کہا کرو) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے پوری طرح سے فرمانبرداری کی ہے اور اسلام کو مان لیا ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے جس کا کوئی نقص سامنے نہیں آیا لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا اور پھر امام مسلم نے اس کے ایک راوی یحییٰ بن ابی سلیم کی روایت لی ہے۔

۵۵ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر دو شخص اسلام لاکر اسلام سے بے تعلق ہوجائیں تو دونوں میں سے ایک ظالم کے ظلم سے باز آنے تک اسلام سے خارج رہے گا۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔ عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید پختہ اور محفوظ راوی ہیں، سب نے ان کی ایک حدیث چھوڑ کر باقی کو لیا ہے جسے انہوں نے صرف اپنے والد اور شعبہ وغیرہ سے لیا ہے۔

۵۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زنا کرنے والا زنا شروع کرتا ہے تو اس کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ سایہ کی طرح خالی ہوجاتا ہے اور جب وہ اس سے الگ ہوتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے اور دونوں ہی نے اس کے راویوں کو بہتر جانا ہے۔

امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے:

۵۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص زنا کرے اور شراب پیے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کو یوں نکال دیتا ہے جیسے انسان گلے سے قمیص کو نکال دیتا ہے۔"

امام مسلم نے اس حدیث کے دو راویوں عبدالرحمٰن بن حجیرہ اور عبداللہ بن ولید رضی اللہ عنہما کو راوی مانا ہے، یہ دونوں شامی تھے۔

۵۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "حیاء اور ایمان دونوں ہی کو ایک دوسرے سے ملا دیا گیا ہے چنانچہ جہاں ان میں سے ایک نہیں ہوتا تو وہاں دوسرے کو بھی رہنے نہیں دیا جاتا"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، دونوں ہی نے اس کے راویوں کا اعتبار کیا ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ سے نہیں لیا۔

۵۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایمان والا پیار کیا کرتا ہے چنانچہ جو پیار نہیں کرتا اور نہ ہی اس سے پیار ہوتا ہے تو وہ اچھا انسان نہیں ہوتا"

یہ حدیث دونوں اماموں کے ہاں صحیح ہے، مجھے اس میں خامی نظر نہیں آئی لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔

۶۰ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے، کسی چیز کو اس کا شریک نہیں بناتا، نماز پر پابندی کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اور بڑے گناہوں سے بچتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام نے پوچھا کہ بڑے گناہ کون سے ہوتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کا شریک بنانا، جنگ کی بھیڑ سے بھاگ جانا اور کسی شخص کو قتل کر دینا۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی کمی نہیں لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۶۱ حضرت ہانی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو عرض کی: "یا رسول اللہ! کس بناء پر جنت لازمی ملتی ہے؟" آپ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ اچھی گفتگو کیا کرو اور لوگوں کو کھانا کھلایا کرو۔"

یہ حدیث بالکل درست ہے، اس میں خامی نہیں لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔ ان کے پاس خامی یہ ہے کہ ابن شریح کے علاوہ ہانی بن یزید کے پاس اور کوئی راوی نہیں ہے جبکہ میں نے کتاب کے شروع میں یہ شرط ذکر کی ہے کہ جب مشہور صحابی کا ہمیں مشہور تابعی کے علاوہ کوئی راوی نہ مل سکے تو ہم اسے لے لیں گے اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیں گے کیونکہ وہ ان دونوں کی شرط پر پوری اترے گی کیونکہ امام بخاری نے حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کی روایت لی ہے جسے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث یذهب الصالحون سے لیا ہے اور پھر حضرت قیس کی حدیث بھی لی ہے جسے حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ من استعملناه علی عمل حالانکہ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کے علاوہ ان کا اور کوئی راوی نہیں ہے، حضرت امام مسلم نے بھی حضرت ابومالک اشجعی کے والد اور حضرت مجزاہ بن زاہر اسلمی کے والد کی حدیثیں لی ہیں لہٰذا امام بخاری و مسلم پر لازم تھا کہ اپنی شرطوں پر حضرت شریح کے والد کی حدیث لیتے کیونکہ حضرت مقدام اور ان کے والد حضرت شریح رضی اللہ عنہما بڑے تابعین میں سے ہیں اور ہانی بن یزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جیسے آئندہ

حدیث میں موجود ہے۔

(۶۲) حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے بارے میں سنا کہ ابوالحکم کنیت رکھی ہوئی ہے، آپ نے فرمایا کہ ''حکم (فیصلہ کرنے والا) تو صرف اللہ ہے، تم نے یہ کنیت کیوں رکھی ہے؟'' انہوں نے کہا کہ جب میری قوم میں کوئی جھگڑا ہو جاتا ہے تو میں ان کا فیصلہ کراتا ہوں جس پر راضی ہو جاتے ہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا تمہارے بیٹے ہیں؟ حضرت مقدام نے عرض کی کہ شریح، عبداللہ اور مسلم ہیں۔ پھر پوچھا کہ ان میں سے بڑا کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شریح بڑا ہے۔ اس پر فرمایا کہ بس پھر تم ابوشریح ہو، چنانچہ ان کے اور ان کے لڑکوں کے لئے آپ نے دعا فرمائی۔

میں نے اپنی کتاب المعرفۃ فی ذکر المخضرمین میں حضرت شریح بن ہانی کا ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کر سکے چنانچہ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

(۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا○ تلاوت فرمائی تو انگلیاں دونوں آنکھوں پر رکھیں جب کہ دونوں انگوٹھے کانوں پر رکھے۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا، حضرت امام مسلم نے حضرت حرملہ بن عمران اور حضرت ابویونس کو لیا ہے جب کہ باقی سارے راویوں پر سب کا اتفاق ہے۔

(۶۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دجال سے بڑھ کر نہ کوئی فتنہ اس وقت ہے اور نہ قیامت تک ہوگا، ہر نبی اپنی قوم کو اس سے ڈراتا رہا ہے، میرے علاوہ اس کے بارے میں پہلے والے کسی نبی نے اتنا کچھ نہیں بتایا، اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ دونوں آنکھوں پر رکھ کر فرمایا: میں اعلان کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک آنکھ والا نہیں۔''

(۶۵) حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری حالت خراب تھی۔ آپ نے پوچھا: ''تمہارے پاس مال موجود ہے؟ میں نے عرض کی ہاں پھر پوچھا کہ کونسا مال؟ میں نے کہا: اونٹ، گھوڑے، غلام اور بکریاں سب کچھ ہے۔ اس پر فرمایا: جب اللہ تمہیں مال دے تو تم پر اس کا اثر نظر آنا چاہیے۔''

پھر فرمایا: کیا تمہاری قوم کی اونٹنیاں بچے دیتی ہیں جن کے کان صحیح ہوتے ہیں تو تم اُسترا لے کر ان کے کان کاٹتے ہو اور ان کا نام ''بحر'' رکھتے ہو، پھر انہیں چیرتے ہو (یا فرمایا ان کی جلد چیرتے ہو) اور ان کا نام ''حرم'' رکھتے ہو اور انہیں اپنے اور اپنے گھر والوں پر حرام کر لیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی ہاں۔ فرمایا: اللہ جو کچھ دے، وہ تمہارے لئے حلال ہے یاد رکھو! اللہ کی طاقت تم سے زیادہ ہے اور اللہ کی گویا سزا تمہاری طاقت سے زیادہ ہے۔'' (یعنی ایسے نہ کیا کرو)

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، اسے کوفہ کے محدثین کی ایک جماعت نے حضرت ابواسحٰق سے روایت کیا ہے پھر اُسے

ابوالاحوص سے روایت کرتے ہوئے ابوالزعراء عمرو بن عمرو نے ابواسحٰق سبیعی کی پیروی کی ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا کیونکہ مالک بن نضلہ جشمی کے ہاں ان کے بیٹے ابوالاحوص کے علاوہ کوئی اور راوی نہیں ہے۔ امام مسلم نے الملیح بن اسامہ اور انہوں نے حضرت اسامہ سے روایت کی ہے لیکن ان کے بیٹے کے علاوہ ان کا کوئی راوی نہیں ہے پھر یونہی ابو مالک اشجعی سے لی ہے جنہوں نے اپنے والد سے لی اور یہ روایت ان سب سے بہتر ہے۔

(۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے: فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ (جب اللہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی) کہ "اس سے پہاڑ کی قدر و قیمت معلوم ہو رہی ہے۔"

(۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ تلاوت فرمائی اور فرمایا: اللہ نے اتنا نور نکالا تھا، وضاحت کے لئے آپ نے ہاتھ سے خنصر انگلی کے آدھے حصہ کی طرف اشارہ کر کے بتلایا اور اسے حماد کے سینے پر مارا، پھر فرمایا کہ اس سے پہاڑ نیچے دھنس گیا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

(۶۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین ایسے شخص ہیں کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور انہیں دیکھ کر مسکراتا (خوش ہوتا) ہے (ان میں سے) ایک وہ ہے کہ جب دشمن کا گروہ سامنے آتا ہے تو وہ ان کی پچھلی طرف سے آ کر اللہ کے لئے لڑتا ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاری و مسلم نے اس کے راویوں کو تسلیم کیا ہے لیکن اس حدیث کو نہیں لیا بلکہ اس سلسلے میں انہوں نے حضرت ابوالزناد پھر اعرج اور پھر حضرت ابوہریرہ کی روایت لی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یضحك اللّٰه الی رجلین، یہ حدیث جہاد کے بارے میں ہے۔

(۶۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایسا شخص جنت میں نہ جا سکے گا جس کے دل میں ذرا سا بھی تکبر ہوگا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے پسند یہ ہے کہ میرا لباس نیا ہو یا سر پر تیل لگا ہو اور جوتا نیا ہو (راوی بتاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ چیزوں کا ذکر کیا) اور اپنے خوبصورت ڈنڈے کا ذکر کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: یہ تو خوبصورتی ہے، اللہ خود خوبصورت ہے اور خوبصورتی پسند فرماتا ہے، ہاں تکبر یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو اکڑ دکھائے اور لوگوں کو گھٹیا جانے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا حالانکہ اس کے راویوں کو معتبر جانتے ہیں۔

(۷۰) مسلم کی شرط پر اس حدیث کی تائید ملتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں خوبصورت لباس پہنوں تو کیا یہ بھی تکبر ہوگا؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی ہی کو پسند فرماتا ہے۔"

(۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو بلا کر جنت کی

طرف بھیجا اور فرمایا کہ اسے دیکھو اور وہ کچھ دیکھو جو ہم نے جنتیوں کے لئے بنا رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی، تیری عزت کی قسم، اس کے بارے میں جو بھی سنے گا، اس میں جانے کی خواہش کرے گا، پھر اس میں بُری چیزیں بھر کر اللہ نے فرمایا کہ اس کی طرف جاؤ اور دیکھو، وہ گئے اور عرض کی: تیری عزت کی قسم: مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی جانے کو تیار نہ ہوگا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں اماموں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے محمد بن عمرو سے لیا ہے اور اس میں الفاظ زیادہ ہیں۔

۷۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو جبریل کو حکم دیا کہ اسے جا کر دیکھو، وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر عرض کی کہ اس کے بارے میں جو بھی سنے گا، اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا، پھر اس میں نامناسب چیزیں بھر کر فرمایا کہ اب جا کر اسے دیکھو، انہوں نے جا کر دیکھا اور عرض کی: تیری عزت کی قسم، مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی نہ جائے گا، پھر دوزخ پیدا کر کے فرمایا: جبریل! جاؤ اور اسے دیکھو، انہوں نے جا کر دیکھا اور عرض کی کہ اس کے بارے میں سن کر کوئی بھی جانے کو تیار نہ ہوگا۔ پھر اللہ نے اس میں من پسند رکھ کر فرمایا کہ جا کر دیکھو، انہوں نے جا کر دیکھا اور عرض کی: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم، مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں ہر ایک ہی جائے گا۔"

۷۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: **فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا** اور بتایا کہ اللہ نے آسمان سے فرمایا: اپنا سورج، چاند اور ستارے نکالو اور زمین سے فرمایا کہ اپنی نہریں نکالو اور پھل ظاہر کرو چنانچہ دونوں نے عرض کی **اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ** (ہم تیرا حکم ماننے کو حاضر ہیں)"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا حالانکہ صحابی تفسیر ان کے ہاں معتبر ہوتی ہے۔

۷۴ حضرت مسلم بن یسار جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا: **وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** (اعراف: ۱۷۲) تو آپ نے فرمایا: میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا جس پر آپ نے فرمایا: "اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے اپنا داہنا قدرتی ہاتھ ان کی پیٹھ پر پھیرا جس سے ان کی اولاد نکل پڑی۔ فرمایا: انہیں میں نے جنت کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ یہ جنت میں جانے والے عمل کریں گے، پھر بایاں قدرتی ہاتھ لگایا تو ان سے ان کی اولاد نکالی، فرمایا: انہیں میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ یہ دوزخی کام کریں گے۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۷۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں موجود اولاد سے پکا عہد لینا تھا چنانچہ وہاں سے انہیں نکال کر آپ کے سامنے بکھیر دیا جو ذروں کی شکل میں تھے، پھر ان سے فرمایا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (اعراف: ۱۷۲،۱۷۳) (اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب بولے کیوں نہیں، ہم گواہ ہوئے، کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے، تو کیا ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا؟)

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا جبکہ امام مسلم نے حضرت کلثوم بن جبر کو راوی کے طور پر لیا ہے۔

(۷۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام فرمائی تو انہوں نے اونی جبہ پہنا ہوا تھا، اونی شلوار تھی، آستین اونی تھی، چادر اونی تھی اور جوتے اس گدھے کے چمڑے سے بنے تھے جسے ذبح نہیں کیا گیا تھا۔"

امام بخاری و مسلم نے حضرت سعید بن منصور کی حدیث کو لیا ہے اور راوی حمید وہ نہیں جو قیس اعرج کے بیٹے ہیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حمید بن اعرج کوفی منکر الحدیث ہیں جبکہ عبداللہ بن حارث نجرانی کو راوی لیا جاتا ہے اور صرف امام مسلم نے خلف بن خلیفہ کو لیا ہے۔ یہ حدیث تصوف اور علمِ کلام میں عظیم ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اونی لباس لازماً پہنا کرو کیونکہ یوں تم اپنے دلوں میں ایمان کی لذت محسوس کرو گے۔"

(۷۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کے دوران اس وقت فرمایا: جب آپ اپنے صحابہ کے قریب ہی سیر کر رہے تھے چنانچہ آپ نے بلند آواز سے یہ آیتیں پڑھیں: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ (حج: ۱،۲) (اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے، جس دن تم اسے دیکھو گے، ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پینے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشے میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے) اور جب آپ کے صحابہ نے اسے سنا تو سواریوں کو تیز کر دیا اور سمجھ گئے کہ آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ تمہارا وہ دن کیسا ہو گا؟ انہوں نے عرض کی کہ اللہ و رسول بہتر جانیں۔ فرمایا: یہ وہ دن ہو گا جب آدم کو آواز دی جائے گی تو ان کا رب انہیں بلا کر فرمائے گا۔ اے آدم! کتنے لوگوں کو جہنم میں بھیج دو، وہ عرض کریں گے کہ اس سے مراد

کیا ہے؟ اللہ فرمائے گا کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانویں جہنم میں بھیجو اور ایک کو جنت میں لے جاؤ۔ یہ سن کر صحابہ حیران رہ گئے اور ہنس نہیں سکے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو دیکھا تو فرمایا: عمل کرو اور خوش رہو، اس ذات کی قسم کہ محمد کی جان جس کے قبضے میں ہے، تم کو دو قسم کی مخلوق سے واسطہ پڑے گا، وہ جس میں بھی شامل ہوں گے ان کی تعداد بڑھا دیں گے، یاجوج ماجوج، اولادِ آدم میں سے ہلاک ہونے والے اور شیطان کی اولاد۔

اس پر وہ سارے خوش ہو گئے، فرمایا: عمل کرو اور خوش رہو، اس کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، لوگوں میں تم اتنے ہو گے جیسے جانور کے بازو میں داغ یا اونٹ کے پہلو میں نشان۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے پوری طرح ذکر نہیں کیا۔ میرے نزدیک اس کی وجہ ان کا یہ اندیشہ ہے کہ یہ مرسل ہو گی، حضرت حسن نے عمران بن حصین سے سنی۔ اس متن میں جو الفاظ زیادہ ہیں ان میں سے اکثر معمر کے نزدیک قتادہ سے روایت ہیں جنہوں نے اسے حضرت انس سے لیا۔ یہ شیخین کے نزدیک صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا، نہ ہی دونوں میں سے کسی ایک نے لیا ہے۔

۷۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت تری: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰی وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ۝ (حج ۱، ۲) تو آپ سفر کر رہے تھے چنانچہ اس کے بعد راوی نے ایسی ہی حدیث ذکر کی۔

۸۰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرمائے گا کہ اے آدم! وہ عرض کریں گے کہ میں حاضر ہوں اور آپ کی حمد کرتا ہوں، ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا کہ ایک ٹولی جہنم کو بھیجو پھر مختصر طور پر حدیث نقل کی اور آیت کے نازل ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ امام بخاری نے اسے حضرت عمر بن حفص سے اور انہوں نے اعمش اور اور امام مسلم نے ابوبکر سے اور انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔

۸۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مظلوموں کی بددعاؤں سے بچو کیونکہ یہ چنگاریوں کی طرح آسمان کو جاتی ہیں۔''

امام مسلم نے اس عاصم بن کلیب کو راوی لیا ہے جبکہ اس کے باقی راویوں کو شیخین لیتے ہیں اگرچہ انہوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

۸۲ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں

گا، اس میں فخر نہیں، اس دن جو بھی ہوگا، میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور رہائی چاہ رہا ہوگا، لواء الحمد میرے قبضے میں ہوگا، لوگ میرے ساتھ چلیں گے اور پھر میں جنت کے دروازے پر آ کر اسے کھولنے کے لئے کہوں گا، پوچھا جائے گا کہ کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ محمد ہوں، اس پر کہا جائے گا کہ ان کا آنا مبارک ہو اور پھر جب میں اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا''۔

یہ حدیث صفات و حالاتِ قیامت کے ساتھ ساتھ اللہ کی زیارت کے بارے میں ایک بڑی حدیث ہے اور امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

(۸۳) حضرت عبداللہ بن فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، وہ طائف میں اپنے باغ کے اندر تھے جسے ''وھط'' کہتے تھے، انہوں نے قریش کے ایک جوان کو اپنے پاس بلایا ہوا تھا، وہ نوجوان شراب پینے میں مشہور تھا، میں نے عبداللہ بن عمرو سے کہا کہ مجھے آپ کی طرف سے تین باتوں کا پتہ چلا ہے جنہیں تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا ہے کہ جو

(۱) شراب کا گھونٹ پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس صبح کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ یہ سن کر اس نوجوان نے حضرت عبداللہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور پھر واپس چلا گیا۔

(۲) اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہوتا ہے۔

(۳) جو شخص صرف یہ ارادہ لے کر گھر سے نکلے کہ وہ بیت المقدس میں نماز پڑھے گا تو گناہوں سے یوں نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا: اے اللہ! میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے ذمے وہ بات لگائے جو میں نے کہی ہی نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا، فرمایا: جو شخص تھوڑی سی شراب پی لے تو چالیس دن تک اس کی توبہ قبول نہ ہوگی، اب یہ یاد نہیں کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا: اگر پھر پی لے تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اسے جہنم کا کیچڑ پلائے۔

راوی کہتے ہیں: پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر اس پر اپنا نور ڈالا چنانچہ جسے اس دن اس نور میں سے کچھ نور مل گیا، وہ ہدایت پا گیا اور جو اس سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا اور میں اسی لئے کہتا ہوں کہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔

پھر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگی تھیں، جن میں سے دو انہیں دے دیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ انہیں تیسری بھی دے دی گئی ہوگی، انہوں نے اللہ سے وہ حکم مانگا جو اس کے حکم کے مطابق ہو، اللہ نے انہیں یہ دے دیا، انہوں نے ایسی حکومت مانگی کہ ان کے بعد کسی کو نہ ملے، اللہ نے یہ بھی پوری فرما دی اور پھر یہ سوال کیا کہ جو شخص یہ ارادہ لے کر نکلے کہ اس مسجد (بیت المقدس) میں نماز پڑھے گا، وہ گناہوں سے یوں نکل

جائے گا جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنا تھا، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کی یہ دعا بھی قبول فرمائی ہوگی۔"

امام روزاعی کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے ربیعہ بن یزید نے مقسلاط اور جاصعیر کے درمیان بتائی تھی۔ یہ حدیث صحیح ہے جسے ائمہ حضرات نے لیا ہے پھر امام بخاری و مسلم نے اس کے سارے راویوں کو مانا ہے لیکن اسے نہیں لیا تاہم یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔

(۸۴) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت سے مخلوق کو پیدا فرمایا اور فرمایا: یہ تو جنتی ہوں تو مجھے پرواہ نہیں اور یہ دوزخی ہوں تو پھر بھی مجھے پرواہ نہیں۔

اس پر صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! (اس کے لئے) ہم کونسا عمل کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: جو اللہ کے لکھے کے مطابق ہو۔ (نیک ہو)

یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاری و مسلم کا اس کے راویوں پر اتفاق ہے کہ وہ سارے معتبر ہیں، عبدالرحمٰن بن قتادہ قبیلہ بنوسلمہ کے صحابی تھے پھر دونوں حضرات نے حضرت زہیر بن عمرو کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت پر تسلیم کیا ہے حالانکہ ابوعثمان نہدی کے علاوہ ان کا دوسرا راوی نہیں ہے، یونہی امام بخاری نے حضرت ابوسعید بن معلی کی حدیث کو لیا ہے حالانکہ حضرت حفص بن عاصم کے علاوہ ان کا کوئی اور راوی نہیں ہے۔

(۸۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہر کاریگر اور اس کی بنائی چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔"

(۸۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہر کاریگر اور اس کی تیار کی ہوئی چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں اماموں نے اسے لیا نہیں۔ امام مسلم نے معمر کی خطا کے بارے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ معمر نے انہیں دو مرتبہ حدیث سنائی، ایک مرتبہ زہری سے اور ایک مرتبہ اپنے والد سے، حاکم لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک اس میں حرج نہیں کیونکہ صالح بن ابی الاخضر نے اپنی حدیث میں معمر بن راشد کی پیروی کی ہے جنہوں نے اسے عروہ سے لیا اور یہ صالح اگرچہ زہری کے ساتھیوں میں تیسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان جیسے راوی لئے جاتے ہیں۔

(۸۷) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ جھاڑ پھونک (دَم) ہم کیا کرتے ہیں اور یہ دوائیں جن سے ہم علاج کرتے ہیں، کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ دونوں بھی تو اللہ کے ہاں لکھی ہوئی ہیں۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کے ہاں صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔ امام مسلم نے معمر کی خطا کے بارے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ معمر نے انہیں دو مرتبہ حدیث سنائی، ایک مرتبہ زہری سے اور ایک مرتبہ اپنے والد سے حاکم لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک اس میں حرج نہیں کیونکہ صالح بن ابی الاخصر نے اپنی حدیث میں معمر بن راشد کی پیروی کی ہے جنہوں نے اسے عروہ سے لیا اور یہ صالح اگرچہ زہری کے ساتھیوں میں تیسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان جیسے راوی لئے جاتے ہیں۔

(۸۸) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم جھاڑ پھونک کرتے اور دواؤں سے علاج کرتے ہیں تو کیا یہ چیزیں اللہ کے لکھے کو ٹال سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی اللہ کے ہاں لکھی ہیں۔

(۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچا اور عرض کی کہ اے ماں! مجھے کوئی ایسی حدیث تو سنائیے جسے آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا فرمایا: ''پرندہ اللہ کے لکھے کے مطابق اڑتا ہے اور پھر آپ کو اچھی فال پسند تھی۔''

دونوں اماموں نے اس حدیث کے سارے راویوں کو معتبر جانا ہے البتہ یوسف بن ابی بردہ کو تسلیم نہیں کیا، میرے خیال میں انہوں نے انہیں کسی اعتراض اور کمزوری کی وجہ سے نہیں چھوڑا بلکہ ان کی حدیثیں بہت ہی کم ہیں۔

(۹۰) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک چار چیزوں کا اعلان نہ کردے:

- وہ یہ اعلان کرے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔
- یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں جس نے مجھے سچا بنا کر بھیجا ہے۔
- یہ کہ مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر یقین کرے۔
- یہ کہ اللہ کے لکھے کو دل سے مانے۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے۔ امام ثوری کے شاگردوں میں سے کسی نے اس روایت کو مختصر کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۹۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کی ہے۔

(۹۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ چار چیزوں کو دل سے مانے بغیر مومن نہیں بن سکتا:

- وہ یہ اعلان کرے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔
- یہ مانے کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔
- یہ مانے کہ اُسے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

○ وہ اللہ کی ہر لکھی ہوئی چیز پر ایمان لائے۔

(۹۳) حضرت جریر بن حازم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت کی حکمرانی اس وقت تک قائم رہے گی جب تک یہ بچوں اور تقدیر کے بارے میں باتیں نہ کریں گے۔''

یہ حدیث امام بخاری ومسلم کی شرطوں پر صحیح شمار ہوتی ہے، ہمیں اس کی کسی کمزوری کا علم نہیں لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

(۹۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری عادتیں ویسے ہی جدا جدا بنادی ہیں جیسے تمہاری روزی تمہیں بانٹ رکھی ہے، دنیا کا مال وہ ہر ایک کو دیتا ہے خواہ اسے پسند کرے یا نہ کرے البتہ ایمان کی دولت صرف اسے دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے جسے صرف احمد بن خباب مصیصی نے بیان کیا ہے اور یہ چیز ہماری اس کتاب کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے کہ کوئی خامی نہ ہوگی تو ہم پختہ لوگوں کی روایت لیا کریں گے اور یہاں ہم نے عیسیٰ بن یونس کے دو تائیدیں دیکھی ہیں، ایک تو اس کتاب کی شرط بنتی ہے اور وہ ابو قبیصہ کے بھائی سفیان بن عقبہ ہیں (روایت یوں ہے)

(۹۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک کو اخلاق دے رکھے ہیں جیسے تمہیں روزی تقسیم کردی ہے، اللہ جسے چاہے، روزی دیتا ہے اور اسے بھی جسے پسند نہیں کرتا البتہ ایمان صرف اسے دیتا ہے، جسے پسند کرتا ہے چنانچہ جب وہ کسی سے پیار کرنا چاہتا ہے تو اسے ایمان کی دولت دیتا ہے۔''

رہے دوسرے پیروکار جو اس کتاب کی شرط پر پورے نہیں اترتے اور وہ عبدالعزیز بن ابان ہیں۔

یہ حدیث مشہور ہے اور دو پیروکار حضرات کی وجہ سے صحیح ہے جو حضرت عیسیٰ بن یونس سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر حضرت زبید کی طرف سے حضرت ثوری کے پیروکار ہیں اور یہ حمزہ بن زیات ہیں۔

(۹۶) حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ کیا اسلام کی بھی کوئی انتہاء ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہوتی ہے۔ عرب وعجم کے جن لوگوں کے بارے میں بھی اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں اسلام پر لگادے گا اور پھر اس کے بعد فتنے ایسے برپا ہوں گے جیسے بادل چلتے ہیں۔''

رہی معمر کی حدیث تو وہ یوں ہے: اسی حدیث کو محمد بن راشد اور یونس بن یزید نے زہری سے لیا ہے:

(۹۷) حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا اسلام کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے؟ فرمایا: ''ہاں ہوتی ہے۔ عرب وعجم کے جن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں اسلام لانے کی توفیق

دیتا ہے اور اس کے بعد فتنے ایسے اٹھیں گے جیسے بادل چلتے ہیں۔"

یہ حدیث صحیح ہے، اس میں خامی نہیں لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے صرف اس لئے نہیں لیا کیونکہ حضرت کرز بن علقمہ سے صرف اکیلے حضرت عروہ راوی ہیں حالانکہ یہ صحابی ہیں جن کی حدیث ائمہ کرام کی سندوں میں لی جاتی ہے پھر میں نے حضرت علی بن عمر حافظ الحدیث سے فرماتے سنا تھا۔ حضرت امام بخاری و مسلم کو حضرت کرز بن علقمہ کی حدیث ھل للاسلام منتھٰی لینی چاہئے تھی کیونکہ اسے حضرت عروہ بن زبیر نے روایت کیا اور ان کے علاوہ حضرت زہری اور عبدالواحد بن قیس نے بھی لیا ہے۔

حضرت حاکم لکھتے ہیں: ابوالحسن کے مطابق اس پر واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت امام بخاری و مسلم دونوں ہی حضرت عتبان بن مالک انصاری کی حدیث پر اتفاق کرتے ہیں جن کے گھر میں رسول اکرم ﷺ نے نماز پڑھی تھی حالانکہ حضرت محمود بن ربیع کے علاوہ ان کے کوئی اور راوی نہیں ہیں۔

۹۸ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ: "اسے خوشی ہونی چاہئے جسے اسلام لانے پر راہنمائی مل گئی، اس کا گزارہ ہوتا ہو اور وہ صبر سے کام لے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

۹۹ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا: "آپ یہ دعا فرمایا کرتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔"

یہ حدیث حضرت امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا جبکہ اس کے ایک راوی حضرت عثمان بن شحام کو امام مسلم نے معتبر سمجھا ہے۔

۱۰۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! میں ایک رحمت ہوں جس سے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔"

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے کیونکہ دونوں حضرات مالک بن سعیر پر بھروسہ کرتے ہیں جبکہ کسی ایک پختہ راوی کو بھی پسند کیا جاتا ہے۔

۱۰۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں: "ہم قرآن اترنے سے پہلے کچھ عرصہ یوں رہے کہ ہم میں سے کسی کو ایمان کی دولت مل جاتی اور پھر حضرت محمد ﷺ پر سورت اترتی تو وہ اس میں بتائے گئے حلال و حرام کو یوں سیکھتا جیسے تم قرآن سیکھتے ہو اور اسے معلوم ہو جاتا کہ وقف کہاں کرنا مناسب ہے۔ راوی بتاتے ہیں کہ میں نے قرآن سیکھنے والے بہت سے آدمی دیکھے جو سورۂ فاتحہ سے قرآن کے آخر تک پڑھ جاتے ہیں لیکن انہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ قرآن انہیں کن چیزوں کا حکم دے رہا ہے اور کن

سے روک رہا ہے اور نہ ہی انہیں یہ پتہ ہوتا ہے کہاں ٹھہر جائے بلکہ وہ اسے بیکار کھجور سمجھ بے پرواہی کرتے ہیں۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی خامی بھی نہیں لیکن دونوں حضرات ہی نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۲ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ وہ چیزیں ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ بھی لعنت فرماتا ہے جبکہ ہر نبی کی دعا قبول ہوا کرتی ہے:

① اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔

② اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا۔

③ اللہ کے حکموں کو قابو میں لینے والا چنانچہ وہ اسے تو ذلیل کرے جسے اللہ نے عزت دی اور اسے عزت دینے کی کوشش کرے جسے اللہ نے ذلیل کرنا ہو۔

④ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال بنائے۔

⑤ میری عترت کے لئے وہ چیزیں حلال بتائے جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے۔

⑥ میری سنت چھوڑے۔''

اس حدیث کے راویوں میں سے حضرت امام بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی الموال کو لیا ہے۔ یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی خامی نہیں لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمد! یہ بتائیے کہ جنت کا پھیلاؤ تو زمین و آسمان تک ہے، بھلا دوزخ کہاں ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''تم نے رات کو تو دیکھا ہے جو ہر جگہ آتی ہے بھلا یہ بتاؤ کہ اللہ دن کہاں چڑھاتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو بس یونہی اللہ جو چاہتا ہے کرسکتا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی کمی نہیں لیکن ان دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پتہ نہیں کہ تبع نبی تھا یا نہیں، نہ ہی ذوالقرنین کے بارے میں جانتا ہوں کہ نبی تھا یا نہیں، نہ سزاؤں کے بارے میں جانتا ہوں کہ یہ سزا والوں کے گناہ مٹاتی ہیں یا نہیں۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح کہلاتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی کمزوری نہیں لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کرنا چاہا تو ان کی صورت بنا کر جب تک چاہا جنت میں رکھا، ابلیس ان کے گرد چکر لگایا کرتا اور جب اس نے اندر سے انہیں خالی دیکھا تو اسے پتہ چل گیا کہ یہ مخلوق اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے گی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور مجھے پتہ چلا ہے کہ انہوں نے مسلم کے علاوہ کسی اور کتاب میں اسے لیا ہوا ہے۔

۱۰۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لازمی طور پر تم لوگ پہلے لوگوں کے طریقے اپناؤ گے، وہ دونوں بازوؤں کی مقدار، ہاتھ بھر یا بالشت بھر کسی طرف جائیں گے تو تم ان کے طریقے پر چلو گے بلکہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں جانا چاہیں گے تو تم بھی ان کے ساتھ ہی داخل ہونا چاہو گے۔ اس پر صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ یہودی اور نصرانی ہوں گے؟ فرمایا: تو اور کون ہوسکتا ہے؟''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے لیکن دونوں اماموں نے ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں لیا۔

۱۰۷ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازے میں گئے اور قبر تک جا پہنچے، انہیں دفن نہیں کیا گیا تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد بیٹھ گئے، آپ کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھاتے، کبھی زمین کی طرف دیکھتے چنانچہ تین مرتبہ اوپر نیچے دیکھا اور پھر پڑھا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْقَبْرِ (اے اللہ! میں قبر کے بارے میں تیری پناہ چاہتا ہوں) پھر فرمایا: مسلمان شخص جب آخری وقت دنیا کو چھوڑ رہا ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ آجاتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے، پھر آسمان سے ایسے فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح چمکتے ہوتے ہیں، ہاتھوں میں جنتی کفن ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے چنانچہ وہ نظر پہنچے جتنی دور بیٹھ جاتے ہیں۔

اب موت کا فرشتہ کہتا ہے: اے مطمئن جان! نکل آؤ، اللہ کی بخشش اور خوشی تمہاری انتظار میں ہیں چنانچہ وہ آہستہ سے یوں نکلنے لگتی ہے جیسے مشکیزے سے قطرے نکلتے ہیں، وہ آسمانی فرشتے لمحہ بھر کے لئے بھی روح کو موت کے فرشتے کے ہاتھوں میں رہنے نہیں دیتے بلکہ اسے آسمان کی طرف لے اڑتے ہیں، پھر فرشتوں کے جس جمگھٹے سے بھی گزرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ وہ اس کا اچھا سا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے اور فلاں کا بیٹا ہے اور جب وہ اسے آسمان کے قریب لے جاتے ہیں تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر اگلے آسمان تک جاتے وقت اس کے ساتھ وہاں کے فرشتے شامل ہوجاتے ہیں اور یہ سلسلہ ساتویں آسمان پر جانے تک چلتا رہتا ہے، پھر کہا جاتا ہے کہ اس کا نام ''علیین'' کے دفتر میں لکھ لو، پھر اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ میرے بندے کو زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے ان لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ اسی زمین سے تمہیں پیدا کروں گا، اسی کی طرف واپس بھیجوں گا اور دوبارہ انہیں اسی سے اٹھاؤں گا چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے جہاں اس کے پاس فرشتے (منکر و نکیر) آکر پوچھتے ہیں: تمہارا پروردگار کون

ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اللہ، پھر پوچھتے ہیں کہ تمہارا دین کونسا ہے؟ وہ بتاتا ہے کہ اسلام، پھر کہتے ہیں یہ شخص کون ہیں جو تمہاری طرف آئے تھے؟ وہ بتائے گا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، پھر پوچھیں گے کہ تمہیں ان کے بارے میں کس نے بتایا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اسے سچا جانا چنانچہ آسمان کی طرف سے آواز آئے گی کہ اس نے سچ سچ بتادیا لہٰذا اس کے لئے جنت کا بستر لگا دو، جنتی لباس پہنا دو اور اس کا جنتی ٹھکانا بھی دکھا دو چنانچہ اس کی قبر کو کھلا کر دیا جاتا ہے اور اس تک جنتی خوسبوئیں پہنچنا شروع ہو جاتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے اور پھر انسانی شکل میں خوبصورت چہرے والا، خوبصورت کپڑوں والا اور خوشبودار انسان اس کے سامنے آجاتا ہے اور کہتا ہے: اس ملنے والی خوشی پر خوشیاں بناؤ کیونکہ یہی وہ دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ وہ پوچھے گا کہ تم کون ہو کیونکہ تمہارا چہرہ خوشیوں بھرا نظر آ رہا ہے؟ اس پر وہ انسان بتائے گا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ پھر وہ کہے گا: اے پروردگار! قیامت برپا کردے تاکہ میں اپنے گھر والوں اور مال و دولت کے پاس جا سکوں۔

یہاں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ (ابراهيم: ۲۷) (اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں)

رہا کافر تو آخری وقت سے پہلے جب وہ دنیا چھوڑ رہا ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے پھر سیاہ چہروں والے فرشتے اتر آتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں اور وہ نگاہ کی دوری پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب موت کا فرشتہ اسے کہتا ہے: اے گندی روح، نکل آ! کیونکہ اللہ کی سختی اور ناراضگی تمہاری انتظار میں ہیں چنانچہ اس کی روح پورے جسم میں پھیل جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی رگیں اور پٹھے یوں کٹ جاتے ہیں جیسے تر اونی کپڑا دندانوں والی سیخ سے نکالا جاتا ہے۔

وہ دور بیٹھے فرشتے اسے لمحہ بھر کے لئے بھی ملک الموت کے قبضے میں نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے لے کر آسمان کو اُڑ جاتے ہیں پھر فرشتوں کے جس گروہ کے قریب سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ یہ گندی روح کس کی ہے، دوسرے فرشتے اس کا بُرا نام لیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی ہے اور جب اسے آسمان پر لے پہنچتے ہیں تو اس کی خاطر اس کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام "سجّین" میں لکھ دو، پھر کہا جاتا ہے کہ میرے اس بندے کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ اس سے تمہیں پیدا کروں گا، اس میں واپس بھیجوں گا اور دوبارہ اسی سے اٹھاؤں گا چنانچہ اس کی روح کو پھینکا جاتا ہے جو اپنے جسم میں گھس جاتی ہے۔ اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ (الحج: ۳۱) (اور جو

اللہ کا شریک کرے، وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اُچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔)

راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اس کے پاس فرشتے آ کر پوچھتے ہیں: تمہارا پروردگار کون ہے؟ وہ کہے گا: مجھے معلوم نہیں چنانچہ آسمان سے آواز آتی ہے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لئے دوزخی بستر لگا دو، جہنمی لباس پہنا دو اور اسے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھا دو چنانچہ اس کی قبر تن کر دی جاتی ہے جس سے اس کی ہڈیاں ایک دوسرے میں پھنس جاتی ہیں اسے دوزخ کی بدبو اور گرمی پہنچنا شروع ہو جاتی ہے۔

اتنا کرنے کے بعد انسانی شکل والا ایک شخص اس کے سامنے آتا ہے، چہرہ خراب، کپڑے گندے اور بدبودار ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اس بُرے برتاؤ پر خوش رہو، یہی وہ دن ہے جس کے بارے میں تمہیں وعدہ دیا جاتا رہا ہے۔ وہ پوچھے گا کہ تم کون ہو، تمہارا چہرہ مجھے بُرا برتاؤ ہوتا دکھا رہا ہے چنانچہ وہ کہے گا میں وہی تمہارا گندا عمل ہوں جس پر وہ کہے گا: اے رب! قیامت برپا نہ کرنا۔"

۱۰۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث براء میں سے یہ حصہ بتانا چاہتے ہیں البتہ انہوں نے کہا: پہلے والے مومن شخص سے کہا جائے گا کہ ایسے سو جاؤ جیسے پرہیزگار سوتے ہیں اور کافر سے کہا جائے گا: ایسے سو جاؤ جیسے سانپ کا ڈسا ہوا سو جایا کرتا ہے چنانچہ زمین کے کیڑے مکوڑوں کا اس کے جسم میں حصّہ ہوتا ہے۔" (اسے کھاتے ہیں)

اسے حضرت سفیان بن سعید، حضرت شعبہ بن حجاج اور حضرت زائدہ بن قدامہ رضی اللہ عنہم نے حضرت اعمش سے لے کر روایت کیا ہے اور یہ سارے کے سارے امام اور حدیث کے حافظ ہیں۔

۱۰۹ حضرت براء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم جنازہ میں شامل ہونے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے اور قبر کے پاس پہنچے جہاں ابھی تک میت کو دفنایا نہ گیا تھا اور پھر باقی حدیث لکھی۔

۱۱۰ حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبر والی حدیث ذکر کی گئی ہے۔

۱۱۱ حضرت براء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "ہم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک انصاری کا جنازہ پڑھا، پھر انہوں نے قبر والی پوری حدیث ذکر کی۔"

یہ حدیث امام بخاری ومسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، دونوں حضرات نے حضرت منہال بن عمرو و ابوعمر زاذان کندی سے روایت کی ہے۔

اس حدیث میں اہلِ سنت کے لئے بہت سی فائدہ مند باتیں موجود ہیں جو بدعت کی جڑیں کاٹتی ہیں لیکن امام بخاری ومسلم نے پوری حدیث نہیں لی۔

اس بارے میں دونوں کی شرطوں پر ایسے ثبوت موجود ہیں جو اس کے صحیح ہونے پر دلیل بنتے ہیں۔

(۱۱۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن اور کافر کا ذکر فرمایا پھر قبر والی حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا۔'' اس کی اصلیت کا پتہ چلا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

یہاں کوئی شخص وہم کر سکتا ہے کہ جس حدیث کو ابوالحسین عبدالصمد بن علی بن مکرم بزار بغدادی نے لکھا، ان کے مطابق حضرت جعفر بن محمد بن کزال نے لکھا، ان کے مطابق ابوابراہیم ترجمانی نے لکھا، ان کے مطابق حضرت شعیب بن صفوان نے ذکر کیا، ان کے مطابق یونس بن خباب نے منہال بن عمرو سے ذکر کیا، انہوں نے زاذان سے، انہوں نے ابوالبختری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو بتاتے سنا تھا کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں شامل ہونے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے، قبر کے پاس پہنچے تو ابھی تک اسے دفنایا نہیں گیا تھا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور ہم ان کے گرد بیٹھے پھر حدیث ذکر کی جس کا سبب یہ حدیث ہے تو اس شخص کا یہ وہم صحیح نہیں کیونکہ یہاں ابوالبختری کا ذکر کرنا حضرت شعیب بن صفوان کا وہم ہے کیونکہ پختہ اماموں کا اس حدیث کی سند پر اجماع ہے کہ اسے یونس بن خباب نے منہال بن عمرو اور انہوں نے حضرت زاذان سے لیا ہے جب کہ انہوں نے اسے حضرت براء سے سنا تھا۔

(۱۱۳) حضرت عباد بن عباد کہتے ہیں کہ میں منیٰ میں منارہ کے پاس حضرت یونس بن خباب کے ہاں اس وقت پہنچا جب وہ کوئی واقعہ بتا رہے تھے، میں نے ان سے عذابِ قبر والی حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بتائی۔

(۱۱۴) مجھ سے ابوعمرو اسماعیل بن بجید بن احمد بن یوسف سلمی نے روایت کی، انہیں ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، انہیں ابوعمرو ضریر نے اور انہیں حضرت یونس بن خباب سے سن کر حضرت مہدی بن میمون نے بتائی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم کسی جنازے کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے، آپ ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لمبی حدیث ذکر کر دی۔

حضرت یونس بن خباب سے یہ صحیح حدیث محفوظ ہے چنانچہ حضرت منہال بن عمرو سے اسے ابوخالد دالانی، عمرو بن قیس ملائی اور حسن بن عبیداللہ نخعی نے روایت کی۔

رہی ابوخالد دالانی کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۱۱۵) حضرت ابوالعباس محمد بن یعقوب نے حضرت سری بن یحییٰ تمیمی سے، انہوں نے ابوغسان سے، انہوں نے عبدالسلام بن حرب سے اور انہوں نے حضرت ابوخالد دالائی سے سنی اور انہوں نے حضرت منہال بن عمرو سے سنی۔

رہی حضرت عمرو بن قیس ملائی کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۱۱۶) حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے حضرت احمد بن بشر مرثدی سے، انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی شیبہ سے، انہوں نے ابوخالد احمر سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن قیس سے سنی جنہوں نے حضرت منہال بن عمرو سے سنی تھی۔

رہی حضرت حسن بن عبید اللہ والی حدیث تو وہ یوں ہے۔

۱۱۷ حضرت ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزنی، انہوں نے حضرت محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، انہوں نے حضرت احمد بن یونس، انہوں نے حضرت ابوبکر بن عیاش اور انہوں نے حضرت حسن بن عبید اللہ سے سنی جنہوں نے حضرت منہال سے سنی اور یہ سب لوگ حضرت زاذان سے لیتے ہیں جنہوں نے حضرت براء سے روایت کی اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یونہی سنی تھی۔

یہ جتنی سندیں میں نے ذکر کی ہیں، امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہیں۔

۱۱۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: عین اس وقت جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بقیع میں پھر رہے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! کیا وہ کچھ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کی: بخدا یا رسول اللہ! میں نے کچھ بھی نہیں سنا۔ فرمایا: کیا تم قبروں والوں کو عذاب ہوتا نہیں سن رہے؟''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ سے اسے نہیں لیا بلکہ ان کا اتفاق حضرت شعبہ کی حدیث پر ہے جنہوں نے حضرت قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی، فرمایا: ''اگر تم مردوں کو دفن نہ کرتے ہوتے تو میں اللہ سے درخواست کرتا کہ تمہیں قبر کا عذاب ہوتا سنا دے۔''

۱۱۹ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے، آپ کو بخار تھا اور چادر لئے لیٹے ہوئے تھے، ہاتھ چادر پر رکھا تو اس سے گرمی محسوس ہوئی جس پر ابوسعید نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے، آپ نے فرمایا: ہم لوگوں کی آزمائش یونہی سخت ہوتی ہے اور اجر بھی دوگنا دیا جاتا ہے۔

پھر پوچھا: یا رسول اللہ! سخت آزمائش والے لوگ کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: انبیاء علیہم السلام پوچھا: ان کے بعد کون ہیں؟ فرمایا: علماء، پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ فرمایا نیک لوگ، ان میں سے کسی کو محتاج کر دیا جاتا ہے اور انہیں تن کا لباس بھی نہیں ملتا کہ پہن لیں، پھر جوئیں پڑ جاتی ہیں جو انہیں مار ڈالتی ہیں البتہ وہ ان مصیبتوں سے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ اتنی خوشی تمہیں کچھ ملنے پر نہیں ہوتی۔

مجھے یہ حدیث ابوالعباس نے بتائی جنہوں نے حضرت بحر سے سنی اور جو مسند میں ہے اور پھر فوائد میں سے حضرت ربیع نے بتائی چنانچہ میں نے ان دونوں کو جمع کر دیا ہے چنانچہ امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۲۰ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے سخت آزمائش کن کی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: انبیاء کی اور پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ دوسروں کی، اب اگر آدمی دینی لحاظ سے مضبوط ہے تو اپنے دین کے مطابق آزمائش میں گھرے گا جس کا دین جتنا مضبوط ہوگا، اتنی ہی آزمائش زیادہ ہوگی اور جس کا دین کمزور ہوگا، اس کی آزمائش بھی کم ہوگی۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے۔

اس حدیث کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے (جس میں کافی سندیں ہیں)

(۱۲۱) حضرت ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کن کی آزمائش سخت ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کی اور پھر درجہ بدرجہ کم مرتبہ لوگوں کی، بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر مضبوط دین والا ہے تو آزمائش سخت ہوگی اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہے تو اس کے دین کے مطابق آزمائش ہوتی ہے چنانچہ اس کی ایسی آزمائش ہوتی ہے جو زمین پر چلنے پھرنے کے دوران اس کا کوئی گناہ رہنے نہیں دیتی۔

(۱۲۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے ایک کی موت کسی سرزمین میں ہونا ہوتی ہے تو وہاں اللہ کوئی ضرورت پیدا فرما دیتا ہے اور جب وہ دور وہاں پہنچتا ہے تو اسے موت دے دیتا ہے چنانچہ زمین قیامت کے دن عرض کرے گی کہ اے پروردگار! یہ وہ کام تھا جو تو نے میرے ذمہ لگایا تھا۔''

حضرت امام بخاری و مسلم نے اس حدیث کے پورے راوی معتبر بنائے ہیں چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت عمر بن علی مقدمی کی روایت لی گئی ہے۔

(۱۲۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''جب تم میں سے کسی کی موت کسی زمین میں آنا ہوتی ہے تو اسے وہاں کی ضرورت پڑ جاتی ہے چنانچہ وہ وہاں پہنچتا ہے جو دور دراز کے سفر پر ہوتی ہے اور وہیں اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے چنانچہ قیامت کے دن وہ زمین عرض کرے گی کہ اے پروردگار! یہ لو جسے تو نے میرے اندر امانت رکھا تھا۔''

(۱۲۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں سے کسی کو موت آنا ہوتی ہے تو اسے وہاں جانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور اللہ وہاں اسے موت دے دیتا ہے چنانچہ قیامت کے دن زمین عرض کرے گی: اے پروردگار! یہ وہ امانت ہے جسے تو نے میرے سپرد کیا تھا۔''

(۱۲۵) حضرت مطر بن عُکامس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی موت کا فیصلہ کرتا ہے تو وہاں کے علاقے میں اس کے لئے کوئی کام پیدا کر دیتا ہے۔''

(۱۲۶) حضرت مطر بن عکامس عبدی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی سرزمین میں کسی شخص کی موت کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لئے وہاں ضرورت پیدا کر دی جاتی ہے۔''

امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر یہ حدیث صحیح ہے اور ان دونوں حضرات نے صحابہ کرام کی بڑی تعداد کے بارے میں روایت کا فیصلہ کرنے پر اتفاق کیا ہے جن میں سے ہر ایک کا راوی ایک ایک ہی ہے۔

(۱۲۷) حضرت ابو عزہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی سرزمین میں کسی کی روح قبض

کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے وہاں کوئی کام ضرور نکال دیتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے سارے راوی قابل بھروسہ ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوعزّہ کا اصل نام یسار بن عبد تھا اور وہ صحابی تھے، رہے حضرت ابوالملیح تو میں نے حضرت علی بن عمر حافظ الحدیث کو فرماتے سنا تھا۔ حضرت امام بخاری و مسلم پر لازم تھا کہ حضرت ابوعزّہ سے حضرت ابوالملیح کی روایت لیتے کیونکہ امام بخاری نے حضرت بریدہ سے حضرت ابوالملیح کی روایت لی ہے جب کہ ابوعزّہ کی حدیث کو پختہ حدیث کے راویوں کے ایک ٹولے نے لیا ہے۔

۱۲۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن دھوکا کھاتا اور بھولا بھالا ہوتا ہے جبکہ کافر دغاباز اور ذلیل ہوتا ہے۔''

۱۲۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن دھوکا کھانے والا اور سیدھا سادھا ہوتا ہے جبکہ کافر دھوکے باز اور ذلیل ہوتا ہے۔''

رہی یحییٰ بن ضریس کی حدیث تو اسے محمد بن حمید نے شامل کیا ہے۔ اس حدیث کو حضرت ثوری کے ساتھیوں نے لیا ہے لیکن بعد والوں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ رہے حجاج بن فرافصہ تو امام بخاری و مسلم نے انہیں نہیں لیا لیکن میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب سے سنا، انہوں نے حضرت عباس بن محمد دوری سے سنا، انہوں نے حضرت یحییٰ بن معین سے سنا کہ فرماتے تھے: حجاج بن فرافصہ کا کوئی اندیشہ نہیں اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ حجاج بن فرافصہ نیک بزرگ اور عبادت گزار تھے۔

۱۳۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن شخص دھوکا کھانے والا اور سیدھا سادھا ہوتا ہے جبکہ کافر دغاباز اور ذلیل ہوا کرتا ہے۔''

۱۳۱ حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا کہ اسی دوران حضرت وکیع بن جراح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں ان کے اور ان کے بیٹے کے سامنے ''کتاب الوصایا'' پڑھوں۔ میں نے کہا کہ جب میں منیٰ میں ہوں گا تو حدیث بتاؤں گا چنانچہ جب میں منیٰ میں تھا تو اپنی کتاب اٹھا کر اسے حدیث سنائی پھر زیارت کے لئے مکہ چلا گیا جہاں مجھے حضرت ابواسامہ ملے اور کہنے لگے: اے یمنی! تم سے اس رواسی غلام نے دھوکا کیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا دھوکا کیا ہے؟ انہوں نے کہا تم اس کے پاس اپنی کتاب اٹھا لے گئے اور اسے حدیث سنا دی۔ میں نے کہا: ہوسکتا ہے اس نے مجھ سے دھوکا کیا ہو، اس پر تعجب نہیں کیونکہ مجھے بشر بن رافع نے بتایا، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سنا، انہوں نے ابوسلمہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان والا شخص دھوکا کھاتا اور سیدھا سادھا ہوتا ہے لیکن کافر شخص دھوکا باز اور ذلیل ہوتا ہے۔''

(۱۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایماندار شخص دھوکا کھانے والا اور بھولا بھالا ہوتا ہے جب کہ کافر دغاباز اور ذلیل ہوتا ہے۔''

بہت سے اماموں نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور کچھ راویوں نے اس کی سند برقرار رکھی ہے رہے امام بخاری و مسلم تو انہوں نے حجاج بن فرافصہ اور بشر بن رافع کی روایت نہیں لی۔

(۱۳۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ناحق طور پر کسی عہد والی جان کو قتل کر دیتا ہے تو اسے جنت کی خوشبو نہ مل سکے گی حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھی جا سکتی ہے۔''

یہ حدیث حضرت امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں اماموں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۴) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: ''جو شخص ناحق طور پر کسی معاہدہ والی جان کو قتل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی خوشبو سونگھنا حرام کر دیتا ہے حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھی جا سکتی ہے۔''

(۱۳۵) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے عہد والی جان کو ناحق قتل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔''

حاکم کہتے ہیں: ہمارے شیخ ابوعلی حافظ، یونس بن عبید کی حدیث کو حکم بن اعرج سے لیتے ہیں تاہم جس بات سے دل مطمئن ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ سند اور ہے اور وہ سند دوسری ہے، یہ آپس میں ٹکراتی نہیں کیونکہ حماد بن سلمہ امام ہیں، پھر اس پر ان کی پیروی شریک بن خطاب نے بھی کی ہے جبکہ وہ اہلِ اھواز کے پختہ راویوں میں سے بزرگ شمار ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۱۳۶) حضرت علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک جھوٹا شخص امیروں کے پاس جا کر انہیں ہنسایا کرتا تھا، میرے دادا نے اس سے کہا: افسوس اے شخص! تم ان لوگوں کے پاس جا کر انہیں کیوں ہنساتے ہو کیونکہ میں نے صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اللہ کی رضا میں کوئی بات کرتا ہے اور جہاں تک وہ پہنچ جاتی ہے، اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے قیامت تک کے لئے اس پر خوش ہو جاتا ہے، یونہی ایک بندہ اللہ کی ناراضگی میں کوئی بات کر لیتا ہے اور وہ ایسے مقام تک پہنچ جاتی ہے جہاں اس کا وہم و گمان نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی بناء پر اس سے قیامت تک کے لئے ناراض ہو جاتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور حضرت مسلم نے حضرت محمد بن عمرو کو راوی لیا ہے۔

(۱۳۷) حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی ناراضگی کے موقع پر آدمی کوئی بات کر دیتا ہے اور جہاں تک وہ پہنچ جاتی ہے اس کے ذہن میں بھی نہیں ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس پر ناراضگی کا فیصلہ فرما دیتا ہے، یونہی ایک آدمی اللہ کے خوشی کے موقع پر ایک بات کر بیٹھتا ہے اور ہاں تک وہ پہنچے جاتی ہے، اس کے علم میں

بھی نہیں ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس کی خاطر اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے۔"

۱۳۸ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم میں سے کوئی اللہ کی رضا کے لئے کوئی ایسی بات کرتا ہے اور اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتی جہاں تک پہنچ جاتی ہے چنانچہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس پر راضی ہو جاتا ہے پھر ایک آدمی اللہ کی ناراضگی میں کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے اور جہاں وہ پہنچ جاتی ہے، اس کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔"

۱۳۹ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم میں کوئی اللہ کی خوشی کے موقع پر کوئی بات کرتا ہے اور وہ بات جہاں تک پہنچ جاتی ہے، اس کے خواب وخیال میں نہیں ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی بناء پر اس کے لئے قیامت تک رضا مندی لکھ دیتا ہے، یونہی اللہ کی ناراضگی کے لئے کوئی شخص ایک بات کرتا ہے جو وہاں تک پہنچ جاتی ہے جہاں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لئے ناراضگی لکھ دیتا ہے۔"

۱۴۰ حضرت علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ان کے ہاں سے ایک بھلا شخص گزرا، وہ اس وقت مدینہ کے بازار میں تھے، اس نے سلام کہا جس پر حضرت علقمہ نے کہا: اے فلاں شخص! تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے اور تمہارا حق ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا جانے تم ان مالداروں کے پاس جا کر کتنی باتیں کرتے ہو جبکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: تم میں سے کوئی اللہ کی خوشی کے دوران ایسی بات کہتا ہے جو وہاں پہنچ جاتی ہے جہاں اس کا خیال نہیں ہوتا اور پھر اسی کی بناء پر اللہ تعالیٰ قیامت تک اس پر اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے، یونہی اللہ کی ناراضگی کے موقع پر آدمی کوئی بات کر بیٹھتا ہے اور وہ وہاں تک پہنچ جاتی ہے جہاں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس پر ناراضگی لکھ دیتا ہے۔"

پھر حضرت علقمہ نے کہا: بُری بات ہے، دیکھو تو سہی کہ تم کیا کہہ رہے ہو، بہت سی کلام وہ ہے جسے میں نے حضرت بلال بن حارث سے سنا تو وہ میرے سامنے رکاوٹ بن گئی۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن عمرو سے اس کی روایت میں اختصار کیا ہے اور اس میں حضرت علقمہ بن وقاص کا ذکر نہیں کیا۔

۱۴۱ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کوئی بات ایسے موقع پر کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور وہ وہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتی، چنانچہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس پر خوش ہو جاتا ہے پھر ایک آدمی اللہ کی ناراضگی کے دوران ایسی بات کرتا ہے جو وہاں پہنچ جاتی ہے جہاں اس کا خیال بھی نہ تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ قیامت تک اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔"

حضرت حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت اس اجماع کو کمزور نہیں کرتی جس کا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں بلکہ مالک جیسے تابعی کی وجہ سے اسے طاقت دیتی ہے۔

(۱۴۲) حضرت حکیم کے والد بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اس شخص کے لئے جہنم ہے جو بات کرے تو جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنسائے، اس کے لئے دوزخ ہے، اس کے لئے دوزخ ہے۔''

اس حدیث کو حضرت سفیان بن سعید، دونوں حماد نامی حضرات، حضرت عبدالوارث بن سعید اور اسرائیل بن یونس نے حضرت بہز بن حکیم سے روایت کیا ہے، امام بخاری نے اسے بخاری شریف میں لیا ہے۔ یہ حدیث بلال بن حارث مزنی کی اس حدیث کے لئے تاکید ہے جسے ہم پہلے لکھ چکے ہیں، پھر حضرت سعید بن ایاس جریری نے حضرت حکیم بن معاویہ سے ذکر کیا ہے اور پھر حضرت ابوالتیاح ضبعی سے بھی ذکر کی گئی ہے جسے انہوں نے حضرت معاویہ بن حیدہ سے لیا ہے۔

(۱۴۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے فلاں شخص کو سنا ہے جو ذکر کرتا اور آپ کی بہتر ثنا کرتا ہے، آپ نے اسے دو دینار دے دیئے ہیں، جیسے فرمایا لیکن فلاں شخص یوں نہیں کہتا حالانکہ اس نے مجھ سے سو سے ایک سو دس لئے ہوتے ہیں، پھر فرمایا: ''تم میں سے کوئی میرے ہاں سے نکلتا ہے تو مجھ سے کچھ لے کر بغل میں چھپائے ہوتا ہے حالانکہ یہ آگ ہوتی ہے۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ انہیں دیتے ہی کیوں ہیں؟ فرمایا: کیا کروں، یہ لوگ مجھ سے مانگتے ہیں تو اللہ کو میری بخیلی پسند نہیں۔

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے اس انداز میں نہیں لیا۔

(۱۴۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ دو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کچھ مانگا، آپ نے انہیں دو دینار دیئے، وہ آپ کے بارے میں اچھے الفاظ بولنے لگے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''تاہم فلاں شخص یوں نہیں کرتا حالانکہ اسے میں نے دس سے سو تک دیئے ہوتے ہیں، وہ لے کر پھر بھی یوں نہیں کہتا پھر ایک شخص مجھ سے صدقہ لے کر بغل میں چھپائے نکلتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے آگ ہوتی ہے۔''

اس پر میں نے عرض کی: آپ اسے دیتے ہی کیوں ہیں جب کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ اس کے لئے آگ ہے۔ فرمایا: ''کیا کروں، وہ مجھ سے مانگنا ضروری سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ میری بخیلی پسند نہیں فرماتا۔''

رہے معتمر بن سلیمان رقی تو شیخین نے اسے نہیں لیا۔

حضرت امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن بشر رقی (اس حدیث کے ایک راوی) کی روایت لی ہے، ہاں یہ حدیث حدیث اعمش کے لئے کمزوری نہیں جسے انہوں نے ابوصالح سے لیا ہے کیونکہ یہ ایک اور سند سے اس کی تائید کرتی ہے۔

(۱۴۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ لعنتیں

کیا کرے۔''

۱۴۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہوتا کہ لعنت کرتا پھرے۔''

حضرت سالم کہتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضرت ابن عمر کو لعنت کرتے نہیں سنا۔

اس حدیث کو کئی اماموں نے حضرت کثیر بن زید سے روایت کیا ہے البتہ امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت کثیر بن زید سے نہیں لیا حالانکہ وہ بنو اسلم میں سے اہل مدینہ کے بزرگ تھے، کنیت ابو محمد تھی، میرے علم کے مطابق روایت میں ان پر اعتراض نہیں ہوا، دونوں حضرات نے اسے روایتوں کی کمی کی وجہ سے نہیں لیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو ہریرہ، ابو الدرداء اور سمرہ بن جندب سے روایت میں اسی حدیث کی مختلف الفاظ میں کئی تائیدیں ملتی ہیں چنانچہ امام بخاری و مسلم کے ہاں ایسی حدیث صحیح شمار ہوتی ہے۔

رہی حضرت ابو ہریرہ کی روایت تو وہ یوں ہے:

۱۴۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نہیں ہو سکتا کہ تم لعنت بھی کرو اور پھر صدیق (سچے) بھی بنو۔''

اسرائیل بن یونس نے ان کی پیروی کی ہے اور انہوں نے یہ روایت ابو حصین سے لی ہے جو یوں ہے:

۱۴۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایسا ممکن نہیں ہے تم لعنت بھی کرو اور پھر سچے بھی بنو۔''

رہی حضرت ابو الدرداء کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۴۹ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو بتاتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا: ''لعنتیں کرنے والے نہ تو گواہ بن سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کی شفاعت کر سکیں گے۔''

امام مسلم نے یہ حدیث انہی الفاظ سے لی ہے۔

رہی حضرت سمرہ بن جندب کی روایت تو وہ یوں ہے:

۱۵۰ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: کسی پر لعنت کے وقت اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور دوزخ کا نام نہ لو۔''

جو حدیثیں میں نے مختلف الفاظ میں اس باب کے اندر لی ہیں، ان سب کی سندیں صحیح ہیں۔

۱۵۱ حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ مہربان ہے تو مہربانی ہی پسند فرماتا ہے، بلند اخلاق دیکھنا چاہتا ہے تاہم گپ شپ پسند نہیں فرماتا۔''

۱۵۲ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ مہربان ہے اور مہربانی ہی کو پسند فرماتا ہے، بلند اخلاق چاہتا ہے لیکن فضول باتوں پر ناراض ہوتا ہے۔"

اس حدیث کی سندیں صحیح ہیں لیکن امام بخاری و مسلم نے انہیں نہیں لیا۔ حجاج بن قمری اہلِ مصر کے پختہ راوی ہیں اور محفوظ، انہوں نے اسے اس بنا پر نہیں لیا کہ ثوری نے ان پر اعتماد نہیں کیا۔

۱۵۳ حضرت طلحہ بن عبداللہ بن کریز خزاعی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مہربانی فرمایا کرتا ہے اور مہربانی کرنے ہی کو پسند فرماتا ہے، پھر مرتبے والے نیک کام پسند کرتا ہے تاہم فضول باتوں پر ناراض ہوتا ہے۔" (یا فرمایا کہ انہیں پسند نہیں فرماتا)

یہ حدیث اس حدیث کو کمزور نہیں کرتی جسے سہل بن سعد نے روایت کیا اور جس کے بارے میں میں نے پہلے کہا ہے کہ پختہ لوگوں سے الفاظ کی زیادتی قبول کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۴ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا جس نے طیالسی جبہ پہن رکھا تھا جس پر ریشم لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا یہ صاحب چاہتا ہے کہ ہر چرواہے اور اس کے بیٹے کو بلند مرتبہ کرے جبکہ ہر گھوڑ سوار اور اس کے بیٹے کو ذلیل کرے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراضگی میں کھڑے ہوئے اور اس کے گلے سے کپڑا پکڑ کر کھینچا اور فرمایا: کیا میں تم پر بے عقلوں والے کپڑے نہیں دیکھ رہا ہوں، پھر آپ واپس ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا: میں تمہیں وصیت لکھوا رہا ہوں، دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو ہی سے روکتا ہوں، روکتا تو شرک اور تکبر سے ہوں اور اس کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ ساتوں آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو دوسرے پلڑے میں رکھیں تو یہ ان دونوں سے بھاری ہو جائے گا اور اگر زمین و آسمانوں اور ان کے درمیان میں موجود چیزوں کا گول حلقہ بنایا جائے اور اس کے اوپر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو رکھ دیا جائے تو دونوں کو توڑ دے گا؟ پھر تم دونوں کو حکم دیتا ہوں کہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں الفاظ ہر شے کی نماز ہیں اور ہر ایک کو انہی کے ذریعے روزی دی جاتی ہے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن حضرت صقعب بن زہیر کی وجہ سے امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا کیونکہ یہ قابلِ بھروسہ نہیں اور کم حدیثوں والے ہیں۔

۱۵۵ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ محمد کے بغیر کوئی شخص بکریوں کے چرواہے کو کچھ زیادہ عطا کرنے والا نہیں دیکھا، پھر ان میں سے کچھ کا ذکر کیا۔

۱۵۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبیدہ اللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹھا تھا کہ اسی دوران خارجیوں کے

سر لائے گئے، جب بھی کوئی سر آتا تو میں کہتا کہ یہ جہنم کو جائے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھتیجے! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا ہے، فرمایا: ''اس امت کا عذاب اسی دنیا میں رکھا گیا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہے اور مجھے اس میں کوئی کمزوری دکھائی نہیں دیتی جب کہ دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا حالانکہ اس پر صحیح تائید موجود ہے:

۱۵۷ حضرت عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ ''میری امت کو دنیا ہی میں عذاب ہوگا۔''

۱۵۸ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں طاعون کا ذکر چھڑا تو ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم نے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ تمہارے بھائیوں کے لئے ایک جھٹکا ہے یا فرمایا کہ تمہارے دشمن جنّوں کی طرف سے جھٹکا ہے اور تمہارے لئے شہادت بنتی ہے۔''

یہ حدیث حضرت مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا، یونہی حضرت ابوعوانہ نے اسے ابوبلج سے لیا ہے۔

۱۵۹ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث ذکر کی ہے۔

۱۶۰ حضرت ابوموسیٰ بن قیس رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نرد کے ساتھ کھیلتا ہے تو وہ اللہ و رسول کی بے فرمانی کر رہا ہوتا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۱ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نرد کے بڑے مُہرے سے کھیلے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا۔''

یہ حدیث حضرت نافع کی حدیث کو کمزور نہیں کرتی اور نہ ہی اس میں نقص ڈالتی ہے کیونکہ حضرت یزید بن عبداللہ حضرت سعید بن ہند کی روایت کے مطابق حضرت نافع کی طرف سے تابع بنتے ہیں۔

۱۶۲ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں نرد کھیل کا ذکر ہوا تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا: جو شخص اس کے بڑے مُہرے کے ساتھ کھیلے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا بے فرمان ہوگا۔''

۱۶۳ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اللہ کی عبادت کے لئے سورج، چاند، ستاروں اور سایوں کا دھیان رکھتے ہیں۔''

بشر بن موسیٰ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حمیدی کے ہاں ان کی مسند میں نہیں ہے، یہ حدیث صحیح ہے، اس کے راوی

عبدالجبار عطار پختہ ہیں جب کہ امام مسلم و بخاری نے اس کے ایک راوی ابراہیم سکسکی پر بھروسہ کیا ہے اور جب حدیث یوں صحیح ثابت ہو تو اسناد بگاڑنے والے کا بگاڑ اسے نقصان نہیں دیتا۔

(۱۶۴) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بندے پیارے ہوتے ہیں جو لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور جو سورج اور چاند کا خیال کرتے ہیں۔''

یہ حدیث پہلی حدیث میں بگاڑ پیدا نہیں کرتی کیونکہ اس کے راوی ابن عیینہ حافظ اور پختہ ہیں اور ابن المبارک راوی بھی پختہ ہیں البتہ وہ ایسی سند لائے ہیں جو پہلی حدیث کا معنیٰ دیتی ہے۔

(۱۶۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے، فرمایا: ''اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ دو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ شریف کا حج کرو، عمرہ کرو پھر سنو اور حاکم کی پیروی کرو۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح کہلاتی ہے کیونکہ اس کے سارے راوی پختہ ہیں لیکن اسے انہوں نے نہیں لیا اس بچاؤ کی خاطر جو میں نے حضرت علی بن عیسیٰ کو کہتے سنا تھا کہ میں نے حسین بن محمد بن زیاد کو کہتے سنا کہ مجھے حضرت محمد بن رافع نے روایت کی، انہیں محمد بن بشر نے، انہیں عبیداللہ بن عمر عمری نے، انہیں حضرت یونس بن عبید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سن کر روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی آیا اور ان سے دینِ اسلام کے بارے میں پوچھا، عرض کی: اے امیر المؤمنین! مجھے دین سکھایئے انہوں نے فرمایا: تم یہ اعلان کر دو کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو، لازمی طور پر ہر کام دکھا کر کرو، چھپا کر نہ کرو، جس شے سے شرمساری ہو، اس سے بچو اور جب اللہ سے ملو تو کہہ دینا کہ مجھے یہ سب کچھ عمر بن خطاب نے بتایا تھا۔ اس پر حضرت حسن نے کہا: اے اللہ کے بندے! اس پر عمل کرتے جاؤ اور جب اللہ کے پاس جاؤ تو جو چاہو کہہ دینا۔''

قبانی کہتے ہیں: میں نے محمد بن یحییٰ سے کہا کہ محفوظ حدیث کونسی ہے؟ یونس کی جو حسن سے روایت ہے اور جسے انہوں نے عمر سے لیا یا ابن عمر سے لی ہوئی، نافع والی؟ انہوں نے کہا کہ حسن کی حدیث زیادہ بہتر ہے۔

حاکم کہتے ہیں: اللہ محمد بن یحییٰ پر راضی ہو کہ وہ جواب سے اس لئے کترائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی مخالفت نہ ہو: جس چیز میں شک پڑے اسے چھوڑ کر صحیح کو لے لو، اور اگر وہ دونوں حدیثوں میں غور کرتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ الفاظ میں اختلاف ہے اور یہ دونوں حدیثیں مسند ہیں اور روایت ہوئی ہیں اور حدیث امارۃ عبیداللہ کی یونس بن عبید سے حفاظت نہیں کرتی، اسے صرف دراوردی نے روایت کیا ہے۔ سعید بن عبدالرحمٰن جمحی پختہ اور محفوظ راوی ہیں، اسے ان سے محمد بن صباح کے علاوہ کسی نے روایت کیا ہے اور یہ خود پختہ اور محفوظ راوی ہیں۔

۱۶۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مجھے میرے باپ کی قسم'' اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے باپوں کی قسم نہ کھایا کرو کیونکہ جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائے گا تو گویا کسی کو اللہ کا شریک بنائے گا۔''

۱۶۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''باپ کی قسم کھائی'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھاتا ہے تو وہ شرک کرتا ہے۔'' پھر دوسرے نے کہا: کہ یہ شرک ہے۔

۱۶۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر قسم کھائے تو کافر ہو جاتا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری ومسلم کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ سے اسے نہیں لیا، میں نے اسے کتاب الایمان میں اس لئے درج کیا ہے کیونکہ اس میں ''شرک'' کا لفظ ہے جب کہ حضرت مصعب بن مقدام کی اسرائیل سے روایت میں ہے ''وہ کافر ہو گیا۔''

امام بخاری ومسلم نے یہ حدیث حضرت سالم، نافع اور عبداللہ بن دینار سے روایت کی ہے جنہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔'' اور یہ اس کے علاوہ ہے۔

۱۶۹ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''غیبت والے کو جھٹلانا اور حیاء کرنا، ایمان کی دو شاخیں ہیں جبکہ بیہودہ کلام اور ظلم کرنا، منافقت کی دو شاخیں ہیں۔''

یہ حدیث امام بخاری ومسلم کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۷۰ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء، ایمان کی علامت ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا جبکہ بیہودہ کلام کرنا ظلم ہوتا ہے اور ظلم دوزخ میں لے جائے گا۔''

امام مسلم کی شرط کے لئے دو تائیدیں ہیں:

۱۷۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء کرنا ایمان کی علامت ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا جب کہ بیہودہ کلام کرنا ظلم ہے جو دوزخ میں لے جائے گا۔''

۱۷۲ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے کامل مومن وہ ہوتا ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہو اور گھر والوں پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔'' اس روایت کے سارے راوی شیخین کی شرط پر پختہ ہیں لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا۔

۱۷۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ''اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ صفا پہاڑ کو ہمارے

لئے سونے کا بنا دے پھر ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا واقعی ایسا کر لو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے دعا کی تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو صبح تک یہ پہاڑ سونے کا بن چکا ہو گا لیکن اگر اس کے بعد کسی نے کفر کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ پوری دنیا میں کسی اور کو نہ دوں گا تاہم اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لئے توبہ اور رحمت کے دروازے کھول دیتا ہوں۔ اس پر آپ نے عرض کی ان کے لئے توبہ اور رحمت کے دروازے ہی کھول دے۔''

۱۷۴ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمہ بن کہیل سے اسی سند سے ایسی ہی روایت لکھی ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے تعلق رکھتی ہے جسے ثوری نے سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے تاہم امام بخاری و مسلم نے اسے بے مقصد گنا ہے، واللہ اعلم کیونکہ یحییٰ بن سلمہ بن کہیل کی طرف سے اس کی سند میں اختلاف ہے، کیونکہ وہ اپنے باپ کے بارے میں وہم رکھتے ہیں۔

۱۷۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ قریش نے کہا: اے محمد! اپنے رب سے دعا کیجیے کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دے، اس طرح ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا ایسا کر لو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں چنانچہ آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ان سے پکا وعدہ لے لو، دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کی مرضی پوری کر رہا ہے لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں تو صبح تک یہ پہاڑ سونے کا بن چکا ہو گا لیکن جو اس کے بعد کفر کرے گا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ جہان بھر میں کسی کو نہ دوں گا اور اگر آپ کی خواہش ہے تو میں ان کے لئے توبہ اور گریہ زاری کی راہیں کھول دیتا ہوں۔ اس پر آپ نے عرض کہ مجھے توبہ اور رحمت پسند ہے۔''

یہ وہم حضرت ثوری کی حدیث کو کمزور نہیں کرتا کیونکہ میں عمران بن جعد راوی کو تابعین میں نہیں سمجھتا، ہاں اسماعیل بن ابو خالد نے حضرت عمران بن ابی الجعد سے روایت کی ہے اور یہ تبع تابعی ہیں۔

۱۷۶ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص کوئی برا کام کر کے اسے ناپسند جانے اور نیکی کر کے خوش ہو تو وہ مومن ہو گا۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ سے اسے نہیں لیا۔ میں اسے اس سے پہلے جابیہ میں حضرت عمر کے خطبے دوران لکھ چکا ہوں۔

۱۷۷ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اے ابوذر! ہر جگہ پر اللہ سے ڈرو اور برا کام ہو جانے کے بعد نیک کام کرو تو اس گناہ کو مٹا سکو گے اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۷۸ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر پر جانے کا ارادہ کیا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ہدایت دیجیے۔ اس پر فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بناؤ۔ انہوں نے عرض کی: کچھ اور بھی ارشاد ہو، آپ نے فرمایا کہ جب کوئی غلطی کر بیٹھو تو اس کے بعد اچھا کام کرو، انہوں نے عرض کی: کچھ اور فرمائیے: فرمایا: درست راہ پر چلو اور اخلاق سے پیش آؤ۔''

یہ حدیث بصریوں کے مطابق صحیح سند والی ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔

۱۷۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ الآیۃ (نجم: ۳۲) (وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے) اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وہ یوں کہ بندہ گناہ کے کام پر تیار ہو جائے اور پھر توبہ کر لے۔''

وہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے اللہ! اگر تو بخشنا چاہتا ہے تو سب کو بخش دے، وہ کون سا بندہ ہے جو گناہ نہیں کرتا۔''

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کے مطابق صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا بلکہ انہوں نے حضرت طاؤس کی وہ حدیث لی ہے جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا: میں نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی جو گناہ کے قریب ترین ہونے والے شخص کا پتہ بتائے، ہاں ایسی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ابن آدم پر زنا کا حصہ رکھ دیا گیا ہے۔''

۱۸۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کے الفاظ اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے میں فرماتے ہیں، یہ وہ شخص ہوتا ہے جو گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ دیتا ہے، کیا تم نے کسی شاعر کا یہ شعر نہیں سنا؟

اے اللہ اگر تو بخشنا چاہے تو سب کو بخش سکتا ہے کیونکہ تمہارا ایسا کون سا بندہ ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔''

ایسی پابندی پہلی سند کو کمزور نہیں کرتی کیونکہ زکریا بن اسحٰق پختہ راوی ہیں۔ اس حدیث کو روح بن عبادہ نے زکریا سے لیا ہے اور میں اس کتاب کی شرطوں کے بارے میں لکھ چکا ہوں کہ صحابہ کی تفسیر لکھوں گا۔

۱۸۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''انکار کرنے والے کے علاوہ میرا ہر امتی جنت میں چلا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! انکار والا کون ہے؟ فرمایا: جو میرا نافرمان ہے، وہ انکار والا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا بلکہ اس کی ایک اور یہ سند بھی ہے جو ان کی شرطوں پر پوری اترتی ہے۔

۱۸۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم سب جنت میں چلے جاؤ گے ہاں وہ نہیں جائے گا جو انکار کرے اور اللہ سے یوں الگ ہو جائے جیسے اونٹ (گھر والوں سے) ایک طرف کو ہو جاتا ہے۔''

۱۸۳ حضرت ابوخالد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن یزید بن معاویہ کے ہاں پہنچے اور ان سے کوئی ہلکی پھلکی بات پوچھی جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھی ہو چنانچہ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک جنت میں چلا جائے گا لیکن وہ نہیں جائے گا جو اللہ سے یوں الگ ہو جیسے گھر والوں سے اونٹ الگ ہو گیا ہو۔''

۱۸۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک کو اس نے دنیا والوں میں بانٹا ہے چنانچہ وہ ان کے مرنے تک سب کے لئے کافی رہے گی جب کہ ننانویں اپنے دوستوں کے لئے بچا رکھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا میں بانٹی جانے والی اس رحمت کو ننانویں رحمتوں کے لئے قبضے میں لے رکھا ہے چنانچہ قیامت کے دن اپنے اولیاء کو یہ بھی دے کر سو پوری کر دے گا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔ حضرت عوف کے طریقے پر اس کی تائید ملتی ہے:

۱۸۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کے دن سو رحمتیں پیدا کیں جن میں سے ہر ایک کا پھیلاؤ زمین اور آسمان جتنا تھا چنانچہ ان میں سے ایک کو ساری مخلوق پر بانٹ دیا جب کہ ننانویں اپنے پاس رکھ لیں چنانچہ جب قیامت کا دن آئے گا تو یہ رحمت بھی واپس لے لے گا، یہ سو پوری ہو جائیں گی جو اس کے خاص بندوں کے لئے ہوں گی۔'' اس حدیث کی ایک اور تائید ہے جس کی تفسیر جندب بن عبداللہ نے کی ہے:

۱۸۶ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص آیا جس نے اپنی سواری بٹھا کر باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو وہ اپنی سواری کے پاس آیا، اسے کھولا اور اس پر سوار ہو کر اعلان کیا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی کو شریک نہ کر۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: بتاؤ، کیا کہو گے، کیا یہ شخص گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے وہ بات نہیں سنی جو اس نے کہہ دی ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں سن لی ہے۔ فرمایا: اس نے رحمت کا بڑا حصہ برباد کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے سو رحمت پیدا کی ہے جن میں سے ایک رحمت اتاری ہے جس کی وجہ سے پوری مخلوق آپس میں مہربانی کرتی ہے خواہ وہ جن ہوں، انسان یا مویشی ہوں جب کہ باقی ننانوے اسی کے پاس ہیں تو بتاؤ کیا یہ شخص گمراہ ہے یا اُس کا اونٹ؟''

۱۸۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بتاتے ہیں کہ فرمایا: ''حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے منہ میں اس اندیشے کی وجہ سے مٹی ٹھونس رہے تھے کہ کہیں وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہہ دے۔''

۱۸۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے تھے کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہہ دے جس کی وجہ سے اللہ اس پر رحم فرما دے۔'' (یا کہا

کہ اللہ کے رحم کے اندیشے سے)

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۸۹ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک نماز میں میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں عرض کرتے سنا: ''اے میرے اللہ! میرا مختصر حساب لینا پھر جب آپ واپس آئے تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ مختصر حساب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس کا اعمالنامہ دیکھ درگزر فرمائے گا کیونکہ اے عائشہ! اس دن جس کا حساب سخت ہوگا، وہ ہلاک ہو جائے گا اور مومن کو جو تکلیف بھی پہنچنا ہوگی، اللہ اسے اس سے دور کر دے گا چنانچہ کانٹا چبھنے کی بھی ہوگی تو دور ہوگی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح بنتی ہے تاہم شیخین نے اسے ان لفظوں کے ساتھ نہیں لیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ کی روایت سے حضرت ابن ابی ملیکہ کی حدیث پر اتفاق کیا ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا حساب سخت ہوگا، وہ عذاب میں قابو آ جائے گا۔''

۱۹۰ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سمجھ دار وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو ہلکا جانے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے جبکہ عاجز وہ ہوتا ہے جو مرضی کے کام کر کے اللہ سے امید لگائے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح بنتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۹۱ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔'' شیخین حضرت عبدالرحمٰن بن حمید کو لیتے ہیں۔ یہ حدیث غریب اور صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ راوی محمد بن عبدالعزیز زہری میں جہالت ہے۔

۱۹۲ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس امت کو تین گروہوں میں اٹھایا جائے گا، ایک وہ ہوں گے جو حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے، کچھ کا حساب مختصر طور پر لیا جائے گا اور پھر جنت میں چلے جائیں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جن کی پیٹھوں پر گرے ہوئے پہاڑوں کی طرح گناہ لدے ہوں گے چنانچہ جاننے کے باوجود اللہ ان سے پوچھے گا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ لوگ کہیں گے کہ تمہارے بندوں میں سے بندے ہیں، فرمائے گا کہ ان کا بوجھ اتار دو اور اسے یہودیوں اور نصرانیوں پر لاد دو اور میری رحمت کی بناء پر انہیں جنت میں لے جاؤ۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۹۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عین راستے میں ایک بچہ رکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ صحابہ کے ساتھ وہاں سے گزرے۔ بچے کی ماں نے لوگوں کو دیکھا تو ڈر گئی کہ کہیں وہ لتاڑ نہ دیا جائے چنانچہ دوڑ کر اسے اٹھایا اور میرا بیٹا، میرا بیٹا پکارنے لگی۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اپنے بیٹے کو جہنم میں بھی نہیں جانے دے گی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کو جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۹۴- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی گناہ کرلے تو کیا ہوگا؟ فرمایا: "اس کے کھاتے میں لکھ دیا جائے گا، انہوں نے عرض کی: پھر وہ بخشش مانگے اور توبہ کرے تو؟ فرمایا: اس کی توبہ قبول کر کے اسے بخش دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک تم نہ اکتاؤ۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۹۵- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورۂ نساء کی ابتداء سے لے کر اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ تک تیس آئتیں بڑے گناہ بتاتی ہیں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لہٰذا اس شرط پر اسے لانا ضروری تھا جو میں نے صحابہ کی تفسیر کے بارے میں لکھی ہے۔

۱۹۶- حضرت عبید بن عمر صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے مجھے روایت بتائی: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: "سن لو! اللہ کے اولیاء وہ نمازی ہوتے ہیں جو اپنے اوپر فرض کی گئی پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور اپنا روزہ یوں جانتے ہیں کہ وہ ان پر لازم تھا، ثواب کی نیت سے زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان بڑے گناہوں سے بچتے ہیں جن سے اس نے منع کیا ہوا ہے۔"

اس کے بعد ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ نو ہیں:

① اللہ کا شریک بنانا ② ناحق طور پر کسی مومن کو قتل کرنا ③ جہاد کے موقع پر بھاگ جانا ④ یتیم کا مال کھانا
⑤ سود کھانا ⑥ نیک عورت پر تہمت لگانا ⑦ مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا
⑧ بیت اللہ شریف میں خون بہانا حلال جاننا ⑨ اپنے قبلہ بیت اللہ کو زندگی اور موت میں حلال جاننا۔

پھر فرمایا: "جو شخص یہ کبیرہ گناہ نہ کرے، نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ دے تو وہ ایسے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا جس کے دروازے سونے کے کواڑوں والے ہوں گے۔"

۱۹۷- حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس (اور حضرت عبد اللہ بن عمرو) عنہم کی ملاقات ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے پوچھا: اللہ کی کتاب میں وہ کونسی آیت ہے جو تمہارے نزدیک امید دلانے والی ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمرو نے کہا (یہ ہے) یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ (زمر: ۵۳) (تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو)

انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمان امید والا ہے: رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمْ

تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ (بقرہ: ۲۶۰) (اے میرے رب! مجھے دکھادے تو کیوں کر مردے جلائے گا؟ فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کی: یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے) یہ چیز وہ ہے جو دلوں میں ہوتی ہے اور شیطان وسوسہ ڈالتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول سے خوش ہوا۔ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۹۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اپنے اچھے خلق کی وجہ سے ان لوگوں کا مرتبہ پالیتا ہے جو راتوں کو عبادت کرتے اور دنوں کے روزے رکھتے ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا جب کہ اس کی تائید امام مسلم کی شرط ملتی ہے:

(۱۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے خلق کی وجہ سے اسے روزہ نماز قائم کرنے والوں کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔''

(۲۰۰) عمر بن یونس کہتے ہیں کہ حضرت عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص مخزومی رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو بتایا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے ملے تو کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ہم مغیرہ کے بیٹے ہیں اور اس قوم سے تعلق ہے جن میں تکبر پایا جاتا ہے تو کیا آپ نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اس پر ابن عمر نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''جو بھی شخص اپنے آپ میں بڑا بنتا اور چال میں اکڑ دکھاتا ہے جب اللہ سے ملے گا، وہ اس پر ناراض ہوگا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۲۰۱) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت والوں کی پہچان نہ بتاؤں؟ یہ قابو میں ہوتے اور کمزور ہوتے ہیں جب کہ دوزخ والے اکڑ کر چلتے، تکبر سے چلتے اور غرور والے ہوتے ہیں۔'' یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۲۰۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کی بات سنائی، وہ فرماتا ہے: ''بڑائی میری چادر ہے تو جو اس سلسلے میں میرا مقابلہ کرے گا، میں اسے چور چور کر دوں گا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ سے نہیں لیا، ہاں امام مسلم نے اسے حضرت ابوہریرہ کے ذریعے حضرت اغرّ سے لیا ہے، الفاظ یہ نہیں لئے۔

(۲۰۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سواری کر لیتے، اونی لباس پہن لیتے، بکری کو رسی ڈال لیتے اور مہمان کے لئے سامان لے آتے۔''

(۲۰۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سواری کر لیتے، اونی لباس پہنتے، بکری کو رسی ڈالتے

اور مہمان کے لئے چیزیں لے آتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔ اس نے اسے اسی لئے یہاں ذکر کیا ہے کہ یہ بات ایمان میں داخل ہے۔

۲۰۵ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ہمت کے باوجود اللہ کے سامنے عاجزی کی خاطر پوشاک پہننا چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے لا کر اسے اختیار دے گا کہ ایمان کا جونسا لباس چاہو، پہن لو۔"

۲۰۶ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح ہمارے ساتھ تھے، سب لوگ "جوہڑ پر" پہنچے جب کہ حضرت عمر اپنی اونٹنی پر سوار تھے، آپ اترے، موزے اتارے، انہیں کندھوں پر رکھا اور اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کر اسے اس جوہڑ میں ڈال دیا۔

اس پر حضرت ابوعبیدہ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ بھی یوں کر رہے ہیں کہ موزے اتار کر انہیں کندھوں پر رکھ لیا ہے، اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کر اسے جوہڑ میں ڈال دیا ہے؟ مجھے اچھا نہیں لگتا کیونکہ شہر والے آپ کی عزت کرنے کو ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: افسوس! اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کرتا تو میں اسے امت محمد کے لئے عبرت ناک سزا دیتا۔ ہم ایک ذلیل قوم تھے، اللہ نے ہمیں اسلام کی دولت سے عزت دی چنانچہ جب ہم وہاں عزت والے بننا چاہیں، جہاں اللہ نے عزت نہیں دی تو اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے کیونکہ دونوں حضرات نے راوی ایوب بن عائذ طائی اور باقی راویوں کو لیا ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی تائید اعمش کی حدیث سے ہوتی ہے جو قیس بن مسلم سے روایت ہے:

۲۰۷ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آرہے تھے تو راستے میں انہیں فوجی لشکر ملے، آپ نے چادر اوڑھ رکھی تھی، موزے پہنے ہوئے تھے، پگڑی باندھی ہوئی تھی اور اپنے اونٹ کا سر پکڑ کر پانی میں داخل ہو رہے تھے، اس دوران کسی نے ان سے کہا: اے امیر المومنین آپ کو لشکر مل رہے ہیں اور شام کے پادری ملاقات کر رہے ہیں لیکن آپ کی حالت کیسی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا: ہم وہ قوم ہیں کہ اللہ نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی لہٰذا ہم اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے عزت حاصل کرنا نہیں چاہتے۔"

۲۰۸ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ فرمایا: "وہ شخص ہم میں شمار نہیں ہوگا جو ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کے حق نہ پہچانے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انہوں نے ایک راوی عبداللہ بن عمر یحصبی کو لیا ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۲۰۹) اس مشہور حدیث پر اگلی حدیث دلیل بنتی ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ "نیکی کرنے کو کہے اور برائیوں سے منع کرے۔"

(۲۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "برکت تم میں سے بڑے لوگوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۲۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اندیشہ ہے کہ تم دو کمزوروں کا حق ادا نہیں کرو گے۔ وہ یتیم اور عورت ہیں۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۲۱۲) حضرت ابوکثیر زبیدی رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، انہیں حدیث ملی تو حضرت ابوذر کو "جمرۂ وسطیٰ" (منیٰ میں درمیانی شیطان) پر ملے، لوگ انہیں گھیرے ہوئے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس یوں بیٹھا کہ میرے دونوں گھٹنے ان کے گھٹنوں سے ملے ہوئے تھے، میں وہ حدیث بھول گیا اور ہر وہ شے ذہن سے نکل گئی جو میں پوچھنا چاہتا تھا۔ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور اسے ذہن میں لانے لگا چنانچہ کہا: اے ابوذر! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ بندہ جسے کر کے جنت میں جا سکے۔ انہوں نے بتایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: "تم اللہ پر ایمان لاؤ" میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ایمان کے ساتھ کوئی عمل بھی ہے؟ فرمایا: اس میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دے رکھا ہے؟ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! اگر وہ کنگال ہو اور اس کے پاس کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: زبان سے اچھی بات نکالے۔" میں نے عرض کی کہ اگر وہ بولنے سے عاجز ہو اور اس کی زبان بات کو آگے نہ پہنچا سکے؟ فرمایا تو پھر کسی دبے ہوئے شخص کی مدد کرے۔ میں نے عرض کی اگر وہ کمزور ہو اور اس میں طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: کسی بے سمجھ کے لئے کام کرے۔ عرض کی کہ اگر وہ خود ایسا ہو تو کیا کرے؟ اس پر آپ نے غور سے مجھے دیکھا اور فرمایا: تم اپنے ساتھی میں کونسی چیز رہنے دو گے؟ فرمایا: ایسے لوگوں کو چھوڑ دے جو اسے تکلیف پہنچائیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ سب کچھ تو آسان ہے۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے: ان میں سے جو بھی کام بندہ اللہ کی رضا کے لئے کرلے گا تو وہ قیامت کے دن اسے تھام لے گا اور اس وقت تک اس سے الگ نہ ہو گا جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرالے گا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

(۲۱۳) حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "آخرت کے معاملے کے علاوہ ہر کام میں ڈھیل کی جا سکتی ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اُسے لیا نہیں۔

(۲۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونک دی تو اس کے ساتھ ہی انہیں چھینک آئی جس پر انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی حمد و ثناء کی جس پر ان کے پروردگار نے فرمایا: اے آدم! تم پر تمہارے پروردگار نے رحمت فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ہی حکم فرمایا کہ اے آدم! ان فرشتوں کے بیٹھے گروہ کے پاس جا کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہو، آپ نے جا کر یوں سلام کہا تو انہوں نے کہا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، آپ اپنے پروردگار کے پاس واپس آ گئے تو پروردگار نے فرمایا: یہ تمہارا، تمہاری اولاد اور آگے ان کی اولاد کا ''سلام'' ہوگا۔

اس کے بعد اللہ نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جسے چاہو، کھول دیتا ہوں، انہوں نے عرض کی کہ میں تو دائیں مٹھی کھولنا پسند کرتا ہوں مگر میرے پروردگار کی دونوں مٹھیاں ہی تو داہنی اور برکت والی ہیں، اللہ نے داہنی مٹھی کھولی تو اس میں سے یکا یک آدم اور ان کی اولاد نکل پڑی جس پر انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار! یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ نے فرمایا کہ تمہاری اولاد ہے پھر اچانک نظر پڑی تو آپ کو ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان اس کی عمر لکھی ہوئی دکھائی دی، پھر دیکھا تو ان میں سے ایک شخص سب سے زیادہ چمک دمک رہا تھا (یا فرمایا کہ ان میں سے زیادہ چمک دمک والا تھا) تاہم اس کی عمر صرف چالیس سال لکھی دکھائی دی جس پر عرض کی کہ اے پروردگار! اس کی عمر زیادہ فرما دے، اللہ نے فرمایا کہ اس کی عمر اتنی ہی مقرر کی گئی ہے، آپ نے عرض کی کہ میں اپنی عمر میں سے اسے ساٹھ سال دے دیتا ہوں، اللہ نے فرمایا کہ جیسے تمہاری مرضی۔

اس کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ جب تک چاہو، جنت میں رہو پھر اس سے آپ کو نکالا گیا تو آپ کو اپنی عمر یاد تھی۔ آخر کار ملک الموت ان کے پاس آئے تو حضرت آدم نے ان سے کہا: آپ نے جلدی کی ہے جبکہ میری عمر تو ہزار سال لکھی ہوئی ہے، اس نے کہا: بات تو ٹھیک ہے لیکن آپ نے اس میں سے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد کو دے دیئے تھے۔ اس پر آپ نے ملک الموت سے جھگڑا کیا چنانچہ آپ کی اولاد جھگڑالو بنی اور آپ بھولے تو آپ کی اولاد بھی بھولنے والی بنی اور پھر اسی دن سے ہمیں حکم ہو گیا کہ (معاملہ) لکھ لیا کرو اور گواہ بنا لیا کرو۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے کیونکہ انہوں نے اس کا راوی حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب لیا ہوا ہے اور صفوان کے علاوہ ان سے روایت کی ہے۔ میں نے صفوان کی حدیث ہی سے اسے لیا ہے کیونکہ میں نے روایت میں ان کے علاوہ کو شامل کیا ہے۔

اس کی تائید بھی ملتی ہے جو صحیح ہے:

۲۱۵ حضرت خالد احمر رضی اللہ عنہ نے داؤد بن ھند سے روایت لی، انہوں نے حضرت شعبی سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر یہی حدیث لکھی۔

۲۱۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل ہوں، موسیٰ علیہ السلام کلیم ہوں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کو دیکھیں؟''

یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

زیارتِ الٰہی کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس حدیث کی یہ تائید بھی ملتی ہے:

۲۱۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کی زیارت کی۔''

یہ تیسری تائید بھی ملتی ہے جو صحیح کا درجہ رکھتی ہے۔

۲۱۸ حضرت یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی، فرمایا: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کی زیارت کی۔''

۲۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''آپ نے اسے (جبریل کو) دوبار دیکھا تھا۔''

اس بارے میں شیخین نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باتوں پر بھروسہ کیا جو سیّدنا صدیق کی بیٹی ہیں، پھر حضرت ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ پر بھروسہ کیا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو (دومرتبہ) دیکھا تھا۔

یہ جتنی حدیثیں میں نے ذکر کی ہیں، سب کی سب صحیح ہیں۔ واللہ اعلم

۲۲۰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام کے لئے سونے کے منبر ہوں گے۔ وہ ان پر بیٹھے ہوں گے تاہم میرا منبر خالی ہوگا، میں اس پر نہیں بیٹھا ہوں گا (یا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا فرمایا) بلکہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوں گا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہوگا کہ مجھے جنت میں نہ بھیج دیا جائے اور میری امت میرے بعد کھڑی کی کھڑی رہ جائے چنانچہ میں عرض کروں گا۔ اے پروردگار! میری امت، میری امت۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! تم اپنی امت سے کیا سلوک چاہتے ہو؟ میں کیا برتاؤ کروں؟ میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! ان کا جلد حساب لے لے چنانچہ انہیں بلایا جائے گا اور ان سے حساب لیا جائے گا، ان میں سے کچھ تو اللہ کی رحمت کی بنا پر جنت میں چلے جائیں گے اور کچھ میری شفاعت کی وجہ سے، میں شفاعت کرتا چلا جاؤں گا اور یوں مجھے کاغذ پر لکھا ہوا اقرار نامہ دے دیا جائے گا جس میں ان لوگوں کے نام ہوں گے جنہیں جہنم میں بھیجا جا چکا ہوگا۔''

میں جہنم کے داروغے کے پاس آؤں گا جو مجھ سے کہے گا: اے محمد! آپ نے اپنی امت میں سے ایسا کوئی شخص نہیں

چھوڑا جس پر اللہ ناراض ہو سکے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے البتہ شیخین نے محمد بن ثابت بنانی کو راوی نہیں مانا کیونکہ ان سے تھوڑی حدیثیں ملتی ہیں شفاعت کے بارے میں یہ حدیث بہت اچھی ہے لیکن شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

۲۲۱ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر ٹھہرے، رات کے وقت میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میری سواری کے پیچھے والے حصے سے کوئی شے لمبی نہ تھی، ہر انسان اور اس کا اونٹ زمین کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے، میں لوگوں میں سے گزر کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر تک پہنچا، دیکھا تو آپ وہاں موجود نہ تھے، میں نے بستر پر ہاتھ لگایا تو وہ ٹھنڈا تھا، میں لوگوں کے درمیان سے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہیں لے جایا گیا ہے اور یوں میں لشکر سے باہر نکل گیا اور سیاہ سا نشان دیکھا، میں آگے بڑھا، پتھر پھینکا اور آخر اس سیاہ نشان تک جا پہنچا، یکا یک دیکھا تو وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ہمراہ ابوعبیدہ بن جراح تھے، اس کے علاوہ ہمارے آگے چکی جیسی آواز آ رہی تھی یا (فرمایا ست) رفتار چلنے والے کی آواز تھی جیسے ہوا تھپیڑے لگا رہی ہو چنانچہ ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ اے بھائیو! صبح ہونے تک یہیں ٹھہرو تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیں چنانچہ وہاں اتنی دیر ٹھہرے جتنا اللہ کو منظور تھا۔ پھر حضرت معاذ بن جبل، ابوعبیدہ اور عوف بن مالک کے بارے میں کسی نے آواز دے کر پوچھا کہ وہ یہاں موجود ہیں؟ ہم نے عرض کی: ہاں چنانچہ آپ تشریف لے آئے، ہم ان کے ساتھ چل پڑے، ہم نے ان سے کسی شے کے بارے میں نہ پوچھا اور نہ ہی انہوں نے کسی شے کے بارے میں بتایا، اسی دوران آپ اپنے بستر پر بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آج رات اللہ نے مجھے کیا اختیار دیا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانیں۔ فرمایا: اس نے مجھے اختیار دیا ہے کہ چاہوں تو آدھی امت جنت میں لے جاؤں یا پھر ان کے لئے شفاعت کر لوں جس پر میں نے شفاعت کرنا اختیار کر لیا ہے۔"

اس پر ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے لئے دعا فرمائیے کہ ہمیں بھی جنت والوں میں شمار کر لے۔ آپ نے فرمایا: شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انہوں نے اس کے ایک راوی سلیم بن عامر کو لیا ہے، رہے باقی راوی تو ان سب پر دونوں کا اتفاق ہے تاہم شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔ اسے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام بن سفیر نے قتادہ سے، انہوں نے ابوالملیح سے اور انہوں نے عوف بن مالک سے لیا ہے۔ رہی سعید کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۲۲۲ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، پھر باقی حدیث ذکر کر دی۔

۲۲۳ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور پھر لمبی حدیث ذکر کر دی۔ حضرت قتادہ کی یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔ یہی حدیث ابوقلابہ عبداللہ بن جرمی نے حضرت عوف بن

مالک سے روایت کی ہے:

۲۲۴ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور ایک جنگ میں شامل تھے، ایک رات پھر رہے تھے کہ دیکھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ پر نہ تھے، اونٹنی کو دیکھا تو اس نے اگلا حصہ زمین پر رکھا تھا، میں سوچ میں گم تھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دکھائی دیئے، ہم ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے، میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میری پچھلی طرف ہیں، پھر باقی حدیث ذکر کی۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر ابی قلابہ کی روایت سے صحیح ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عوف بن مالک سے روایت کی ہے جس کی سند شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

۲۲۵ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، حضرت عوف بتاتے ہیں کہ میں نے اپنی پچھلی طرف چکی کی رگڑ جیسی آواز سنی، دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، میں نے کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دشمن کے علاقے میں ہوتے ہیں تو آپ کے لئے کوئی چوکیدار ہوتا ہے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اللہ کی طرف سے آنے والا آیا ہے جس نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو آدھی امت جنت میں لے جاؤں یا پھر شفاعت کرلوں، میں نے شفاعت کرنا پسند کرلیا ہے۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ میری ہمت کو جانتے ہی ہیں لہٰذا مجھے ان میں شامل کرلیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان میں ہو، پھر حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم نے اللہ ورسول سے تعلق کی بنا پر اپنی قوم اور مال و دولت چھوڑا تھا لہٰذا مجھے بھی ان میں شمار کرلیں، آپ نے فرمایا: تم ان میں ہو۔

اس کے بعد ہم آگے چل کر فوج کے پاس پہنچے جو حملہ کرنے والے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، یوں معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے ان میں سے کوئی بھی کھڑا نہ تھا۔ اب فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے کوئی آیا ہے اور اس نے مجھے اختیار دیا ہے کہ چاہوں تو آدھی امت جنت میں لے جاؤں اور چاہوں تو شفاعت کرلوں، میں نے شفاعت کرنا پسند کرلیا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ان میں ہمیں بھی شمار کرلیں آپ نے فرمایا: یہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو شرک کئے بغیر فوت ہو۔"

۲۲۶ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ثقفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ثقیف کے وفد میں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں مدینہ میں آرہا تھا کہ مدینے کے راستے سے ہٹ کر دروازے پر سواریاں جا بٹھائیں، وہاں ہمیں جو بھی دکھائی دیتا ہمیں اس پر ناراضگی ہوتی پھر ہم (رسول اللہ کے پاس) اندر داخل ہوئے، سلام عرض کیا اور بیعت کی اور جب ہم وہاں سے نکلے تو جن کے ہاں سے نکل کر آئے تھے، ان کی بجائے وہاں کا ہر شخص ہمیں پیارا لگ رہا تھا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ نے اللہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی حکومت نہیں مانگی؟ آپ مسکرائے اور فرمایا: شاید تمہارا یہ صاحب اللہ کے ہاں سلیمان کی بادشاہی سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہوگا، اللہ نے جس بھی نبی کو بھیجا، اسے ایک دعا کا اختیار دیا چنانچہ ان میں سے کسی نے اسے دنیا کے لئے کیا تو وہ اسے دے دی گئی، کسی نے اپنی قوم کے خلاف دعا کر دی تو اس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے جب کہ مجھے بھی ایک دعا کا اختیار دیا جسے میں نے اللہ کے ہاں شفاعت کے لئے چھپائے رکھا تا کہ قیامت کے دن امت کے لئے دعا کر سکوں۔''

اس کے راوی علی بن ہاشم کو امام مسلم نے لیا ہے اور دوسرے راوی عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ثقفی صحابی ہیں جسے ہمارے اماموں نے اپنی مسندوں میں لیا ہے۔ رہے عبدالجبار بن عباس تو ان کی حدیث لی جاتی ہے اور ان کی حدیثیں کوفیوں میں گنی جاتی ہیں۔

۲۲۷ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے وہ کچھ دکھایا گیا جو میرے بعد میری امت کے ساتھ ہونے والا ہے کہ وہ ایک دوسرے کا خون بہائیں گے چنانچہ یہ اللہ کے ہاں پہلے ہی یوں لکھا ہے جیسے پہلی امتوں کے بارے میں لکھا ہوا ہے چنانچہ میں نے اللہ سے درخواست کی کہ قیامت کے دن میری ان کے بارے میں شفاعت منظور فرما لے، اس نے منظور فرمالی۔''

یہ حدیث شیخین کے ہاں صحیح سند والی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا جس کی وجہ ان کے ہاں یہ ہے کہ ابوالیمانؒ نے اسے دو مرتبہ بیان کیا ہے، ایک مرتبہ تو حضرت شعیب سے، انہوں نے حضرت زہری سے اور انہوں نے حضرت انس سے لیا جب کہ دوسری مرتبہ شعیب ابن ابی حسین اور حضرت انس سے لیا اور ہم نے ایسی حدیث کے بارے میں بتادیا ہوا ہے کہ اس میں کوئی خامی نہیں ہے۔

۲۲۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری خاص شفاعت امت میں سے بڑے بڑے گناہوں والوں کے لئے ہوگی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ میں ذکر نہیں کی بلکہ انہوں نے حضرت انس سے حضرت قتادہ والی حدیث لی ہے اور جس کا خیال یہ ہے کہ یہ حدیث کے الفاظ ہیں تو وہ وہم کرتا ہے کیونکہ اس شفاعت میں بدعتیوں کی جڑ کاٹی گئی ہے جو چھوٹے بڑے گناہوں میں فرق کرتے ہیں۔

۲۲۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔''

۲۳۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری خاص شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔''

(٢٣١) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہوگی۔''

شیخین نے زہیر بن محمد عنبری کو راوی لیا ہے اور حضرت محمد بن ثابت بنانی نے اس کی پیروی کی ہے اور اسے جعفر سے لیا ہے۔

(٢٣٢) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری شفاعت میری امت کے بڑے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔'' ابو جعفر بتاتے ہیں کہ حضرت جابر نے مجھے بتایا تھا کہ: اے محمد! جو کبیرہ گناہ والوں میں نہ ہو، اسے شفاعت کا کیا فائدہ؟

(٢٣٣) حضرت معاویہ بن معتب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو شفاعت کے بارے میں کیا کچھ فرمایا ہے؟ فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میرے خیال میں تم پہلے شخص ہو جس نے اس بارے میں مجھ سے پوچھا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے تمہیں علم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے لوگوں کا جنت کے دروازے پر اکٹھا ہونا میرے نزدیک میری مکمل شفاعت سے انہیں زیادہ بے قرار نہیں ہوگا، میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو خلوص سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اعلان کرتے ہیں، ان کا دل، ان کی زبان کی تصدیق کرتا ہوگا اور زبان، دل کی تصدیق کرتی ہوگی۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت معاویہ بن معتب مصری تابعین میں سے ہیں اور پھر امام بخاری نے مطلب کے غلام حضرت عمرو بن ابی عمرو کی حدیث حضرت سعید بن ابی سعید سے لی ہے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لی ہے، وہ بتاتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی شفاعت کی سعادت کسے ملے گی؟ اس حدیث کے الفاظ اور ہیں لیکن معنی تقریباً ایک ہے۔

(٢٣٤) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''ایسے لوگوں کو جہنم سے نکال لو جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور ان کے دلوں میں جو کے برابر بھی ایمان ہے (ان لوگوں کو جہنم سے نکال لو جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور ان کے دلوں میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے) انہیں دوزخ سے نکال لو جن لوگوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا یا میرا ذکر کیا یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اس میں سے ''جس سے میرا ذکر کیا یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا'' والے الفاظ نہیں لئے، حضرت ابو داؤد نے مؤمل کی روایت کو لیا ہے اور مختصر کیا ہے۔

(٢٣٥) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان لوگوں کو جہنم سے نکال

لو جو میرا ذکر کرتے رہے یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرے۔''

(۲۳۶) حضرت ابن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ فرمایا: میرے ایک امتی کی شفاعت سے بنوتمیم قبیلہ سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔''

یہ عبداللہ بن ابی الجدعاء مشہور صحابی ہیں جن کا مسندوں میں ذکر آتا ہے، وہ مکہ میں رہنے والے صحابی تھے۔

(۲۳۷) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا جن میں میں چوتھا تھا، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے سنا: ''میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنوتمیم کے لوگوں سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔'' وہ بتاتے ہیں: ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ شخص آپ کے علاوہ ہوگا؟ فرمایا: میرے علاوہ ہوگا۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں میں نے خود سنی تھی اور جب وہ چلے گئے تو میں نے پوچھا: یہ کون ہوں گے، صحابہ نے بتایا کہ یہ ابن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ ہوں گے۔''

یہ حدیث صحیح ہے امام بخاری و مسلم نے اس کے راوی حضرات کو لیا ہے، ایک راوی عبداللہ بن شقیق تابعی ہیں جن کی روایت لی جاتی ہے، شیخین نے اسے اس لئے چھوڑا ہے کہ یہاں صحابی سے ایک ہی تابعی نے روایت کی ہے۔

(۲۳۸) حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی دو شخص ایسے تین لوگوں کے پاس آتے ہیں جو بالغ نہیں ہوئے تھے تو الہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی مہربانی سے جنت میں لے جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! دو والوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: دو کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر فرمایا: میری امت میں سے ایسا شخص بھی ہوگا کہ جس کی شفاعت کی بناء پر قبیلہ مضر سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے اور میری امت میں سے ایک ایسا امتی بھی ہوگا جو جہنم سے اس طرح بڑھ جائے گا کہ وہ اس کے پہلو میں ہوگی۔'' یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ حارث بن اقیش کی روایت مسندوں میں لی جاتی ہے اور یہ انہی میں سے ہے کہ صحابی سے صرف ایک تابعی روایت کرتا ہے۔

(۲۳۹) حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک شخص جنت میں جائے گا اور قبیلہ مضر سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا۔''

(۲۴۰) حضرت کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام و خطیب ہوں گا اور سب کی شفاعت کروں گا اور اس میں فخر نہیں ہے۔''

(۲۴۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام و خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا، یہ فخر سے نہیں کہتا۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اس

کے اکیلے راوی ہیں اور ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا جب کہ پہلے لوگوں کے ہاں وہ ہمارے اماموں میں شمار ہوتے ہیں، پھر پختہ اور محفوظ ہیں۔

۲۲۲ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر بتاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص اسے دل کی گہرائیوں سے کہتا ہے اور پھر اسی عقیدے پر فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا اور نہ ہی یہ سند لی ہے، انہوں نے صرف حضرت محمود بن ربیع کی حدیث پر اتفاق کیا ہے جسے حضرت عتبان بن مالک نے لمبی حدیث سے لیا ہے اور جس کے آخر میں ہے: اللہ تعالیٰ نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے کو دوزخ پر حرام کر رکھا ہے اور پھر ان دونوں نے حضرت عثمان کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے: "جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو جانتے ہوئے فوت ہوا، وہ جنت میں جائے گا۔"

۲۲۳ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (ان کی روایتیں بہت کم ہیں) کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جسے یہ علم ہو کہ نماز پڑھنا اس پر یقینی طور پر لازم ہے تو وہ جنت میں چلا جائے گا۔"

۲۲۴ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر ان کے بیٹے حضرت سالم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

(۱) والدین کا بے فرمان (۲) بے غیرت شخص اور (۳) عورت کا روپ دھارنے والا

۲۲۵ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین شخص جنت میں نہیں جا سکیں گے:

(۱) والدین کی بے فرمانی کرنے والا (۲) بے غیرتی کے کام کرنے والا (۳) عورتوں کی شکل وصورت بنانے والا

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۲۲۶ حضرت نواس بن سمعان (صحابی) رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کی مثال بیان کی کہ ایک راستے کے دونوں کناروں پر دیواریں ہیں جن میں دروازے کھلے ہیں، دروازوں پر پردے لٹکے ہیں اور راستہ پر ایک بلانے والا بلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے لوگو! سب مل کر راستہ پر چلو، ٹیڑھے مت جاؤ، راستہ پر ایک اور آواز دیتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے، برباد ہو جاؤ، اسے مت کھولو کیونکہ اگر اسے کھولو گے تو اس میں جا پڑو گے چنانچہ راستہ، اسلام ہے، پردے، اللہ کی سزائیں ہیں، کھلے دروازے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، راستہ کے اوپر آواز دینے والی اللہ کی کتاب ہے اور اوپر سے آواز دینے والا اللہ کا واعظ ہے جو ہر مسلمان کے دل کو نصیحت کرتا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، میرے نزدیک اس میں نقص نہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۲۴۷ حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جب مومن کو بخار ہوتا ہے تو یوں سمجھو کہ وہ لوہا ہے جو آگ میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کی میل اتر جاتی ہے اور وہ صاف ستھرا رہ جاتا ہے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا اور میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی عبدالحمید ایک ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔

۲۴۸ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخار کی حالت میں اپنی کسی بیوی کے پاس گئے تو فرمایا: اے ام ملدم (بخار) اس پر ایک عورت نے کہا: ہاں، اللہ اس پر لعنت کرے، فرمایا: اسے لعنت نہ کرو کیونکہ یہ بنو آدم کے گناہ یوں دھو دیتا ہے (یا فرمایا کہ دور کر دیتا ہے) جیسے بھٹی لوہے کی میل دور کر دیتی ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اس میں نقص نہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

تین دوست

۲۴۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوست تین چیزیں ہوتی ہیں:

(۱) ایک دوست کہتا ہے کہ جو کچھ تم نے راہِ خدا میں دے دیا، وہ تیرا ہے اور جو روک لیا، وہ تیرا نہیں اور یہ تمہارا مال ہوتا ہے۔

(۲) ایک دوست وہ ہے جو کہتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ بادشاہ کے دروازے تک رہوں گا پھر تجھے چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا، یہ تمہاری بیوی اور قبیلہ ہے جو قبر تک تمہارے ساتھ جاتے ہیں اور پھر تمہیں چھوڑ کر واپس چلے جاتے ہیں۔

(۳) ایک دوست وہ ہے جو کہتا ہے کہ تم جہاں جاؤ اور آؤ میں تمہارے ساتھ ہوں، یہ تمہارا عمل ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ بخدا تم ان تینوں میں سے میرے کام آنے والے ہو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا جب کہ حجاج بن حجاج کو راوی لیا ہے۔

۲۵۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا: "مومن کی موت کے بعد تین چیزیں رہ جاتی ہیں: اس کی بیوی، اس کا مال اور اس کا عمل جن میں سے دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے، اس کی بیوی اور مال تو پیچھے رہ جاتے ہیں لیکن اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔

۲۵۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے تین دوست ہوتے ہیں، چنانچہ پوری لمبی حدیث ذکر کی جیسے ابراہیم بن طہمان کی حدیث ہے:

۲۵۲ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن اور موت کی مثال اس آدمی سے دی

جاتی ہے جس کے تین دوست ہوں جن میں سے مال اس سے کہے: میں تیرا مال ہوں، مجھ سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔

دوسرا کہے: میں تمہارے ساتھ ہوں، میں تجھے اٹھاؤں گا اور کھ دوں گا اور جب تم مر جاؤ گے تو تمہیں چھوڑ دوں گا، یہ اس کا قبیلہ ہوتا ہے۔

تیسرا کہے: میں تمہارے ساتھ ہوں، قبر میں تمہارے ساتھ داخل ہوں گا اور تمہارے ساتھ ہی اس سے نکلوں گا، خواہ تم مر جاؤ یا زندہ رہو، یہ اس کا عمل ہوتا ہے۔

حضرت زید پندرہ دنوں میں یہودیوں کی لکھائی کے ماہر ہو گئے

(۲۵۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا میں آپ کی خاطر یہودیوں کی لکھائی سیکھوں کیونکہ بخدا میں خط لکھوں تو یہودیوں پر مطمئن نہیں ہوتا چنانچہ میں نے سیکھنا شروع کر دی اور آدھا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں اس کا ماہر ہو گیا چنانچہ جب آپ نے خط لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھتا اور جب آپ کے ہاں کوئی خط آتا تو پڑھ کر میں ہی سنایا کرتا۔"

سب محدثین نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کو معتبر جانا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ میں نے یہودیوں کو سیکھنے کی اجازت کے بارے میں اس کے علاوہ اور کوئی حدیث نہیں دیکھی۔

(۲۵۴) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: مجھے بتایا گیا کہ حضرت ابوسمرہ بن سلمہ ھذلی نے ابن زیاد کے بارے میں سنا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کے بارے میں پوچھتے ہیں، انہوں نے ابوبرزہ اسلمی، براء بن عازب اور عائذ بن عمرو سے پوچھنے کے بعد کہا کہ میں اسے سچ نہیں جانتا، حضرت عبداللہ نے کہا کہ یہ لوگ کتنے سچے ہیں چنانچہ ابوسبرہ نے کہا: کیا میں تمہیں حدیث شفاء نہ سناؤں، مجھے تمہارے والد نے مال دے کر معاویہ کی طرف بھیجا، میں نے عبداللہ بن عمرو کو برا بھلا کہا چنانچہ انہوں نے اپنی زبانی مجھے وہ حدیث سنائی جسے میں نے اپنے قلم سے لکھ لیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی اور ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں کی۔

حدیث یہ بتائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بدگو اور بدکردار کو پسند نہیں فرماتا اور اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک بدگوئی، بدکاری، قطع رحمی (رشتہ داری ٹوٹنا) برا پڑوس عام نہ ہو جائیں، امانتدار خیانت کرے گا اور خیانت کرنے والے کو امانتدار سمجھا جائے گا۔"

مومن کے سمجھانے کے لئے شہد کی مکھی کی مثال دی جاتی ہے کہ وہ پاکیزہ کھاتی، پاکیزہ چیز دیتی اور پاکیزہ بچے دیتی ہے چنانچہ نہ فساد کرتی اور نہ انڈے توڑتی ہے اور مومن بندے کی مثال سونے کے ستھرے ٹکڑے کی سی ہے جس پر آگ جلائی جاتی ہے تو وہ ستھرا ہو کر نکلتا ہے اور جب اس کا وزن کیا جاتا ہے تو کم نہیں ہوتا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے حوض پر مل سکو گے جس کی چوڑائی اتنی ہی ہوگی جتنی لمبائی اور یہ پیمائش اس سے

زیادہ ہے جو ''ایلہ'' سے لے کر مکہ تک کی ہے جو تقریباً ایک ماہ کی بنتی ہے۔اس حوض پر ستاروں کی طرح پیالے رکھے ہوں گے، پانی چاندی سے بڑھ کر سفید ہوگا، جو بھی اس پر پہنچے گا اور اس میں سے کچھ پی لے گا تو پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

اس پر حضرت زیاد نے کہا کہ مجھے اس جیسی حدیث کسی اور نے نہیں سنائی لہٰذا میں اعلان کرتا ہوں کہ یہ یقینی طور پر موجود ہے اور پھر وہ خط لے لیا جو ابوسبرہ ان کے پاس لائے تھے۔

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے سارے راویوں پر شیخین کا اتفاق ہے کہ معتبر ہیں البتہ ابوسبرہ ھذلی پر نہیں، یہ بڑے تابعی تھے جن کا ذکر مسندوں اور تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے، ان پر کسی کو اعتراض نہیں۔

ابن بریدہ سے حضرت قتادہ کی لی ہوئی حدیث اس کی تائید کرتی ہے (جو یہ ہے)

۲۵۵ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن بریدہ سے اور وہ ابوسبرہ ھذلی سے روایت کرتے ہیں۔اس کے آگے انہوں نے لمبی حدیث ذکر کی ہے۔

۲۵۶ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرا حوض ''ایلہ'' سے ''صنعاء'' جتنی جگہ پر ہے، لمبائی چوڑائی ایک جیسی ہے، اس میں دو پرنالے ہیں جو جنت سے اس میں گرتے ہیں جن میں سے ایک چاندی کا اور دوسرا سونے کا ہے، یہ شہد سے بڑھ کر میٹھا، برف سے بڑھ کر ٹھنڈا، دودھ سے بڑھ کر سفید اور جھاگ سے بڑھ کر نرم ہے، اس پر ستاروں جتنے پیالے رکھے ہیں، جو اس میں سے پی لے گا وہ جنت میں جانے تک پیاسا نہ ہو سکے گا۔''

اس حدیث میں ابوالوازع سے سن کر ایوب نے اضافہ کیا ہے، انہوں نے ابوبرزہ سے سنا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔فرمایا: ''وہ پیالے مومنوں کے ہاتھوں میں گردش کرتے ہوں گے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے انہوں نے ابوطلحہ رواسبی سے دو حدیثیں لی ہیں، انہوں نے ابوالوازع سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۲۵۷ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ حوض پر جائیں گے ان کے مقابلے میں تم ایک لاکھ میں سے ایک بھی نہیں ہو۔''

ان سے پوچھا گیا کہ اس موقع پر تم کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا کہ آٹھ یا نو سو تھے۔

ان راویوں میں ابوحمزہ یعنی طلحہ بن یزید انصاری کو امام بخاری نے لیا ہے۔

۲۵۸ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حوض پر آنے والوں کے مقابلے میں تم ایک لاکھ میں سے ایک جتنے بھی نہیں ہو چنانچہ ہم نے حضرت زید سے پوچھا کہ اس دن تم کتنے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چھ سو سے سات سو کے درمیان۔''

یہ حدیث صحیح ہے جو شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔ انہوں نے اس اختلاف کی وجہ سے چھوڑا ہے جو متن میں راویوں کی تعداد کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم۔

اس کی تائید امام مسلم کی شرط پر زید بن ارقم کی یہ روایت ہے:

۲۵۹ حضرت یزید بن حیان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت زید بن ارقم کے پاس گیا، ان کی طرف عبید اللہ بن زیاد کو بھیج کر پوچھا گیا: وہ حدیثیں کون سی ہیں جو آپ کی طرف سے مجھ تک پہنچی ہیں اور جنہیں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے اور آپ کا خیال ہے کہ جنت میں آپ کا حوض ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سنائی تھی اور اس کے بارے میں ہم سے وعدہ فرمایا تھا۔

یزید کہتے ہیں کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، تم بوڑھے ہو اور بہکی باتیں کرتے ہو جس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے ان کانوں نے سنا ہے یعنی میں نے انہیں فرماتے سنا ہے کہ ''جو جان بوجھ کر میرے بارے میں جھوٹی بات بتائے تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا تیار کر رہا ہوگا۔'' میں نے آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا۔

۲۶۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوگا تو گویا یہ اس نے اپنے آپ سے اسلام کا بندھن اتار دیا، اسے واپس آنا چاہیے، جو فوت ہوا اور اسے مسلمانوں کی جماعت کا امام نہ ملے تو اس کی موت جاہلیت کی شمار ہوگی۔

حوض کوثر کا پھیلاؤ

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں تم سے پہلے ہی حوض پر پہنچ چکا ہوں گا، اس کا پھیلاؤ اتنا ہوگا جیسے کوفہ سے حجر اسود تک کا فاصلہ ہے، اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہوں گے، میں اپنی امت کے ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جب وہ میرے قریب ہوں گے تو ان کے سامنے ایک شخص آئے گا جو انہیں مجھ سے ہٹائے گا، پھر ایک اور گروہ آئے گا، وہ بھی یونہی کرے گا چنانچہ ان میں سے کچھ جانوروں جتنے باقی رہ جائیں گے۔'' اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے امید ہے کہ میں انہی میں سے ہوں گا۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، وہ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے جو بگاڑیں گے اور پچھلے پاؤں چلیں گے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے، اسے حجاج بن محمد نے بھی حضرت لیث سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۲۶۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عبید اللہ بن زیاد کے پاس گیا جو آپس میں حوض کا ذکر کر رہے تھے، عبید اللہ نے کہا کہ انس آ گئے ہیں، پھر پوچھا: اے انس! حوض کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: میرے لئے مناسب نہیں کہ زندگی بھر تمہاری طرح حوض کے بارے میں شک کرتا رہوں گا، میں اپنے بعد ایسی بوڑھیاں چھوڑ جاؤں گا جن

میں سے کوئی ایک جب بھی نماز پڑھے گی تو اپنے پروردگار سے اس حوض محمد ﷺ پر جانے کی دعا کرے گی"۔
یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔
اس حدیث کی تائید حمید سے ہوتی ہے جن کی حدیث صحیح اور شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے:

(۲۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس گیا تو وہ آپس میں حوض کا ذکر کر رہے تھے، پھر ایسی ہی حدیث لکھی۔

(۲۶۳) حضرت خباب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے دروازے پر بیٹھے تھے، ابھی ہم بیٹھے تھے کہ آپ باہر تشریف لائے، فرمایا: سنو! ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ سن رہے ہیں، فرمایا: "میرے بعد کچھ ایسے ایسے حکمران ہوں گے، تم ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کرنا اور نہ ہی ظلم پر ان کی مدد کرنا کیونکہ جو ان کے جھوٹے ہونے پر انہیں سچا کہے گا اور ظلم پر ان سے تعاون کرے گا تو میرے حوض پر کبھی نہ جا سکے گا"۔
یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔
اس کی تصدیق حضرت شعبی کی یہ مشہور حدیث کرتی ہے:

(۲۶۴) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب ہم مسجد میں تھے، پانچ لوگ تو عربی تھے جب کہ چار عجمی تھے، فرمانے لگے: "سن رہے ہو؟ ہم نے دو مرتبہ عرض کی کہ سن رہے ہیں، فرمایا: "سنو! میرے بعد کچھ حکمران آئیں گے تو جو ان کے پاس جا کر ان کے جھوٹ کو سچ بنائے گا اور ان کے ظلم پر ان سے تعاون کرے گا تو وہ میرا نہ ہوگا اور نہ ہی میں اس کا ہوں گا، وہ میرے حوض پر نہ آ سکے گا اور جو ان کے پاس نہ گیا اور ان کے جھوٹ کو سچ نہ کہا، ان کے ظلم پر تعاون نہ کیا تو وہ مجھ سے ہوگا اور میں اس سے اور جلد وہ میرے حوض پر ہوگا"۔
اس حدیث کو حضرت سعد بن کدام اور سفیان ثوری نے حضرت ابو حصین سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے عاصم عدوی سے اور انہوں نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے لے کر روایت کیا ہے۔

(۲۶۵) رہی حدیث ثوری تو حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفاء نے حضرت احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو نعیم اور احمد بن عبد اللہ بن یوسف سے روایت کر کے کہا کہ ہمیں یہ حدیث حضرت سفیان نے بتائی تھی۔
حضرت مسعر کی حدیث یوں ہے:

(۲۶۶) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نو لوگ بیٹھے تھے کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہمارے پاس سرخ چمڑے کے تکیے پڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کچھ حکمران ہوں گے تو جھوٹے ہونے کے باوجود جو انہیں سچا بنائے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو وہ مجھ سے نہ ہوگا اور نہ ہی میں اس سے ہوں گا اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آ سکے گا لیکن جو ان

کے جھوٹے ہونے پر انہیں سچا نہیں بنائے گا اور ظلم پر ان کی مدد نہ کرے گا تو وہ مجھ سے ہوگا اور میں اس سے پھر وہ میرے حوض پر ہوگا"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان حضرت کعب بن عجر کو بتایا تھا۔

۲۶۷ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ سے فرمایا: "اے کعب! اللہ تمہیں بیوقوفوں کی حکمرانی سے بچائے رکھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہوگی؟ فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو میری ہدایت حاصل نہ کریں گے اور نہ ہی میری سنت پر چلیں گے چنانچہ جو ان میں سے جھوٹوں کو سچا بنائے گا اور ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو یہ لوگ مجھ سے نہ ہوں گے اور نہ ہی میں ان سے ہوں گا اور یہ میرے حوض پر نہ آسکیں گے لیکن جو جھوٹا ہونے پر انہیں سچا نہ بنائے گا اور ظلم پر ان کی امداد نہ کرے گا تو ایسے لوگ میرے ہوں گے اور میں ان کا ہوں گا اور جلد وہ میرے حوض پر ہوں گے"

پھر فرمایا: اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے، صدقہ گناہ دور کرتا ہے اور نماز ایک قربانی ہے یا فرمایا کہ واضح دلیل ہے۔

۲۶۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں پہنچا تو یکا یک ایک نہر دیکھی جس کے کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے، میں نے چلتے پانی پر ہاتھ مارا تو یوں لگا کہ بہترین کستوری ہے جس پر میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ میں اسے نہیں لیا۔

جنت الفردوس کہاں ہے؟

۲۶۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں جن میں سے ہر دو کے درمیان آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے جتنا فاصلہ ہے، جنت الفردوس ان سب سے ایک درجہ اوپر ہے جس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں لہٰذا اللہ سے جب بھی مانگو، جنت الفردوس ہی مانگا کرو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں اور اس کی تائید میں ایسی ہی حدیث حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید سے بھی ملتی ہے:

۲۷۰ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

صحیح سند والی ایسی ہی حدیث عبادہ بن صامت سے ملتی ہے:

۲۷۱ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنت کے سو درجے ہیں، ہر دو کے درمیان آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے جتنا فاصلہ ہے جب کہ فردوس ان سے ایک درجہ اوپر ہے اور جنت کی نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں لہٰذا جب بھی اللہ سے مانگو، جنت الفردوس ہی کا سوال کرو۔"

۲۷۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں کہ جن کے اندر سے ان کا باہر والا حصہ نظر آتا ہے اور باہر سے اندر کا حصہ دکھائی دیتا ہے۔ اس پر حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ کن لوگوں کے لئے ہیں؟ فرمایا: ''جن کا بول چال اچھا ہو، لوگوں کو کھانا کھلائیں اور رات کے اس موقع پر عبادت کریں جب لوگ سو رہے ہوں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے چنانچہ دونوں نے اس کے راوی ابوعبدالرحمٰن یحییٰ مذحجی کو لیا ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

نیل اور فرات کہاں ہیں؟

۲۷۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس فرمان کے بارے میں بتایا: اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ○ (فاطر: ۱۴) (تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کرسکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے سدرہ کو لایا گیا جس کا آخری سرا ساتویں آسمان میں تھا، اس کے بیر کوزے جتنے تھے اور پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے، اس کے تنے سے دکھائی دیتی دو نہریں نکلتی ہیں اور دو چھپی ہوئی۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا چیزیں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ باطنی نہریں تو جنت میں جاتی ہیں لیکن دکھائی دینے والی نیل اور فرات ہیں۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا۔

۲۷۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سدرہ میرے سامنے کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں چار نہریں ہیں، دو تو دکھائی دیتی تھیں لیکن دو اندر ہی اندر تھیں، دکھائی دینے والی تو نیل اور فرات ہیں لیکن نظر نہ آنے والی جنت میں جاتی ہیں پھر مجھے تین پیالے دیئے گئے ایک میں دودھ، ایک میں شہد اور ایک میں شراب تھی جن میں سے میں نے دودھ والا لے کر پی لیا چنانچہ کہا گیا کہ تم اور تمہاری امت فطرتی طریقے پر چلے گی۔''

ابوعبداللہ حاکم کہتے ہیں کہ میں نے استاد ابی عبداللہ سے پوچھا کہ شیخین نے یہ حدیث کیوں نہیں لی؟ انہوں نے بتایا: اس لئے کہ حضرت انس بن مالک نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے حضرت مالک بن صعصعہ سے سنا تھا۔ حاکم کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا تو مالک بن صعصعہ سے سنے ہوئے ان کے الفاظ اس حدیث کے علاوہ تھے۔

ایک طالبعلم کو معلوم ہونا چاہیے کہ معراج کی حدیث کا کچھ حصہ تو حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، کچھ ابوذر

غفاری اور کچھ مالک بن صعصعہ سے سنا جو اس سے نہیں ملتا اور پھر کچھ ابوہریرہ سے سنا تھا۔

امت رسول کتنی صفوں میں ہو گی

۲۷۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اس امت کی اسی صفیں ہوں گی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

اس کی تائید حضرت سفیان ثوری سے ہوتی ہے:

۲۷۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی ایک سو بیس صفوں میں ہوں گے جن میں اسی اس امت کی ہوں گی۔''

اس حدیث کو یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ثوری سے مرسل لیا ہے:

۲۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس وقت فرمایا جب ہم ان کے گرد جمع تھے: ''اے جنت کے چوتھے حصے کے مالکو! تمہارا کیا حال ہے؟ تمہارا چوتھا حصہ ہوگا جب کہ باقی امتوں کا تین چوتھائی ہوگا۔ ہم نے عرض کی کہ بہت ہے۔ فرمایا: اگر تم تہائی ہوئے تو کیسے ہو گے؟ ہم نے عرض کی سب سے زیادہ ہوں گے پھر فرمایا اگر آدھے ہوئے تو پھر؟ ہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ تو دوتہائی ہو جائیں گے۔ فرمایا: ہاں۔

اکثر حضرات کہتے ہیں کہ راوی حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد سے حدیث نہیں سنی۔

۲۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کسی چیز کی خواہش ہے تو اور دے دوں۔ وہ عرض کریں گے، جو کچھ تو نے دے دیا ہے، اس سے زیادہ اور کیا ہوگا؟ وہ فرمائے گا کہ میرا خوش ہو جانا بہت بڑی بات ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۲۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا، کیا میں تمہیں اس سے زیادہ نہ دے دوں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہاں دے دے تاہم اس سے زیادہ اور کیا ہوگا؟ فرمائے گا کہ میری خوشی۔''

موت مینڈھے کی شکل میں آئے گی جسے ذبح کر دیا جائے گا

۲۸۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت کو خوبصورت مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے جنتیو! وہ اس خوف سے ڈرتے ہوئے کانپ رہے ہوں گے کہ کہیں وہاں سے نکال نہ دیئے جائیں جہاں رہتے ہیں چنانچہ پوچھا جائے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں پہچانتے ہیں، یہ موت ہے۔''

آواز دوبارہ دی جائے گی کہ اے دوزخیو! چنانچہ وہ اس امید پر خوش ہوں گے کہ انہیں اس عذاب سے نکال لیا جائے گا جس میں گرفتار ہیں، پھر پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے جس پر اللہ حکم دے گا تو وہ صراط پر ذبح کر دی جائے گی اور دونوں گروہوں سے کہہ دیا جائے گا کہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر ہمیشہ رہو، اس میں موت کبھی نہ آئے گی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے کیونکہ، راوی یزید بن ہارون پختہ ہیں، انہوں نے اسے تمام روایتوں میں لیا ہے اور فضل بن موسیٰ سینائی اور عبدالوہاب بن عبدالعزیز نے محمد بن عمرو سے لیا ہے۔

فضل بن موسیٰ کی حدیث یوں ہے:

(۲۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''قیامت کے دن موت لائی جائے گی۔'' پھر یہ موقوف حدیث پوری لکھی۔

(۲۸۲) رہی عبدالوہاب بن عبدالحمید کی حدیث تو وہ ابوہریرہ سے موقوف ملتی ہے۔

شیخین کا ان لفظوں کے بغیر اس حدیث لانے پر اتفاق ہے، وہ اعمش کی حدیث لاتے ہیں جو ابوصالح سے روایت ہے اور اسے ابوسعید نے بتایا ہے۔

(۲۸۳) حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم میں کھڑے ہو کر فرمایا اے بیٹو! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب بن کر بتادوں تاکہ تمہیں پتہ چل سکے کہ اللہ کے ہاں جانا ہے اور اس کے بعد جنت یا دوزخ میں جانا ہوگا، وہاں ٹھہرنا ہوگا اور کہیں اور جانے کی کوئی صورت نہ ہوگی، ہمیشہ ان جسموں کے ساتھ رہنا ہوگا جن میں موت نہ ہوگی۔

یہ حدیث صحیح سند والی ہے جس کے راوی مکی لوگ ہیں جبکہ ایک راوی مسلم بن خالد زنجی مکہ کے امام اور مفتی تھے تاہم شیخین نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اپنے طریقے پر نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۲۸۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اللہ کے اس فرمان وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (رحمٰن:۴۶) (اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں) کے بارے میں بتاتے ہیں کہ دو جنتیں تو سونے کی ہوں گی جو پہلے لوگوں کے لئے اور دو چاندی کی ہوں گی جو بعد والوں کے لئے ہوں گی۔

یہ سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے یوں نہیں لیا انہوں نے حارث بن عبید اور عبدالعزیز بن عبدالصمد کی حدیث لی ہے جو ابوعمران جونی سے روایت ہے، انہوں نے اسے ابوبکر بن ابی موسیٰ سے لیا جنہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ''دو جنتیں چاندی کی ہوں گی۔'' اس میں پہلوں اور تابعین کا ذکر نہیں ہے۔

مامون مصری کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبدالرحمٰن نسائی سے پوچھا کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے حماد بن سلمہ کی حدیث کیوں نہیں لی تو انہوں نے کہا: بخدا حماد بن سلمہ اسماعیل بن ابی اویس سے زیادہ نیک اور زیادہ سچے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے حماد بن سلمہ کی بجائے حارث بن عبیدہ کو لانے کے بارے میں لمبی گفتگو سنائی۔

قیامت کا دن کتنا لمبا ہوگا

(۲۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومنوں کے لئے قیامت کا دن صرف اتنا ہوگا جیسے ظہر وعصر کا درمیانی وقت۔''

اس حدیث کی سند شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے بشرطیکہ حضرت سوید بن نصر نے اس کی حفاظت کی ہوتاہم وہ پختہ اور محفوظ راوی ہیں۔

(۲۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''مومنوں کے لئے قیامت کا دن ظہر وعصر کے درمیانی وقت جتنا ہوگا۔''

(۲۸۷) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک شامی دوست تھا جو آپ کو خط لکھا کرتا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا: ''مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے تقدیر کے بارے میں کچھ کہا ہے لہٰذا مجھے کچھ لکھنے سے گریز کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ جلد میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھوٹا کہیں گے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، انہوں نے ابوصخر حمید بن زیاد سے روایت لی ہے تاہم شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

(۲۸۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرقہ قدریہ والے اس امت کے مجوسی ہیں لہٰذا بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اور مر جائیں تو ان کے ہاں نہ جاؤ۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے بشرطیکہ حضرت ابوحازم نے اسے حضرت ابن عمر سے سنا ہوتاہم دونوں نے اسے نہیں لیا۔

اس کی تائید یہ حدیث ہے:

(۲۸۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قدریہ فرقہ والوں کے پاس بیٹھا نہ کرو اور نہ ہی ان سے بات میں پہل کرو۔''

کتاب ایمان مکمل ہوئی



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الۡعِلۡمِ

۲۹۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا جانے والا علم صرف اس لئے پڑھے کہ اس سے دنیاوی غرض پوری ہو تو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ لے سکے گا۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی پختہ ہیں جو شیخین کی شرطوں پر پورا اترتے ہیں تاہم انہوں نے اسے نہیں لیا۔ محدثین کی ایک جماعت نے ابن وھب کو روایت سے نکال کر باقی روایت ملا دی ہے۔

۲۹۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی رضا کے لئے پڑھا جانے والا علم صرف دنیاوی غرض سے پڑھے تو جنت کی خوشبو حاصل نہ کر سکے گا۔''

یہ حدیث صحیح سندوں کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے لکھی ملتی ہے۔

۲۹۲ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''علم اس لئے نہ پڑھو کہ علماء کے سامنے فخر کر سکو یا بے سمجھوں کو شک میں ڈالو اور نہ ہی مجلسیں لگانے کے لئے پڑھو کیونکہ جو ایسا کرے گا تو پھر اس کے لئے دوزخ ہی دوزخ ہے۔''

۲۹۳ حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس کتاب میں اس کے بعد روایت موجود نہیں ہے)

۲۹۴ حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علم اس لئے نہ پڑھو کہ علماء کو فخر جتلا سکو یا بے سمجھوں کو شک میں ڈال سکو اور نہ اس لئے پڑھو کہ مجلسوں میں لے جاتے پھرو، جو ایسا کرے گا، تو پھر اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے۔''

کعب بن مالک کی حدیث یوں ہے:

۲۹۵ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس غرض سے علم پڑھے کہ علماء کو فخر دکھا سکے یا بے سمجھوں کو شک میں ڈال سکے یا چاہے کہ لوگ اس کے پاس آیا کریں تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔''

شیخین نے حضرت اسحاق بن یحییٰ کی کوئی روایت نہیں لی، میں نے انہیں شیخین کی شرطوں کے لئے دلیل بنایا ہے۔
یہ قریش کے اعلیٰ لوگوں میں سے ہے۔

۲۹۶ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیف کے مقام پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے، جو میری بات سنے، اسے محفوظ کرے اور اس تک پہنچائے جس نے اسے نہیں سنا کیونکہ فقہ کا علم پڑھنے والے اکثر ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس فقہ (دین کی سمجھ) نہیں ہوتی اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو دین کی سمجھ کے لئے اپنے سے زیادہ علم والے کے پاس جاتے ہیں۔

فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مومن کے دل میں ان کے متعلق کینہ نہیں ہونا چاہئے:

① عمل صرف اللہ کے لئے کرنا ② حکمرانوں کی پیروی و فرمانبرداری اور ③ مسلمانوں کی جماعت میں لازماً شامل رہنا کیونکہ ان کی دعا سب لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم انہوں نے اسے نہیں لیا، ہاں امام بخاری نے اپنی جامع میں حضرت نعیم بن حماد سے روایت لی ہے جو اسلام کے ایک امام ہیں۔ ان کے پاس زہری کی ایک ایسی حدیث ہے جس میں صالح بن کیسان کا ذکر نہیں ہے چنانچہ محمد بن اسحٰق نے کئی صحیح طریقوں پر اسے زہری سے لیا ہے۔

۲۹۷ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ کے اندر مقامِ خیف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش رکھے جو میری بات سن کر اسے محفوظ کرے اور پھر اس تک پہنچائے جس نے اسے نہیں سنا تھا کیونکہ فقہ کا علم رکھنے والے اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں سوجھ بوجھ نہیں ہوتی اور بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے سے بڑے فقیہ کی طرف جاتے ہیں۔ تین ایسی چیزیں ہیں کہ کسی مومن کے دل میں ان کے متعلق کینہ نہیں ہونا چاہئے:

① صرف اللہ کے لئے کام کرنا ② حکمرانوں کے لئے خلوص برتنا
③ مسلمانوں کی جماعت میں لازمی طور پر رہنا کیونکہ سب کا مل کر دعا کرنا پچھلوں کو فائدہ دیتا ہے۔''

ان پختہ راویوں نے محمد بن اسحٰق کی زہری سے روایت کو قبول کر لیا ہے اور صرف عبداللہ بن نمیر نے اس کی مخالفت کی ہے۔

۲۹۸ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منیٰ میں خیف کے مقام پر فرماتے سنا تھا: ''اللہ اس شخص پر مہربانی فرمائے جو میری بات سن کر محفوظ کرے اور پھر اسے ان تک پہنچائے جو اسے نہیں سن سکے کیونکہ کچھ فقہ والے ایسے ہوتے ہیں جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو اپنے سے زیادہ فقیہ کے پاس جاتے ہیں۔ تین وہ چیزیں ہیں کہ جن کے بارے میں مومن کے دل میں کینہ نہیں ہوگا:

① عمل میں خلوص پیدا کرنا ② حکمرانوں کی نصیحت پر عمل کرنا

(۳) لازمی طور پر جماعت کے ساتھ رہنا کیونکہ ان کی دعا پچھلی طرف سے ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں صحابہ کرام کی پوری جماعت میں ایسے راوی لوگ شامل تھے جن میں حضرت عمر، عثمان، علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم وغیرہ

(۲۹۹) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو میری بات سنے اور آگے اٹھا لے جائے کیونکہ کئی فقہ والے فقیہ نہیں ہوتے اور کئی دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔ تین چیزیں وہ ہیں کہ مومن کے دل میں ان کے متعلق کینہ نہیں ہونا چاہئے:

(۱) خالص اللہ کے لئے کرنا (۲) حکمرانوں کے خلوص کا برتاؤ کرنا

(۳) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت سماک بن حرب کی اس حدیث کو سند بنایا ہے جو حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ''میں نے ایک دن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ کھجور سے بھی پیٹ نہ بھرتے تھے۔''

حضرت سماک، حضرت نعمان سے روایت کرتے ہیں۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری صفوں کو برابر کیا کرتے تھے۔''

(۳۰۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت مبارک ہو، آپ ہمیں تمہارے بارے میں وصیت کیا کرتے تھے۔''

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ شیخین حضرت سعید بن سلیمان، عباد بن عوام اور جریری کو اتفاق کر کے راوی لیتے ہیں جب کہ امام مسلم حضرت ابونفرہ کی حدیث لیتے ہیں چنانچہ میں نے مسلم میں شمار کیا تو جریری کی گیارہ حدیثیں ہیں لیکن شیخین نے اس حدیث کو نہیں لیا جو حدیث کے طالبعلموں کی فضیلت میں بنیادی ہے اور اس میں خامی بھی نہیں۔

اس حدیث کے اور طریقے بھی ہیں جو حدیث والوں کے پاس ہیں چنانچہ وہ ابو ہارون عبدی، ابوسعید اور ابو ہارون سے روایت لیتے ہیں جن کے بارے میں دوسرے خاموش ہیں۔

(۳۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی شخص ایسی راہ اپناتا ہے جس میں وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کی راہ ہموار کر دیتا ہے اور جس کا عمل ڈھیلا پڑ گیا تو تیزی سے اس کی نسب نہیں چلتی۔''

(۳۰۲) رہی حدیث ابومعاویہ تو یوں ہے کہ ہمیں ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے روایت کی، انہیں ابراہیم بن ابی طالب نے انہیں ابوکریب اور سالم بن جنادہ نے، یہ دونوں حضرت ابومعاویہ سے روایت کرتے ہیں۔

(۳۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایسی راہ پر چلا کہ جس میں وہ علم کی تلاش

میں ہوتو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں جانے کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۳۰۴) حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، اسی دوران ان کے پاس کوئی شخص آیا اور دور کی رشتہ داری بتائی جس پر انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اپنا اپنا نسب پہچانو کہ اس سے اپنی رشتہ داری قائم رکھ سکو گے کیونکہ یہ کٹ جاتی ہے تو جڑتی نہیں خواہ قریبی ہی ہو اور جڑ جائے تو اس میں دوری نہیں ہوتی خواہ دور ہی کی کیوں نہ ہو۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں میں سے اسے کسی نے بھی نہیں لیا اور اس کے ایک راوی اسحاق بن سعید، ابن عمر اور ابن سعید بن عاص ہیں چنانچہ امام بخاری نے ان کی اکثر روایتیں لی ہیں جو انہوں نے اپنے والد سے لی ہیں۔

اس حدیث کی ایک اور ایسی ہی حدیث تائید بنتی ہے:

(۳۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنا اپنا نسب نامہ سیکھ لو کہ اس طرح رشتہ داری قائم رکھ سکو گے۔''

ہمیں علی بن عیسیٰ حیری نے، انہیں حسین بن محمد بن زیاد نے روایت سنائی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو یوں کہتے سنا کہ ابوالاسباط حارثی، بشر بن رافع کو کہتے ہیں۔

(۳۰۶) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کونسا شہر بُرا ہے؟ آپ نے فرمایا: معلوم نہیں چنانچہ جبریل حاضر ہوئے تو پوچھا کہ اے جبریل شہروں میں سے کونسا شہر بُرا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں، میں اللہ سے پوچھتا ہوں، جبریل چلے گئے اور جب تک اللہ کو منظور تھا، رکے رہے، پھر حاضری دی اور عرض کی کہ اے محمد! آپ نے پوچھا تھا کہ کون سا شہر بُرا ہے اور میں نے عرض کی تھی کہ مجھے معلوم نہیں چنانچہ میں نے اللہ سے پوچھا ہے کہ کونسا شہر بُرا ہے (یعنی شہر کا کونسا حصہ بُرا ہے) تو اس نے فرمایا ہے کہ اس کے بازار۔''

شیخین نے اس حدیث کے راویوں کو لیا ہے، صرف عبداللہ بن محمد بن عقیل کو نہیں لیا البتہ صرف امام بخاری نے ابوحذیفہ کو لیا ہے۔

یہ حدیث ایک عالم کے لئے لَا اَدْرِیْ (مجھے علم نہیں) کہنے میں بنیادی ہے۔

اس کی تائید عبداللہ بن محمد بن عقیل کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

(۳۰۷) حضرت جبریل مطعم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! شہر کی کونسی جگہ بُری ہوتی ہے؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں اور جب حضرت جبریل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو فرمایا: اے جبریل! کونسی جگہ سب سے بُری ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ مجھے تو معلوم نہیں البتہ میں اللہ سے پوچھوں گا، جبریل چلے اور جب تک اللہ کو منظور تھا، نہیں آئے پھر آ کر عرض کی کہ اے محمد! آپ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کونسی جگہ سب سے بُری ہے جس میں میں نے عرض کی تھی کہ مجھے معلوم نہیں، اب میں نے اللہ سے پوچھا ہے کہ شہر کی کونسی جگہ بُری ہوتی ہے تو اس نے بتایا کہ اس کے بازار۔''

اس حدیث کے راوی عمرو بن ثابت، ابن ابی المقدام کوفی ہی ہیں۔ یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری نہیں اترتی تاہم میں نے دلیل کے طور پر لکھی ہے۔ مجھے یہ روایت لینے پر عبداللہ بن مبارک کی روایت نے مجبور کیا ہے۔

۳۰۸ حضرت علی بن حمشاذ عدل، حضرت محمد بن غالب سے، وہ عبدالصمد بن نعمان سے اور وہ حضرت عمرو بن ثابت سے روایت کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایسی ہی روایت لکھی ہے جبکہ عبدالصمد بن نعمان اس کتاب کی شرط پر پورے نہیں اترتے۔

زمین کا بہتر اور بُرا ٹکڑا کونسا؟

۳۰۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ! کونسی جگہ بہتر ہوتی ہے؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں، پھر پوچھا کہ کونسی جگہ بُری ہوتی ہے؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں، اس نے عرض کی کہ اپنے پروردگار سے پوچھ لیجئے چنانچہ جب حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ زمین کا کونسا ٹکڑا بہتر اور کونسا بُرا ہے؟ جس پر میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ مجھے بھی معلوم نہیں، میں اپنے پروردگار سے پوچھوں گا اور پھر اپنے پر اس زور سے جھاڑے کہ شاید حضرت محمد پر غشی طاری ہو جاتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد نے تجھ سے پوچھا کہ زمین کا کونسا ٹکڑا بہت بُرا ہے تو تم نے کہا کہ میں نہیں جانتا، پھر یہ پوچھا کہ زمین کا کونسا ٹکڑا بُرا ہے تو تم نے پھر کہا کہ میں نہیں جانتا، زمین کا سب سے بہتر ٹکڑا مسجدیں ہوتی ہیں اور بُرا ٹکڑا بازار ہیں۔''

۳۱۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ لوگ بہت تلاش کریں گے لیکن مدینہ سے بڑھ کر کوئی عالم تلاش نہ کر سکیں گے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔ ابن عیینہ بھی اس کی روایت کرتے ہیں۔

۳۱۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ لوگ بہت تلاش کریں گے (الحدیث)

یہ بات حدیث کو کمزور نہیں کرتی کیونکہ حضرت حمیدی اپنی حدیث میں فیصلہ کن ہیں کیونکہ وہ اسے جانتے ہیں اور اسے کثرت سے لیتے ہیں، حضرت ابن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ عالم حضرت امام مالک بن انس کو سمجھتے ہیں۔

(۳۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہماری اس مسجد میں بھلائی سیکھنے اور سکھانے کے لئے آئے تو وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے جیسا ہوتا ہے اور جس کا ارادہ ایسا نہ ہو تو وہ ایسے شخص کی طرح ہوتا ہے جو خوش کرنے والی شے کو دیکھے لیکن وہ اس کی نہ ہو۔ یہ الفاظ بھی آتے ہیں، وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو نمازیوں کو دیکھے لیکن ان میں شامل نہ ہو اور ذکر کرنے والوں کو دیکھے لیکن ان میں نہ ہو''۔

(۳۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو ہماری اس مسجد میں بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے آئے تو وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے جیسا ہوگا اور جو اس ارادے کے بغیر داخل ہو تو وہ اس شے کو دیکھتا ہوگا جو اس کی نہیں ہوتی''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے، انہوں نے اس کے سارے راویوں کو لیا ہے لیکن اسے لیا نہیں، مجھے اس میں خامی نظر نہیں آئی۔

بلکہ اس حدیث پہ تیسری تائید بھی موجود ہے جو شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے:

(۳۱۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو صبح کو مسجد کی طرف بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے آئے تو اسے پورے پورے عمرہ کرنے والے کا اجر ملے گا اور جو شام کو آئے اور بھلائی سیکھنے یا سکھانے کا ارادہ ہو تو اسے مکمل حاجی کا اجر ملے گا''

امام بخاری نے اصول کی کتابوں میں اس حدیث کے راوی حضرت یزید کو دیکھا ہے اور امام مسلم نے اسے شواہد میں دیکھا ہے، رہے ثور بن یزید دیلی تو ان پر دونوں حضرات کا اتفاق ہے۔

(۳۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دو حرص والے شخص ایسے ہوتے ہیں جو سیر نہیں ہوا کرتے، علم کی حرص والا بھی سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا لالچ کرنے والا بھی سیر نہیں ہوا کرتا''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن اسے دونوں ہی نے نہیں لیا حالانکہ مجھے اس میں خامی دکھائی نہیں دی۔

(۳۱۶) حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت کعب کے پاس کچھ لینے آئے، کعب قوم میں تھے چنانچہ پوچھا کہ اس سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے اپنے سے زیادہ کسی کو حدیث کی حفاظت کرنے والا نہیں دیکھتا۔ حضرت کعب نے کہا: آپ ایسا شخص نہیں پاتے کہ جو ایسی شے تلاش کرے جس سے کسی بھی دن نہ تو طالب علم سیر نہ ہوا اور نہ ہی دنیا طلب کرنے والا؟ انہوں نے پوچھا: آپ کعب ہیں؟ میں اسی جیسے کے لئے تو آیا ہوں''۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور صحابی کا یہ قول کہ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت زیادہ کر سکتا ہوں''۔ مسندوں میں لیا جاتا ہے۔

(۳۱۷) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علم کی فضیلت ہونا مجھے عبادت کی فضیلت

سے زیادہ پسند ہے اور تمہارے دین میں بہتر چیز پرہیزگار رہنا ہے۔"

۳۱۸ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بھی ایسی ہی حدیث ذکر کرتے ہیں اور انہوں نے حکم کا ذکر نہیں کیا۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے لیکن دونوں ہی نے حکم کو نہیں لیا اور حسن بن علی بن عفان پختہ ہیں۔

۳۱۹ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یونہی فرمایا تھا۔ پھر ہم نے دیکھا تو پتہ چلا کہ حضرت خالد بن مخلد، حضرت بکر بن بکار سے زیادہ ٹھوس، زیادہ حفاظت کرنے والے اور مضبوط ہیں لہٰذا ہم نے کہا کہ یہ زیادہ بہتر ہیں۔

عبداللہ بن عبدالقدوس نے دوسری سند میں اسے اعمش سے لیا ہے۔

۳۲۰ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علم کا مرتبہ عبادت سے بڑھ کر ہے اور دین میں بہتر چیز پرہیزگاری ہے۔"

۳۲۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ شیطان تمہاری زمین میں اپنی عبادت کئے جانے سے مایوس ہو چکا ہے لیکن وہ اس بات پر خوش ہے کہ اس کے علاوہ اس کی دوسری باتیں مانی جائیں گی جنہیں تم بیکار جانتے ہو لہٰذا اے لوگو! بچ جاؤ، میں تمہارے اندر وہ کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر اس پر مضبوطی سے عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے، یہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہیں، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے بھائی کے مال میں سے اس کی رضامندی کے بغیر کچھ لے، کسی پر ظلم نہ کرو اور میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے پھرو۔"

امام بخاری نے اس حدیث کے ایک راوی حضرت عکرمہ کی حدیثوں کو لیا ہے جب کہ حضرت امام مسلم نے دوسرے راوی حضرت ابی اویس کو لیا ہے اور حدیث کے سارے راویوں پر دونوں کا اتفاق ہے اور یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کی وجہ سے صحیح میں لے لی گئی ہے کہ: اے لوگو! میں تم میں وہ کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم مضبوطی سے اس پر عمل کرو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو سکو گے، وہ اللہ کی کتاب ہے اور جب تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو کیا جواب دو گے؟

اس حدیث میں خطبے کے دوران سنت کو مضبوطی سے لینا بہت اچھا ہے اور اس کی ضرورت ہے:

ابوہریرہ کی یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے:

۳۲۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہارے لئے دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ تم ان کے بعد گمراہ نہ ہو سکو گے، ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری سنت، دونوں دنیا سے جانے کے بعد مجھے حوض پر ملیں گے۔"

۳۲۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں دو بھائی تھے جن میں سے ایک تو نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ دوسرا کاروبار کیا کرتا، کاروباری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: شاید اسی کی وجہ سے تمہیں روزی مل رہی ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اس حدیث کے سارے راوی مضبوط اور پختہ ہیں لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

(۳۲۴) حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حمص کے حمام سے باہر نکلے تو اپنے غلام سے کہا میرے دونوں کپڑے لے آؤ چنانچہ انہیں پہن لیا اور پھر حمص کی مسجد میں جا کر دو نفل پڑھے، وہاں سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا: کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے فرض نماز پڑھی ہے تو ایک قصہ سنانے والے نے قصہ سنایا ہے اور جب وہ فارغ ہوا ہے تو ہم نے بیٹھ کر سنتِ رسول کا ذکر شروع کر دیا ہے۔ اس پر حضرت معاویہ نے کہا: ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ اس نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور پایا ہو اور آپ سے اس نے مجھ سے کم حدیث سنی ہو؟ ابھی میں تمہیں دو باتیں ایسی بتاتا ہوں کہ جنہیں میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے، فرمایا: ''ایسا کوئی نہیں ہوگا جو لوگوں پر مقرر ہو، لوگ اس کے پاس جمع ہوں اور وہ جھگڑنے والے کو پسند کرے تو جنت میں چلا جائے۔''

راوی کہتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ مسجد میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا تو لوگ مسجد میں بیٹھے تھے، پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم فرض نماز پڑھی ہے اور پھر بیٹھ کر کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ اس کے نبی کی سنت کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی شے کا ذکر فرماتا ہے تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے اور عبداللہ بن بریدہ اسلمی نے معاویہ سے اس کے علاہ حدیث سنی ہے:

(۳۲۵) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام جب بیٹھے ہوتے تو وہ دین کی بات کیا کرتے تاہم جب کوئی شخص کوئی سورت پڑھتا یا کسی کو سورت پڑھنے کے بارے میں کہتا تو ایسا نہ کرتے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا اور ابوسعید کی موقوف حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے:

(۳۲۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حدیث کی بات کیا کرو کیونکہ آپس میں حدیث کی بات کرنے سے اس کا شوق پیدا ہوتا ہے۔''

حدیث کا شوق پیدا کرنے کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیثیں ملتی ہیں جو شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں چنانچہ حضرت علی کی حدیث یوں ہے:

(۳۲۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حدیث پر بات کرتے رہا کرو کیونکہ اگر ایسا نہ کرو گے تو حدیث ختم ہو جائے گی۔''

رہی عبداللہ بن مسعود کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۳۲۸) حضرت علقمہ کے مطابق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپس میں حدیث پر بحث کیا کرو کیونکہ حدیث کا ذکر کرنا

ہی اس کی زندگی ہے۔''

۳۲۹ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہر حدیث ایسی نہ تھی جسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو، ہمیں ہمارے ساتھی اس وقت سنایا کرتے جب ہم اونٹوں کی حفاظت کر رہے ہوتے۔''

یہ حدیث شیخین کے طریقے پر صحیح ہے، اس میں خامی نہیں لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

۳۳۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم (مجھ سے حدیث) سنتے ہو، پھر یہ تم سے سنی جائے گی اور پھر ان سے سن لی جائے گی جو تم سے سنتے ہیں۔''

جریر بن عبدالحمید نے یہ حدیث اعمش سے لی ہے۔

۳۳۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''(مجھ سے حدیث) تم سنتے ہو تو تم سے سنی جائے گی اور کوئی شخص اس سے سن لے گا جس نے تم سے سنی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے، اس میں خامی نہیں لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس سے بھی حدیث ملتی ہے جسے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا۔ حضرت ثابت بن قیس والی حدیث میں تیسرے طبقے (سننے والے سے سننے والے) کا بھی ذکر ہے۔

۳۳۲ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف توجہ فرما کر ہمیں ایسی نصیحتیں فرمائیں کہ جن سے دلوں پر کپکپی طاری ہوگئی اور آنکھوں سے لگاتار آنسو بہنے لگے جس پر ہم نے عرض کی یارسول اللہ! لگتا ہے کہ یہ نصیحتیں دنیا سے کوچ کرنے والے کی ہیں (اگر ایسا ہے تو) آپ ہمیں کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: میری وصیت یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، سن کر فرمانبرداری کرنا خواہ تم پر کوئی حبشی ہی کیوں نہ حکمران بنے کیونکہ تم میں سے زندہ رہنے والا جلد ہی بہت زیادہ اختلاف ہوتا دیکھے گا لہٰذا (ایسے موقع پر) لازم ہوگا کہ میری سنت اور خلفاءِ کرام کی سنت پر عمل کرو، وہ خود ہدایت والے ہیں اور انہیں سیدھے راستے پر ڈال دیا گیا ہے، اسے خوب مضبوطی سے سنبھالے رکھنا۔ اس کے ساتھ ساتھ نئے نئے شروع ہونے والے ناموں سے بچنا کیونکہ ہر بدعت گمراہ کرتی ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی خامی نہیں کیونکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو اور حضرت ثور بن یزید کو حضرت امام بخاری نے لیا ہے اور اسے کتاب الاعتصام بالسنہ میں روایت کیا ہے البتہ میرے خیال کے مطابق شیخین کو وہم ہے کہ خالد بن معدان سے روایت کرنے والے حضرت ثور بن یزید کے علاوہ اور کوئی راوی نہیں حالانکہ اسے حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث نے بھی ذکر کیا ہے جن کی حدیث صحیحین میں ملتی ہے جو حضرت خالد بن معدان سے روایت ہے۔

۳۳۳ صفہ میں رہنے والے بنو سلیم میں سے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے ہاں تشریف لائے، لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی، دین کا شوق دلایا اور آخرت سے ڈرایا اور جو اللہ کو منظور تھا، ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اس کی بات مانو جسے اللہ نے تم پر حکمران بنایا، اس سے جھگڑنے کی کوشش نہ کرو خواہ وہ سیاہ غلام ہی کیوں نہ ہو، تم پر لازم ہے کہ جو سنت بھی تمہیں مل سکے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو یا خلفاء راشدین کی، اسے سنبھالو اور اسے خوب مضبوطی سے تھامے رکھو۔''

یہ حدیث دونوں حضرات کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی خامی نہیں

اس حدیث کو ضمرہ بن حبیب، خالد بن معدان سے لیتے ہیں:

(۳۳۴) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایسی نصیحتیں فرمائیں کہ جن کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل ڈرنے لگے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسا لگتا ہے کہ یہ نصیحت دنیا چھوڑ کر جانے والے کی طرف ہے تو ایسے میں آپ ہمیں کیا ہدایت فرمائیں گے؟ فرمایا: میں نے تمہیں رات دن ایک کر کے دین سمجھا دیا ہے، اب میرے بعد وہی بگڑے گا جسے تباہ ہونا ہوگا تم میں سے جو زندہ رہا، وہ جلد ہی بہت سا اختلاف دیکھے گا، ایسے میں تم پر لازم ہوگا کہ میرے بعد میری اور خلفاء راشدین کی سنت میں سے جو کچھ تمہیں معلوم ہو سکے اس پر لازم عمل کرتے رہو، پھر حکمران کی فرمانبرداری تم پر لازم ہے خواہ وہ حبشی غلام ہو، اسے مضبوطی سے تھامے رہنا۔''

حضرت اسد بن وداعہ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں یہ اضافہ کرتے تھے'' کیونکہ مومن شخص چھوٹے اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جہاں بھی اسے پکڑا جائے، تابع ہو جاتا ہے۔''

یہی حدیث عبدالرحمن بن عمرو نے عرباض بن ساریہ سے لی ہے: '' تین پختہ اور مضبوط راوی اہل شام کے امام ہیں جن میں سے حجر بن حجر کلاعی بھی ہیں۔

(۳۳۵) حضرت عبدالرحمن بن عمرو سلمی اور حضرت حجر بن حجر کلاعی رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، یہ وہ صحابی ہیں کہ جن کے بارے میں یہ فرمان اترا: وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ (توبہ: ۹۲) (اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ، تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں، اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں، اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا) چنانچہ ہم نے انہیں سلام کیا اور کہا کہ ہم آپ کی زیارت کرنے اور کچھ لینے آئے ہیں جس پر حضرت عرباض نے کہا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف توجہ فرما کر وعظ فرمایا، وہ ایسا تھا کہ جس سے ہماری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل کانپ گئے۔

اسی دوران ایک شخص بولا: یارسول اللہ! یہ وعظ تو دنیا چھوڑ جانے والے کا معلوم ہوتا ہے تو ایسے میں آپ ہمیں کیا ہدایت فرمائیں گے؟ فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور (حکمران کی) بات سن کر اس کی فرمانبرداری کرنے کو کہتا ہوں خواہ وہ حبشی غلام ہو کیونکہ جو تم میں سے (میرے بعد) زندہ رہا، وہ بڑے اختلاف دیکھے گا لہٰذا (ایسے وقت میں) میرے اور میرے صحابہ راشدین کی راہ پر چلنا ہوگا، اسے لے کر مضبوطی سے تھامے رکھنا، نئے نئے شروع ہونے والے کاموں سے بچنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہوتا ہے اور بدعت گمراہی ہوتی ہے۔''

یحییٰ بن ابی المطاع انہی میں سے ہیں:

۳۳۶ حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور ایسی نصیحتیں فرمائیں کہ جن سے دل کانپ اٹھے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئیں۔ اس پر ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے ہمیں دنیا چھوڑ کر جانے والے جیسی نصیحت فرمائی ہے لہٰذا ہمیں ہدایت فرما دیجئے۔ فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہنا (پھر میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا ''سن کر حکم ماننا'' میرے بعد تم سخت اختلاف پیدا ہوتا دیکھو گے (یا فرمایا: بہت زیادہ اختلاف دیکھو گے) لہٰذا (ایسے وقت میں) میرے اور ہدایت والے میرے خلیفوں کے طریقوں پر چلنا، انہیں مضبوطی سے تھامے رکھنا، نئے نئے شروع ہونے والے کاموں سے بچنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت کہلاتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے۔ انہی راویوں میں سے ایک حضرت معبد بن عبداللہ بن ہشام قرشی ہیں جن تک رسائی کرنا اس کتاب کی شرط نہیں ہے لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا ہے البتہ اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لئے میں ممکن حد تک کچھ کوشش کی ہے اور اس بارے میں لکھے جانے والے کو بھی دیکھا ہے تو جیسے حدیث کے اماموں میں سے ایک امام حضرت شعبہ نے حضرت عقبہ بن عامر سے لی ہوئی حضرت عبداللہ بن عطاء کی حدیث کے بارے میں فرمایا تھا اور وہ اس وقت جب انہوں نے بصرہ، کوفہ، مکہ اور مدینہ میں تلاش کی تھی، پھر یہ حدیث حضرت شہر بن حوشب تک آئی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا تھا اور فرمایا تھا اگر ایسی حدیث مجھے صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جائے تو میرے ہاں یہ میرے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے پیاری ہوگی۔

۳۳۷ حضرت یزید بن عمیرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب فوت ہو رہے تھے تو لوگوں نے کہا تھا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہمیں وصیت کیجئے، انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، پھر فرمایا کہ علم اور ایمان مرتبہ والی چیزیں ہیں، جو بھی انہیں تلاش کرے گا، پالے گا۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا تھا۔ علم کو چار لوگوں کے ہاں سے تلاش کرو، حضرت ابوالدرداء عویمر، حضرت سلمان فارسی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ وہ دس جنتیوں میں سے دسویں ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے۔ یزید بن عمیرہ سکسکی معاذ بن جبل کے ساتھی ہیں۔ مکحول دمشقی نے یہ حدیث

یزید کو بتائی۔

(۳۳۸) حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا، حضرت یزید بن عمیرہ زبیدی ان کے پاس تھے، وہ رونے لگے جس پر حضرت معاذ نے کہا کہ روئے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس وجہ سے رویا ہوں کہ جو کچھ روزانہ آپ سے پوچھ لیا کرتا تھا، مجھ سے رہ جائے گا۔ حضرت معاذ نے کہا: علم اور ایمان پیاری چیزیں ہیں، اٹھو اور انہیں تلاش کرو۔ حضرت یزید نے پوچھا کہ کس سے تلاش کریں؟ انہوں نے بتایا کہ چار لوگوں کے ہاں: حضرت ابوالدرداء عویمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام سے لیا کرو کیونکہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جنت میں جانے والے (دس میں سے یہ) دسویں ہیں۔ حضرت یزید کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا حضرت عمر بن خطاب سے نہ پوچھ لیا کروں؟ انہوں نے کہا کہ ان سے نہ پوچھا کرو کیونکہ وہ تمہیں وقت نہیں دے سکیں گے۔"

زہری نے ابو ادریس سے اس حدیث کا کچھ حصہ لیا ہے:

(۳۳۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "علم اور ایمان اپنے اپنے مقام پر ہیں انہیں جو بھی تلاش کرے گا، لے لے گا۔"

(۳۴۰) حضرت عوف بن مالک (حضرت شجعی رضی اللہ عنہ) بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ابھی ابتداء ہے اور آخر کار علم اٹھالیا جائے گا۔ اس پر ابن لبید نامی ایک انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ کتاب اللہ میں موجود ہے اور دلوں کے اندر محفوظ ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اہل مدینہ میں تم سب سے بڑے فقیہ ہو۔

پھر انہوں نے یہودیوں اور نصرانیوں کی اپنی کتاب کی نظر میں گمراہی کا ذکر کیا پھر میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حضرت عوف بن مالک کی حدیث سنائی تو انہوں نے کہا کہ عوف نے سچ کہا ہے، کیا میں تمہیں اٹھائی جانے والی سب سے پہلی چیز نہ بتادوں؟ میں نے کہا: بتایئے۔ انہوں نے کہا: سب سے پہلے عاجزی اٹھائی جائے گی چنانچہ تمہیں عاجزی کرنے والا کوئی شخص دکھائی نہیں دے گا۔"

یہ حدیث صحیح ہے، اس کے تمام راویوں کو شیخین نے لیا ہے، اس پر حضرت شداد بن اوس شاہد ہیں کیونکہ حضرت جبیر بن نفیر نے ان دونوں سے حدیث سنی ہے اور تیسرے صحابی حضرت ابوالدرداء ہیں۔

(۳۴۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا: ابھی ابتداء ہے اور پھر لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا اور وہ کسی کام کے نہیں رہیں گے۔ اس پر حضرت زیاد بن لبید انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیسے چھین لیا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھا کرتے ہیں، اللہ کی قسم، ہم لازماً اسے پڑھتے رہیں گے اور پھر اپنی بیویوں، بیٹیوں کو بھی پڑھائیں گے۔ آپ نے فرمایا: ارے بے سمجھو! (پنجابی میں ہم کہہ لیتے ہیں کہ تیری

ماں مرے) اے زیاد! میں تو تمہیں مدینہ والوں میں سے فقیہ سمجھتا ہوں، یہ دیکھو، یہودیوں اور نصرانیوں کے پاس تورات اور انجیل ہے جوان کے کسی کام کی نہیں ہیں۔

حضرت جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: کیا آپ سن نہیں رہے کہ آپ کے بھائی ابوالدرداء کیا کہہ رہے ہیں؟ پھر میں نے انہیں وہ سب کچھ بتایا جو انہوں نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء سچ کہتے ہیں، ارادہ ہو تو میں تمہیں وہ پہلی چیز بتا دیتا ہوں جو دنیا سے اٹھالی جائے گی۔ وہ عاجزی ہوگی اور جلد تم دیکھو گے کہ جماعت والی مسجد میں جانے پر تمہیں عاجزی والا کوئی دکھائی نہ دے گا۔''

یہ سند بصری علماء کے نزدیک صحیح ہے اور پھر اس کے صحیح ہونے پر حضرت عبادہ بن ثابت چوتھی تصدیق بنتے ہیں۔ شاید وہم یہ ہے کہ حضرت جبیر بن نفیر نے یہ حدیث ایک مرتبہ تو حضرت عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی اور دوسری جگہ حضرت ابوالدرداء سے روایت کی ہے جس کی وجہ سے حدیث میں خامی آ گئی ہے حالانکہ ایسی بات نہیں کیونکہ دونوں سندوں کے راوی مضبوط ہیں جبکہ حضرت جبیر بن نفیر حضرمی شام کے بڑے تابعین میں سے ہیں اور جب ان سے یہ حدیث دونوں سندوں کی بناء پر صحیح ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ان دونوں صحابہ سے سنی ہوئی ہے۔

(۳۴۲) حضرت ابن لبید انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ علم اٹھ جانے کی ابتداء ہو رہی ہے (حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ یا فرمایا تھا: یہ علم ختم ہونے کی ابتداء ہے) صحابہ نے عرض کی: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ کتاب اللہ ہم میں موجود ہے جسے ہم اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے اور وہ اپنے بیٹوں کو پڑھاتے چلے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں مرے، اے لبید! میں تمہیں اہل مدینہ میں سب سے عقلمند سمجھتا ہوں، کیا یہودیوں اور نصرانیوں کے ہاں اللہ کی کتاب تورات اور انجیل نہیں ہے؟ اور وہ ان سے ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔''

یہ حدیث شک وشبہ کے بغیر ثابت ہوگئی جن کے راوی حضرت زیاد بن لبید ہیں اور سند بھی اس قدر واضح ہے۔

(۳۴۳) حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت صفوان بن عسال مرادی ان کے ہاں سے کچھ پوچھنے آئے تو انہوں نے کہا: آپ کو مجھ سے اس کے علاوہ کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اسی (علم) کی وجہ سے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تمہیں خوش ہونا چاہئے کیونکہ جو بھی شخص علم تلاش کرنے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں اور واپسی تک اس پر خوش ہوتے ہیں کہ وہ علم تلاش کر رہا ہے۔''

یہ سند صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی عبدالوہاب بن بخت بصری علماء میں سے پختہ راوی ہیں جن کی حدیث لی جاتی ہے چنانچہ شیخین نے انہیں لیا ہے لیکن اس حدیث کو انہوں نے نہیں لیا جبکہ حدیث کا دارومدار حضرت زر کے راوی حضرت عاصم بن بہدلہ پر ہے جن سے شیخین نے توجہ ہٹائی ہے حالانکہ زر بن حبیش کی طرف سے ان کے پاس عاصم بن بہدلہ کے علاوہ اور

تائیدیں موجود ہیں، جن میں سے ایک منہال بن عمرو ہیں شیخین کا ان پر اتفاق ہے۔

(۳۴۴) حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "مراد سے" ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (جس کا نام صفوان بن عسال تھا) آپ مسجد میں تھے۔ آپ نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ اس نے عرض کی کہ علم کی تلاش کے لئے۔ فرمایا: طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں کیونکہ وہ اس کی اس تلاش پر خوش ہوتے ہیں۔"

عارم راوی کا نام ابوالنعمان محمد بن فضل بصری ہے جو حافظ اور پختہ ہیں جنہیں انہوں نے پوری کتاب میں لیا ہے وہ لیکن سنان بن فروخ نے اس حدیث کی مخالفت کی ہے اور اسے معن بن حزن سے روایت کیا ہے۔

احمد بن سلمان فقیہ کی روایت یوں ہے:

(۳۴۵) حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے حدیث بیان کر دی۔

ابوخباب کلبی نے اسے طلحہ بن مصرف سے موقوف بنا کر لکھا ہے جنہوں نے اسے زر بن حبیش سے لیا اور ابوخباب کی روایت اس کتاب میں نہیں لی جاتی۔

(۳۴۶) حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت زر بن حبیش حضرت صفوان بن عسال کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا: اتنی سویرے کیوں آنا ہوا؟ انہوں نے کہا: مجھے علم کی تلاش تھی۔ صفوان نے کہا کہ جو بھی شخص تمہارے جیسا کام کرے گا تو فرشتے اس کے اس کام پر خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔

ہم نے حدیث میں ذکر کیا ہے کہ یہ روایت حدیث کو کمزور نہیں کرتی کیونکہ کچھ نے اسے مسند اور کچھ نے موقوف لکھا ہے اور جس نے مسند بنایا ہے وہ زیادہ حافظ ہیں اور ان کی زیادتی قبول ہے۔

(۳۴۷) حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت اعمش حضرت عطاء کے پاس آئے اور ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، انہوں نے بتائی تو ہم نے پوچھا: آپ انہیں حدیث بتا رہے ہیں یہ تو عراقی ہیں، انہوں نے کہا: اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔ جس سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اسے چھپا لے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دے کر لایا جائے گا۔"

اس حدیث کو علماء نے بہت ساری سندوں سے ذکر کیا ہے۔ یہ سند شیخین کے مطابق صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔ اس سلسلے میں میں نے اپنے استاذ ابوعلی حافظ سے بات کی اور پھر پوچھا: کیا حضرت عطاء سے ان سندوں میں کوئی صحیح بھی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا: اس لئے کہ حضرت عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی۔

۳۴۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے کوئی علم کی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپالے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔''

اس پر میں نے ابوعلی سے کہا کہ اس میں ازہر بن مروان یا تمہارے استاد ابن احمد واسطی نے غلطی کی ہے کیوں کہ ان میں بھی وہم پایا جاسکتا ہے چنانچہ انہوں نے ابوبکر بن اسحاق اور علی بن حمشاذ کی حدیث سنائی، دونوں نے حضرت اسماعیل بن اسحاق سے، انہوں نے مسلم بن ابراہیم سے، انہوں نے عبدالوارث بن سعید سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے کسی آدمی سے، اس نے حضرت عطاء سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: ''جس کے پاس علم ہو اور اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اسے چھپالے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔''

اسے ابوعلی نے اچھا کہا اور میرے سامنے اسے مانا پھر جب میں نے دروازہ بند کیا تو کچھ لوگ موجود تھے جو کہہ رہے تھے کہ حضرت عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عبداللہ بن عمرو کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

یہ حدیث ابوالعباس محمد بن یعقوب نے لکھی ہے:

۳۴۹ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص علم چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے آگ کی لگام دے گا۔''

یہ سند مصریوں کی طرف سے شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے، اس میں خامی نہیں اور پھر حضرت ابوہریرہ کے علاوہ کئی صحابہ نے بھی بتائی ہے۔ انہی سے روایت ہے:

۳۵۰ حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم عراق جانے کا ارادہ لے کر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''صرار'' تک ہمارے ساتھ چلے اور پھر وضو کر کے فرمایا: کیا جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیوں چلا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں تو اس لئے آپ چلے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اس بستی والوں کے پاس جارہے ہو جو قرآن کو ایسی آہستہ آواز سے پڑھیں گے جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے لہٰذا تم ان کے سامنے حدیثیں ظاہر نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں مصروف کردیں گے، اکیلا قرآن پڑھو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کم سے کم کرو، اب جاؤ، میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔''

حضرت قرظہ واپس آئے تو صحابہ نے کہا کہ ہمیں کوئی حدیث سناؤ جس پر انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع کردیا ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں جو معتبر ہیں۔ حضرت قرظہ بن کعب انصاری صحابی ہیں جنہوں نے حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اور صحابہ کے بارے میں ہماری شرط یہ ہے کہ ہم انہیں بھلائیں گے نہیں البتہ حدیث کے

باقی سارے راویوں کو دونوں حضرات نے لیا ہے۔

(۳۵۱) حضرت عمر بن سعد بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت قرظہ بن کعب، ابومسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے ہاں گیا تو وہاں کچھ بچیاں گا رہی تھیں، میں نے کہا: تم ایسا کام کر رہے ہو جب کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہو؟ انہوں نے کہا: سننے ہو تو ٹھیک، ورنہ چلے جاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خوشی کے موقع پر کھیل کود کی اور میت کے ہاں رونے کی اجازت دی ہے۔"

ابوالعباس محمد بن یعقوب کی روایت ہے:

(۳۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص میرے ذمے ایسی بات لگائے جو میں نے نہیں کہی تو پھر اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لے اور جس سے اس کا کوئی دینی بھائی مشورہ مانگے اور وہ اسے ایسی راہ بتائے جو صحیح نہ ہو تو وہ خیانت کر رہا ہوگا اور جو علم کے بغیر فتویٰ دے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔"

یہی حدیث یحییٰ بن ایوب کی ہے اور راوی بکر بن عمرو ہیں۔

(۳۵۳) حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے ذمے ایسی بات لگائے جو میں نے نہ کہی ہو تو جہنم میں اپنی رہائش بنالے۔ جو علم کے بغیر فتویٰ دے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جو کسی کو ایسا مشورہ دے حالانکہ اسے معلوم ہو کہ درست راہ کوئی اور ہے تو وہ خیانت کر رہا ہوگا۔"

یہ وہ حدیث ہے کہ شیخین نے حضرت عمرو کے علاوہ اس کے باقی راوی لئے ہیں جب کہ بکر بن عمرو معافری نے انہیں ٹھوس بتایا ہے اور وہ اہلِ مصر کے ایک امام ہیں، ہمیں فتویٰ کی پختگی کے لفظ کی بہت ضرورت ہے۔

(۳۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آگے چل کر آخری دور میں میری امت کے کچھ لوگ ہوں گے جو تمہیں وہ حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ داداؤں نے سنی ہوں گی، تم اپنے آپ کو ان سے بچانا اور انہیں اپنے سے دور رکھنا۔"

اس حدیث کو امام مسلم نے کتاب کے خطبہ میں حکایتوں کے اندر لکھا ہے لیکن شیخین نے کتاب کے بابوں میں نہیں لیا حالانکہ یہ ان کی شرطوں پر پوری اترتی ہے اور ضرورت ہے کہ اس پر جرح و تعدیل کی جائے جب کہ مجھے اس میں کوئی نقص دکھائی نہیں دیا۔

(۳۵۵) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں میانہ روی، بدعت میں بھرپور کوشش سے بہتر ہوتی ہے۔ حضرت ثوری نے اسے اعمش سے لیا ہے اور انہوں نے حضرت مالک بن حارث سے لی ہے۔

(۳۵۶) حضرت مالک بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

اس حدیث کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا بلکہ اس قسم میں انہوں نے حضرت ابواسحٰق

سے روایت لی ہے جو حضرت ابوالاحوص سے لی گئی ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ سے لی ہے کہ ''یہ دو چیزیں ہدایت اور کلام ہے چنانچہ سب سے بہتر کلام اللہ کی ہے اور سب سے بہتر راہنمائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔'' الحدیث

۳۵۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے چار چیزوں کے بارے پناہ مانگتا ہوں، اس علم سے جو فائدہ مند نہ ہو، اس دل سے جو ڈرتا نہیں، اس نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ وہ حضرت عباد بن ابی سعید مقربی کی روایت نہیں لیتے، ان پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے بلکہ ان کی حدیثیں کم ہیں اور ان کی اتنی ضرورت بھی نہیں۔ اسے محمد بن عجلان نے سعید مقبری سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ان کے بھائی عباد کا ذکر نہیں کیا۔

۳۵۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے چار چیزوں کے بارے میں پناہ مانگتا ہوں، ایسے علم سے جو فائدہ مند نہ ہو، ایسے دل سے جو ڈرتا نہیں، ایسے نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

اس کی صحیح تائید مسلم کی شرط کے مطابق انس بن مالک کی یہ حدیث ہے:

۳۵۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس علم کے بارے میں پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ نہ دے، اس دل کے بارے میں جو ڈرتا نہیں، اس نفس سے جو بھرتا نہیں اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو سکے، اور آخر میں عرض کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے ان چاروں کے بارے میں دعا کرتا ہوں۔''

مجھے پتہ چلا ہے کہ حضرت مسلم بن حجاج نے اسے حضرت زید بن ارقم کی حدیث میں لیا ہے جسے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔

۳۶۰ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ قریش نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خط و کتابت کیا کرتے ہو حالانکہ وہ تو ایک بشر ہیں اور ویسے ہی ناراض ہو جاتے ہیں جیسے عام انسان ناراض ہوا کرتا ہے۔ اس پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی: یا رسول اللہ! قریش کہتے ہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خط و کتابت کرتے ہو، وہ تو ایک بشر ہیں اور ایسے ہی ناراض ہوتے ہیں جیسے عام لوگ ہو جاتے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ان دونوں میں سے حق اور سچ ہی نکلا کرتا ہے لہٰذا تم لکھا کرو۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوخ ہونے والی حدیث کے لئے بنیاد بنتی ہے جب کہ دونوں ہی نے اسے نہیں لیا اور پھر عبدالواحد بن قیس کے علاوہ اس کے سب راویوں کو انہوں نے لیا ہے، وہ اہلِ شام کے شیخ تھے اور ان کے بیٹے عمر بن عبدالواحد دمشقی بھی حدیث کے ایک امام تھے جب کہ حضرت عبدالواحد بن قیس نے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے جن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ باہلی اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور پھر امام اوزاعی

نے بھی ان سے کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔

اس حدیث کی تائید ملتی ہے جسے مختصر طور پر شیخین نے لکھا ہے چنانچہ ہمام بن منبہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول بتایا کہ فرمایا: ''عبداللہ بن عمرو کے علاوہ ایسا کوئی صحابی نہ تھا جسے مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد ہوں کیونکہ وہ لکھ لیتے لیکن میں لکھا نہ کرتا۔

۳۶۱ حضرت عمرو بن دینار، وہب بن منبہ اور ان کے بھائی ہمام سے ایسی ہی حدیثیں ملتی ہیں جو ابوہریرہ سے روایت ہیں۔ رہے عبدالواحد بن قیس اور عبداللہ بن عمرو سے ان کی حدیث تو اس میں میں نے عمرو بن شعیب کی تائید دیکھی ہے، پھر میں نے ابوالولید حسان بن محمد فقیہ کو بتاتے سنا: میں نے حسن بن سفیان سے سنا کہ حضرت اسحاق بن ابراہیم حنظلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن شعیب سے کوئی پختہ راوی ہو تو وہ ایوب جیسا ہوگا جنہوں نے حضرت نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

رہی شاہد کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۳۶۲ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ''کیا میں آپ سے سن کر لکھ لیا کروں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں لکھ لیا کرو۔ میں نے پوچھا: خواہ ناراضگی کی حالت ہو یا خوشی کی؟ فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں سچی بات کے علاوہ کوئی اور بات کروں۔''

حدیث کے علم والے کو علم ہونا چاہئے کہ حضرت عمرو بن شعیب کے بارے میں کسی کو اعتراض نہیں البتہ امام مسلم نے حضرت شعیب کے حضرت عبداللہ بن عمرو سے سننے پر گفتگو کی ہے چنانچہ فرمایا: جب حضرت عمرو بن شعیب سے وہ حدیث آئے جو انہوں نے حضرت مجاہد سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے سنی ہو تو وہ صحیح ہوگی۔ علاوہ ازیں میں نے اسے صرف حضرت عبدالواحد بن قیس کی حدیث پر دلیل کے لئے ذکر کیا ہے جب کہ بعینہ یہ حدیث حضرت یوسف بن ماہک سے روایت کی گئی ہے۔

۳۶۳ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ہر وہ حدیث لکھ لیا کرتا تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتا اور اسے یاد کرنے کا ارادہ کرتا جس پر قریش نے مجھے روکا اور کہنے لگے: تم ہر وہ حدیث لکھ لیا کرتے ہو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بشر ہیں، وہ ناراضگی اور خوشی میں بات کر لیا کرتے ہیں۔ اس پر میں رک گیا اور آپ سے عرض کی، آپ نے فرمایا: لکھا کرو کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلتا اور پھر ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔''

شیخین نے اس حدیث کے راویوں میں سے حضرت ولید کو چھوڑ کر سب کو لیا ہے، میرے خیال میں وہ ولید بن الولید شامی ہیں کیونکہ وہ تو ولید بن عبداللہ ہیں، ان کے والد کی کنیت مشہور ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر انہیں امام مسلم نے بھی لیا ہے جب کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: علم کو کتاب اللہ کے سامنے پرکھ کر لکھ لیا کرو۔''

(۳۶۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: ''علم کو کتاب کے مطابق لکھ لیا کرو۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی یونہی روایت ملتی ہے جو ان کا اپنا قول ہے، ان کی یہ سند قابل بھروسہ نہیں۔ تو یہ حدیث صحیح ہے۔

اپنے قول والی حدیث یوں ہے:

(۳۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: ''علم کو کتاب کے مطابق لکھ لیا کرو۔''

ایک بصری عالم نے بھی اس سند کو انصاری سے لیا ہے اور یونہی اہل مکہ میں سے ایک شیخ نے اسے ابن جریج سے لیا ہے لیکن وہ قابل بھروسہ نہیں۔

(۳۶۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علم کو قید کرو۔'' میں نے عرض کی کہ اس قید کا مطلب کیا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ''اسے لکھ لیا کرو۔''

حدیثیں کن دشواریوں سے جمع ہوئیں؟

(۳۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے ایک انصاری سے کہا آؤ تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے حدیثیں پوچھیں کیونکہ آج وہ بہت سارے موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: اے ابن عباس! بڑے تعجب کی بات ہے، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی بات مان لیں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ موجود ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: میں نے انہیں وہیں چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھنے لگا، مجھے کسی آدمی کے پاس حدیث کا پتہ چلتا تو میں اس کے دروازے پر پہنچ جاتا، وہ قیلولہ (دوپہر کا سونا) کر رہا ہوتا تو میں اس کے دروازے پر جم کر بیٹھ جاتا، ہوا مجھ پر مٹی پھینکتی، آخر وہ نکل کر مجھے دیکھتا اور کہا کرتا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے! آپ نے کیوں تکلیف کی؟ آپ نے مجھے پیغام دیا ہوتا اور خود میں چل کر آپ کے پاس آ جاتا۔ میں کہتا نہیں بلکہ یہ میرا حق تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں اور پھر اس سے حدیث پوچھا کرتا۔

وہ انصاری شخص زندہ رہا اور پھر اس نے دیکھا کہ لوگ میرے اردگرد کھڑے مجھ سے حدیث پوچھ رہے ہوتے اس پر اس نے کہا: یہ شخص مجھ سے زیادہ عقلمند نکلا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور یہ حدیث تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ محدث (حدیث بتانے والے) کی عزت کرنے کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

(۳۶۸) حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دور ہوئے تو شامیوں میں سے ایک شخص

ناقل نے کہا: اے ابو ہریرہ! ہمیں ایسی حدیثیں تو بتایئے جنہیں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''تین شخص وہ ہوں گے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ان کا فیصلہ ہوگا۔

(۱) ایک وہ شخص جو شہید ہوا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ مان جائے گا، اللہ پوچھے گا کہ تم نے نعمتوں کے مقابلے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں تیرے راستے میں لڑا اور شہید ہوا۔ وہ فرمائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، تمہارا ارادہ یہ تھا کہ تمہیں بہادر کہا جائے چنانچہ وہ کہہ دیا گیا تو حکم ملنے پر اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۲) ایک وہ ہوگا جس نے علم حاصل کیا اور قرآن پڑھتا رہا، اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جنہیں وہ مانے گا، اللہ پوچھے گا کہ ان کے مقابلے میں تم نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور قرآن پڑھتا رہا اور تیری رضا کے لئے اس پر عمل کرتا رہا۔ اللہ فرمائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، تم تو عالم ارقاری کو ملانا چاہتے تھے چنانچہ یوں کہہ دیا گیا چنانچہ حکم ہوگا تو اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۳) ایک وہ ہوگا کہ اللہ نے اسے طرح طرح کا مال دیا ہوگا، اسے سامنے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ تسلیم کرے گا، اللہ پوچھے کہ ان کے ہوتے ہوئے تم نے کیا کیا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں نے ایسی کوئی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تمہاری مرضی کے مطابق خرچ نہ کیا ہو۔ اللہ فرمائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، تم تو تم تو سخی کہلانا چاہتے تھے چنانچہ کہہ دیا گیا چنانچہ حکم ہوگا تو اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں، اس کے ایک راوی حضرت یونس بن یوسف سے حضرت امام مالک بن انس نے موطا میں روایت کی ہے اور وہ ہر اس شخص کے بارے میں فیصلہ دیتے ہیں جس سے روایت لیتے ہیں پھر اسے امام مسلم نے بھی لیا ہے۔

(۳۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہوں گے کہ حساب و کتاب کے موقع پر گھاٹے میں پڑیں گے:

(۱) سخی (۲) بہادر اور (۳) عالم

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح سند والی ہے۔ یہ عمدہ اور شاذ ہے البتہ پہلی حدیث سے مختصر اور اس کی تائید ہے۔

(۳۷۰) حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں تمہیں کچھ بھی نہ بتاتا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران: ۱۸۷) (اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا، ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے ان لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا)

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے، میرے نزدیک اس مین خامی بھی نہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۳۷۱) حضرت محمد بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر پہلو میں کھڑے ہو جاتے اپنے جوتوں کی ایڑیاں کہنیوں میں ڈال کر منبر کی دستی پکڑتے ہوئے فرمایا کرتے: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سچے اور سچے بنائے گئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے اور کبھی کبھی یوں کہا کرتے: ''عربوں کے لئے اس بُرے وقت میں تباہی ہے جو قریب آ رہا ہے۔'' اور جب امام کے نکلنے کے موقع پر مقصورہ (مزارِ انور) کے دروازے کی حرکت سنتے تو بیٹھ جایا کرتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے یوں ذکر نہیں کیا۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ ویل للعرب والی حدیث کو صحیح کروں کیونکہ شیخین نے اسے لیا ہے، میرا مقصد یہ بتانا ہے کہ امام کے نکلنے سے پہلے منبر پر حدیث کی روایت کرنا مستحب اور اچھا کام ہے۔

(۳۷۲) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو بستر پر تکیہ لگائے دیکھوں جس کے پاس کسی کی طرف سے وہ حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہے یا جس سے روکا ہے تو وہ کہے: میں نہیں جانتا، ہم تو صرف اس کی پیروی کریں گے جسے ہم کتاب اللہ میں دیکھتے ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

میرے خیال میں انہوں نے اسے اس لئے چھوڑا ہے کہ مصری محدثین اس کی سند میں اختلاف رکھتے ہیں۔

(۳۷۳) حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کو یقیناً جانتا ہوں جو تکیہ لگائے ہوگا کہ اس کے پاس میری طرف سے کوئی حکم آئے گا جس کے کرنے کا میں نے حکم دیا یا جس سے میں نے روکا اور وہ کہے گا کہ یہ اللہ کی کتاب رکھی ہے اور یہ اس میں موجود نہیں۔''

(۳۷۴) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب لوگ ان کے گرد تھے کہ میں تم میں سے ایسا شخص نہ دیکھوں جس کے پاس میرا کوئی ایسا حکم آئے جس کے کرنے کا میں نے حکم دیا ہو یا جس سے روکا ہو اور وہ اپنی چارپائی پر تکیہ لگائے ہوئے ہو اور وہ کہے کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہے، ہم اسی پر عمل کریں گے ورنہ نہیں۔''

امام حاکم فرماتے ہیں کہ میں اپنے بتائے ہوئے اصول پر قائم ہوں کہ پختہ راوی کی طرف سے حدیث میں زیادہ الفاظ قبول کئے جاتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ حافظ پختہ اور ٹھوس ہیں، خبردار اور حافظ ہیں اور ہم نے اس کی دو صحیح تائیدیں ملنے پر ان کے حفظ پر بھروسہ کیا ہے۔

ان میں سے ایک یہ ہے:

(۳۷۵) حضرت مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن کچھ چیزیں حرام کر دی تھیں

جن میں سے ایک گھریلو گدھا بھی تھا۔ وہیں فرمایا تھا: "وقت آئے گا کہ تم میں سے ایک شخص اپنی چارپائی پر بیٹھا میری حدیث بیان کرے گا اور کہے گا میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے چنانچہ اس میں جو حلال لکھا ہے اسے حلال جانیں گے اور جس کے بارے میں حرام لکھا ہے اسے حرام کہیں گے،" حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح حرام قرار دیا ہے جیسے اللہ نے۔

دوسری تائید یہ ہے:

(۳۷۶) حضرت حسن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ عین اس وقت جب حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمارے نبی کی سنت بتا رہے تھے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابونجید! ہمیں قرآن کے بارے میں بتایئے۔ حضرت عمران نے کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں تو کیا نماز کے بارے میں آپ کوئی حدیث بتا سکتے ہیں اور وہ سزائیں بتا سکتے ہیں جو اس میں موجود ہیں، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سونے، چاندی، اونٹ، گائے اور دوسرے مالوں کی زکوۃ کتنی فرض ہے، اس موقع میں تو موجود تھا لیکن آپ وہاں سے غائب تھے۔ پھر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوۃ میں اتنا فرض کیا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا: آپ نے مجھ میں جان ڈال دی ہے لہٰذا اللہ آپ کو سلامت رکھے۔"

حضرت حسن بتاتے ہیں کہ جب وہ شخص فوت ہوا تو مسلمانوں کا زبردست فقیہ بن چکا تھا۔ حدیث کے ایک راوی عقبہ بن خالد شنی بصرہ کے پختہ محدث اور عبادت گزار تھے۔ ان کی حدیثیں بہت کم ہیں، جمع کی جائیں تو ان کی گنتی دس تک نہیں پہنچے گی۔

(۳۷۷) حضرت ہشام بن حجیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو نفل پڑھا کرتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں روکا تو انہوں نے کہا: ان سے روکنے کی وجہ انہیں سورج غروب ہونے تک بہانہ بنا کر سورج غروب ہونے تک نہ لے جاؤں۔ اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد کسی بھی نماز سے روکا ہے اور نہیں معلوم کہ اسے اس پر عذاب ہوگا یا اسے اجر دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (احزاب: ۳۶) (اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور اس حدیث سے ملتی جلتی ہے جس میں سنت کی پیروی پر ابھارا گیا ہے لیکن انہوں نے اسے شامل نہیں کیا۔

(۳۷۸) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود، حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے انہیں مدینہ میں اپنی شہادت تک روکے رکھا تھا۔

۳۷۹ حضرت عبداللہ بن ادریس رضی اللہ عنہ نے حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی حدیث روایت کی ہے جس کی سند ایسی ہی ہے۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کو روکنا، ان کی زیادہ روایتوں کی وجہ سے تھا تاہم اس میں سنت کے باوجود انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۳۸۰ حضرت مسروق بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی تو وہ کانپ گئے جب کہ ان کے کپڑے بھی (رونے پر) بھیگ گئے اور پھر فرمایا کہ ''یا ایسے ہی فرمایا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے یہ روایت نہیں لی حالانکہ ان کے پاس اس بارے میں ثبوت موجود ہیں۔

۳۸۱ حضرت ابوعمرو شیبانی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سال بھر بیٹھا رہا لیکن وہ کبھی بھی یوں نہ فرماتے تھے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اور جب وہ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو ہم کانپ اٹھتے اور حدیث کے بعد یہ الفاظ فرمادیا کرتے ''یونہی''، ''اسی طرح''، ''اس جیسا'' یا ''جو اللہ چاہے''

یہ حدیث اس بارے میں اصولی ہے کہ زیادہ روایت سے بچنا چاہئے اور اس میں مضبوطی ہونی چاہئے، شیخین نے اسرائیل کو لیا ہے جو ابوحصین سے روایت کرتے ہیں، امام مسلم نے شریک بن عبداللہ کو لیا ہے اور وہ اس لائق ہیں۔ شیخین نے اسے نہیں لیا۔

شیخین کی شرط پر اس کی تائید ملتی ہے:

۳۸۲ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایسا کوئی دن نہ گزرتا جب میں حضرت ابن مسعود کے پاس نہ جاتا چنانچہ کسی شے کے بارے میں وہ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' آخر ایک رات آپ نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اس پر میں نے ان کی طرف دیکھا تو قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے، رگیں پھولی ہوئی تھیں، آنکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے، پھر فرمایا: ''یونہی، اس سے ذرا بڑھ کر، ان الفاظ کے قریب قریب یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' کے الفاظ فرمائے۔

۳۸۳ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت سنا جب آپ منبر پر بیٹھے تھے، فرمایا: میری طرف سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے میں گریز کرو اور جو مجھ سے بیان کرنا چاہے تو سچی بات کہے اور جس نے ایسی بات کہہ دی جسے میں نے نہ کہا ہو تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھے۔''

حضرت محمد بن عبید کی حدیث میں روایت یوں ہے کہ مجھے ابن کعب وغیرہ نے حضرت ابوقتادہ سے روایت کی ہے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اس میں بہت مشکل الفاظ ہیں، شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کی تائید حضرت ابوقتادہ سے ملتی ہے:

۳۸۴ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''مجھے وہ حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو۔ اس پر کہا: مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میری زبان پھسل نہ جائے اور میں وہ کچھ کہہ بیٹھوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا: ''مجھ سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے گریز کرو کیونکہ جو جان بوجھ کر میرے ذمے جھوٹی بات لگائے گا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھے۔''

۳۸۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کے گنہگار بننے کے لئے اتنی سی بات کافی ہے کہ جو بھی سنے، اسے آگے بیان کردے۔''

امام مسلم نے یہ حدیث ان حکایتوں کے دوران بیان کی ہے جو انہوں نے کتاب کے خطبے میں حضرت محمد بن رافع سے روایت کرتے ہوئے لکھی ہیں لیکن یہ حدیث نہیں لی جس کی دلیل انہوں نے اپنی کتاب میں اس کے موقع پر لکھی ہے۔ علی بن جعفر مدائنی پختہ ہیں اور ہم نے کتاب کی ابتداء میں لکھا ہے کہ پختہ راوی کی زیادتی قبول کی جاتی ہے۔

حضرت شعبہ کے ساتھیوں نے یہ حدیث مرسل قرار دی ہے:

۳۸۶ حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ جو سنے، آگے بیان کردے۔''

۳۸۷ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا: **وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** (آل عمران: ۷) (اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں، ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے) تو فرمایا: ہم حدیث کی حفاظت کرتے تھے اور یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد کی جاتی ہے لیکن تم نے ہر قسم کی روایت لینا شروع کردی۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے۔

۳۸۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت تک روایت کرتے رہے جب تک آپ پر جھوٹ باندھا نہیں جاتا تھا اور جب لوگوں نے ہر قسم کی سچی جھوٹی روایت شروع کردی تو ہم نے آپ سے بیان کرنا بند کردیا۔''

۳۸۹ حضرت ابوموسیٰ غافقی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں آخری ہدایت یہ دی تھی: کتاب اللہ کو سنبھالے رکھنا کیونکہ تمہارا واسطہ ایسی قوم سے پڑے گا جو مجھ سے حدیث بیان کرنا چاہیں گے یا اس قسم کی بات بتانا چاہیں گے چنانچہ جسے میری حدیث یاد ہو، وہ اسے آگے بتائے لیکن جو میری ایسی بات گھڑے گا جو میں نے نہ کہی ہوگی تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔''

اس حدیث کے سارے راوی معتبر ہیں، رہے حضرت ابوموسیٰ مالک بن عبادہ غافقی تو یہ مصر میں رہنے والے صحابی تھے۔ یہ حدیث ان حدیثوں میں شامل ہے جنہیں ہم نے کسی صحابی سے اس وقت لیا جب ان تک روایت صحیح ہوتی۔

اس حدیث میں دو عجیب باتیں ہیں، ایک آپ کا فرمانا ''جلد تمہارا اس قوم سے واسطہ پڑے گا'' اور دوسری ''تو جسے بات یاد ہو، وہ آگے بیان کردے۔'' چنانچہ اسلام کے اماموں کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ: محدث کے لئے ایسی حدیث کو بیان کرنا مناسب نہیں جو اسے یاد نہ ہو۔''

۳۹۰ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ دوسرے صحابہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے لیکن میں برائی کے بارے میں پوچھتا کہ کہیں یہ مجھ سے سرزد نہ ہو جائے چنانچہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائی کے دور میں تھے تاہم اللہ تعالیٰ یہ بھلائی لے آیا تو کیا اس کے بعد بھی برائی آسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اور اس میں گڑبڑ ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ گڑبڑ کیا ہوگی؟ فرمایا: ایک قوم ہوگی جو میری راہنمائی کے بغیر ہدایت کرے گی، ان میں سے کسی کی پہچان ہو گی اور کسی کی نہیں، میں نے عرض کی کہ کیا اس کے بعد بھی برائی ہوگی؟ فرمایا: ہاں، کچھ لوگ جہنم کے دروازے کی طرف بلانے والے ہوں گے اور جو ان کی بات مان لے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں ان کا حلیہ تو بتائیے، فرمایا: وہ ہمارے جیسے ہوں گے اور ہماری ہی بولی بولیں گے۔ میں نے عرض کی: اگر میرا ان سے واسطہ پڑ جائے تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ چمٹے رہنا۔ میں نے عرض کی کہ اگر ان کا کوئی امام نہ ہوا اور نہ ہی جماعت ہوئی تو کیا کروں؟ فرمایا: پھر سارے فرقوں سے الگ تھلگ ہو جانا خواہ تمہارے سامنے مشکلات ہی کیوں نہ آئیں اور پھر موت آنے تک اسی طریقے پر رہنا۔''

یہ حدیث صحیحین میں یونہی لی گئی ہے، انہوں نے اسے مختصر طور پر حدیث زہری سے لیا ہے جب کہ میں نے اسے کتاب العلم میں لیا ہے کیونکہ میں شیخین کے ہاں ایسی حدیث نہیں دیکھتا جس سے معلوم ہو کہ اس کے علاوہ بھی اجماع دلیل بنتا ہے اور پھر میں نے ان جگہوں پر اس سلسلے کی ایسی حدیثیں لی ہیں جو شیخین نے نہیں لیں چنانچہ وہ درج ذیل ہیں:

۳۹۱ (حدیث نمبر ۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' کے مقام پر خطبہ دیا اور فرمایا: میں تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائم مقام ہوں اور آپ نے فرمایا تھا: میں اپنے صحابہ کو وصیت کر رہا ہوں پھر ان کو جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر انہیں جو ان کے بھی بعد میں آئیں گے، پھر اس کے بعد جھوٹ بولنا اتنا عام ہو جائے گا کہ آدمی قسم کھائے گا لیکن کھلائے گا نہیں، گواہی دے گا لیکن خود نہیں مانے گا چنانچہ جو جنت کی ہوا کی خواہش رکھتا ہے، اسے جماعت کے ساتھ رہنا ہوگا کیونکہ ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کہ دو سے دور چلا جاتا ہے ہاں (ایسے دور میں) جسے اپنی نیکی پر خوشی ہو اور برائی بری لگے تو وہ مومن ہوگا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں حضرات ہی نے اسے نہیں لیا۔

اس کی دو تائیدیں ملتی ہیں:

۳۹۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' کے مقام پر خطاب فرماتے ہوئے فرمایا: رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں وہ مقام رکھتے تھے جو میرا تمہارے درمیان ہے (حکمرانی) آپ نے فرمایا تھا: میرے صحابہ سے بہتر برتاؤ کرنا اور پھر ایسی ہی حدیث ذکر کی۔

۳۹۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ جابیہ کے مقام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں (حکمرانی میں) تمہارے اندر ویسے ہی ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ہوتے تھے پھر ایسی ہی حدیث بتائی۔

چنانچہ اس حدیث میں اختلاف عبدالملک بن عمیر کی وجہ سے ہے لیکن میرے نزدیک شیخین نے اس حدیث کو اسی اختلاف کی وجہ سے چھوڑا ہے جو عبدالملک کے بارے میں اماموں کے درمیان ہے۔ ہم نے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت میں حضرت عمر سے بتائی ہے۔

۳۹۴ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ کے مقام پر ٹھہرے تھے کہ فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو میری بات سنے اور اسے محفوظ کر لے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان کھڑا دیکھا جیسے میں تمہارے درمیان ہوں اور فرمایا: میرے صحابہ کا دھیان رکھنا پھر ان کا جوان کے بعد آئیں گے اور پھر ان کا جوان کے بعد آئیں گے (تین مرتبہ فرمایا) اور پھر اسکے بعد فتنہ وفساد ہوگا، جھوٹ عام ہوگا، آدمی گواہی دے گا لیکن خود قبول نہیں کرے گا، خود قسم کھائے گا لیکن خود اسے قبول نہ کرے گا چنانچہ تم میں سے جو شخص جنت کی ہوا لینا چاہے گا، اسے اپنی جماعت میں رہنا ہوگا لیکن اکیلے کے ساتھ شیطان ہوگا جب کہ دو سے دور رہے گا۔ تم میں سے کوئی شخص علیحدگی میں کسی عورت کے پاس نہ جائے کیونکہ شیطان ان میں تیسرا ہو جاتا ہے، جسے اپنی نیکی اچھی لگے اور برائی بُری لگے تو وہ مومن ہوگا۔"

۳۹۵ (اجماع علماء پر دوسری حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا: جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے لہٰذا بڑی جماعت کے پیچھے چلو کیونکہ جو ایک طرف ہو جاتا ہے تو جہنم میں جا گرتا ہے۔"

اس حدیث کے راوی خالد بن یزید قرنی بغدادیوں کے قدیم شیخ تھے، اگر انہوں نے اسے یاد رکھا ہوتا تو ہم حدیث کو صحیح قرار دے دیتے۔

۳۹۶ (دوسرا اختلاف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوگا چنانچہ جو اس میں سے الگ ہوگا، جہنم میں گرے گا۔"

۳۹۷ (تیسرا اختلاف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ میری اس امت کو گمراہی پر کبھی بھی اکٹھا نہیں کرے گا۔"

۳۹۸ (چوتھا اختلاف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کبھی بھی میری امت کو

گمراہی میں نہ ڈالے گا۔ پھر ہاتھوں کو یوں اٹھا کر فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ جو ایک طرف ہو جائے گا تو وہ جہنم میں گرے گا۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کے راوی سفیان اور ابوسفیان کو نہیں پہچانتا۔

۳۹۹ (پانچواں اختلاف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت (یا فرمایا میری امت) کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا لہٰذا بڑی جماعت کا ساتھ دو کیونکہ جو الگ ہوگا، وہ جہنم میں گرے گا۔''

ہمیں عمر بن جعفر بصری نے کہا: ابوالحسین کی کتاب میں یونہی ہے جو سلیم بن ابی الذیال سے روایت ہے۔

حاکم کہتے ہیں: اگر یہ راوی سے محفوظ ہے تو صحیح کی شرط بنتی ہے۔

۴۰۰ (معتمر کے بارے میں چھٹا اختلاف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری پوری امت کو کبھی بھی گمراہ نہیں کرے گا، جماعت پر اللہ کا ہاتھ یوں ہوتا ہے لہٰذا بڑی جماعت کے پیچھے چلو کیونکہ جو الگ ہو گا، جہنم میں گرے گا۔''

۴۰۱ (ساتواں اختلاف) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری اس پوری امت (یا فرمایا امتِ مسلمہ کو کبھی بھی گمراہ نہیں کرے گا جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے (سر پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا) جو ان میں سے علیحدہ ہوگا، جہنم میں گرے گا۔''

حاکم کہتے ہیں معتمر پر اختلاف کھل کر سامنے آ گیا ہے حالانکہ وہ سات وجہ سے دین کے رکن لوگوں میں سے ایک ہیں تاہم ہم میں یہ ہمت نہیں کہ ان تمام حدیثوں کو غلط بنا دیں اور یہ کہنے والے کا قول درست کہہ دیں کہ معتمر نے سلیمان بن سفیان مدنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن دینار سے سنی کیونکہ ہم یہ بات کہیں گے تو راوی کو جاہل بنائیں گے جس کی وجہ سے حدیث کو کمزور بنائیں گے، ہم تو کہیں گے کہ معتمر حدیث کے امام ہیں اور ان سے یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ لکھی گئی ہے جس جیسی صحیح ہوتی ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ان سندوں میں سے اس کی کوئی اصل ہو، پھر ہمیں حدیث کی ایسی تائیدیں ملتی ہیں جو معتمر سے روایت نہیں جن کو میں صحیح نہیں کہتا، نہ ہی کمزور بتاتا ہوں بلکہ مجھ پر انہیں ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اہل سنت اسلام کے اس قاعدے پر اجماع رکھتے ہیں چنانچہ صحابہ میں اسے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباس ہیں۔

۴۰۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری اس امت کو (یا فرمایا: امت کو) گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوگا۔''

۴۰۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ میری اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔''

امام حاکم فرماتے ہیں کہ حدیث کے راوی ابراہیم بن میمون عدنی کو عبدالرزاق نے عادل بنایا اور اس کی تعریف کی ہے جب کہ یہ اہلِ یمن کے امام تھے، انہیں عادل کہنا، دلیل بن جاتا ہے اور پھر یہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

(۲۰۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے چار چیزیں مانگیں:

① ایک یہ کہ وہ مجھے بھوک کی حالت میں موت نہ دے، یہ بات منظور فرمائی گئی۔

② دوسرے یہ کہ میرے امتی گمراہی پر اکٹھے نہ ہوں، یہ بھی قبول ہوئی۔

③ تیسرے یہ کہ امتی کافر اور مرتد نہ ہوں، یہ بھی قبول کر لی گئی۔

④ چوتھے یہ کہ ان میں اختلاف پیدا نہ ہو، اسے قبول نہیں کیا گیا۔"

رہے اس حدیث کے ایک راوی مبارک بن سحیم تو وہ ایسی کتاب میں لانے کے قابل نہیں لیکن میں نے انہیں مجبوراً ذکر کیا ہے۔

(۲۰۵) (اجماعِ علماء پر تیسری حدیث) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگا تو گویا وہ اسلام کی رسی کو گردن سے اتار رہا ہوگا۔"

(۲۰۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر الگ ہوگا تو گویا اس نے اسلام کی رسی گلے سے نکال دی۔"

خالد بن وھبان کی روایتوں پر اعتراض نہیں ہوتا کیونکہ وہ مشہور تابعی ہیں البتہ شیخین نے اسے نہیں لیا اور یہی متن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جو شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

(۲۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگا تو مرنے تک گویا وہ اسلام کی رسی گلے سے اتار رہا ہوگا۔ پھر فرمایا: "جو اس حالت میں ہوا کہ اس کا کوئی امام نہ تھا تو گویا وہ جاہلیت کے دنوں میں مرا۔"

(۲۰۸) (اجماع پر چوتھی حدیث) حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وہ پانچ کام کرنے کی ہدایت کرتا ہوں جن کے بارے میں اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے:

① جماعت کے ساتھ رہنا۔ ② حکمران کی بات سننا ③ اس کا ہر حکم ماننا ④ ہجرت کرنا ⑤ راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

چنانچہ جو جماعت میں سے بالشت بھر بھی الگ ہوگا تو وہ گویا اپنے گلے سے اسلام کی رسی اتارے ہوگا، ہاں واپس آجائے تو بچ جائے گا۔"

حضرت معاویہ بن سلام اور ابان بن یزید عطار نے اسے حضرت یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا ہے۔

رہی معاویہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۴۰۹ حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کاموں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے، پھر پوری حدیث لکھی ہے۔

۴۱۰ حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ چیزوں پر عمل کا حکم دیا اور انہوں نے بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ آگے حدیث پوری کرتے ہوئے اس میں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کاموں کا حکم فرمایا ہے۔''

یہ حدیث صحابہ کے اس اصول کے مطابق صحیح ہے کہ جب ان کا صرف ایک ہی راوی ہو تو وہ قبول ہوگی کیونکہ حضرت حارث اشعری مشہور صحابی ہیں چنانچہ میں نے حضرت ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ابوالعباس دوری سے انہوں نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے حضرت حارث اشعری نے کہا: یہ صحابی تھے اور اس حدیث جیسی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بھی ملتی ہے۔

۴۱۱ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوگا تو وہ جہنم میں پہنچے گا۔''

۴۱۲ (اجماع پر پانچویں حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص گروہ سے الگ ہو یا ہجرت کرنے والے دیہاتی سے دشمنی رکھے تو اس کے پاس کوئی بہانہ نہ ہوگا۔''

شیخین نے حضرت زیاد بن ریاح سے روایت ہونے والی حضرت غیلان بن جریر کی حدیث پر اتفاق کیا ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جماعت سے الگ ہو کر مر جائے، وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔'' اس حدیث کا یہ متن اس کے علاوہ ہے۔

۴۱۳ (چھٹی حدیث) حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اس رات حضرت حذیفہ بن یمان کے ہاں پہنچا جب لوگ رات کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے تھے تو انہوں نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جماعت سے الگ ہوا اور حکمرانی کو ذلیل بنائے تو اللہ کے پاس حاضری پر اس کے پاس بہانہ نہ رہے گا۔''

یہی حدیث ابوعاصم نے کثیر سے روایت کی ہے۔

۴۱۴ حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ سردی کے دنوں میں حذیفہ بن یمان کے پاس گئے (ان کی بہن حذیفہ کی بیوی تھی) تو انہوں نے کہا: اے ربعی تمہاری قوم نے کیا کیا؟ یہ وہ وقت تھا جب لوگ حضرت عثمان کو گھیرے ہوئے تھے، کہا: کچھ لوگ نکلے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی گنا اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو جماعت سے الگ ہوگا اور حکومت کو ذلیل

جائے گا تو اللہ سے ملاقات کے وقت اس کے پاس کوئی بہانہ نہ ہو گا۔" یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ بصرہ میں رہنے والے کثیر بن ابی کثیر کوفی سے حضرت یحییٰ بن قطان اور حضرت عیسیٰ بن یونس نے روایت کی ہے اور اس پر جرح نہیں کی۔

۴۱۵ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین لوگوں کے بارے میں مت پوچھو:

(۱) ایک وہ شخص جو جماعت سے الگ ہو گیا اور اپنے حکمران کی بے فرمانی کی تو وہ گنہگار فوت ہو گا۔

(۲) ایک وہ لونڈی یا غلام جو اپنے مالک سے بھاگ کر مر گیا۔

(۳) ایک وہ عورت جس کا شوہر غائب ہوا اور اس نے اسے دنیا کا ضروری سامان دیا لیکن پھر بھی اس نے بناؤ سنگھار کیا تو ان کے بارے میں مجھ سے نہ ہی پوچھو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے، انہوں نے اس کے سب راوی لئے ہیں لیکن اسے لیا نہیں حالانکہ میرے ہاں اس کی کوئی وجہ بھی نہیں۔

۴۱۶ (اجماع کے ثبوت پر آٹھویں حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فرض نماز کے بعد دوسری فرض نماز، دونوں کے درمیانی وقت میں کیے گئے گناہوں کو دور کرتی ہے، جمعہ سے اگلے جمعے، مہینہ سے اگلے مہینے اور رمضان کے بعد آنے والے دوسرے رمضان کے درمیانی وقت کے گناہوں کے لئے یہ دن کفارہ ہوتے ہیں۔"

اس کے بعد فرمایا: "مگر تین کاموں میں کفارہ نہیں بنتے" اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ کچھ بات رہ گئی ہے تو فرمایا کہ "اللہ کے ساتھ شریک بنانے، بیع توڑنے اور سنت چھوڑنے پر کفارہ نہیں بنتے۔"

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! شرک تو ہم جانتے ہیں لیکن بیع توڑنے اور سنت چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: "حدیث میں آنے والا لفظ نَكْثُ الصَّفْقَه (بیع توڑنا) یوں ہوتا ہے کہ تم کسی آدمی کو قسم کے ساتھ کوئی چیز بیچو پھر مخالفت پر تلوار سے مقابلہ کرو۔ رہا سنت چھوڑنا تو اس سے مراد جماعت سے نکلنا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن سائب بن ابی السائب انصاری کو معتبر جانا ہے اور میرے نزدیک اس میں خامی نہیں۔

۴۱۷ (اجماع پر نویں دلیل) حضرت ابوزہیر ثقفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے نباہ (یا فرمایا: نباوہ) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا: "تمہیں جلدی ہی پتہ چل جائے گا کہ جنتی اور جہنمی کون لوگ ہیں (یا فرمایا: اچھے برے کا پتہ چل جائے گا) پوچھا گیا: یارسول اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا: اچھی یا بری تعریف ہونے پر کیونکہ تم ایک دوسرے کے بارے میں گواہ بنو گے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے، امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوزہیر ثقفی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا، ان کا نام معاذ تھا، رہے راوی ابوبکر بن ابی زہیر تو یہ بڑے تابعی ہیں تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

یہاں ہم نے صحیح سندوں والی نو حدیثیں بیان کی ہیں جن کے ذریعے اجماع ثابت ہوتا ہے اور اس کے لئے پہلے اماموں کے مذہبوں سے راہنمائی لی ہے۔

یہی وہ صحیح حدیثیں ہیں کہ جن کے ذریعے اختلاف ہونے کے موقع پر عالم کی عزت کرنے اور اس کے سامنے بیٹھنے کا حکم ہے لیکن شیخین نے انہیں نہیں لیا۔

(۲۱۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چلے اور قبر تک جا پہنچے جس میں میت دفنائی نہ گئی تھی، آپ بیٹھ گئے تو آپ کے گرد ہم بھی یوں بیٹھ گئے جیسے سروں پر پرندے ہوں۔ آگے حدیث ذکر کی۔

کتاب الایمان میں اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۲۱۹) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا کرتے تو آپ کی تعظیم کی خاطر سروں کو اونچا نہ کیا کرتے۔“

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی خامی نہیں لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۲۲۰) حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے صحابہ یوں بیٹھے تھے جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، میں سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ اسی دوران دیہاتی لوگ کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کیا ہم علاج کر سکتے ہیں؟ فرمایا: علاج کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری بنائی ہے، اس کے لئے دواء بھی تیار کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اے اللہ کے بندو! اللہ گناہ دور کر دیتا ہے لیکن ایسے شخص سے نہیں جو کسی شخص سے ظلم کے طور پر قرض لے کیونکہ یہ گناہ اور ہلاکت بنے گا۔“

پھر انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگوں کو بہتر چیز کونسی ملی ہے؟ فرمایا: ”اچھا خلق۔“

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، امام مسلم کے پاس خامی یہ ہے کہ حضرت اسامہ بن شریک کا زیاد بن علاقہ کے بغیر اور کوئی راوی نہیں اور ان سے حضرت علی بن اقمر نے روایت کی ہے جب کہ میرا اصول یہ ہے کہ میں صحابی کی روایت لیتا ہوں خواہ ان کا ایک کے علاوہ کوئی اور راوی نہ بھی ہو اور اس کے کئی طریقے ہیں جنہیں ہم انشاء اللہ کتاب الطب میں لکھیں گے۔

(۲۲۱) حضرت عبدالرحمٰن بن قرط رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا تو لوگ حلقے میں یوں بیٹھے تھے جیسے ان کے سر کاٹے گئے ہوں، ایک شخص انہیں حدیث سنا رہا تھا، دیکھا تو وہ حضرت حذیفہ تھے، وہ فرما رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگ بھلائی کرنے کے بارے میں پوچھتے لیکن میں برائی کے بارے میں پوچھا کرتا۔“ پھر لمبی حدیث لکھی۔

اس حدیث کا متن بخاری و مسلم میں موجود ہے، میں نے اسے اس لئے لیا ہے تا کہ ایک محدث پر کان دھرا جائے اور

بتایا جائے کہ اس کی عزت کیسے کی جاتی ہے کیونکہ دونوں کتابوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

(۴۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ہم میں سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی اور شخص سر اوپر نہ اٹھاتا کیونکہ آپ سے خوش طبعی کر لیتے تھے اور آپ ان سے۔"

یہ وہ حدیث ہے کہ جسے صرف شیخ حکم بن عطیہ نے لیا ہے جب کہ یہ اس کتاب کی شرط نہیں۔

(۴۲۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابوعثمان کے بارے میں بتاتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو اللہ کا ذکر کرتے تھے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ انہیں کا ارادہ لے کر پہنچے اور قریب ہوئے جس پر انہوں نے آپ کی تعظیم کے لئے اپنی گفتگو بند کر دی تاہم آپ نے فرمایا: "تم کیا کام کر رہے تھے؟ میں تم پر رحمت اترتی دیکھ رہا تھا تو چاہا کہ میں بھی شریک ہو جاؤں۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، انہوں نے جعفر بن سلیمان کو لیا ہے، رہے راوی ابوسلمہ سیار بن حاتم زاھد تو وہ اپنے دور کے عبادت گزار تھے اور حضرت امام احمد بن حنبل نے ان سے بہت سی روایتیں لی ہیں۔

(۴۲۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن کسی شخص نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا، مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہوں، اس نے کہا: بھلا ایسے آدمی کے بارے میں بتاؤ جو ادب کرتا ہو، خوش ہو اور جہاد کا شوق رکھتا ہو اور وہ کہے کہ ہمارے حکمران ہم پر کچھ چیزیں لاگو کرتے ہیں جن کا شمار نہیں۔ میں نے کہا: بخدا سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تمہیں کیا جواب دوں البتہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، آپ جو بھی حکم فرماتے، ہم وہ کام کر گزرتے اور اس جیسا بھی جو دنیا میں پہاڑ کے نیچے کھڑے پانی میں سے گرد و غبار والے جیسا ہو جس میں سے صاف تو پی لیا جائے اور باقی میلا رہ جائے اور تم میں سے وہ شخص بھلائی والا ہو گا جب تک وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور جب اس کے دل میں کچھ کھٹکے تو کسی آدمی کے پاس آئے تو اس کی تسلی کر دے تو اللہ کی قسم تم ایسا آدمی نہیں پاؤ گے۔"

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا، میرے خیال میں اس کا کوئی راوی رہ گیا ہے اور یہ صحابی پر رک گئی ہے۔

(۴۲۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایسا شخص ہم میں شمار نہیں ہو گا جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے، چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کو نہ پہچانے۔"

اس کے راوی مالک بن خیر زیادی مصری اور پختہ ہیں اور ابوقبیل ایک بڑے تابعی ہیں۔

(۴۲۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۵۹) (اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں) کے بارے میں فرمایا کہ اولی الامر سے مراد فقہ اور بھلائی کا

علم رکھنے والے لوگ ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے۔اس کی تائید نہیں ملتی اور شیخین کے نزدیک صحابی کی تفسیر معتبر ہوتی ہے۔

شاگرد استاد کا احترام کرے

۴۲۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان سے مراد فقہ دین والے اللہ کی عبادت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو ان کے دین کا مطلب سمجھاتے ہیں، انہیں نیک کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے ان کی فرمانبرداری لازم کر رکھی ہے۔"

ان حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ علماء جنہیں تعلیم دیتے ہیں ان پر لازم ہے کہ ان حضرات کی تعظیم کریں۔

۴۲۸- حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ کیا آپ ایسا لباس نہیں پہنیں گے جو آپ کے ان کپڑوں سے ملائم ہو اور اچھا کھانا نہیں کھائیں گے حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کو فتوحات دی ہیں اور وسیع روزی دے رکھی ہے؟ انہوں نے کہا: ابھی میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں چنانچہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ اور آپ کی تنگ گزران کا ذکر کیا اور کرتے چلے گئے تو وہ رونے لگیں، پھر فرمایا: میں نے سوچا تھا کہ ان دونوں کی سخت گزران میں میں بھی شریک ہوتا ہوں، شاید میں بھی ان کی آسودہ زندگی میں شامل ہو جاؤں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت مصعب بن سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے گھروں میں جایا کرتے تھے، بزرگ تابعین میں سے تھے اور صحابہ کی اولاد تھے۔

۴۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "مومن کا دین اس کا کرم ہے، عقل مردانگی ہے اور خلق اس کی عزت و آبرو ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۴۳۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مومن کا دین کرم ہے، مردانگی عقل ہے اور اچھی عادتیں خلق ہیں۔"

۴۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کو تم اپنے مال کے ذریعے مطمئن نہیں کر سکو گے، ہنس مکھ ہو کر ملنا اور اچھا اخلاق انہیں خوش کر دے گا۔"

اسے حضرت سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

۴۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا: "لوگوں کو تم مال دے کر مطمئن نہیں کر سکو گے، ہاں ہنس مکھ بننے اور اچھے

اخلاق سے مطمئن کرسکو گے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اوراس کا معنی پہلے والی حدیث کے قریب ہے البتہ شیخین نے اسے حضرت عبداللہ بن سعید سے نہیں لیا۔

۲۳۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں سے بھلائی کا سلوک کرنا، کرنے والے کو برائی، آفتوں اور بربادی سے بچاتا ہے۔ آخرت میں نیکیوں والے وہی ہوں گے جو دنیا میں بھلائی کرتے رہے ہوں گے۔''

ابوعلی حافظ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو میں نے حضرت ابی عبداللہ صفار سے سنا ہے۔ محمد بن اسحاق اوران کے بیٹے بصری ہیں، ان پر اعتراض نہیں ہے اورآپ کا یہ فرمان کہ ''دنیا میں بھلائی والے'' حضرت منکدر بن محمد سے ملتا ہے اگرچہ شیخین نے منکدر کو نہیں لیا، انہیں شواہد میں لیا جاتا ہے۔

۲۳۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ کے فرمان خُذِ الْعَفْوَ (اعراف ۱۹۹) (اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو) کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ لوگوں کی کوتاہیاں معاف کیجئے۔

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے، انہوں نے اس کے راوی طفاوی کو لیا ہے تاہم حدیث دونوں ہی نے نہیں لی۔

۲۳۵ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آیہ پاک خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ (اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیرلو) یہ لوگوں کا اخلاق سنوارنے کے لئے اتری ہے۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

۲۳۶ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قوم کے ایک شخص کو کسی جرم میں روک لیا چنانچہ قوم کا ایک شخص آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ خطاب فرمارہے تھے، کہنے لگا: اے محمد! آپ نے میرے پڑوسی کو کس جرم میں روکا ہے؟ آپ خاموش رہے، پھر کہنے لگا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ بُرائی سے روکتے ہیں حالانکہ آپ اسے اچھا جان رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا کہتے ہو؟ تاہم درمیان میں میں نے گفتگو شروع کردی اور وہ اس ڈر سے کہ آپ اسے سمجھ کر کہیں میری قوم کے خلاف دعا نہ فرمادیں جس کی وجہ سے وہ سنبھل نہ سکیں، نبی کریم سوچتے رہے اورآخر سمجھ لیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں (یا یہ بات کرنے والا ان میں سے تھا) اللہ کی قسم اگر میں دعا کردوں تو ان کا حال بُرا ہوگا، اس کے پڑوسی کو جانے دو۔''

بہز بن حکیم کے ذکر میں اس پر گفتگو ہوچکی ہے چنانچہ دوبارہ اس کی ضرورت نہیں اور پھر اس جیسی تائیدیں صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہیں جن میں سے ایک اعمش کی یہ حدیث ہے:

۲۳۷ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی تو انصار کے ایک آدمی نے کہا: یہ وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ کی رضا شامل نہیں ہے۔''

۴۳۸ ایک یہ ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چلا جا رہا تھا، آپ نے نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کے کنارے موٹے تھے، اسی دوران ایک دیہاتی نے آپ کو چادر سے پکڑ کر کھینچا۔"

ایک مالک کی حدیث ہے:

۴۳۹ حنین کے واقعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: فرمایا: "کس بنا پر تم مجھے اس درخت کی طرف جانے پر مجبور کرتے ہو۔" اس کے علاوہ بھی اس کی تائید ملتی ہے۔

۴۴۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سائے میں جگہ دے گا، اپنی رحمت کا ان پر پردہ ڈالے گا اور انہیں اپنی محبت میں شامل کرے گا۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ فرمایا:

① ایک وہ شخص کہ جسے کچھ ملے تو وہ شکر کرے ② ایک وہ کہ ممکن ہو تو معافی دے

③ ایک وہ کہ ناراض ہو تو ہٹ جائے۔

یہ حدیث صحیح سند والی ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت عمر بن راشد مدینہ کی طرف حجاز کے شیخ تھے جن سے بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے۔

۴۴۱ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے بارے میں جانتا ہوں کہ تم سختی و نرمی میں مجھ سے محبت کرتے رہے ہو کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں، ان کا غلام اور خادم تھا اور آپ اللہ کے فرمان کے مطابق "مومنوں پر مہربان اور رحم فرمانے والے تھے۔" میں ان کے آگے تانی ہوئی تلوار کی طرح ہوتا تھا، ہاں آپ کسی بات سے مجھے منع فرما دیتے تو رکا رہتا ورنہ میں لوگوں کی طرف بڑھتا جاتا کیونکہ آپ نرم دل تھے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، امام بخاری نے اس کے راوی ابو صالح کو لیا ہے البتہ سعید کے عمر سے سننے میں اختلاف ہے تاہم ہمارے اکثر امام سننے کے حق میں ہیں۔

۴۴۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص خوش باش، نرم دل اور قریب ہو، اللہ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۴۴۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص علم کے بغیر کسی کو کوئی فتویٰ دے (شریعت کا مسئلہ بتائے) تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا، میں اس کی خامی سے واقف نہیں۔

۴۴۴ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "مجھ سے قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز نہ لکھا کرو اور اگر کوئی لکھ چکا ہے تو اسے مٹا دے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایتیں اجازۃ الکتابۃ میں گزر چکی ہیں۔

۴۴۵ حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہیں سن سکتا تھا کیونکہ ہماری زمینیں تھیں اور کاروبار تھا لیکن ان دنوں لوگ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے چنانچہ جو بھی حدیث سنتا، وہ موقع پر موجود نہ ہونے والے تک پہنچا دیتا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے نہیں لی۔ اس کے راوی حضرت محمد بن سالم اور ان کے لڑکے ٹھوس راوی تھے، رہا ابراہیم بن ابواسحاق کا صحیفہ تو امام بخاری نے اسے اپنی کتاب بخاری میں بیان کیا ہے۔

۴۴۶ حضرت عبیداللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شے کے بارے میں پوچھا جاتا تو کتاب اللہ میں ہونے پر بتاتے اور نہ ہونے کی صورت میں دیکھتے، اگر اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہوتی تو بتا دیتے اور نہ ہوتی تو پھر وہ کچھ کہتے جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہوتا، ہاں اگر وہاں حضرت ابوبکر و عمر کی کوئی بات نہ ملتی تو پھر اپنی رائے سے مسئلہ بتاتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن اس میں کسی راوی کے نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۴۴۷ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حدیث کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جھوٹ سے نہ تو کوشش فائدہ دیتی ہے اور نہ ہی ٹھٹھا کو اور نہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے بیٹے سے کوئی وعدہ کرے اور اسے پورا کر دے، سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور بھلائی جنت تک پہنچا دیتی ہے، جھوٹ گناہ کی راہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، سچے کے بارے یں تو کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ کہا اور بھلائی کی جب کہ جھوٹے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا اور گناہ کیا ہے۔ آدمی سچ بولتا ہے تو اللہ کے ہاں "صدّیق" لکھا جاتا ہے، جھوٹ بولتا ہے تو اس کے ہاں کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کے ہاں سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

۴۴۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودی بکھر کر اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصرانیوں کے بھی اکہتر فرقے ہوئے جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا حالانکہ اس جیسی اور حدیثیں بھی ہیں۔ اس کی تائید یں

ملتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

(۴۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اکہتر فرقوں میں بٹے جب کہ نصرانی بھی اتنے ہی فرقے بنے جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔''

(۴۵۰) حضرت ابوعامر عبداللہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر حج کرنے چلے اور جب ہم مکہ پہنچے تو انہیں ایک قصہ گو کے بارے میں بتایا گیا کہ اہل مکہ کو قصے سنا رہا ہے، وہ بنوفروخ کا غلام تھا، حضرت معاویہ نے اسے بلا بھیجا اور پوچھا: کیا تمہیں ان قصوں کے بارے میں حکم دیا گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: تو کس وجہ سے تم اجازت کے بغیر قصے سناتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہم وہ علم پھیلاتے ہیں جو اللہ نے ہمیں سکھایا ہے۔ اس پر آپ نے کہا: اگر میں تمہاری طرف آجاتا تو لوگوں کو تم سے ہٹا دیتا۔

اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر کھڑے ہوئے اور بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقے بن گئے اور یہ امت تہتر فرقے بنے گی جن میں سے ایک کے علاوہ سب جہنم میں جائیں گے اور وہ جماعت کی شکل میں ہوں گے۔

پھر میری امت کے اندر کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے ساتھ ایسی خواہشیں ہوں گی جیسے ان کی اپنے ساتھی کے ساتھ ہوتی ہیں چنانچہ کتے کی کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں ہوتا جس میں وہ خواہش داخل نہ ہو تو اللہ کی قسم اے عربو! اگر تم اسے قائم نہ رکھ سکو جو محمد تمہارے پاس لائے ہیں تو اس سے بہتر یہ ہے کہ کسی اور کو قائم نہ کرو۔''

یہ ایسی سندیں ہیں کہ جن کی وجہ سے حدیث صحیح کرنے کے لئے دلیل قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص اور پھر حضرت عمرو بن عوف مزنی سے دو سندوں میں ذکر کی گئی ہے جن میں سے ایک تو عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی نے بتائی اور دوسری حضرت کثیر بن عبداللہ مزنی نے اور ان دونوں کے ساتھ دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔

(۴۵۱) رہی حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث تو وہ یہ ہے، آپ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری امت پر ہو بہو اور قدم بقدم وہی دور آئے گا جو بنو اسرائیل پر آیا تھا حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے کھلے عام اپنی ماں سے بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں بھی ویسا ہی ہوگا، بنو اسرائیل کے اکہتر فرقے بن گئے تھے جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی جو ایک کو چھوڑ کر سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ اس پر پوچھا گیا کہ وہ ایک کونسا ہوگا؟ فرمایا: وہ جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

رہی عمرو بن عوف مزنی کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۴۵۲) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ان کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ اسی دوران آپ نے فرمایا: ''تم قدم بقدم پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے، اور انہی کا طریقہ اپناؤ گے، وہ اگر کسی طرف بالشت بھر چلے تو تم بھی

بالشت بھر چلو گے، وہ ایک ایک یا دو دو باز و جتنا کسی طرف گئے تو تم بھی اتنا ہی بڑھو گے بلکہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی داخل ہو گے، فرق صرف اتنا ہو گا کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے اکہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے، یہ سب فرقے گمراہ ہوئے، صرف ایک نہیں ہوا، یہ اسلام اور اسلام والوں کی جماعت تھی، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی قوم اکہتر فرقوں میں بٹی جن میں اسلام اور اس کی جماعت کے علاوہ باقی سب گمراہ ہوئے، اور تم لوگ بہتر فرقے بنو گے جن میں سے ایک کے علاوہ سب گمراہ ہوں گے، وہ اسلام اور اس کی جماعت ہو گی۔

کتاب العلم ختم ہوئی



کِتَابُ الطَّهَارَةِ

وضو کرنے سے گناہ نکل جاتے ہیں

۴۵۳ حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان وضو کر رہا ہوتا ہے تو کلی کرنے پر اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب ناک جھاڑتا ہے تو ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، چہرہ دھوتا ہے تو چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں بلکہ دونوں آنکھوں کی پلکوں سے بھی نکل جاتے ہیں، جب ہاتھ دھوتا ہے تو دنوں ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں بلکہ دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ نکل جاتے ہیں بلکہ دونوں کانوں سے بھی نکل جاتے ہیں چنانچہ اس کا مسجد میں جانا اور نماز، نفل شمار ہوتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا جب کہ اس میں خامی بھی نہیں، انہوں نے اس کے متن کا کچھ حصہ حضرت حمران کی عثمان سے روایت والی حدیث میں لیا ہے اور نامکمل وہ بھی لیا ہے جو ابو ہریرہ سے ابو صالح نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کے ایک راوی حضرت عبداللہ صنابحی مشہور صحابی ہیں، مالک، امام اور مدینہ والوں میں انصاف کرنے والے تھے چنانچہ میں نے ابوالعباس بن محمد دوری سے، انہوں نے یحیٰی بن معین سے سنا کہ عطا بن یسار عبداللہ صنابحی سے روایت کرتے ہیں جو مشہور صحابی ہیں۔

۴۵۴ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سیدھے راستے پر چلے، تم نعمتیں شمار نہیں کر سکو گے اور یقین جانو کہ تمہارے دین میں بہترین چیز نماز ہے اور مومن کے بغیر وضو کی حفاظت کوئی اور نہیں کرتا۔'' (یہاں کچھ حصہ مخطوطے سے پڑھا نہیں گیا)

۴۵۵ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: درست راہ پر چلو، تم نعمتیں شمار نہیں کر سکو گے اور یقین کر لو کہ تمہارے سب عملوں میں سے بہتر نماز ہوتی ہے اور وضو کی حفاظت مومن کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا۔''

منصور بن معتمر نے اس روایت میں اعمش کی پیروی کی ہے اور سالم سے روایت لی ہے۔

۴۵۶ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''درست راہ پر چلتے جاؤ اور تم شمار نہیں کر سکو گے، یہ یقین رکھو کہ تمہارے عملوں میں بہتر عمل نماز ہوتی ہے اور مومن کے علاوہ کوئی شخص بہترین طریقے سے وضو نہیں کرتا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا جبکہ مجھے اس میں خامی نظر نہیں آتی۔

۴۵۷ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''درست راہ پر چلو، تم نعمتیں شمار نہیں کر سکو گے اور یقین جانو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے، اور صرف مومن ہی ہمیشہ وضو کیا کرتا ہے۔''

۴۵۸ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو شروع کرے اور اسے بہتر طور پر کرے پھر دو نفل پڑھے اور ان میں بھولنے نہ پائے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

۴۵۹ حضرت ہشام بن سعد رضی اللہ عنہ بھی ایسی ہی روایت لکھتے ہیں۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور میرے سامنے اس میں ایسی کوئی خامی نہیں جو اسے کمزور کردے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا البتہ اس میں حضرت محمد بن ابان نے حضرت زید بن اسلم پر اس حدیث کے بارے میں وہم کیا ہے۔

۴۶۰ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرنا شروع کرے اور پھر اچھی طرح سے کرے، اس کے بعد دو نفل (وضو کا شکرانہ) پڑھے جس میں بھول نہ جائے تو اس کے پہلے والے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

یہ محمد بن ابان کی طرف سے وہم ہے، وہ حدیث میں غفلت کر جاتے ہیں، انہیں دلیل نہیں بنایا جاتا جب کہ حضرت امام مسلم نے ہشام بن سعد کو لیا ہے۔

۴۶۱ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو عبید نے ان سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جسے تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک، دو، تین مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ سنا، فرمایا: جب مومن شخص وضو کرے، کلّی کرے اور ناک جھاڑے تو گناہ اس کے منہ کے اردگرد سے نکل جاتے ہیں، جب دونوں ہاتھ دھوئے تو اس کے گناہ اس کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں اور جب سر کا مسح کرے تو سر کے اردگرد اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، اب اگر وہ کھڑا ہو جائے اور دو نفل یوں پڑھے کہ دل اور پہلو کے ساتھ اللہ کی طرف توجہ ہو تو گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔ اس کے راوی ابو عبید قدیم تابعی تھے اور ان کی طرف سے حضرت عمرو بن عبسہ سے حدیث سننے میں کسی کو اعتراض نہیں۔

۳۶۲- حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ایسا کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حدیث سنائے؟ تو حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ پانچ مرتبہ سنی، آپ نے فرمایا تھا: جب کوئی مسلمان وضو کرنا شروع کرتا ہے، وہ دونوں ہتھیلیاں دھوتا ہے تو اس کے گناہ انگلیوں کے درمیان اور پوروں سے نکل جاتے ہیں، وہ چہرہ دھوتا ہے تو اس کے گناہ داڑھی کے ہر پہلو سے نکل جاتے ہیں، وہ سر کا مسح کرے تو اس کے گناہ بالوں کی ہر طرف سے نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوئے تو قدموں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔''

۳۶۳- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وضو کا پانی بہانا، مسجدوں کی طرف چل کر جانا، ایک نماز کے بعد دوسری کی انتظار کرنا ایسی چیزیں ہیں کہ گناہوں کو خوب اچھی طرح سے دھو ڈالتی ہیں۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے درج نہیں کیا۔

۳۶۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کی گویا چابی، وضو ہوتا ہے، اس کی تحریم (شروع کرنا) تکبیر کہلاتا ہے اور تحلیل (نماز سے فارغ ہونا) سلام کہنے سے ہوتی ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے درج نہیں کیا حالانکہ ابونضرہ سے لے کر حضرت ابوسفیان کے شواہد و دلائل بہت سارے ہیں چنانچہ حضرت ابوحنیفہ، حمزہ زیات اور ابومالک نخعی وغیرہ نے اسے حضرت ابوسفیان سے لیا ہے جب کہ اس کی مشہور سند، حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل کی حدیث ہے جو حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے اور انہوں نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا جب کہ شیخین نے حضرت ابن عقیل کی حدیث سے مکمل طور پر توجہ ہٹا رکھی ہے۔

۳۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل میں ہو یا وہ پانی جو اس کے قائم مقام درندوں اور مویشیوں کے لئے ہو، اس پر آپ نے فرمایا: ''جب وہ پانی دو گھڑوں جتنا ہو تو اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے چنانچہ دونوں حضرات اس کے تمام راویوں سے روایت لیتے ہیں لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا جبکہ میرا خیال ہے کہ ان کے اسے نہ لینے کی وجہ حضرت ابواسامہ پر اختلاف ہے۔

۳۶۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی اور اس طرح کے چوپایوں اور درندوں والے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اگر پانی دو مٹکے بھر ہے تو پلیدی کو برداشت نہیں کرتا (پلید نہیں ہوتا)

امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے یونہی المبسوط میں پختہ راوی سے لے کر لکھا ہے جو اسامہ ہیں اور ان کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

۳۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب پانی دو مٹکے بھر ہو تو پلیدی برداشت نہیں کرتا۔''

اس میں اختلاف حدیث کو کمزور نہیں بناتا کیونکہ امام بخاری و مسلم دونوں ہی نے حضرت ولید بن کثیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے روایت لی ہے۔ حضرت ابواسامہ اس روایت کو حضرت محمد بن جعفر کے ساتھ ملاتے ہیں اور پھر کبھی اسے اس سے روایت کرتے ہیں اور کبھی اس سے۔

(۴۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عام پانی اور اس کے قائمقام چوپایوں اور درندوں والے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: پانی جب دو مٹکے بھر ہو تو پلیدی کو سہارتا نہیں۔"

اس روایت کی بنا پر حدیث کے صحیح ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حضرت ابواسامہ، حضرت ولید بن کثیر جیسے سب حضرات سے روایت کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث کے ایک راوی حضرت شعیب بن ایوب صریفینی پختہ اور اعتراض سے بچے ہوئے ہیں اور پھر ان تک جانے والی سند بھی بچی ہوئی ہے اور ولید بن کثیر نے جو روایت محمد بن جعفر بن زبیر سے لی ہے، اس میں وہ حضرت محمد بن اسحاق بن یسار قرشی کی پیروی کرتے ہیں۔

(۴۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بارانی پانی اور اس کے قائمقام چوپائیوں اور درندوں والے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جب ایسا پانی دو گھڑوں جتنا ہو تو پلیدی کو نہیں سہارتا۔"

حضرت سفیان ثوری، زائدہ بن قدامہ، حماد بن سلمہ، ابراہیم بن سعد، عبداللہ بن مبارک، یزید بن زریع، حماد بن زید کے بھائی سعید بن زید، ابومعاویہ اور عبدہ بن سلیمان نے اسے یونہی روایت کیا ہے اور یونہی حضرت عبداللہ نے عبیداللہ بن عبداللہ اور عبداللہ تک سے روایت لی ہے اور اُسے صحیح کہا ہے جو میں نے بتایا۔

(۴۷۰) حضرت عاصم بن منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک باغ میں گیا جہاں پانی ٹھہرا ہوا تھا اور مردار اونٹ کی ایک کھال پڑی تھی، آپ نے اس سے وضو کیا تو میں نے کہا: "آپ نے ایسے پانی سے وضو کر لیا ہے جس میں مردار اونٹ کی کھال پڑی ہے۔ اس پر انہوں نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث سنائی جسے انہوں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ: "جب پانی دو یا تین گھڑوں جتنا ہو جائے تو اسے کوئی شے پلید نہیں کرتی۔"

(پانی پاک ہونے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجبوری کی حالت میں اس سے وضو کیا جا سکتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ پینے کے قابل ہوتا ہے، یہاں شافعی طریقہ کا بیان ہو رہا ہے)

یہ حدیث یونہی ہمیں حضرت حسن بن زیاد سے پہنچی ہے جسے حضرت عفان بن مسلم وغیرہ جیسے حفاظِ حدیث نے حضرت حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اس میں گھڑے کے بیان میں "اوثلثا" (یا تین) کے لفظ نہیں لئے۔

(۴۷۱) حضرت عیاض رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم میں سے ایک شخص نماز پڑھتا ہے تو اسے یہ یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں (تو کیا کرے) اس آپ نے ہمیں بتایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور

اسے یاد نہ رہے کہ کیا کچھ پڑھا ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے، پھر اگر تم میں سے کسی کی ملاقات شیطان سے ہو اور وہ کہے کہ تم بے وضو ہو تو کہہ دے کہ تو جھوٹ بولتا ہے، ہاں اگر نکلنے والی ہوا کو اپنے ناک سے سونگھ لے یا کانوں سے اس کی آواز سن لے تو واقعی بے وضو ہو گا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح وہ ہیں کہ دونوں حضرات نے ان کی روایت لی ہے تاہم دونوں ہی نے یہ حدیث نہیں لی کیونکہ اس میں ابان بن یزید عطار کے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت سننے میں اختلاف ہے اور انہیں یہ حدیث یاد نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں: یحییٰ سے اور انہوں نے ہلال بن عیاض یا عیاض بن ہلال سے سنا پھر اس حدیث کو ہشام بن ابو عبداللہ دستوائی، علی بن مبارک اور معمر بن راشد وغیرہ نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سنا ہے۔

رہی ہشام کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۴۷۲ حضرت ہشام نے یحییٰ سے اور انہوں نے حضرت عیاض سے سنا کہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا چنانچہ انہوں نے ایسی ہی حدیث ذکر کر دی۔

رہی حضرت علی بن مبارک کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۴۷۳ حضرت علی بن مبارک نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے اور انہوں نے حضرت عیاض سے ایسی ہی حدیث روایت کی۔

رہی حضرت معمر کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۴۷۴ حضرت معمر نے حضرت یحییٰ سے اور انہوں نے حضرت عیاض سے ایسی ہی حدیث ذکر کی۔

امام بخاری اور مسلم دونوں صحیح سندوں میں کئی طرح کی حدیثیں لیتے ہیں جن سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانا، ہم بستری کے درجہ کا ہوتا ہے چنانچہ ان میں یہ حدیثیں (نمبر ۴۷۵ تا ۴۸۱) شامل ہیں:

۴۷۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ: ہاتھ کا زنا عورت کو ہاتھ لگانا ہوتا ہے۔

۴۷۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ: شاید تم نے عورت کو چھوا ہے۔

۴۷۷ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ جو اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ کی تفسیر میں درج کی ہے پھر تفسیر وغیرہ میں امام بخاری و مسلم سے کچھ حدیثیں رہ گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

۴۷۸ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پورے دن یا اس کے تھوڑے حصے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب بیویوں کے پاس تشریف لاتے، بوسہ لیتے اور ہمبستری کئے بغیر چھو لیا کرتے تھے اور جب اس بیوی کے پاس آتے جس کی باری ہوتی تو اس کے پاس ٹھہر جاتے۔''

۴۷۹ (ایک یہ ہے) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اللہ کے فرمان اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ چھو لینا،

ہمبستری کے علاوہ تھا جس میں وضو کرنا ہوتا ہے۔

۴۸۰ (ایک یہ ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ ''بوسہ لینا، عورت کو چھو لینے کی طرح گنا جاتا ہے لہٰذا اس پر وضو کر لیا کرو۔''

۴۸۱ (ایک یہ ہے) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس دوران ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اس آدمی کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں جسے کوئی ایسی عورت مل گئی جو اس کے لئے حلال نہ تھی تو اس نے اس کی کوئی چیز (چھونے) سے نہ چھوڑی؟ اس پر فرمایا: ''تم لوگ اچھی طرح سے وضو کر لیا کرو اور پھر نماز کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔''

حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسا حکم صرف میرے لئے ہے یا عام مسلمانوں کے لئے؟ فرمایا: سب مسلمانوں کے لئے ہے۔

یہ ساری حدیثیں اور ان کے علاوہ جو میں نے ذکر کی ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ شیخین کا ان پر اتفاق ہے البتہ یہ ان میں مختلف مقامات پر موجود ہیں اور پھر سب کی سب صحیح ہیں، یہ بتاتی ہیں کہ جس چھونے پر وضو کرنا ہوتا ہے، وہ ہمبستری سے کم درجہ رکھتا ہے۔

۴۸۲ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عروہ، خلیفہ مروان بن حکم کے ہاں تھے تو ان سے پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانے کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے اسے اہمیت نہ دی تو مروان نے کہا: مجھے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے حدیث سنائی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جب تم میں سے کوئی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگا لے تو وضو کئے بغیر نماز نہ پڑھے۔''

اسی دوران مروان نے کوتوال کو حضرت بسرہ کے پاس بھیجا، وہ واپس آیا تو کہنے لگا: ہاں (یونہی ہے) میرے والد بتاتے تھے کہ آدمی جب اپنی پیشاب گاہ، دونوں نلوں یا شرمگاہ کو چھو لے تو وضو کئے بغیر نماز نہ پڑھے۔''

حضرت حماد بن زید نے بھی یہ حدیث اسی انداز سے بتائی ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت بسرہ سے حدیث سنی تھی، اس حدیث میں موجود راوی خلف بن ہشام پختہ ہیں اور قاری اماموں میں سے ایک ہیں۔

حضرت ہشام بن عروہ، ہشام، ان کے والد اور بسرہ سے سن کر جمہور محدثین کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دینے والوں میں یہ محدثین شامل ہیں: ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی، قیس بن سعد مکی، ابن جریج، ابن عیینہ، عبدالعزیز بن ابی حازم، یحییٰ بن سعید، حماد بن سلمہ، معمر بن راشد، ہشام بن حسان، ابوعلقمہ، عبداللہ بن محمد، عاصم بن حلال بارقی، یحییٰ بن ثعلبہ مازنی، سعید بن عبد الرحمٰن جمحی، علی بن مبارک ہنائی، ابان بن یزید عطار، محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی، عبدالحمید بن جعفر انصاری (.....) عبدالعزیز بن محمد

دراوردی، یزید بن سنان جزری، عبدالرحمٰن بن ابوالزناد، عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز، حارثہ بن ھرمہ فقیمی ابومعمر اور حضرت عباد بن صہیب وغیرہ۔

ان حضرات کی مخالفت ایک جماعت نے کی ہے چنانچہ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے مروان سے اور انہوں نے حضرت بسرہ سے روایت کی ہے چنانچہ ان میں یہ لوگ شامل ہیں۔ حضرت سفیان بن سعید ثوری، ہشام بن حسان سے ایک روایت، ایک روایت حماد بن مسلمہ سے، مالک بن انس، وھب بن خالد، سلام بن ابی مطیع، عمر بن علی مقدمی، عبداللہ بن ادریس، علی بن مسہر اور ابواسامہ وغیرہ۔

ان میں ہشام بن عروہ اور ان کے ساتھیوں میں اختلاف کا ذکر ملتا ہے جس پر ہم نے نظر دوڑائی تو پتہ چلا کہ جنہوں نے حضرت عروہ کا سماع حضرت بسرہ سے ثابت کیا ہے، وہ اہم ہے اور ان میں کچھ حضرات ان لوگوں سے بڑے حافظ محدثین ہیں جنہوں نے عروہ سے روایت لی ہے البتہ حافظ حدیث اماموں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے اس میں مروان کا بھی ذکر کیا ہے چنانچہ ان میں حضرت مالک بن انس اور ثوری جیسے حضرات شامل ہیں چنانچہ جنہوں نے اس اختلاف پر گہری نظر نہیں ڈالی، ان کا خیال ہے کہ یہ حدیث بے فائدہ ہے کیونکہ امام قسم کے محدثین نے مروان پر اعتراض کیا ہے چنانچہ ہم نے دیکھا تو بہت سارے پختہ حافظ الحدیث لوگوں نے اسے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے جنہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے مروان سے روایت کیا ہے اور اس نے بسرہ سے روایت لی ہے۔ پھر ان کی روایتوں میں لکھا ہے کہ حضرت عروہ نے کہا: پھر اس کے بعد میں بسرہ سے ملا چنانچہ انہوں نے مجھے وہی حدیث سنائی جیسے مروان نے مجھے بسرہ سے سنی حدیث سنائی لہٰذا یہ بات ہمیں بتاتی ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح اور ثابت ہے جس سے اختلاف اور شبہ جاتا رہا اور ثابت ہو گیا کہ حضرت عروہ نے حضرت بسرہ سے سنا تھا۔

۴۸۳ (چنانچہ جن لوگوں سے ہم نے لے کر بیان کیا ہے کہ عروہ نے بسرہ سے حدیث سنی، ان میں شعیب بن اسحاق دمشقی شامل ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ مجھے ہشام بن عروہ نے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے مروان سے اور انہوں نے بسرہ بنت صفوان سے سن کر بتایا (یہ صحابیہ تھیں) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگا لے تو وہ وضو کر لیا کرے۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کی تصدیق کی تھی۔

۴۸۴ (انہی میں سے ایک راوی ربیعہ بن عثمان تیمی ہیں) حضرت ربیعہ بن عثمان تیمی ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ مروان بن حکم سے اور وہ بسرہ بنت صفوان سے روایت کرتے ہیں: وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنی پیشاب گاہ کو چھو لے تو وضو کر لیا کرے۔"

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ میں نے بسرہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا ربیعہ نے ٹھیک کہا ہے۔

۴۸۵ (ایک راوی منذر بن عبداللہ حزامی مدنی ہیں) منذر بن حزامی نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے مروان سے اور انہوں نے حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی پیشاب گاہ کو چھولے تو (نماز وغیرہ کے لئے) وضو کر لیا کرے۔''

حضرت عروہ نے اس روایت کا انکار کیا چنانچہ بسرہ سے پوچھا تو انہوں نے حضرت منذر کو سچا قرار دیا۔

۴۸۶ (ایک راوی عنبسہ بن عبدالواحد قرشی ہیں) عنبسہ بن عبدالواحد، ہشام سے، وہ اپنے والد سے، وہ مروان اور وہ بسرہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص شرمگاہ کو ہاتھ لگالے تو وضو کیے بغیر نماز نہ پڑھے۔''

وہ کہتے ہیں کہ میں بسرہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے وہی حدیث سنائی جو مروان نے ان سے سن کر سنائی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے سنا تھا۔

۴۸۷ (ایک راوی ابوالاسود حمید بن اسود بصری ہیں جو پختہ اور اعتراض سے بچے ہوئے ہیں چنانچہ) ہمیں ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے روایت سنائی، انہوں نے اسماعیل بن اسحاق قاضی سے سنی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی سے سنی اور پھر شعیب بن اسحاق کی حدیث سنائی جسے انہوں نے ہشام بن عروہ سے سنا اور جس میں انہوں نے ذکر کیا کہ عروہ نے بسرہ سے سنی تھی چنانچہ کہا: اس بنیاد پر روایت ہے جو تمہیں بتاتی ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے یہ حدیث ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے مروان سے اور انہوں نے بسرہ بنت صفوان سے سنی (یہ صحابیہ تھیں) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگالے تو وضو کیے بغیر نماز نہ پڑھے۔''

حضرت عروہ نے اس کا انکار کیا چنانچہ حضرت بسرہ سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کردی۔ (یہاں مخطوطے میں ڈیڑھ سطر کی جگہ خالی ہے اور پھر لکھا ہے) حزم انصاری، محمد بن مسلم زہری، ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان قرشی، محمد بن عبداللہ بن عروہ، ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی، عبدالحمید بن جعفر انصاری، حسن بن مسلم بن یناق وغیرہ تابعین اور تبع تابعین شامل ہیں۔

رہی بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا تو وہ سردار قسم کے قریش سے تعلق رکھتی ہیں۔

۴۸۸ حضرت منصور بن سلمہ خزاعی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا: ''جانتے ہو، بسرہ بنت صفوان کون تھیں؟'' ''یہ عبدالملک بن مروان کی نانی تھیں'' لہٰذا انہیں پہچان رکھو۔

۴۸۹ حضرت مصعب بن عبداللہ زبیری بتاتے ہیں کہ بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد بیعت کرنے والوں میں شامل تھیں اور ورقہ بن نوفل ان کے چچا تھے، صفوان بن نوفل کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی البتہ بسرہ سے اولاد تھی اور وہ حضرت معاویہ بن

مغیرہ بن ابوالعاص کی بیوی تھیں۔

یہی حدیث بہت سارے صحابہ اور تابعین سے روایت ہے جنہوں نے اسے حضرت بسرہ سے سنا تھا، ان حضرات میں حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت سعید بن مسیّب، حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ، حضرت عبداللہ بن ابوملیکہ، حضرت مروان بن حکم اور حضرت سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

ہم نے حضرت بسرہ بنت صفوان سے اس حدیث کے علاوہ پانچ اور حدیثیں لکھی ہیں جن سے ان کی شہرت کا پتہ چلتا ہے جس کی وجہ سے یہ اعتراض دور ہو جاتا ہے کہ وہ نامعلوم تھیں۔

پھر ہم نے پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانے پر وضو لازم ہونے کی حدیثیں بہت سارے صحابی مردوں اور عورتوں سے ذکر کی ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت زید بن خالد جہنی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبد اللہ، سیّدہ عائشہ، سیدہ ام حبیبہ، سیّدہ ام سلمہ اور سیّدہ اروی بنت انیس رضی اللہ عنہم وعنہن شامل ہیں۔

(۴۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو کرے۔''

یہ حدیث صحیح ہے، اس کی تائید اس مشہور حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت یزید بن عبدالملک سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت سعید بن ابی سعید سے سنی اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی۔

(۴۹۱) یونہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح روایت ہے کہ فرمایا: ''جب کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگالے تو وضو کرلے۔'' چنانچہ حضرت قاسم بن محمد، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بتاتے ہیں کہ فرماتی ہیں: ''جب عورت ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھو لیتی ہے تو اسے وضو کرلینا چاہئے۔''

(۴۹۲) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ: ''جب کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھولے تو وضو کرلے۔''

اسی سلسلے میں حافظ الحدیث اماموں کے درمیان یہ مناظرہ ہوا تھا:

(۴۹۳) حافظ حدیث حضرت رجاء بن مرجی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت علی بن مدینی اور حضرت یحییٰ بن معین مسجد خیف میں اکٹھے ہوئے اور پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانے کے بارے میں مناظرہ شروع کردیا چنانچہ حضرت یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ اس پر وضو کرے، حضرت علی بن مدینی نے کوفیوں کی بات لی اور ان کی پیروی کی، حضرت یحییٰ بن معین نے حضرت بسرہ بنت صفوان کی حدیث پیش کی جب کہ حضرت علی بن مدینی نے حضرت قیس بن طلق کی حدیث لی جسے انہوں نے اپنے والد سے سنا تھا اور حضرت یحییٰ بن معین سے کہا: تم بسرہ اور مروان کی حدیث کیوں لیتے ہو، بات اتنی ہے کہ مروان نے کوتوال کو بسرہ کی طرف بھیجا تھا جو ان سے جواب سن کر مروان کے پاس آ گیا تھا۔

اس پر حضرت یحییٰ نے کہا: حضرت عروہ نے اس پر بس نہیں کی تھی، وہ بسرہ کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھا جس پر

انہوں نے یہ حدیث ان کے سامنے پڑھ دی تھی۔
اس کے بعد حضرت یحییٰ نے کہا کہ قیس بن طلق پر اکثر لوگ اعتراض کرتے ہیں اور ان کی حدیث کو دلیل نہیں بناتے
اس پر امام احمد حنبل نے کہا: ''آپ دونوں حضرات کی باتیں ٹھیک ہیں۔''
اس کے بعد حضرت یحییٰ نے کہا: حضرت مالک، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''انہوں نے پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانے پر وضو کیا تھا'' جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس سے وضو نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے جسم ہی کا ایک حصہ ہے۔
اس پر حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ یہ روایت کس سے سنی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت سفیان سے، انہوں نے حضرت ابوقیس سے، انہوں نے حضرت ھذیل سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ سے سنی تھی اور حضرت ابن مسعود کے ساتھ حضرت ابن عمر اکٹھے ہوں اور ان میں اختلاف پیدا ہو جائے تو حضرت ابن مسعود کی پیروی زیادہ بہتر ہوتی ہے۔
اس پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ ہاں یونہی ہے لیکن ابوقیس اودی کی حدیث کو دلیل نہیں بنایا جائے گا۔
اس پر حضرت علی مدینی نے کہا: مجھے حضرت ابونعیم نے، انہیں مسعر نے، انہیں عمیر بن سعید نے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں اسے چھولوں یا ہاتھ الگ کروں، اس پر امام احمد نے کہا: حضرت عمار اور ابن عمر برابر ہو گئے لہٰذا جس کا جی چاہے ان کی بات مانے اور جس کا جی چاہے ان کی مان لے۔
اس پر یحییٰ نے کہا کہ عمیر بن سعید اور عمار بن یاسر کے درمیان بڑا فرق ہے۔

(۴۹۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے اور شرمگاہ چھونے پر وضو نہ کیا کرتے۔''

(۴۹۵) حضرت احمد بن منیع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابومعاویہ نے ہم سے روایت کی چنانچہ اپنی سند کے ذریعے ایسی ہی روایت لکھی۔

(۴۹۶) حضرت عبداللہ بن ادریس رضی اللہ عنہ نے حضرت اعمش سے ایسی ہی روایت کی۔
یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۴۹۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سے زیادہ بار نماز میں جوتے نہ اتارے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی یونہی کیا، آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ آپ نے اتارے تو ہم نے بھی اتارے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ جوتوں میں پلیدی (یا اذیٰ لفظ فرمایا) لگی ہوئی تھی۔
یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مثنیٰ سے روایت لی تھی تاہم دونوں نے اسے نہیں لیا۔ اس کے ثبوت کے لئے حضرت میمون اعور سے مشہور حدیث ملتی ہے۔

۴۹۸ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جوتا اتارا (.....) اور فرمایا: جبریل نے مجھے اطلاع دی ہے (.....)

۴۹۹ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں حاجت پوری کرنے تشریف لے جاتے تو دور چلے جاتے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس کی تائید میں اسمٰعیل بن عبدالملک کی حدیث ملتی ہے جو ابوالزبیر سے روایت ہے:

۵۰۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے موقع پر اتنی دور چلے جاتے کہ کوئی دیکھ نہ سکتا۔''

۵۰۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریائی پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: دریا کا پانی پاک ہوتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، ایسی حدیثیں اور بھی بہت ہیں لیکن شیخین نے انہیں نہیں لیا۔

۵۰۲ (ایک دلیل یہ حدیث ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم بحری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں چنانچہ وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہتے ہیں تو کیا ہم دریا کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ اس پر فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس میں مرجانے والا جانور حلال ہوتا ہے۔''

حضرت مالک بن انس نے حضرت صفوان بن سلیم سے روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن اسحاق اور اسحاق بن ابراہیم مزنی کی پیروی کی ہے۔

رہی حضرت عبدالرحمٰن بن اسحاق کی روایت تو وہ یوں ہے:

۵۰۳ حضرت عبدالرحمٰن بن اسحاق نے حضرت صفوان بن سلیم سے انہوں نے حضرت سعید بن سلمہ سے، انہوں نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر ایسی ہی حدیث روایت کی۔

۵۰۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دریائی سفر کرنے والوں میں سے کچھ لوگ آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ہم دریائی سفر کرتے ہیں اور ضرورت کا پانی ساتھ لیتے ہیں، اگر وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں تو کیا ہمارے لئے دریائی پانی سے وضو کرنا جائز ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس میں مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔''

حضرت سعید بن سلمہ سے روایت کرتے ہوئے حضرت جلاح ابوکثیر نے اس روایت میں صفوان بن سلیم کی پیروی کی ہے۔

۵۰۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شکاری حاضر

ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! ہم شکار کی خاطر دریا میں سفر کرتے ہیں تو ہم میں سے کوئی چمڑے کا تھیلا اٹھا لیتا ہے اور اسے امید ہوتی ہے کہ قریب ہی سے شکار پکڑ لے گا، کئی مرتبہ ایسے ہو بھی جاتا ہے اور کبھی شکار ملتا ہی نہیں اور یوں کرتے کرتے دریا میں وہاں تک چلا جاتا ہے جہاں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، ایسے میں اسے احتلام بھی ہو سکتا ہے یا وضو کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے اگر وہ اس پانی سے نہائے یا وضو کرے تو ہو سکتا ہے کہ پیاس اسے مار ڈالے تو آپ کے خیال میں جب یہ ڈر ہو تو ہم اس سے نہا لیا کریں یا وضو کر لیا کریں؟ ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا: اس سے غسل بھی کر سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو کیونکہ اس کا پانی پاک ہے اور اس میں مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔"

حضرت امام مسلم نے حضرت ابو کثیر جلاح کی روایت لی ہے اور اس روایت میں حضرت یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن محمد قرشی نے حضرت سعید بن سلمہ مخزومی کی پیروی کی ہے اور اس میں ان پر اختلاف کیا گیا ہے۔

(۵۰۶) اس کے بارے میں مجھے ابو محمد بن زیاد عدل نے روایت بتائی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا نے روایت کی، انہیں عمرو بن زرارہ نے، انہیں ہشیم نے، انہیں یحییٰ بن سعید نے، انہیں مغیرہ بن ابی بردہ نے بنی مدلج کے ایک آدمی سے سن کر روایت کی جس نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے ایسی ہی روایت سنی۔

(۵۰۷) حضرت مغیرہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے ایسی ہی روایت بتائی اور سلیمان بن بلال نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے سن کر کہا۔

(۵۰۸) رہی حضرت یزید بن محمد قرشی کی حدیث تو وہ یوں ہے:

خالد بن یزید کہتے ہیں کہ انہیں حضرت یزید بن محمد قرشی نے حضرت مغیرہ بن ابی بردہ سے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے روایت سنائی، انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کی کہ ہم دریا میں شکار کرنے جاتے ہیں تو ہمارے پاس میٹھا پانی ہوتا ہے تو کبھی ہمیں پیاس کا خدشہ ہوتا ہے کیا ایسے میں ہمیں وضو کا حق پہنچتا ہے کہ دریا کے نمکین پانی سے وضو کر لیں؟ فرمایا: ہاں اس سے وضو کر سکتے ہو۔

(۵۰۹) حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے دریا کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ہم اس سے وضو کر لیا کریں؟ فرمایا: اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس میں مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔"

ان میں سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بھی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے دریائی پانی سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور مردار حلال ہوتا ہے۔"

(۵۱۰) انہی میں سے حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے دریائی پانی کے ذریعے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو

فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہوتا اور اس کا مردار حلال ہوتا ہے۔''

حاکم لکھتے ہیں: میں نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی پیروی میں لکھی جانے والی اس حدیث کی سندوں میں سے تین حضرات سے روایت درج کی ہے جو اس کتاب کی شرط پر پورے نہیں اترتے اور وہ یہ ہیں: عبدالرحمٰن بن اسحٰق، اسحٰق بن ابراہیم مزنی اور عبداللہ بن محمد قدامی رضی اللہ عنہم۔

مجھے یوں کرنے پر اس چیز نے ابھارا ہے تا کہ ایک عالم کے ذہن میں یہ بات رہے کہ یہ تائیدیں اور پیروی اسی سند کی ہیں جسے امام مالک نے اپنی مؤطا کے شروع ہی میں لیا ہے پھر فقہاء اسلام نے اسے آپ کے دور سے لے کر اب تک لیا ہے اور یہ بتانا چاہا ہے کہ ایسی حدیث میں حضرت سعید بن سلمہ اور حضرت مغیرہ بن ابی بردہ پر جہالت کا الزام نہیں لگایا جا سکتا اور ان تائیدوں کے ہوتے ہوئے ان دونوں کو مجہول نہیں بنایا جا سکتا۔

یہ حدیث حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بھی یونہی لکھی ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۵۱۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریا کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس میں مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔''

رہی حضرت ابن عباس کی حدیث تو اسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

رہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۵۱۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریا کے بارے میں فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہے اور اس میں مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔''

رہی حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۵۱۳ حضرت عمرو بن شعیب کے دادا بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دریا میں مر جانے والا جانور حلال ہوتا ہے اور اس دریا کا پانی پاک ہوتا ہے۔''

۵۱۴ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ بتاتے ہیں:

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں جاتے ہیں، وہ شراب پیتے اور خنزیر کھاتے ہیں تو آپ ہمیں ان کے برتنوں اور ہنڈیوں میں سے کھانے کا حکم بتائیں۔ فرمایا: جب تک ان کے بغیر تمہارا گزارہ ہو سکے تو انہیں رہنے دو لیکن اگر کوئی چارہ نہ چلے تو انہیں پانی سے دھو لو، پھر فرمایا: ان پر پانی چھڑک دو، پھر فرمایا کہ ان میں پکا کر کھا لو۔

حضرت حماد فرماتے ہیں، میرے خیال میں آپ نے فرمایا تھا کہ ''اور پی لو''

حضرت شعبہ نے یہ روایت حضرت ایوب سے یونہی روایت کی ہے:

۵۱۵ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ ہم عام طور پر اہل کتاب کے علاقے میں ہوتے ہیں تو ان کے برتنوں کے بارے میں کیا کریں؟ فرمایا: جب تک ان کے بغیر گزارہ ہو سکے، انہیں چھوڑے رکھو اور اگر ضروری ہو تو پھر انہیں پانی سے دھو کر اس میں پکالیا کرو۔''

یونہی یہ حدیث حضرت خالد حذاء نے حضرت ابوقلابہ سے لی ہے چنانچہ وہ یوں ہے:

۵۱۶ حضرت خالد، حضرت ابوقلابہ سے اور وہ بتاتے ہیں کہ حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرکوں کے برتنوں (کو استعمال کرنے) کے بارے میں پوچھا:

آپ نے فرمایا: ''انہیں دھولو اور ان میں کھانا پکالو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا اور اگر وہ اسے حضرت حماد بن سلمہ اور ہشیم بن خالد کی حدیث سے تعلیل کریں اور ابواسماء رحبی کو سند میں شامل کرلیں تو پھر بھی یہ حدیث صحیح ہوگی اور اسے صحیح میں لانا لازم ہوتا ہے، علاوہ ازیں ابوقلابہ نے ابوثعلبہ سے سماع کیا ہے۔

رہی حدیث حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ تو وہ یوں ہے:

۵۱۷ حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ایوب سے، وہ ابوقلابہ سے، وہ ابواسماء رحبی سے اور وہ ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اہل کتاب کے علاقے میں جاتے ہیں تو ان کی ہنڈیوں میں پکاتے اور ان کے برتنوں میں پیتے ہیں (تو اس بارے میں ارشاد فرمائیے) فرمایا: تم کو ان کے علاوہ برتن نہ مل سکیں تو انہیں صاف کرلیا کرو۔''

رہی حضرت ہشیم کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۵۱۸ حضرت ہشیم نے خالد حذاء سے، انہوں نے قلابہ سے، انہوں نے ابواسماء رحبی سے اور انہوں نے ابوثعلبہ خشنی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! ہمیں مشرکین کے علاقے میں جہاد کرنا اور چلنا پھرنا ہوتا ہے تو ان کے برتنوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے تو کیا ان کے برتنوں میں کھانا پکالیا کریں؟ فرمایا: انہیں پانی سے دھولو، پھر ان میں پکالیا کرو اور ان سے فائدہ اٹھالو''

یہ دونوں سندیں شیخین کی شرطوں پر صحیح ہیں۔

۵۱۹ حضرت ابوملیح رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔''

۵۲۰ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے ایسی ہی روایت لکھی ہے جسے اہل بصرہ کے ایک شیخ نے حضرت محمد بن منہال سے روایت کیا

ہے اور اس میں حضرت شعبہ سے روایت کا ذکر کیا ہے جو ان کا صرف وہم ہے، یہ سند صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی ابوالملیح (جن کا نام عامر بن اسامہ ہے، ان کے والد اسامہ بن عمیر بنولحیان میں سے صحابی ہیں) کی روایت مسندوں میں لی جاتی ہے تاہم شیخین نے اس حدیث کو نہیں لیا۔

(۵۲۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو مُدّ (تولنے کا پیمانہ ہے) پانی لایا گیا تو آپ نے اس سے وضو فرمایا، اور اسے دونوں بازوؤں پر مَلا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۵۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض وصال کے موقع پر فرمایا: مجھ پر سات مشکیزے پانی بہاؤ جن کے بند کھولے نہیں گئے تھے تاکہ میں لوگوں کو کوئی ہدایت دے سکوں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ کو سیّدہ حفصہ کے تانبے کے برتن میں بٹھایا اور آپ پر پانی پلٹ دیا، آپ اشارہ فرما رہے تھے کہ بس تم نے میری مرضی پوری کر دی ہے اور پھر آپ وہاں سے باہر نکل آئے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا کیونکہ حضرت ہشام بن یوسف صنعانی اور حضرت محمد بن حمید معمری نے اپنی سند میں حضرت عمرہ کا ذکر نہیں کیا۔

رہی حضرت ہشام کی روایت تو وہ یوں ہے:

(۵۲۳) حضرت ہشام بن یوسف نے حضرت معمر سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت کے دنوں میں فرمایا: ''مجھ پر سات مشکیزے پانی پلٹ دو۔''

رہی حدیث ابوسفیان معمری تو وہ یوں ہے:

(۵۲۴) حضرت معمر زہری سے، وہ حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض وصال کے دنوں میں فرمایا تھا: ''مجھ پر سات مشکیزے پانی انڈیل دو۔''

یہ دونوں سندیں (۵۲۳،۵۲۴) شیخین کی شرط پر صحیح ہیں۔

(۵۲۵) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما آئے تو مسواک کر رہے تھے، میں نے کہا: اے عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دے دو، انہوں نے دے دی جسے میں نے دانتوں سے چبایا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔ آپ نے میرے سینے کے سہارے بیٹھ کر مسواک کی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۵۲۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت دو نفل پڑھے اور پھر واپس آ کر

مسواک کی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے درج نہیں کیا۔

(۵۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز، مسواک کے بغیر پڑھی جانے والی نماز سے ستر مرتبے بڑھ کر ہوتی ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۵۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں امت پر بوجھ نہ سمجھتا تو ہر وضو کے موقع پر ان کے لئے مسواک کرنا لازم قرار دے دیتا نیز عشاء کی نماز آدھی رات تک لے جاتا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور اس میں انہوں نے فرض کا لفظ نہیں لیا اور اس میں خامی نہیں ہے۔

(اس حدیث کی تائید اس حدیث سے ملتی ہے)

(۵۲۹) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں اپنی امت پر بوجھ نہ سمجھتا تو ہر نماز کے موقع پر ان کے لئے مسواک کو لازم کر دیتا جیسے میں نے ان پر وضو لازم کیا ہے۔''

(۵۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا وضو نہیں، اس کی نماز بھی نہیں اور جو وضو پر بسم اللہ نہ پڑھے۔ اس کا وضو نہیں ہوتا۔''

اس حدیث کو حضرت محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک نے حضرت محمد بن موسیٰ مخزومی سے روایت کیا ہے۔

(۵۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا وضو نہیں، اس کی نماز بھی نہیں اور جو اس پر بسم اللہ شریف نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے چنانچہ امام مسلم نے اس کے ایک راوی یعقوب بن ابوسلمہ دینار ماجشون کو راوی لیا ہے تاہم دونوں اماموں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کا وضو نہ ہو، اس کی نماز نہیں ہوتی اور ایسے شخص کا وضو نہیں ہوتا جو اس کے لئے بسم اللہ نہیں پڑھتا ہو۔''

چنانچہ مجھے علی بن بندار زاہد نے بتایا، انہیں عمر بن محمد بن جبیر نے، انہیں ابوبکر اثرم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو وضو کرتے وقت بسم اللہ شریف نہ پڑھے تو فرمایا کہ اس سلسلے میں

حضرت کثیر بن زید کی حدیث بہترین ہے۔

۵۳۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”تم چاہو تو بتا دوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ پھر ایک برتن منگایا جس میں پانی تھا، اس میں سے چلّو بھر کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر دوسرا چلّو لے کر دونوں ہاتھوں سے چہرے کو دھویا، پھر اور لے کر داہنا ہاتھ دھویا، پھر اور لے کر بایاں ہاتھ دھویا، پھر تھوڑا سا پانی لے کر ہاتھ جھاڑے اور سر کے ساتھ ساتھ دونوں کانوں کا مسح کیا، پھر چلّو داہنے پاؤں پر بہایا جس میں موزا تھا اور پھر بائیں پر بھی یونہی بہایا اور پاؤں کی نچلی طرف دونوں موزوں پر مسح کیا اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں وضو فرماتے تھے۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے ان الفاظ سے اسے نہیں لیا، دونوں حضرات حضرت زید بن اسلم کی حدیث پر اتفاق کرتے ہیں جو حضرت عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے کہ ”آپ نے ایک ایک مرتبہ پانی بہایا تھا“ جب کہ اس روایت میں پوری وضاحت نہیں اور اس حدیث میں وضاحت پائی جاتی ہے۔

۵۳۴ - حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ چیزوں کا ذکر کیا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”وضو کرتے وقت پانی بہاتے جاؤ، انگلیوں کے درمیان انگلیاں پھیرا کرو اور ناک میں اچھی طرح سے پانی ڈالو، ہاں روزہ ہو تو احتیاط کرو۔“

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا اور یہ ان حدیثوں میں شامل ہے جن کے بارے میں ہم نے کہہ رکھا ہے کہ شیخین اس صحابی کی روایت نہیں لیتے جن کا صرف ایک ہی راوی ہو جب کہ دونوں حضرات سے اس قسم کی کچھ حدیثیں لی ہوئی ہیں۔

رہے ایک راوی ابو ہاشم اسماعیل بن کثیر القاری تو وہ مکّی محدثین میں بڑا مقام رکھتے تھے، ان سے حضرت ثوری کے علاوہ کئی محدثین نے روایت لی ہے جن میں حضرت ابن جریج، حضرت داؤد بن عبدالرحمٰن عطار اور حضرت یحییٰ بن سلیم وغیرہ نے روایت لی ہے۔

رہی حضرت ابن جریج کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۵۳۵ - حضرت ابن جریج نے حضرت اسماعیل بن کثیر سے، انہوں نے عاصم سے روایت کی کہ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ (جو بنو منتفق کے وفد میں شامل تھے) کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے آپ تو نہ مل سکے لیکن حضرت عائشہ نے دونوں کو کھجور اور عصید (گھی اور آٹے) سے تیار کھانا کھلایا اتنی دیر میں آپ لڑکھڑاتے ہوئے تشریف لے آئے اور پوچھا کہ کیا کسی نے تمہیں کچھ کھلایا ہے؟ ہم نے عرض کی، ہاں یارسول اللہ!

اس کے بعد میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں نماز کے بارے میں کچھ بتائیے، آپ نے فرمایا کہ وضو میں پانی بہایا

کرواور انگلیوں کے درمیان انگلیاں پھیرا کرو اور جب ناک میں پانی ڈالنا ہو تو اسے خوب اوپر چڑھاؤ ہاں روزہ ہو تو احتیاط کرو۔"

رہی حضرت داؤد بن عبدالرحمٰن عطار کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۵۳۶) حضرت داؤد بن عبدالرحمٰن عطار، حضرت اسماعیل بن ابی کثیر سے، وہ عاصم بن لقیط بن صبرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت لقیط بن صبرہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ناک میں پانی ڈالتے وقت خوب اوپر لے جاؤ، ہاں روزہ ہو تو پرہیز کرو اور اپنی بیوی کو یوں نہ مارو جیسے اپنی لونڈی کو مارتے ہو۔"

حضرت یحییٰ بن سلیم کی حدیث یوں ہے:

(۵۳۷) حضرت یحییٰ بن سلیم، حضرت اسماعیل بن کثیر سے اور وہ حضرت عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت لقیط بن صبرہ نے بتایا: میں بنو المنتفق کے وفد میں شامل تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے وضو کرنے کا طریقہ بتائیے۔ فرمایا: وضو میں پانی بہایا کرو اور انگلیوں کے درمیان انگلیاں پھیرو تاہم روزہ نہ ہو تو ناک میں خوب پانی چڑھاؤ۔"

اس جیسی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ملتی ہے جو یہ ہے:

(۵۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ناک میں دو مرتبہ (یا فرمایا کہ تین مرتبہ) خوب پانی چڑھاؤ۔"

(۵۳۹) حضرت شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، آپ نے چہرہ دھویا، ناک میں پانی ڈالا اور تین ہی مرتبہ کلّی کی، سر اور کانوں کا مسح اندر و باہر کے حصے سے کیا اور چہرہ دھوتے وقت تین مرتبہ ڈاڑھی میں انگلیاں پھیریں جب کہ ابھی پاؤں نہیں دھوئے تھے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں وضو فرماتے دیکھا تھا جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔"

شیخین حدیثِ عثمان کی سندیں بیان کرنے میں اتفاق کرتے ہیں جو وضو کے بعد کے متعلق ملتی ہیں لیکن انہوں نے اپنی روایتوں میں ڈاڑھی کے تین مرتبہ خلال کا ذکر نہیں کیا۔

یہ سند صحیح ہے، دونوں حضرات نے اس کے راویوں کو لیا ہے البتہ عامر بن شقیق کو راوی نہیں لیا، جب کہ ان میں مجھے کوئی خامی نظر نہیں آئی حالانکہ وہ ڈاڑھی کے خلال میں صحیح ثبوت رکھتے ہیں جو انہیں حضرت عمار بن یاسر، حضرت انس بن مالک اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملا ہوا ہے۔

رہی حضرت عمار کی حدیث تو وہ یہ ہے:

(۵۴۰) حضرت حسان بن بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا چنانچہ انہوں نے ڈاڑھی میں انگلیاں

پھیریں تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے کیا رکاوٹ ہے جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ڈاڑھی کا خلال کرتے دیکھا ہے۔''

حضرت سفیان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سعید بن ابی عروبہ نے، انہیں حضرت قتادہ نے، انہیں حضرت حسان بن بلال نے اور انہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی روایت لکھی۔

رہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۵۴۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے نیچے سے انگلیاں ڈال کر ڈاڑھی کا خلال فرمایا اور فرمایا کہ ''میرے رب نے مجھے یونہی حکم فرمایا ہے۔''

(۵۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرتے دیکھا تھا اور فرمایا تھا کہ ''میرے رب نے مجھے یونہی کرنے کا حکم دیا ہے۔''

رہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تو وہ یوں ہے:

(۵۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ وضو فرماتے تو ڈاڑھی کا خلال کرتے، کانوں کے اندرونی حصے کے مسح میں یہ صحیح ثبوت موجود ہے۔

(۵۴۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے وضو فرمایا تو دونوں کانوں کے اندرونی حصے کے ساتھ ساتھ بیرونی حصے پر بھی مسح فرمایا اور پھر بتایا کہ حضرت ابن مسعود بھی یہی حکم دیا کرتے تھے۔

اس روایت میں حضرت زائدہ بن قدامہ ٹھوس راوی اور اعتراض سے بچے ہوئے ہیں۔

(۵۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم ﷺ نے وضو کا پانی دو دو مرتبہ بہایا تھا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

(۵۴۶) اس کا ثبوت وہ مرسل حدیث ہے جسے حضرت معاویہ بن قرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کے وقت ایک ایک مرتبہ پانی بہایا تھا اور پھر فرمایا تھا کہ یہ وضو میں ضروری ہے اور اس کے بعد دو دو مرتبہ پانی بہایا اور فرمایا تھا: یہ وہ طریقہ ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ وضو کرنے والے کو دوگنا اجر دیتا ہے۔ (دو مرتبہ فرمایا)

(۵۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے وقت ایک ایک مرتبہ پانی بہایا اور ایک سے چلّو سے کلّی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن خود انہوں نے اسے یوں نہیں لیا کہ اس میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ایک ہی پانی سے ہو۔

(۵۴۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دونوں کام ایک ایک چلّو سے کیے تھے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے ان لفظوں میں اسے نہیں لیا۔

(۵۴۹) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اسواق محلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ گیا تو آپ قضاء حاجت کے لئے گئے۔ واپس تشریف لائے تو میں نے پانی پیش کیا جس سے وضو فرمایا، پھر جبہ میں سے دونوں بازو نکالنے کی کوشش کی لیکن نہ نکال سکے چنانچہ جبہ کے نیچے سے نکالے، پھر وضو پورا فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

امام مالک سے یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث میں بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ شیخین نے تو گھر میں موجود ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزوں پر مسح کے بارے میں حضرت صفوان بن عسال کی حدیث نہیں لی اور اس میں وقت کا ذکر کیا ہے بلکہ دونوں نے موزوں پر مسح کے لئے حضرت علی بن ابو طالب اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث پر اتفاق کیا ہے(...) کیونکہ اسواق، مدینہ پاک کا ایک مشہور محلّہ ہے۔ یہ حدیث داؤد بن قیس فراء کے نام سے مشہور ہے۔

(۵۵۰) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسواق محلّے میں تشریف لے گئے اور پھر پیشاب وغیرہ کے لئے چلے گئے، حضرت بلال ہمراہ تھے، پھر تشریف لائے تو میں نے حضرت بلال سے پوچھا: آپ نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے وضو فرمایا ہے جس میں چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر سر اور موزوں پر مسح فرمایا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انہوں نے داؤد بن قیس کو تسلیم کیا ہے۔

(۵۵۱) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وضو فرما رہے تھے چنانچہ آپ نے اپنے کانوں کے مسح کے لئے اس کے علاوہ پانی لیا جس سے سر کا مسح فرمایا تھا۔"

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے بشرطیکہ ابن ابی عبید اللہ سے سالم ہو چنانچہ دونوں حضرات نے اس کے سارے راوی لئے ہوئے ہیں۔

(۵۵۲) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کانوں کا مسح اس پانی کے علاوہ دوسرے پانی سے کیا جس سے سر کا مسح فرمایا تھا۔"

یہ پہلی حدیث کی طرح بالکل واضح اور ویسے ہی صحیح ہے۔

(۵۵۳) حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے پر مسح فرمایا۔"

دونوں حضرات نے اس میں موجود راوی ابن عقیل پر اعتماد نہیں کیا حالانکہ وہ حدیث کی روایت میں مضبوط ہیں اور شرافت میں اوّل ہیں۔

۵۵۴ حضرت عبداللہ بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اور دو اور شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے جن سے میں ایک تو ہم میں سے تھے اور دوسرے قبیلۂ بنو اسد کے تھے۔ آپ نے دونوں کو کسی کام سے بھیجا اور فرمایا کہ تم مضبوط ہو لہٰذا اپنے دین کی حفاظت کرو۔ اس کے بعد آپ بیت الخلاء میں چلے گئے، واپس آئے تو پانی منگوا کر ہاتھ دھوئے اور قرآن کریم پڑھنا شروع کیا، ہمیں عجیب سا لگا تو فرمانے لگے، لگتا ہے کہ تم نے اسے برا جانا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلا اسے فارغ ہوتے تو قرآن پڑھتے، گوشت کھا لیتے تھے لیکن جنابت (ہمبستری کی پلیدی) کے علاوہ آپ کو قرآن کی تلاوت سے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنتی۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے تاہم شیخین اس کے راوی عبداللہ بن سلمہ کو نہیں لیتے حالانکہ اس حدیث کا دارومدار انہی پر ہے جبکہ ان پر کوئی الزام بھی ثابت نہیں۔

۵۵۵ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور پھر واپس ہٹنے کا ارادہ کرے تو وضو کر لے کیونکہ یہ طریقہ اچھا ہوتا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے ان الفاظ میں اسے نہیں لیا، انھوں نے اس کا صرف ایک لفظ فَلْيَتَوَضَّأْ لیا ہوا ہے لیکن اس میں یہ الفاظ ذکر نہیں کیے فانه انشط للعود، یہ الفاظ صرف حضرت شعبہ نے حضرت عاصم سے لیے ہیں اور اسے انوکھا کام مانا جاتا ہے۔

۵۵۶ حضرت عبداللہ بن ابوقیس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ہمبستری کی وجہ سے ہونے والی پلیدی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کچھ کیا کرتے تھے؟ کیا سونے سے پہلے نہا لیتے تھے یا نہانے سے پہلے سو جایا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ دونوں ہی طرح کر لیا کرتے تھے چنانچہ کبھی نہا کر سو جاتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے تھے۔ جس پر میں نے کہا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس معاملے میں گنجائش دیدی ہے۔"

امام مسلم نے یہ حدیث حضرت قتیبہ سے لی ہے جبکہ اس کے لفظوں کے ثبوت نہیں دیئے۔

۵۵۷ (ان کی پیروی حضرت غضیف بن حارث نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہی سے کی ہے، چنانچہ) حضرت غضیف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنابت کا غسل کیسے فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: "کبھی سونے سے پہلے نہا لیتے اور کبھی نہانے سے پہلے سو جایا کرتے۔"

۵۵۸ ان کی پیروی حضرت کہمس بن حسن نے حضرت برد کی روایت لے کر کی ہے۔

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، جنابت کی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل وقت میں نہاتے تھے یا بعد میں؟ تو انھوں نے فرمایا: کبھی پہلے نہا لیتے اور کبھی بعد میں نہایا کرتے تھے۔ اس پر میں نے کہا: اللہ اکبر، اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس بارے میں ہمیں گنجائش دیدی ہے۔"

(۵۵۹) حضرت اسود کے مطابق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے اور میں نے کبھی نہ دیکھا کہ غسل کے بعد بھی آپ نے کبھی وضو کیا ہو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۵۶۰) اس حدیث کا ثبوت امام مسلم کی شرط پر مختصر لیکن واضح ملتا ہے جس میں راوی کو شک نہیں ہوا: ''حضرت اسود کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہ فرماتے۔''

(۵۶۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اس حدیث کا ایک ثبوت موجود ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے غسل کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''غسل کر لینے کے بعد ایسا کون سا وضو ہو سکتا ہے جو اس سے بڑھ سکے؟''

(حاکم کہتے ہیں) اس کے راوی حضرت محمد بن عبداللہ بن بزیع رضی اللہ عنہ ہیں لیکن دوسروں نے حدیث کو ان تک روک دیا ہے (حدیث موقوف)

(۵۶۲) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کے مطابق سید عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما لینے کے بعد میرے ہاں جسم کو گرم فرماتے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس جیسی حدیثیں حضرت سعید بن میسب اور عروہ سے ملتی ہیں جو انھوں نے سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے لی ہیں جبکہ دونوں حدیثوں کی سند میں کمزوری ہے۔

(۵۶۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا (آج کل تولیہ) تھا جس کے ذریعے بدن پونچھ لیا کرتے۔''

اس حدیث کے راوی حضرت ابو معاذ کا نام فضل بن میسرہ بصری ہے، ان سے حضرت یحیٰی بن سعید نے حدیث بھی لی ہے اور پھر انھیں سراہا بھی ہے پھر یہی حدیث حضرت انس بن مالک وغیرہ سے روایت ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۵۶۴) حضرت مروان اصغر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی اونٹنی کعبہ کی طرف رخ کر کے بٹھائی اور پھر اسی طرف منہ کر کے پیشاب بھی کیا جس پر میں نے کہا: ''اے ابو عبدالرحمٰن! کیا اس سے منع نہیں کر دیا گیا؟ فرمایا: روکا اس صورت میں گیا ہے جب انسان کھلی جگہ میں ہو اور جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی ایسی چیز ہو جو پردہ بن سکے تو کوئی حرج نہیں۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے چنانچہ انھوں نے اس کے راوی حضرت حسن بن ذکوان کو لیا ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۵۶۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قبلہ کی طرف پیٹھ یا منہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ اس وقت جب ہم (پلیدی دھونے کے لیے) پانی بہا رہے ہوں اور پھر وصال سے پہلے ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔''

۵۶۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کتے کی قیمت بڑی پلید ہوتی ہے اور خود کتاب اس سے بھی زیادہ پلید ہوتا ہے۔''

اس حدیث سے سارے راوی پختہ ہیں کیونکہ اسے یوسف بن خالد سمتی نے محفوظ لکھا ہے کیونکہ وہ امام نجاوی کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے بہت زیادہ ضرورت کی بنا پر اسے لے لیا ہوا ہے بلکہ شیخین نے اسی جگہ پر اس جیسی حدیث لے لی ہوئی ہے جس کی وضاحت کتاب کو لمبا کر دے گی۔

۵۶۷ حضرت طلحہ بن نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہم بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ کریمہ فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (توبہ:۱۰۸) (اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں) کے بارے میں فرمایا: ''اے انصاریو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کو سراہا ہے، یہ تو بتاؤ کہ یہ پاکیزگی کون سی ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہم نماز کے لیے تو وضو کیا کرتے ہیں جبکہ جنابت پر نہایا کرتے ہیں۔'' آپ نے پوچھا کہ ان کے علاوہ بھی کوئی کام کرتے ہو؟ انھوں نے عرض کی: ''نہیں، ہاں جب ہم میں سے کوئی بیت الخلاء سے نکلتا ہے تو وہ پانی سے استنجاء کرنا چاہتا ہے۔'' اس پر فرمایا: ''بس یہی بات ہے۔''

یہ عظیم حدیث ہے جو کتاب الطھارہ میں درج ہے کیونکہ حضرت محمد بن شعیب بن شابور اور حضرت عتبہ بن ابوحکیم شام والوں کے امام تھے لیکن شیخین (...... ......) انھوں نے مضبوط قسم کی حدیثیں لی ہیں اور اس جیسی حدیث اس کے لیے چھوڑی نہیں جاسکتی چنانچہ حضرت ابراہیم بن یعقوب کہتے ہیں: حضرت محمد بن شعیب حدیث کے معاملے میں سب شام والوں میں سے زیادہ سمجھدار شمار ہوتے تھے۔

۵۶۸ صحیح سند سے اس بات کی دلیل بھی ملتی ہے:

حضرت عویم بن ساعدہ انصاری عجلی رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قباء والوں سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی کے بارے میں تمھیں بہت سراہا ہے اور فرمایا ہے: فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا اور پوری آیت پڑھ کر فرمایا کہ یہ پاکیزگی کون سی ہے؟

۵۶۹ حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان انصاری مازنی (یعنی نبونجار) حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو کبھی وضو کرتے دیکھا تھا، وہ بے وضو ہوتے یا وضو سے تو ہر نماز کے لیے کیسے کیا کرتے؟ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت زید بن خطاب رضی اللہ عنہم نے انھیں حدیث سنائی کہ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر غسیل رضی اللہ عنہم نے اسے حدیث سنائی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو یا بے وضو ہونے کی صورت میں ہر نماز کے موقع پر وضو کرنے کا حکم دیا ہوا تھا اور جب یہ بات آپ کو بوجھل محسوس ہوئی تو ہر نماز کے موقع پر آپ نے مسواک کا حکم فرمایا اور فرما دیا کہ بے وضو ہونے کے علاوہ وضو نہ کیا کرو لیکن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اندر طاقت کی بنا پر فوت ہونے تک اسی پر عمل کیا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، ہاں انھوں نے حضرت سلیمان بن بریدہ سے لی ہوئی، حضرت علقمہ بن مرثد رضی اللہ عنہ کی حدیث لینے پر اتفاق کیا ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے موقع پر وضو فرماتے تھے تاہم جب فتح مکہ کا سال آیا تو آپ نے پوری نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں۔"

۵۷۰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع میں کھجور کے باغ سے نکلے تو مسلمانوں کے ایک شخص نے مشرکوں کے ایک شخص عورت سے بدکاری کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قافلے کو لے کر اس طرف تشریف لائے اس عورت کا شوہر حاضر ہوا، وہ اس وقت موجود نہ تھا اور جب اسے یہ بات بتائی گئی تو اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کا خون نہ بہا لے گا وہ بات ختم نہیں کرے گا چنانچہ وہ آپ کے پیچھے ہو چلا، آپ ایک منزل پر ٹھہرے تو فرمایا: ایسا کون ہے جو آج رات ہماری حفاظت پر کھڑا ہوگا؟ چنانچہ دو آدمیوں کو بلایا گیا جن میں سے ایک مہاجروں میں سے اور دوسرا انصار میں سے تھا اور دونوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گھاٹی کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ۔

راوی کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ ایک وادی کی گھاٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب دونوں گھاٹی کے کنارے پر جا رہے تھے تو انصاری نے، مہاجری سے کہا: رات کے کون سے حصے کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہو؟ میں تمہیں موقع دیتا ہوں، اس نے کہا کہ ابتدائی حصہ مجھے دے دو چنانچہ مہاجری لیٹ گیا اور انصاری نے نفل پڑھنا شروع کر دیئے۔

اسی دوران عورت کا شوہر آ گیا، اس نے آدمی کی شباہت دیکھی تو اسے پتہ چل گیا کہ یہ حفاظت کر رہا ہے چنانچہ اس نے اسے تیر مارا جو اس کے جسم پر لگا جسے اس نے بھی نکال کر رکھ دیا اور سنبھل کر نماز شروع کر دی، اس نے دوسرا تیر مارا جو اسے لگا، اس نے اسے نکال کر رکھ دیا اور پھر سنبھل کر نماز شروع کر دی۔ اس نے تیسری بار مارا، وہ اسے لگا، اس نے نکال کر رکوع کیا اور پھر اپنے ساتھی کو ہلا کر کہا کہ اٹھ بیٹھو کیونکہ مجھے زخم لگے ہیں، وہ اچھل کر اٹھا چنانچہ جب اس آدمی نے ان دونوں کو دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ وہ پکڑا جائے گا لہٰذا بھاگ کھڑا ہوا۔

مہاجری نے جب انصاری کو خون میں لت پت دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! تم نے مجھے اس وقت کیوں نہیں جگایا جب اس نے پہلا تیر مارا تھا؟ اس نے کہا کہ میں ایک سورت پڑھ رہا تھا، مجھے اچھا نہ لگا کہ اسے پوری کئے بغیر کاٹ دوں اور جب اس نے پھر پھینکا تو رکوع میں میں نے تمہیں بتایا ہے، اللہ کی قسم، اگر مجھے اِس سرحد کی حفاظت رہ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا تو سورت پوری کرنے سے پہلے میں ہلاک ہو جاتا یا پھر حفاظت پوری کرتا۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے چنانچہ اس کے راوی حضرت محمد بن اسحٰق کی روایتوں کو امام مسلم نے لیا ہے۔ رہے حضرت عقیل بن جابر بن عبداللہ انصاری تو وہ اپنے دونوں بھائیوں محمد اور عبدالرحمٰن سے بہتر راوی ہیں۔ پھر ہمارے اماموں نے اس حدیث کے بارے میں یقین سے کہا ہے۔ ہمارے ہاں اگر حدث والی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے خون نکلے تو وہ وضو لازم نہیں کرتا۔

۵۷۱ حضرت عقیل بن جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث لکھی ہے۔

۵۷۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے جو پیشاب پاخانہ کر رہے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔''

۵۷۳ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشاب پاخانہ کرنے والوں کو باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یوں اللہ ناراض ہوتا ہے۔''

حضرت ابوسعید کا نام عیاض بن ھلال انصاری ہے جو تابعین میں سے بزرگ ہوئے ہیں، اہل مدینہ میں سے مشہور تھے اور جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔

پہلے ذکر ہونے والی حدیث کے صحیح ہونے پر یہ حدیث سنئے:

۵۷۴ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دو شخص پاخانہ کرتے وقت اپنی اپنی شرمگاہیں ننگی کر کے آمنے سامنے نہ بیٹھا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔''

حضرت عیاض بن ھلال انصاری سے، حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کی ہوئی یہ حدیث صحیح ہے، شیخین نے اسے صرف اس بنا پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کے ساتھی اس میں اختلاف کرتے ہیں چنانچہ کچھ نے یہ نام ھلال بن عیاض لکھا ہے جبکہ حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (بخاری) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ عیاض بن ہلال انصاری نے حضرت ابوسعید سے حدیث سنی تھی جن سے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر نے سنی۔ یہ بات ھشام، معمر، علی بن مبارک اور حرب بن شداد نے یحییٰ بن ابی کثیر سے لے کر بتائی۔

پھر علی بن حمشاذ کہتے ہیں کہ میں نے موسےٰ بن ہارون کو فرماتے سنا کہ اسے امام اوزاعی نے دو مرتبہ روایت کیا ہے، ایک مرتبہ یحییٰ سے اور ایک مرتبہ ھلال بن عیاض سے۔

ہمیں یہ حدیث محمد بن صباح نے بتائی، انھیں ولید نے، انھیں امام اوزاعی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے سن کر بتائی کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرسل طور پر) فرمایا تھا۔

پھر حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی یہ حدیث عیاض بن ھلال سے روایت کرتے ہیں پھر شک کرتے ہوئے کہا تھا "یا ھلال بن عیاض نے روایت کی۔"

اسے انھوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کیا کہ علی بن مدینی، عبیداللہ بن عمر قواریری اور محمد بن مثنیٰ نے روایت کی چنانچہ انھوں نے عیاض بن ھلال کے نام پر اتفاق کیا ہے اور یہی درست ہے۔

(امام حاکم لکھتے ہیں) ہمارے اماموں میں سے امام بخاری اور موسیٰ بن ہارون جیسے دو حضرات نے اسے صحیح کہا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سند ہے جس میں عیاض بن ھلال انصاری کا نام آیا ہے بلکہ امام بخاری نے اس پر دلیلیں بھی دی ہیں جس کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہوگئی۔

پھر امام مسلم نے اس حدیث کا مفہوم حضرت ابو کریب اور ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف بتایا ہے جو انھوں نے حضرت فرید بن حباب سے، انھوں نے ضحاک بن عثمان سے، انھوں نے زید بن اسلم سے، انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے اپنے والد ابوسعید سے لے کر بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مرد، مرد کی شرمگاہ نہ دیکھا کرے اور عورت عورت کی نہ دیکھے۔" الحدیث

(۵۷۵) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "جب تم سے کوئی ڈھیلا استعمال کرے تو وہ طاق ہونا چاہیے کیونکہ اللہ طاق (ایک) ہے اور وہ طاق شے ہی کو پسند کرتا ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمان سات ہیں، زمینیں سات ہیں، طواف سات چکر ہیں، یوں کچھ اور چیزیں بھی گن دیں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ سے نہیں لیا بلکہ صرف ان الفاظ پر اتفاق کیا ہے: **من استجمر فلیوتر۔**

(۵۷۶) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا، انھوں نے فرمایا تھا: رسول اللہ ﷺ پاخانہ گاہ سے نکلتے تو یوں فرماتے: غُفْرَانَكَ (الٰہی پردہ پوشی فرمادے)۔

(۵۷۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ پاخانہ پیشاب والی جگہ سے نکلتے تو فرماتے غفرانك۔

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت یوسف بن ابو بردہ آل ابوموسیٰ میں سے پختہ گنے جاتے ہیں، ہم نے کسی سے ان پر اعتراض کرتے نہیں سنا جبکہ وہ بتاتے ہیں کہ ان کے والد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت سنی تھی۔

(۵۷۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک عورت کے جنابت پر نہانے سے بچے ہوئے پانی

کے ساتھ وضو فرمایا (یا بتایا کہ غسل کیا تھا)

حضرت شعبہ نے ان کی پیروی میں حضرت سماک سے لے کر حدیث لکھی ہے۔

۵۷۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن سے وضو کا ارادہ فرمایا تو آپ کی بیویوں میں سے ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اس میں سے وضو کیا ہے تاہم آپ نے اس میں سے وضو کرنے کے بعد فرمایا کہ:
''پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔''

حضرت امام بخاری نے حضرت عکرمہ کی حدیثیں لی ہیں جبکہ حضرت امام مسلم نے حضرت سماک بن حرب سے لی ہوئی ہیں۔

یہ حدیث الطہارۃ کے بارے میں ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا حالانکہ اس میں کوئی خاص کمی دکھائی نہیں دیتی۔

۵۸۰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تنگدستی کا کوئی واقعہ سناؤ۔ انھوں نے کہا: ہم سخت گرمی کے موسم میں جنگ تبوک کو چلے تو ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ہمیں سخت پیاس لگی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہماری گردنیں توڑ دے گی، مجبور ہو کر آدمی اپنا اونٹ ذبح کرتا اور اس کا گوبر نچوڑ کر پیتا اور باقی حصہ جگر پر لگاتا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرماتا ہے لہٰذا دعا فرمایئے۔ آپ نے پوچھا: کیا واقعی چاہتے ہو؟ عرض کی: ہاں، آپ نے فوراً ہاتھ اٹھا کر دعا کی، ابھی ہاتھ واپس نہیں کئے تھے کہ بادلوں نے سایہ کر دیا اور بارش ہونے لگی چنانچہ انھوں نے برتن وغیرہ بھر لئے، پھر ہم روانہ ہوئے اور بادلوں کو دیکھا تو وہ لشکر سے پرے جا چکے تھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

یہاں ایک عجیب بات سن لیں اور وہ یہ ہے کہ جب پانی میں ایسے جانور کا گوبر پڑ جائے جس کا گوشت کھایا جاتا ہو تو وہ گوبر اسے پلید نہیں کیا کرتا کیونکہ اگر وہ اسے پلید کر دے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مسلمان کو کبھی اجازت نہ دیتے کہ اپنے ہاتھ پلید کرتے ہوئے اسے اپنے جگر پر لگائے۔

۵۸۱ حضرت ابوقتادہ کی بیوی حضرت کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں حضرت ابوقتادہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے ان کے لیے پانی رکھا، اسی دوران پانی پینے کے لیے ایک بلی آئی، انھوں نے برتن اس کی طرف جھکا دیا جس نے اس میں سے پانی پیا۔

کبشہ کہتی ہیں کہ میں انھیں دیکھ رہی تھی۔ انھوں نے کہا: اے بھائی کی بیٹی! تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ پلید نہیں ہوتی کیونکہ ان کا تمھارے گھروں میں آنا جانا رہتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ ایسی حدیث کے چھوڑنے کے بارے ان کا ایک اصول ہے، ہاں دونوں حضرات کا اس پر اکٹھ ہے کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ مدینہ والوں کی حدیث میں معتبر جانے جاتے ہیں چنانچہ انھوں

نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور موطا میں اسے لیا گیا ہے۔

۵۸۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلّی کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ پلید نہیں ہوتی، یہ گھر میں رہنے والی چیزوں جیسی ہوتی ہے۔''

یہ حدیث اصول کے خلاف شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے بھی نہیں لیا۔

۵۸۳ یہ حدیث بھی ایسی ہی ہے:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ ہوتا ہے کہ اسے سات مرتبہ دھویا جائے، سب سے پہلے مٹی سے پونچھ لے اور بلّی کا حکم بھی یہی ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی ابوبکرہ پختہ اور الزام سے بچے ہوئے ہیں۔

۵۸۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سات مرتبہ اسے دھویا جائے جن میں سے پہلی مرتبہ مٹی سے پونچھے اور بلّی منہ ڈالے تو وہ برتن ایک یا دو مرتبہ دھوئے۔ حضرت قرہ کو اس میں شک رہا۔

۵۸۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بلّی کے منہ ڈالنے پر ایک یا دو مرتبہ دھونا کافی ہوتا ہے، یعنی جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے دھوئے۔ حضرت علی بن نصر نے اس کی وضاحت کے لیے قرہ سے پوچھنے کی کوشش کی تھی۔

۵۸۶ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ سات مرتبہ دھویا جائے اور اس سے پہلے ایک مرتبہ مٹی سے صاف کرے۔''

حضرت ابوھریرہ نے اس کے بعد بلّی کا ذکر فرمایا لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اسے ایک مرتبہ دھونے کا فرمایا یا دو مرتبہ۔

حضرت نصر بن علی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کی کتاب میں ایک اور مقام پر کتے کے بارے میں حضرت ابوھریرہ ہی کی روایت سے باقاعدہ سند دیکھی ہے جبکہ بلّی کے بارے میں موقوف حدیث لکھی ہوئی تھی۔

۵۸۷ بلّی کے ذکر میں حدیث کے موقوف ہونے کے بارے میں حضرت سلم بن ابراہیم نے پیروی کی ہے اور یہ حدیث حضرت مرّہ سے لی ہے۔

حضرت محمد بن سیرین، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بلّی کے برتن میں منہ ڈالنے کے سلسلے میں لیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اسے ایک یا دو مرتبہ دھویا جائے۔'' چنانچہ بلّی کے پاک ہونے کے بارے میں شریعت کا حکم حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق مل رہا ہے۔ واللہ اعلم

رنگ دینے پر چمڑہ پاک ہو جاتا ہے

۵۸۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ مشکیزہ سے وضو فرمائیں جس پر آپ سے کہا گیا کہ یہ تو مردار کا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے رنگ دینا اس کی پلیدی دور کر دیتا ہے (پلیدی بتانے کے لیے لئے گئے لفظ میں راوی کو شبہ پڑا)

یہ حدیث صحیح ہے، مجھے اس میں خامی دکھائی نہیں دی لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

وضو یا غسل کے لیے پانی کی مقدار

۵۹۰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''وضو کے لیے ایک مُدّ پانی کافی ہے جبکہ غسل کے لئے صاع ہونا چاہیے۔ اس پر ایک شخص نے کہا: اے جابر! یہ پانی ہمیں کافی نہیں۔ انھوں نے فرمایا: یہ تو ان کے لیے بھی کافی تھا جو تم سے نیک اور گھنے بالوں والے تھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ میں نہیں لیا۔

۵۹۰ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدّ میں سے دو تہائی پانی لایا گیا جس سے آپ نے بازوؤں پر ملنا شروع کیا۔

یہ حدیث صحیح ہے اور امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے چنانچہ انھوں نے حبیب بن زید سے روایت لی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۵۹۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہم مرد و عورت ایک ہی برتن میں وضو کرتے اور ہاتھ دھو لیا کرتے تھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا، اس سلسلے میں انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر اتفاق کیا ہے۔

اس حدیث کے لیے ایک اور راوی حضرت خارجہ بن مصعب موجود ہے جن کی وجہ سے یہ علیحدہ مقام رکھتی ہے، میں ثواب کی نیت سے بیان کرتا ہوں کیونکہ لوگ پانی پینے کے بارے میں وسواس رکھتے ہیں۔

۵۹۲ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کے لیے ایک شیطان ہوتا ہے جسے وَلَہان کہتے ہیں، اس سے بچنے کی کوشش کرو اور پانی میں وسواس کرنے سے گریز کرو۔''

۵۹۳ حضرت ابونعامہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل نے اپنے لڑکے کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! میں چاہتا

ہوں کہ جنت میں جانے پر مجھے جنت کی دائیں طرف سفید محل ملے۔ انھوں نے کہا: اے بیٹے! اللہ سے جنت مانگو اور دوزخ سے پناہ مانگا کرو کیونکہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا: فرمایا: جلد اس اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو پاکیزگی اور دعاء میں زیادتی سے کام لیں گے۔''

۵۹۴ حضرت حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا تھا: ''ایڑیوں اور پاؤں کے تلووں کی وجہ سے جہنم کی وادی ویل میں جانا ہوگا۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے پاؤں کے تلووں کا ذکر نہیں کیا۔

۵۹۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر لیے بغیر پانی میں جانے سے منع فرمایا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۵۹۶ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ چار چیزوں سے غسل کرنا ہوگا:

① ہمبستری میں پلیدی پر۔ ② جمعہ کے دن۔
③ میت نہلانے پر۔ ④ سینگی لگوانے کے بعد۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۵۹۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا: اے بیٹی! کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: اے والدِ گرامی! میں کیوں نہ رووں؟ قریش کے یہ سردار لوگ مقام حجر (خانہ کعبہ کے ساتھ چھوٹی ہوئی جگہ) میں لات وعزیٰ اور تیسرے منات کا نام لے کر قسمیں کھاتے ہیں کہ جب بھی آپ انہیں نظر آجائیں تو آپ کو قتل کر دیں، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس قتل میں سانجھا نہ ہو۔

اس پر آپ نے فرمایا: بیٹی! پانی لاؤ، آپ نے وضو فرمایا اور پھر مسجد کو چلے گئے۔ سرداروں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ لو وہ آ گئے ہیں چنانچہ اس کے ساتھ ہی ان کے سر جھک گئے اور منہ لٹک گئے چنانچہ آنکھیں اونچی نہ کر سکے۔ پھر آپ نے مٹی کی مٹھی لی اور اس پر شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پڑھ کر ان پر پھینک دی۔ ان میں سے جو بھی کنکری کسی بھی شخص پر گری تو بدر کے دن وہ قتل کر دیا گیا۔''

یہ حدیث صحیح ہے۔ شیخین نے اس کے راوی یحییٰ بن سلیم کو لیا ہے جبکہ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم کو لیا ہے لیکن انھوں نے اس حدیث کو نہیں لیا حالانکہ مجھے اس میں کوئی خامی نظر نہیں آئی۔

اہل سنت کے لوگوں کو اس بات کے مقابلہ کی بڑی ضرورت ہے جو وہ کہتے ہیں کہ مائدہ اترنے سے پہلے وضو کا حکم نہیں تھا اور یہ مائدہ حجۃ الوداع کے موقع پر اس وقت اترا تھا جب آپ عرفات میں تھے۔

(۵۹۸) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ کی نبوت کا ابتدائی دور تھا اور آپ مکہ ہی میں تھے، آپ کی نبوت کے بارے میں کسی کو پتہ تک نہ تھا، میں نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا: نبی کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے پوچھا کیا آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا: آپ کو اس نے کیا دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: (حکم یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت کرو، بتوں کو توڑو، دینوں کو بدل دو اور رشتہ داری قائم رکھو۔ میں نے کہا کہ پھر تو آپ کو اچھی چیزیں دے کر بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس معاملے میں آپ کی پیروی کون کر رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا: غلام بھی اور آزاد بھی یعنی ابوبکر اور بلال جیسے لوگ۔

حضرت عمرو کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ میں چوتھا تھا (یا کہا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص تھا) چنانچہ میں اسلام لے آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی تابعداری کروں گا۔ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ اپنی قوم کے پاس جاؤ اور جب تمھیں معلوم ہو جائے کہ میں باہر نکل کھڑا ہوں تو میری تابعداری کرنا۔

میں اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور انتظار کرنے لگا کہ آپ کے بارے میں کیا خبر ملتی ہے اور آپ کب باہر نکلتے ہیں، اسی دوران یثرب کے کچھ لوگ ملے اور میں نے ان سے مل کر آپ کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینے پہنچے ہیں میں نے پوچھا: کیا واقعی وہاں پہنچ چکے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نکل کھڑا ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔

اب میری کوشش تھی کہ کوئی خالی وقت ملے، وقت ملا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ مجھے اچھے طور پر وہ کچھ بتا دیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے فرمایا: جو چاہتے ہو پوچھو۔ میں نے عرض کی: آپ سے رات کے کس حصے میں سنا کروں؟ آپ نے فرمایا: رات کے آخری حصے میں جتنی ممکن ہو نماز پڑھو کیونکہ نماز کو فرشتے دیکھتے ہیں اور یہ فرض ہوتی ہے اور اسی دوران تم صبح کی نماز پڑھو، پھر وہیں ٹھہرے رہو، اس موقع پر سورج غروب ہو جائے، وہ شیطان کے گویا دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے، اس موقع پر کافر عبادت کرتے ہیں۔

جب وضو کرنا ہو تو دونوں ہاتھوں کو دھولو کیونکہ جب تم انھیں دھوؤ گے تو تمھارے گناہ بازوؤں سے نکل جائیں گے، پھر جب تم سر کا مسح کرو گے تو بالوں کی ہر طرف سے سر کے گناہ نکل جائیں گے اور جب دونوں پاؤں دھوؤ گے تو گناہ دونوں پاؤں سے نکل جائیں گے، اب اگر تم اسی جگہ پر بیٹھے رہو گے تو تمھیں وضو کا ثواب مل جائے گا اور اگر اٹھ کھڑے ہوئے، اپنے رب کا ذکر کیا، اس کی حمد و ثنا کی اور توبہ کے دو نفل پڑھ لئے تو گناہوں سے یوں پاک ہو جاؤ گے جیسے اس دن تھے جب تمھیں تمھاری ماں نے جنا تھا۔

میں نے کہا: اے عمرو! سوچو تو سہی کہ کیا کہہ رہے ہو کیونکہ تم بڑی بات کہہ رہے ہو۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم میری عمر کافی ہو چکی اور موت قریب ہے تو مجھے جھوٹ سے غرض نہیں اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک یا دو مرتبہ نہ سنا ہوتا تو انھیں نہ بتاتا لیکن میں نے تو ان سے زیادہ مرتبہ سنا ہے۔"

مجھے ابو سلام نے یہ حدیث ان سے اور انھوں نے ابو امامہ سے سن کر بتائی، ہو سکتا ہے کہ کمی بیشی مجھ سے ہو گئی ہو لہٰذا اس پر میں اللہ سے بخشش مانگتا اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

امام مسلم نے اس حدیث کے کچھ الفاظ حضرت نضر بن محمد جرشی سے سن کر بتائے، انھوں نے حضرت عکرمہ بن عمار سے، انھوں نے شداد بن عبداللہ سے اور انھوں نے حضرت ابو امامہ سے سنا اور وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عبسہ نے بتایا تھا کہ حضرت عباس بن سالم کی یہ حدیث حضرت عکرمہ بن عمار سے زیادہ فائدہ مند اور مکمل ہے۔

۵۵۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ سردیوں میں ایک شخص حالت جنابت میں ہوا جس پر اس نے پوچھا تو اسے غسل کرنے کو کہا گیا، اس نے غسل کیا تو مر گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کا ذکر ہوا تو فرمایا: انھیں کیا ہو گیا کہ اسے مار ڈالا ہے، اللہ انھیں مارے، تین مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی (یا فرمایا: تیمّم) کو پاک کر دینے کا سبب بنایا ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی ولید بن عبید اللہ، حضرت عطاء بن ابی رباح کے بھتیجے ہیں جن کی حدیثیں بہت کم ہیں اسی حدیث کو امام اوزاعی نے حضرت عطاء سے لیا ہے جو اس کے بعد آ رہی ہے۔

۶۰۰ اس حدیث جیسی ایک اور حدیث بھی ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے:

حضرت ابن عباس اس آیت کے بارے میں مرفوع حدیث سناتے ہیں: وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ (مائدہ، ۶) وہ فرماتے ہیں کہ جب راہِ خدا میں لڑتے ہوئے زخم لگ جائے، پھنسیاں یا چیچک ہو، وہ الگ ہو جائے اور اس بات سے ڈرے کہ غسل کرنے پر وہ مر جائے گا تو تیمّم کر لے۔"

۶۰۱ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پیتے بچے کے پیشاب کے بارے میں فرمایا کہ بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جائے لیکن لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔"

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ حضرت ابو الاسود دؤلی کا حضرت علی سے سننا صحیح ہے، یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

دو حدیثیں اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

۶۰۲ ایک ان میں سے یہ ہے کہ حضرت لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے عرض کی: کپڑے مجھے دیجیے کہ میں دھو ڈالوں جس پر فرمایا: بچی کا پیشاب تو دھویا جاتا ہے لیکن

نر بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے۔

۶۰۳ دوسری تصدیق کے لیے یہ حدیث موجود ہے:

حضرت ابوالسمح رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا، اس دوران امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا تو انھوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ صحابہ نے چاہا کہ اسے دھو ڈالیں لیکن آپ نے فرمایا: اس پر اچھے طریقے سے پانی چھڑک دو کیونکہ بچی کا پیشاب دھویا جاتا ہے لیکن لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔"

شیخین نے بچے کے پیشاب کے بارے میں سیدہ عائشہ اور سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہما کی حدیث لی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوا کر بچے کے پیشاب پر چھڑکا تھا، رہا بچی کے پیشاب کا ذکر تو انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۶۰۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جوتوں سے گندگی اتار دے تو مٹی اس کو پاک کر دیتی ہے۔" (رگڑنے سے)

۶۰۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی گندگی پر جوتے مل دے تو مٹی انھیں پاک کر دیتی ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ حضرت محمد بن کثیر صنعانی سچ بولنے والے راوی ہیں، ان کی سند میں ابن عجلان کا ذکر محفوظ ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۶۰۶ حضرت مہاجرین قنفذ رضی اللہ عنہ اس موقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ پیشاب کر رہے تھے، انھوں نے سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہ دیا اور پھر اسی طرح وضو فرما لیا پھر معذرت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ پاکیزگی (یعنی وضو) کے بغیر اللہ کا ذکر کروں" (یا طہارت کا لفظ بولا)

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے ان الفاظ میں اسے نہیں لیا، ہاں حضرت امام مسلم نے حضرت ضحاک بن عثمان کی روایت لی ہے جسے انھوں نے حضرت نافع سے لیا انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لیا کہ ایک شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ پیشاب کر رہے تھے، اس نے سلام کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر وضو کر کے بتایا: مجھے وضو کے بغیر اللہ کا ذکر کرنا اچھا نہیں لگا (یا آپ نے طہارت کا لفظ بولا)

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔

۶۰۷ حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چھڑیوں سے بنا پیالہ تھا جو آپ کے بستر تلے رکھا رہتا تھا، آپ رات کے وقت اس میں پیشاب کیا کرتے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے اور عجیب حدیث ہے۔

حضرت امیمہ بنت رُقیقہ، مشہور صحابیہ ہیں، دونوں حضرات کی اکیلی حدیثوں کو اماموں کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے۔ لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۶۰۸ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: تین ایسی چیزوں سے بچو جن پر لعنت پڑتی ہے: پانی کے راستوں میں پاخانہ کرنا، راستے کی اونچی جگہوں میں کرنا اور پاخانے کے لیے بنائے سائے میں پاخانہ کرنا۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن دونوں اماموں نے اسے نہیں لیا، صرف امام مسلم نے حضرت علاء سے حدیث لی ہے جنھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے حضرت ابوھریرہ سے لی ہے، انھوں نے کہا تھ "لعنت کرنے والے شخص سے بچو، لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہوتا؟ انھوں نے کہا جو راستوں میں بیٹھے لعنت کرے۔"

۶۰۹ حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی حمام میں پیشاب کرے پھر اس میں نہائے یا وضو کرے کیونکہ عموماً وسواس اسی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔"

یہ الفاظ امام احمد کی حدیث کے ہیں۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

اسی طرح کی یہ حدیث بھی ملتی ہے:

۶۱۰ غالباً حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ غسل خانے میں جا کر روزانہ کنگھی (یا فرمایا: پیشاب) کیا کریں۔"

۶۱۱ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ ایک دن حج (یا فرمایا کہ عمرہ) کرنے چلے اور لوگ ہمراہ تھے جن کی آپ امامت کرتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ انھوں نے صبح کی نماز پڑھانا شروع کی تو کسی سے کہا کہ آگے آجاؤ پھر خود بیت الخلاء میں چلے گئے اور بعد میں بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما رکھا ہے کہ "جب نماز کھڑی ہونے پر کسی کو بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت پڑے تو پہلے وہیں جائے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں جبکہ ایسی صحیح سندیں موجود ہیں جو اس کی تائید کرتی ہیں۔

۶۱۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھے اور بعد میں اس سے فارغ ہو۔"

۶۱۳ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ اسی دوران ان کے لیے کھانا لایا گیا تو حضرت قاسم بن محمد نے نماز شروع کر دی جس پر آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: کھانا سامنے آجانے پر کوئی بھی نماز نہ پڑھے اور نہ اس وقت جب اسے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونا ہو۔"

٦١٤ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے پیتل کے ایک چھوٹے برتن میں پانی ڈال کر پیش کیا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔ اس کی تائید کے لیے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث ملتی ہے۔

٦١٥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مل کر پیتل کے ایک ٹب میں سے نہالیا کرتے تھے۔''

٦١٦ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر روانہ کیا تو اسے سردی نے گھیر لیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انھیں حکم فرمایا کہ پگڑیوں اور موزوں پر مسح کیا کریں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے ان لفظوں کے ساتھ اسے نہیں لیا، دونوں حضرات پگڑی پر مسح کو مانتے ہیں لیکن لفظ یہ نہیں لیتے۔

اس کی تائید کے لیے یہ حدیث موجود ہے:

٦١٧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو قطری پگڑی سر پر تھی، آپ نے اس کے نیچے سے ہاتھ ڈالا اور سر کے اگلے حصے کا مسح فرمایا، پگڑی اتاری نہ تھی۔''

اس حدیث کی سند اگرچہ کتاب کی شرط پر پوری نہیں اترتی لیکن اس میں ایک عجیب بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے سر کے کچھ حصے کا مسح کیا مگر پگڑی پر نہیں کیا تھا۔

٦١٨ حضرت عمرو بن جریر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت جریر نے پیشاب کر کے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، پھر کہا: میرے لئے اس میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا تھا۔''

صحابہ بتاتے ہیں کہ یہ واقعہ سورۂ مائدہ اترنے سے پہلے ہوا تھا جس پر انھوں نے بتایا کہ میں سورۂ مائدہ اترنے کے بعد مسلمان ہوا تھا۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے ضرورت کے باوجود اسے نہیں لیا، ان کا اتفاق حضرت اعمش کی حدیث لانے پر ہے جسے ابراہیم نے ھشام سے اور انھوں نے جریر سے روایت کیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کہتے ہیں: صحابہ کو حضرت جریر کی حدیث تعجب میں ڈالتی تھی کیونکہ وہ تو سورۂ مائدہ اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

اس حدیث کے ایک راوی حضرت بکیر بن عامر بھی کوفہ میں رہنے والے پختہ تھے لیکن ان کی حدیثیں بہت کم ملتی ہیں، ان کی حدیث پختہ کوفی راویوں میں لی گئی ہے۔

٦١٩ حضرت ابو عبدالرحمٰن بتاتے ہیں کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو

طریقہ پوچھے گئے تو انھوں نے بتایا: آپ قضاء حاجت کے لیے چلے جاتے، میں ان کے لیے پانی لے آتا چنانچہ آپ وضو فرماتے اور پھر پگڑی کے ساتھ ساتھ موزوں پر بھی مسح فرمالیتے۔''

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ بنوتیم کے غلام حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سچائی اور حدیث کے قبول ہونے میں مشہور ہیں، رہے شیخین تو انھوں نے موزوں پر مسح کا ذکر نہیں کیا۔

۶۲۰ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھول تو نہیں گئے؟ فرمایا: نہیں، بھولے تو تم ہو، مجھے تو میرے پروردگار نے یہی حکم دے رکھا ہے۔''

شیخین مسح کے بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کے طریقے نکالنے میں شریک ہیں لیکن انھوں نے آپ کا فرمان ''مجھے تو میرے پروردگار نے یہی حکم دے رکھا ہے۔'' ذکر نہیں کیا جبکہ اس کی سند صحیح ہے۔

۶۲۱ حضرت ابن عمارہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مسجد قبلتین میں تھے کہ عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں دونوں موزوں پر مسح کرلوں؟ فرمایا: ہاں کرلو۔ پوچھا: ایک دن کے لیے؟ فرمایا: دودن کے لیے، پوچھا: تین کے لیے ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب تک چاہو۔''

ابی بن عمارہ مشہور صحابی ہیں، یہ سند مصری ہے اور ان میں سے ایک پر اعتراض موجود نہیں، حضرت مالک بن انس بھی یہی کہتے ہیں لیکن شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

۶۲۲ حضرت سفیان بن حکم (یا حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ) بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو پانی چھڑک لیتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے، انھوں نے اسے شک پیدا ہونے پر چھوڑا ہے حالانکہ وہ اسے کمزور نہیں کرتا، کافی حضرات نے اسے حضرت منصور سے، انھوں نے مجاہد سے اور انھوں نے حکم بن سفیان سے روایت کیا ہے جبکہ ابن ابی نجیح نے بھی حضرت منصور بن معتمر ہی کی روایت کی پیروی کی ہے جس میں شک ہے۔

۶۲۳ ایک ثقفی محدث فرماتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا اور پھر وضو کرتے وقت شرمگاہ پر پانی چھڑک لیا تھا۔''

۶۲۴ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ہمبستری کے بعد وضو نہ کرتے، بالوں اور کپڑوں کو روکا نہ کرتے تھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں حضرات نے مَوْطِیء کا لفظ نہیں لیا۔

۶۲۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس گھر میں فرشتے نہیں آیا کرتے جس میں تصویر لگی ہو، کتا ہو اور جنابت والا ہو۔''

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے پختہ راویوں میں سے تھے تاہم شیخین نے اس میں ''جنابت والے'' الفاظ

دہرا نہیں لئے۔

(۶۲۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو عورت کے پاس حیض والے دنوں میں جائے کہ وہ ایک یا آدھا دینار صدقہ دے۔''

یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ شیخین نے حضرت مقسم بن نجدہ کو لیا ہے، رہے راوی عبدالحمید بن عبدالرحمٰن تو ان کا نام ابوالحسن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن جزری ہے، یہ پختہ ہیں اور ان پر کوئی الزام نہیں ہے۔

(۶۲۷) یہ حدیث اس کے لیے دلیل ہے:

حضرت مقسم حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بتایا: ''جب آدمی عورت کے پاس خون کی حالت میں جائے تو ایک دینار دے اور اگر خون رکنے پر جائے تو آدھا دینار دے۔''

(۶۲۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں چلتے خون میں حکم فرماتے کہ ہم چادر باندھ لیں، اس کے بعد جسم سے جسم لگا لیتے تو تم میں سے ایسا کون ہے جو آپ کی طرح کام کر کے دکھائے؟''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں لیا، اس باب میں انھوں نے حضرت منصور کی حدیث لی ہے جسے انھوں نے حضرت ابراہیم سے، انھوں نے حضرت اسود سے اور انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لیا ہے، فرماتی ہیں: ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ماہواری والی بیوی کو حکم فرماتے کہ ہم دھوتی باندھ لیں، پھر اس کے بعد ہمارے ساتھ لیٹ جاتے۔''

(۶۲۹) سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ مجھے سخت تکلیف دہ ماہواری آتی تھی چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے گئی کہ آپ کو بتا سکوں، آپ اس وقت میری بہن زینب بنت جحش کے گھر میں تھے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں وہ عورت ہوں کہ جسے کثرت سے تکلیف دہ ماہواری آتی ہے، اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، اس نے تو مجھے نماز اور روزے سے روک رکھا ہے۔ فرمایا: میں تمھیں روئی برتنے کی ہدایت کرتا ہو جو خون کو روک لے گی۔ عرض کی کہ وہ اس سے زیادہ ہوتا ہے اور لگاتار بہتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: میں تمھیں دو چیزوں کی ہدایت کرتا ہوں جن میں سے ایک کر لوگی تو دوسری کی ضرورت نہیں رہے گی اور اگر دونوں کی طاقت ہو تو پھر تم جانو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک شیطانی حرکت ہوتی ہے، اللہ کے علم میں تمھاری یہ ماہواری چھ یا سات دن تک ہوتی ہے پھر تجھے نہانا ہوتا ہے اور جب تم دیکھو کہ پاک صاف ہو گیا ہو تو پھر تمھیں تیئس یا چوبیس رات دن نماز پڑھنا ہوتی ہے اور روزے رکھنے ہوتے ہیں کیونکہ (پورے مہینے کے لیے) یہی کافی ہیں، تمھیں ہر مہینے یونہی کرنا ہوتا ہے جیسے عورتوں کو ماہواری آتی اور جیسے وہ پاک ہوتی ہیں اور یہ دونوں کام وہ ماہواری آنے اور پاکیزگی والے دنوں پر کرتی ہیں اور اگر تم میں یہ

طاقت ہو کہ ظہر کی نماز لیٹ کر کے عصر کی نماز جلدی پڑھ لو اور ظہر وعصر کی نمازیں اکٹھی کرو پھر مغرب کی نماز لیٹ کر کے عشاء کی جلدی پڑھ لو، پھر غسل کر کے دونمازوں کو جمع کر لو تو ایسا کرو اور روزے رکھو بشرطیکہ تم میں طاقت ہو۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے دونوں کاموں میں سے یہ پسند ہے۔''

شیخین کا ماہواری کی بیماری والی حدیث پر اتفاق ہے جو انھوں نے حضرت زھری، انھوں نے ھشام بن عروہ اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بتایا کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا اور اس حدیث میں وہ الفاظ نہیں ہیں جو حضرت حمنہ بنت ابی حبیش کی حدیث میں ہیں۔

ایک راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قریش کے سرداروں میں سے تھے اور ان میں سے بہت روایتوں والے ہیں البتہ دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

۶۳۰ اسی جیسی حدیث ہے جسے شعبی نے ذکر کیا ہے، راوی حضرت مسروق کی بیوی قمیر ہے جنھوں نے یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے لی ہے پھر ابو عقیل یحیٰی بن متوکل کی روایت ہے جسے انھوں نے حضرت بہیّہ کے ذریعے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیا ہے لیکن یہاں اس روایت کا ذکر کرنا کتاب کو طویل کرے گا۔

۶۳۱ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی تھیں جنھیں سات سال تک خون آتا رہا تھا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حیض (ماہواری) نہیں بلکہ یہ ایک رگ ہے لہٰذا جاؤ اور نہالو۔''

۶۳۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ کو اس موقع پر سات سال تک حیض آتا رہا جب وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی تھیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب ماہواری شروع ہو تو نماز پڑھنا چھوڑ دو اور جب آنا رک جائے تو نہاؤ اور نماز پڑھو۔''

حضرت عمرو بن حارث اور اوزاعی کی حدیثیں صحیح ہیں اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا، امام مسلم نے صرف حضرت سفیان بن عینیہ اور ابراہیم بن سعد کی وہ حدیث لی ہے جو زھری سے ملتی ہے، حضرت محمد بن عمرو ابن علقمہ نے حضرت زھری سے لی ہوئی حدیث میں حضرت اوزاعی کی پیروی کی ہے اور الفاظ یہی ہیں۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۶۳۳ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ انھیں حیض آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب حیض کا خون ہوتا ہے تو وہ سیاہ ہوتا جس کا پتہ چل جاتا ہے اور جب ایسا آئے تو نماز سے رک جایا کرو اور جب کسی اور رنگ کا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو کیونکہ یہ ایک رگ کا خون ہوتا ہے۔''

۶۳۴ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی کہ فاطمہ بنت حبیش کو اتنے دنوں

سے خون آ رہا ہے اور وہ نماز نہیں پڑھ سکیں۔ اس پر فرمایا: سبحان اللہ! یہ شیطان کی حرکت ہے، وہ ٹب میں بیٹھ جائے چنانچہ جب وہ پانی پر زردی دیکھے تو ظہر اور عصر کی نماز کے لیے ایک ہی وضو کرے اور پھر مغرب وعشاء کے لیے ایک غسل کرے، پھر نماز فجر کے لیے غسل کرے اور درمیان میں وضو کرے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔

۶۳۵ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''ہم (ماہواری کے رنگ) میلے اور پیلے کو ایک ہی شمار کرتی تھیں۔''

۶۳۶ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا (جنھوں نے بیعت کی تھی) کے بارے میں آتا ہے کہ فرماتی تھیں: ''پاک ہونے کے بعد ہم میلا اور زرد پانی آنے کو کوئی حیثیت نہ دیتی تھیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی ایک راویہ ام ھذیل حضرت حفصہ بنت سیرین ہیں کیونکہ ان کے بیٹے کا نام ھذیل تھا اور شوہر کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ حضرت ھذیل بن عبدالرحمٰن نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے۔

۶۳۷ حضرت مُسّہ ازدیہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ میں حج کرنے گئی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضری دی اور ان سے پوچھا: اے ام المؤمنین! حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ عورتوں سے کہتے ہیں کہ حیض کے دنوں والی نمازیں قضاء کر کے پڑھیں۔ انھوں نے فرمایا کہ قضاء نہ کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی نفاس کے خون میں چالیس راتوں تک بیٹھتیں تو آپ انھیں ان دنوں کی نمازیں قضاء کرنے کا حکم نہ دیتے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس سلسلے میں مجھے صرف یہی حدیث ملی ہے۔

اس کی تائید یہ حدیث آتی ہے:

۶۳۸ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں عورتیں نفاس (بچہ پیدا ہونے پر خون) شروع ہونے پر چالیس دن (یا فرمایا: چالیس راتیں) بیٹھتی تھیں اور ہم اپنے چہروں پر ورس گھاس مل لیا کرتی تھیں۔''

۶۳۹ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میری خالہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئیں اور عرض کی: مجھے ڈر رہتا ہے کہ دوزخ میں جاؤں گی کیونکہ میں سال دو سال تک نمازیں چھوڑے رہتی ہوں، پڑھ نہیں سکتی۔ انھوں نے کہا: تھوڑی دیر ٹھہرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیں چنانچہ آپ تشریف لے آئے چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یہ فاطمہ جو ایسی بات بتاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہہ دو کہ خون آنے کے دنوں میں ہر ماہ نماز چھوڑ دیا کریں پھر روزانہ ایک مرتبہ غسل کر لیا کریں، یوں ہر نماز پر پاک ہوں گی، اس دوران پاک ہوں اور گدی استعمال کریں، یہ خون ایک

بیماری ہوتی ہے، یا شیطانی حرکت ہوتی ہے یا پھر کوئی رگ ہوتی ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان لفظوں کے ساتھ نہیں لیا۔

اس حدیث کے ایک راوی عثمان بن سعد کاتب بصرہ کے رہنے والے اور پختہ ہیں جن کی روایت بہت ہی کم ہے اور اسے لیا گیا ہے۔

۶۲۰ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کو ان کے لیے نفاس کا وقت چالیس دن مقرر کیا گیا ہے۔"

یہ پیاری حدیث ہے اور اگر یہ سند ابوبلال سے محفوظ ہے تو مرسل اور صحیح ہے کیونکہ حسن نے عثمان بن ابوالعاص سے حدیث نہیں سنی۔

اس حدیث کی تائید اس جیسی حدیث سے ہوتی ہے:

۶۲۱ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "(نماز کے لیے) نفاس والی عورتیں چالیس راتوں تک انتظار کریں اور اگر اس سے پہلے اپنے آپ کو پاک ہو چکا دیکھیں تو پاک ہو گئیں اور اگر دن زیادہ ہو گئے تو یہ حیض کی بیماری والی جیسی شمار ہوں گی جو غسل کر کے نماز پڑھ لیا کریں اور اگر خون زیادہ آ رہا ہوں تو ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کریں۔"

اس میں عمرو بن حصین اور محمد بن علاثہ شیخین کی شرط پر پورے نہیں اترتے لیکن میں نے اس کی خوبصورت تائید ذکر کر دی ہے۔

۶۲۲ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب نفاس والی عورت پر سات دن گزر جائیں اور پھر پاک دن دیکھ لے تو نہا کر نماز پڑھے۔"

اس میں امام مسلم نے راوی بقیہ بن ولید کو دلیل بنایا ہے، رہے اسود بن ثعلبہ تو وہ شام کے رہنے والے اور مشہور ہیں۔

۶۲۳ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غنیمت آئی تو آپ نے حضرت ابوذر سے فرمایا: کہ اسے جنگل میں لے جاؤ چنانچہ میں ربذہ میں لے گیا، میں جنابت کی حالت میں ہوا تو پانچ چھ دنوں تک نماز سے رکا رہا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ نے چپ ہونے کے بعد فرمایا: اے ابوذر! تمہاری ماں مرے، پھر ایک لڑکی کو بلایا تو وہ پانی کا بڑا برتن لائی اور مجھے ایک کپڑے سے ڈھانپے رکھا، میں سواری کے پردے میں ہو گیا اور غسل کیا، لگتا تھا کہ میں نے پہاڑ جیسا بڑا بوجھ اتار دیا ہے جس پر آپ نے فرمایا: "پاکیزہ مٹی مسلمان کو وضو کا کام دیتی ہے خواہ دس سال تک برتتے اور جب تمہیں پانی مل جائے تو اسے اپنے جسم پر مل دو کہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ ہمیں حضرت عمرو بن بجدان کے لیے حضرت ابوقلابہ جرمی کے علاوہ کوئی

راوی نہیں ملتا جبکہ اس کتاب میں میں نے اس کی شرط لگائی ہے اور ثابت ہوا کہ ان دونوں حضرات نے اس جیسی حدیث اپنی کتاب میں کئی جگہ ذکر کی ہے۔

۶۲۴ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے غلام ابوقیس بتاتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص چھوٹے لشکر کے سپہ سالار تھے، انہیں ایسی سردی نے گھیرا کہ اس جیسی کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی، وہ صبح کی نماز پڑھنے نکلے اور بتایا: خدا کی قسم، آج مجھے احتلام ہو گیا ہے لیکن آج جیسی سردی میں نے کبھی نہیں دیکھی تو کیا تمھارے چہروں پر بھی اس جیسا اثر ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں چنانچہ انھوں نے جسم کی لوٹ دھوئی اور نماز کے لیے وضو کیا اور لشکر والوں کو نماز پڑھائی۔

یہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم نے عمرو اور ان کے ساتھیوں کا اپنے ساتھ برتاؤ کیسا دیکھا؟ انھوں نے انھیں سراہا اور عرض کی: یا رسول اللہ! انھوں نے ہمیں جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی تھی، آپ نے انھیں بلا کر پوچھا تو انھوں نے اس بارے میں بتایا اور پھر انہوں نے اس سردی کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی کہ اللہ نے فرمایا ہے:
لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (نساء، ۲۹) اگر میں نہالیتا تو مر جاتا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اس بات پر مسکرا دیئے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا لیکن میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت جریر بن حازم کی حدیث میں کمی دیکھتے ہیں جو یحییٰ بن ابی ایوب سے روایت ہے اور انھوں نے اسے یزید بن ابی حبیب سے لیا ہے جن کا ذکر اگلی حدیث میں ہے۔

۶۲۵ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل میں مجھے سخت سردی کی رات کو احتلام ہو گیا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر نہاؤں گا تو مر جاؤں گا جس پر میں نے تیمّم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی، انھوں نے اس کا ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں کیا تو آپ نے پوچھا: اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی ہے؟ جس پر میں نے آپ کو وہ وجہ بتائی جس کی بناء پر مجھے نہانے سے رکاوٹ ہوئی، پھر میں نے اللہ کا یہ فرمان پڑھا: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا. جس پر آپ مسکرانے لگے اور کوئی بات نہ کی۔

حضرت جریر بن حازم کی یہ حدیث حضرت عمرو بن حارث کی حدیث میں نقص پیدا نہیں کرتی جس میں انھوں نے ابوقیس کا ذکر کیا ہے کیونکہ مصر والے اہل بصرہ سے بڑھ کر حدیث کے واقف ہیں۔

۶۲۶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ایک شخص کو زخم لگا اور پھر اسے احتلام ہو گیا، اس نے غسل کیا تو مر گیا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی جس پر فرمایا: لوگوں نے اسے مار ڈالا ہے، اللہ انھیں برباد کرے، کیا تھکے ہوئے کی شفاء پوچھ لینا نہیں ہوتی۔''

اس میں بشر بن بکر پختہ اور محفوظ راوی ہیں، ان کی سند ملتی ہے اور یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے

اسے نہیں لیا۔

۶۴۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں زخم لگا اور پھر اسے احتلام ہو گیا جس پر اسے نہانے کا حکم دیا گیا، اس نے غسل کیا تو مر گیا، یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا: انھوں نے اسے مار ڈالا ہے اللہ انھیں برباد کرے: کیا تھکے ماندے کی شفاء اس میں نہیں کہ وہ کسی سے پوچھ لے؟"

ہمیں پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ "کاش وہ جسم پر پانی ڈال کر سر کو وہاں سے رہنے دیتا جہاں زخم لگا تھا۔"

اسے ھقل بن زیاد نے روایت کیا ہے اور وہ امام اوزاعی کے پختہ شاگرد ہیں اور حضرت عطاء سے حضرت اوزاعی کا سننا ثابت نہیں۔

۶۴۸ حضرت عطاء بن ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص کو زخم لگا اور اسی دوران وہ جُنبی ہو گیا، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور تھا، اس نے مسئلہ پوچھا تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے نہالیا اور مر گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا پتہ چلا تو فرمایا: اسے انھوں نے مار ڈالا، اللہ انھیں برباد کرے کیا تھکے ہوئے کو کسی سے پوچھ نہیں لینا چاہئے؟

حضرت عطاء کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ اس کے بعد اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا: "اگر وہ جسم دھو لیتا اور زخم والی جگہ چھوڑ دیتا تو یہی کافی تھا۔"

۶۴۹ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو شخص سفر پر روانہ ہوئے کہ راستے میں نماز کا وقت ہو گیا، پانی پاس نہ تھا چنانچہ انھوں نے پاکیزہ مٹی سے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر پانی ملنے پر ایک نے تو نماز اور وضو لوٹا لئے لیکن دوسرے نے نہیں، اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا جس پر آپ نے لوٹانے والے سے فرمایا کہ تم نے صحیح طریقہ پر عمل کیا ہے چنانچہ تمھاری نماز ہو گئی اور جس نے وضو کیا اور نماز لوٹائی تھی، اسے فرمایا: تمھیں دوہرا اجر ملے گا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت عبد اللہ بن نافع پختہ ہیں۔

۶۵۰ یہ سند حضرت لیث سے ملتی ہے لیکن دوسروں نے اسے چھوڑ دیا ہے:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کی ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۵۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیمّم کے لیے (زمین وغیرہ پر) دو مرتبہ ہاتھ مارنا ہوتا ہے، ایک مرتبہ چہرہ کے لیے اور دوسری مرتبہ ہاتھوں سے کہنیوں تک پھیرنے کے لیے۔"

شیخین کا اتفاق حضرت حکم کی حدیث پر ہے جسے انھوں نے حضرت ذر سے، انھوں نے حضرت سعید بن عبد الرحمن بن ابزیٰ، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے تیمّم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لیا لیکن اسے ذکر نہیں کیا، میں نے علی بن ظبیان

کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے اسے حضرت عبیداللہ سے لیا ہو اور وہ سچے ہیں جبکہ حضرت یحییٰ بن سعید اور ھشیم بن بشیر وغیرہ نے اسے موقوف کیا ہے جبکہ حضرت مالک بن انس نے موطا سے اسے ان الفاظ کے بغیر حضرت نافع سے لیا ہے ہاں سچے راوی کی سند میں میری شرط وہ حدیث ہے جسے کوئی اور وقف کرے۔

۶۵۲ حضرت سالم کے والد بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیمم کیا، ہم نے پاکیزہ مٹی پر ہاتھ مارے، انھیں جھاڑا اور اپنے چہروں پر ملا، پھر دوسری مرتبہ مارا اور ہاتھوں کو جھاڑ کر کہنیوں سے ہتھیلی کے اندر باہر تک ملا جہاں بال اگتے ہیں۔"

یہ حدیث واضح ہے، میں نے اسے دلیل کے لیے پیش کیا ہے کیونکہ راوی سلیمان بن ارقم اس کتاب میں شرط شمار نہیں ہوتے چنانچہ ہم نے اس قسم کی حدیث کو نکالنے کے لیے شواھد میں شرط لگائی ہے۔

۶۵۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تیمم کے لیے دو ضربیں لگانا ہوتی ہیں، ایک تو چہرے کے لیے اور دوسری ہاتھوں کے لیے لیکن کہنیوں تک۔"

شیخین نے سلیمان بن ابی داؤد کو بھی نہیں لیا تاہم ہم نے اسے تائیدوں میں ذکر کیا ہے۔

۶۵۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بتایا کہ میری حالت جنابت والی ہے چنانچہ میں مٹی میں لیٹا ہوں۔ فرمایا: یوں ضرب لگاؤ چنانچہ آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھر چہرے پر ملے اور دوبارہ مار کر انھیں کہنیوں تک مل دیا۔"

۶۵۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ تیمم فرمایا جسے "مربد الغنم" کہتے تھے، آپ وہاں سے مدینہ کو دیکھ رہے تھے۔"

یہ حدیث صحیح ہے جسے صرف عمرو بن محمد بن ابی رزین نے روایت کیا ہے اور وہ سچے ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ نے اسے حضرت نافع کے ذریعے حضرت ابن عمر پر آ روکا ہے۔

۶۵۷ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مدینہ سے ایک یا دو میل کے فاصلے پر تیمم کیا تھا اور پھر عصر کی نماز پڑھی، وہاں سے واپس تشریف لائے تو سورج ابھی اونچا تھا، آپ نے اسے دوبارہ نہیں پڑھا۔"

۶۵۸ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن شام سے مدینہ منورہ کو چلا اور اگلے جمعہ کو مدینہ پہنچا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو انھوں نے پوچھا کہ تم نے موزے پاؤں میں کس وقت پہنے تھے؟ میں نے بتایا کہ جمعہ کے دن، پھر پوچھا: کیا انھیں اتارا تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے کہا: تم نے اصل طریقہ پر عمل کیا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۶۵۹ حضرت مفضل بن فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یزید بن ابی حبیب سے موزوں پر مسح کے بارے میں

پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ وہ ایک سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔ حضرت عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے ان گاڑھے موزوں میں سے موزے پہنے ہوئے تھے جس پر حضرت عمر نے کہا: انھیں تم نے کب پہنا تھا؟ میں نے کہا کہ جمعہ کے دن پہنے تھے اور آج پھر جمعہ آ گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ تم نے سنت طریقے پر عمل کیا ہے۔

(۶۶۰) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما موزوں پر مسح کا وقت مقرر نہ کرتے تھے۔''

یہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنھوں نے اسے صحیح سند سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی سنا تھا، وہ سارے راوی پختہ ہیں مگر یہ ایک مرتبہ شاذ ملتی ہے۔

(۶۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کر کے دونوں موزے پہن لے اور اُن سے نماز پڑھے پھر ان پر مسح کرے اور پھر انھیں چاہے تو جنابت کے علاوہ نہ اتارے۔''

یہ سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور راوی عبدالغفار بن داؤد پختہ ہیں البتہ یہ حدیث اہل بصرہ کے مطابق حماد سے روایت نہیں ہے۔

(۶۶۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم اترنے کے بعد کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا جبکہ دونوں حضرات حضرت اعمش کی حدیث لینے پر اتفاق رکھتے ہیں جسے انھوں نے حضرت ابووائل سے اور انھوں نے حضرت حذیفہ سے لیا ہے، فرماتے ہیں: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔''

(۶۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اسلام لانے کے بعد میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔''

(۶۶۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''یہ ظلم ہے کہ تم کھڑے ہو کر پیشاب کرو۔''

(۶۶۵) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق بہانہ بیان کیا گیا ہے:
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زخم کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا جو آپ کے جوڑ پر لگا تھا۔''

یہ حدیث صحیح ہے جسے حضرت حماد بن غسان نے روایت کیا ہے اور اس کے سارے راوی پختہ ہیں۔

(۶۶۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلّی کی اور ایک ہی ہاتھ سے ناک صاف کیا، ایسا تین مرتبہ کیا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ میں نہیں لیا۔

ہمیں حضرت ابوالعباس محمد بن یعقوب نے حضرت ربیع سے اور انھوں نے حضرت امام شافعیؒ سے روایت کی کہ امام شافعی نے فرمایا تھا: اگر دونوں چیزوں کو ایک ہتھیلی سے اکٹھا کرے تو یہ جائز ہے اور اگر دونوں کو الگ الگ کرے تو یہ ہمیں بہت پسند ہے۔

انگلیوں میں خلال کرنا

۶۶۷ حضرت لقیط بن صبر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب وضو کرنا ہو تو انگلیوں میں انگلیاں پھیرا کرو۔''

یہ وہ حدیث ہے کہ شیخین نے اس کے اکثر راویوں کو لیا ہے اور اس کے باوجود اسے ذکر نہیں کیا کیونکہ حضرت عاصم، اپنے والد سے روایت کرنے والے اکیلے راوی ہیں۔ ہم اس بارے میں پہلے بتا چکے ہیں۔

۶۶۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم وضو کرو تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں انگلیاں پھیرا کرو۔

اس حدیث کے راوی حضرت صالح میرے خیال میں تو اُمہ کے غلام ہیں اور اگر یونہی ہے تو پھر یہ کتاب کی شرط میں نہیں آتے تاہم میں نے اسے تائید کے لیے بیان کیا ہے۔

۶۶۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے گھر میں آتے لیکن قریبی گھروں میں نہ آتے جس سے انہیں پریشانی تھی چنانچہ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ فلاں شخص کے گھر میں تو تشریف لاتے ہیں لیکن ہمارے گھر میں نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تمھارے گھر میں کتا ہے، اس پر انھوں نے بتایا کہ ان کے گھر میں بلاّ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بلا ایک درندہ ہے۔''

۶۷۰ حضرت وکیع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے ایسی ہی حدیث دی ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ حضرت عیسےٰ بن مسیّب راوی صرف تنہا ہی ابوزرعہ سے روایت کرتے ہیں البتہ وہ سچے ہیں اور ان پر کوئی الزام نہیں۔

۶۷۱ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، وہ قضائے حاجت (پاخانہ وغیرہ) کے لیے گئے تو ہم نے ان سے کہا: وضو کرلو تاکہ ہم تم سے قرآن کی آیت کے بارے میں پوچھ سکیں۔ انھوں نے کہا: تم پوچھو، میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا چنانچہ انھوں نے ہمارے سامنے وہ کچھ پڑھا جو ہم چاہتے تھے جبکہ ان کے اور ہمارے درمیان پانی نہ تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے درج نہیں کیا کیونکہ یہ موقوف ہے، اسے پختہ لوگوں کی ایک

جماعت نے بھی روایت کیا ہے، راوی اعمش ہیں جنھوں نے اسے حضرت ابراہیم سے، انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے اور انھوں نے سلمان سے سنا۔

۶۶۲ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے حضرت سلمان سے روایت کی اور وہ ایسی ہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

زیادہ تر عذاب پیشاب کی وجہ سے

۶۶۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''زیادہ تر عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، میرے نزدیک اس میں خامی نہیں لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۶۶۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع روایت بتاتے ہیں کہ ''عام طور پر عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

۶۶۵ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی نماز کے دوران بے وضو ہو جائے تو ناک پکڑے اور واپس چلا جائے۔''

حضرت عمر بن علی مقدمی اور محمد بن بشر عبدی وغیرہ حضرت ہشام بن عروہ سے روایت لیتے ہوئے ان کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۶۶۶ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے دوران بے وضو ہو جائے تو ناک پکڑ کر کسی طرف چلا جائے اور پھر سے وضو کرے۔''

میں نے حضرت علی بن عمر دارقطنی حافظ سے سنا، وہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر شافعی میرفی سے سنا، فرماتے تھے کہ مسلمان اماموں میں سے جس نے بھی کسی کام میں حیلے بہانے کے بارے میں فتویٰ دیا ہے تو یہی حدیث سامنے رکھی ہے۔

۶۶۷ حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، آپ کے ہاتھ میں چمڑے کی ڈھال (یا فرمایا کہ ڈھال جیسی چیز) تھی، آپ نے اس کے ذریعے پردہ کیا اور بیٹھ کر پیشاب کیا، میں نے ساتھی سے کہا: تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے پیشاب کر رہے ہیں جیسے کوئی عورت کرتی ہے؟ پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم جانتے نہیں کہ بنواسرائیل کو کیا سزا ہوئی تھی؟ جب ان میں سے کسی کو کچھ پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹا کرتا، انھوں نے روک دیا کیونکہ ایسے شخص کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔''

۶۶۸ حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کر کے پیشاب کیا جس پر صحابہ نے کہا کہ آپ یوں (پردہ کر کے) پیشاب کر رہے ہیں جیسے عورت کیا کرتی ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنواسرائیل کے کسی شخص کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اس جگہ کو قینچی سے کاٹا کرتا چنانچہ انھیں روکا کہ یوں ایسے شخص کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے کیونکہ شیخین کی شرط ہے کہ حدیث نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہو۔ حضرت زید بن وھب وہ اکیلے راوی ہیں جنھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ سے روایت کی ہے تاہم شیخین نے ان الفاظ میں یہ حدیث نہیں لی۔

۶۷۹ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''قرآنِ کریم نازل ہو جانے کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں فرمایا۔''

۶۸۰ حضرت شریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب سے قرآنِ کریم اتر آیا تو رسول اکرم ﷺ نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا۔ میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انھوں نے مل کر حضرت منصور کی حدیث لے لی جسے انھوں نے حضرت ابووائل سے اور انھوں نے حضرت حذیفہ سے سنا تھا کہ: رسولِ اکرم ﷺ کوڑا کرکٹ کے کسی ڈھیر پر تشریف لائے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔'' تو اس حدیث کو اس کے خلاف دیکھا لہٰذا اسے چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث کی تائید مکی محدثین کی حدیث سے ہوتی ہے:

۶۸۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: ''میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو۔'' وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر پیشاب کبھی نہ کیا۔

۶۸۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے روایت میں بھی اس سے روکا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم حمام میں کبھی بھی پیشاب نہ کیا کرو کیونکہ عام طور پر وسواس اسی سے پیدا ہوتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم انھوں نے اسے نہیں لیا۔

شیخین کی شرطوں پر اس حدیث کی تائید ہوتی ہے:

۶۸۳ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: ''غسل خانے میں پیشاب کرنے سے روکا گیا (یا فرمایا کہ جھڑکا گیا) ہے۔''

۶۸۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لاعنین سے بچو'' صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! فرمایا: جو لوگوں کے راستے اور ان کے سائے کی جگہ پر پاخانہ کرتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انھوں نے حضرت قتیبہ سے لیا ہے۔

۶۸۵ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ ہمیں ہر شے کے بارے میں فتویٰ دیا کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ آپ ہمیں پاخانہ وغیرہ کے بارے میں بھی بتا دیں گے، اس پر انھوں نے کہا: میں ہر

چیز رسول اللہ ﷺ سے سنتا ہوں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمانوں کے جاری اور آباد راستے میں پاخانہ کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی طرف سے لعنت ہوتی ہے۔''

اس حدیث کے ایک راوی محمد بن عمرو انصاری کی حدیث بصری علماء میں لی جاتی ہے، یہ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

سوتے وقت چراغ وغیرہ بجھانے کا حکم

(٦٨٦) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص سوراخ میں پیشاب نہ کیا کرے، سونے کا ارادہ ہو تو چراغ بجھا دو کیونکہ چوہا اس کے فتیلہ کو لے کر گھر والوں کو ساڑ دیا کرتا ہے، مشکیزے باندھ دیا کرو، پانی ڈھانپ دیا کرو اور دروازے بند کر دیا کرو۔''

اس پر حضرت قتادہ سے پوچھا گیا کہ سوراخ میں پیشاب کرنا کیوں ناپسند ہے؟ انھوں نے کہا: اس لئے کہ ان میں جن رہتے ہیں۔

(٦٨٧) حضرت محمد بن اسحاق بن خزیمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں سوراخوں میں پیشاب کرنے سے اس لیے روکا کرتا ہوں کیونکہ حضرت عبداللہ بن سرجس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم میں سے کوئی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔''

اس بارے میں حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ سوراخ جنوں کے رہنے کی جگہ ہوتے ہیں۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ دونوں نے اس کے راوی لئے ہوئے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی وہمی شخص یہ وہم کرے کہ حضرت قتادہ نے عبداللہ بن سرجس سے اپنا سماع ذکر نہیں کیا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ قتادہ سے صحابہ کی ایک جماعت سے سماع کیا ہے جن سے عاصم بن احول نے نہیں کیا جبکہ امام مسلم نے حضرت عاصم کی اس حدیث کو لیا ہے جو انھوں نے عبداللہ بن سرجس سے لی ہے اور وہ بصرہ ہی کے رہنے والے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بیت الخلاء میں جانے کی دعاء

(٦٨٨) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ بیت الخلاء موجود ہوتے ہیں لہٰذا جب کوئی بیت الخلاء میں جایا کرے تو یوں کہا کرے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجْسِ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

''میں گندگی پلیدی کے بارے میں مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

حضرت امام مسلم نے حضرت نصر بن حارث کی روایت کی ہوئی قتادہ کی حدیث کو لیا ہے جو انھوں نے حضرت زید بن ارقم سے لی ہے جبکہ امام بخاری نے حضرت عمرو بن مرزوق راوی کو لیا ہے۔ یہ حدیث حضرت قتادہ پر اختلاف میں پڑی ہے، اسے

سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انھوں نے قاسم بن عوف شیبانی سے اور انھوں نے حضرت زید بن ارقم سے لیا ہے۔

٦٨٩ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بیت الخلاء گھروں میں ہوتے ہیں لہٰذا جو ان میں جائے تو یوں کہا کرے:

اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

''میں گندی اور پلید چیزوں سے تیری (اے رب) پناہ مانگتا ہوں۔''

یہ دونوں سندیں امام بخاری کی شرط کے مطابق ہیں لہٰذا انھوں نے انھیں ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا بلکہ دونوں حضرت انس سے روایت کی گئی حضرت عبدالعزیز بن صہیب کی حدیث پر اتفاق کرتے ہیں جس میں صرف پناہ لینے کا ذکر ہے۔

٦٩٠ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے وقت انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔

٦٩١ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہن رکھی تھی جس پر یہ الفاظ نقش تھے:

محمّد رسول اللّٰه.

چنانچہ آپ بیت الخلاء میں جاتے وقت اسے اتار دیا کرتے تھے۔''

٦٩٢ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ کون سی پاکیزگی ہے جس کی وجہ سے اللہ نے تم لوگوں کو سراہا ہے؟ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم میں سے ہر مرد یا عورت بیت الخلاء سے نکلتے وقت شرمگاہ دھو کر نکلا کرتا ہے، اس پر آپ نے فرمایا: بس یہی وجہ ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور حضرت سلمہ بن فضل نے یونہی اسے حضرت محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے جبکہ ابوایوب کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

٦٩٣ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ نے یوں فرمایا ہے:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ○

آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ پانی سے استنجاء کرتے ہیں اور پوری رات نہیں سویا کرتے۔''

شیخین کی شرطوں پر پوری اترنے والی یہ وہ آخری حدیث ہے جو ہم تک پہنچی اور جسے انھوں نے نہیں لیا۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ

نماز کے اوقات

۶۹۴ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: نماز کے اول وقت میں اسے پڑھنا۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا کہ اور کون سا عمل ہے؟ فرمایا: والدین سے نیکی کرنا۔''

یہ حدیث ان لفظوں کے ساتھ حضرت محمد بن بشار سے روایت کی گئی ہے جنھوں نے اسے حضرت عثمان بن عمر سے لیا ہے۔ حضرت بندار، حدیث کے پختہ اور مضبوط حفاظ میں شمار ہوتے ہیں۔

۶۹۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ انھوں نے کہا کہ ابتدائی وقت میں نماز پڑھنا۔''

چنانچہ حدیث کے یہ الفاظ دو پختہ حضرات سے صحیح ثابت ہو گئے ہیں جو بندار بن بشار اور حسن بن مکرم ہیں اور یہ دونوں حضرت عثمان بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔ اس سلسلے میں حدیث کی کئی تائیدیں ملتی ہیں۔ ایک تائید یہ ہے:

۶۹۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ابتدائی وقت میں نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، میں نے پوچھا کہ اس کے علاوہ کون سا ہے؟ تو فرمایا: والدین سے بہترین سلوک کرنا؟ (راوی کہتے ہیں) اگر میں کچھ اور پوچھتا تو آپ وہ بھی بتا دیتے۔

اس حدیث کو بہت سے راویوں نے حضرت شعبہ سے روایت کیا ہے لیکن حجاج بن شاعر کے علاوہ یہ الفاظ کسی نے نہیں لئے، انھوں نے اسے علی بن حفص سے لیا ہے، ایک راوی حجاج، حافظ الحدیث اور پختہ، میں جبکہ امام مسلم نے حضرت علی بن حفص مدائنی کو راوی لیا ہوا ہے۔

ایک تائید یہ ہے:

۶۹۷ حضرت ابوعمرو شیبانی رضی اللہ عنہ کے مطابق "ایک صحابی بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہوتا ہے؟ فرمایا: "ابتدائی وقت میں نماز پڑھنا۔"

ایک صحابی سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ سارے راوی ابوعمرو شیبانی پر اتفاق کرتے ہیں۔

۶۹۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ ابتدائی وقت میں نماز پڑھ لی جائے۔"

حدیث کے راوی یعقوب بن ولید اہل مدینہ کے محدث تھے، یہ بغداد میں رہتے تھے اور یہ اس کتاب کی شرط پر پورے نہیں اترتے ہاں حضرت عبیداللہ کی طرف سے تائید بن جاتے ہیں۔

۶۹۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ابتدائی وقت میں نماز پڑھنا۔"

ایک تائید یہ ہے:

۷۰۰ حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا (پہلے مہاجرین میں سے تھیں اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی) کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا: "اول وقت میں نماز پڑھنا۔"

یہ حدیث صحیح ہے جسے حضرت لیث بن سعد، حضرت معتمر بن سلیمان، حضرت قزعہ بن سوید اور حضرت محمد بن بشر عبدی نے حضرت عبیداللہ بن عمر سے روایت کیا اور انھوں نے حضرت قاسم بن غنام سے۔

۷۰۱ (رہی حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبیداللہ بن عمر سے، وہ قاسم بن غنام انصاری سے، وہ اپنی دادی ام ابیہ دنیا سے روایت کرتے ہیں وہ اپنی دادی (نانی) امِ فروہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث سنی تھی۔

میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب سے، انھوں نے حضرت عباس بن محمد دوری سے، انھوں نے حضرت یحییٰ بن معین سے سنی جنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے حضرت قاسم بن غنام انصاری سے سنی لیکن حضرت عبداللہ سے ان کے بھائی حضرت عبیداللہ بن عمر نے روایت نہیں کی۔

۷۰۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری دم تک کوئی نماز نماز کے آخری وقت میں نہ پڑھی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے۔

۷۰۳ اس حدیث میں حضرت لیث کی بھی سند ہے) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

آخری دم تک نماز کے آخری وقت میں دو نمازیں بھی نہ پڑھی تھیں۔"

(حضرت واقدی کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور یہ کتاب کی شرط نہیں ہے)

۷۰۴- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے عمر بھر نماز کے آخری وقت میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔"

۷۰۵- حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ایک جنگ ہمارے پاس آئے، ان دنوں حضرت عقبہ بن عامر مصر کے گورنر تھے، انھوں نے نماز میں دیر کر دی جس پر حضرت ابوایوب نے فرمایا: اے عقبہ! یہ کیسی نماز ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم مصروف تھے۔ اس پر فرمایا: اللہ کی قسم! لوگ یہ سمجھیں گے کہ آپ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یونہی کرتے دیکھا ہوگا حالانکہ میں نے آپ سے سنا تھا، فرمایا: "میری اُمت اس وقت تک بھلی چنگی (یا فرمایا کہ درست طریقے پر) رہے گی جب تک وہ ستارے دکھائی دینے تک مغرب کی نماز پڑھنے میں دیر نہ کریں گے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

صحیح سند سے اس کی تائید ہوتی ہے:

۷۰۶- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری اُمت کا ہر معاملہ فطرت یعنی درست طور پر چلتا رہے گا جب تک وہ ستارے نکلنے تک مغرب کی نماز میں دیر شروع نہ کریں گے۔"

۷۰۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فجر دو طرح کی ہوتی ہے، ایک وہ جس میں (سحری کا) کھانا حرام کر دیا گیا ہے اور نماز ضروری ہے جبکہ دوسری وہ ہے جس میں نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا لیکن کھانا پینا حلال ہے۔"

یہ حدیث راویوں کے انصاف پسند ہونے کے لحاظ سے شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا جس کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ یہ عبداللہ ولید کی طرف سے حضرت ثوری رضی اللہ عنہ پر رک جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۰۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فجر دو طرح کی ہوتی ہے، رہی وہ فجر جو شیر (یا بھیڑیئے) کی دم کی طرح (لمبی) ہوتی ہے تو اس میں نماز جائز نہیں ہوتی لیکن اس میں کھانا پینا حرام نہیں ہوتا اور وہ جو آسمانی کنارے پر پھیلی ہوتی ہے تو اس میں نماز صحیح ہوتی ہے جبکہ اس میں کھانا پینا حرام ہوتا ہے۔"

۷۰۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمھیں وہ کام نہ بتادوں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا اور اس کی نیکیاں بڑھاتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! بتا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: مشکل وقت میں وضو کرنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار رکھنا چنانچہ تم میں سے جو بھی شخص گھر سے نکل کر امام کے ساتھ نماز پڑھے اور پھر وہیں بیٹھے اگلی نماز کی انتظار کرتا رہے تو فرشتے یوں دعا کرتے ہیں: "اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا البتہ یہ حدیث حضرت ثوری کی حدیث میں "غریب"

کھلاتی ہے کیونکہ میں نے حضرت ابوعلی حافظ کوفرماتے سنا ہے کہ امام ثوری سے اسے صرف ابوعاصم نبیل نے روایت کیا ہے۔

۷۱۰ حضرت زیاد بن عبدالرحمن نخعی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم مسجد اعظم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے، کوفہ ان دنوں جھونپڑیوں کی شکل میں تھا، اسی دوران ان کے پاس مؤذن آ گیا اور عرض کی کہ اے امیر المومنین! عصر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا، اس نے دوبارہ عرض کی تو آپ نے وہی کچھ کہا، پھر فرمایا: یہ کتا ہمیں سنت بتا رہا ہے۔ اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور پھر اسی مقام پر چلے آئے جہاں بیٹھے ہوئے تھے، اب ہم زانو کے بل بیٹھے تھے اور ہمارے دیکھتے دیکھتے سورج غروب ہونے لگا۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس کے راویوں کو معتبر جاننے کے باوجود انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۷۱۱ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عصر کی نماز پڑھتے پھر اونٹ ذبح کر کے اس کے دس حصے کر کے اسے پکا لیتے چنانچہ گلا ہوا گوشت کھاتے جبکہ سورج ابھی تک غروب نہیں ہوا ہوتا تھا۔"

حضرت امام بخاری و مسلم نے امام اوزاعی کی حدیث لینے پر اتفاق کیا ہے جسے انھوں نے نجاشی سے اور انھوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے لیا ہے۔ کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مغرب کی نماز پڑھا کرتے اور واپس ہوتے تو ہم میں سے جو چاہتا، تیر گرنے کی جگہ کو (مثلاً) دیکھ سکتا تھا۔"

اس حدیث کی تصدیق کے لیے دو صحیح حدیثیں موجود ہیں جو جلد نماز پڑھ لینے کے بارے میں بتاتی ہیں لیکن پھر بھی شیخین نے اسے نہیں لیا اور وہ یہ ہیں:

دونوں میں سے پہلی تصدیق یہ ہے:

۷۱۲ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج سفید اور اونچا ہوتا تھا، آدمی نماز پڑھ کر ذوالحلیفہ تک پہنچ جاتا (یہ چھ میل کے فاصلے پر تھا) حالانکہ سورج ابھی تک غروب نہ ہوا ہوتا تھا۔"

شیخین حضرت بشیر بن ابومسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو لیتے ہیں جو زہری کی حدیث کے آخر میں حضرت عروہ سے روایت ہے تاہم اس کے الفاظ یہ نہیں۔

دوسری تصدیق یہ حدیث ہے:

۷۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھاتے ہوئے دو مرتبہ امامت کی چنانچہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ڈھلا تھا اور سورج کا یہ سایہ جوتے کے تسمے جتنا تھا (بالکل معمولی سا تھا) پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج کا سایہ اسی جتنا تھا، مغرب کی اس وقت پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء کی پڑھائی تو آسمان کی سرخی غائب ہو چکی تھی، پھر صبح کی اس وقت پڑھائی جب روزے دار کے لیے

کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور پھر اگلے دن ظہر کی اس وقت پڑھائی جب ہر شے کا سایہ اسی شے جتنا تھا جیسے گزشتہ عصر کے موقع پر تھا، عصر کی اس وقت پڑھائی جب ہر شے کا سایہ دوگنا ہو چکا تھا، پھر مغرب کی اس وقت پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، پھر عشاء کی اس وقت پڑھائی جب رات کا ابتدائی تیسرا حصہ ختم ہو رہا تھا، اور پھر فجر کی اس وقت پڑھائی جب روشنی ہو چکی تھی۔

اس کے بعد جبریل نے عرض کی کہ اے محمد! یہ وقت ان انبیاء کے مطابق ہے جو آپ سے پہلے ہو چکے چنانچہ نماز کا پورا وقت (بتائے ہوئے) دونوں وقتوں کے اندر رہنا ہوتا ہے۔"

رہی حضرت عبدالعزیز بن محمد کی حدیث تو وہ یہ ہے:

۷۱۴ حضرت عبدالعزیز بن محمد، حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ابو ربیعہ سے، وہ حکیم بن حکیم، وہ نافع بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت لیتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور پھر ایسی ہی حدیث ذکر کی۔

۷۱۵ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے وقتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے آگے پیچھے کر کے بتائے اور فرمایا کہ ان کے درمیان میں وقت ہوتا ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا اور یہ عبید اللہ راوی وہی ہیں جو ابن عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر عذری کہلاتے ہیں۔

۷۱۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس آئے تو انھوں نے مغرب کے علاوہ دو دو وقتوں میں نماز پڑھائی چنانچہ فرمایا: وہ میرے پاس آئے تو انھوں نے سورج غروب ہونے کے وقت پڑھائی اور اگلے دن آ کر پڑھائی تو بھی وہی وقت تھا، اس میں تبدیلی نہ کی۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ وہ محمد بن عباد بن جعفر سے حدیث نہیں لیتے اور میں تو دو دلیلیں پیش کر چکا ہوں بلکہ امام مسلم کی شرط پر ایک اور صحیح روایت پیش ہے۔

۷۱۷ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ جبریل آئے ہیں اور تمھیں تمھارا دین سکھائیں گے چنانچہ انہوں نے نمازوں کے وقت بتائے اور پھر بتایا کہ انھوں نے سورج غروب ہونے پر مغرب کی نماز پڑھی اور پھر جب وہ اگلے دن آئے تو عین اسی وقت مغرب پڑھی۔

۷۱۸ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "میں عشاء کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت پڑھتے تھے جب چاند تیسرے دن کے لیے ڈوبتا تھا۔"

اس حدیث کی پیروی حضرت رقبہ بن معقلہ نے ابی بشر کی روایت پر کی ہے اور اسی طرح حضرت رقبہ اور ھشیم نے اس حدیث کی ابو بشر سے روایت پر کیا ہے جنھوں نے اسے حبیب بن سالم سے لیا ہے۔ یہ سند صحیح ہے لیکن حضرت شعبہ اور ابو عوانہ

نے ان دونوں حضرات کی مخالفت کی ہے چنانچہ وہ یوں روایت کرتے ہیں: ابو بشر سے، انھوں نے بشر بن ثابت سے اور انھوں نے حبیب بن سالم سے روایت کی۔

رہی شعبہ کی حدیث تو وہ یوں ہے۔

۷۱۹- حضرت شعبہ، ابو بشر سے، وہ بشر بن ثابت سے، وہ حبیب بن سالم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں عشاء کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ واقف ہوں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اس وقت پڑھتے جب چاند تیسری یا چوتھی تاریخ کو ڈوبتا تھا'' اس میں حضرت شعبہ کو شک رہا۔

رہی حضرت ابوعوانہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۷۲۰- حضرت ابوعوانہ نے حضرت ابو بشر سے، انھوں نے بشر بن ثابت سے اور انھوں نے حبیب بن سالم سے روایت کی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں عشاء کی نماز کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں، آپ اسے اس وقت پڑھتے تھے جب تیسری رات کا چاند ڈوبتا تھا۔

۷۲۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ظہر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھتا تھا تو مٹھی بھر کنکر ہاتھ میں لیتا کہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں، پھر انھیں ماتھے کے نیچے رکھتا تا کہ سجدہ کر سکوں کیونکہ سخت گرمی کے دن تھے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۷۲۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں منافق کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ عصر کی نماز اتنی دیر سے پڑھتا ہے جب سورج گائے کی دستی جتنا رہ جاتا ہے۔''

امام مسلم نے حضرت علاء بن عبدالرحمٰن کی حدیث لی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ منافق کی نماز ہوتی ہے، وہ سورج کے زرد ہونے تک بیٹھا رہتا ہے۔

۷۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے زیادہ دور حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کا اور ان کی بیوی قباء میں تھی، دوسرا گھر حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ کا تھا جن کا ٹھکانہ بنوحارثہ میں تھا، یہ دونوں حضرات عصر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھتے اور پھر اپنی قوم کے پاس آجاتے حالانکہ انھوں نے ابھی تک نہ پڑھی ہوتی تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جلد پڑھ لیتے تھے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۷۲۴- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سورج ڈھلنے پر حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد! اٹھئے اور ظہر کی نماز پڑھئے، آپ نے سورج ڈھلنے پر ظہر پڑھی اور پھر اتنی دیر تک ٹھہرے

رہے کہ آدمی کا سایہ عصر کے لیے اس جتنا ہو گیا، جبریل آئے اور عرض کی: اے محمد! عصر کی نماز پڑھیے، آپ اٹھے اور عصر پڑھی، پھر سورج غروب ہونے تک ٹھہرے رہے، جبریل حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مغرب کی نماز پڑھیے، آپ اٹھے اور مغرب کی نماز پڑھی، اسے اس وقت پڑھا جب سورج مکمل طور پر ڈوب گیا، پھر رکے رہے اور اس دوران آسمان کی سرخی ختم ہو گئی، اتنے میں جبریل آئے اور عرض کی کہ اٹھئے اور نماز پڑھیے، آپ نے اُٹھ کر پڑھ لی، اس کے بعد وہ اس وقت آئے جب صبح ہو چکی چنانچہ عرض کی: اے محمد! اٹھئے اور نماز پڑھیے۔ آپ نے اٹھ کر پڑھ لی۔

پھر اگلے دن اس وقت آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس جتنا ہو چکا تھا چنانچہ عرض کی اے محمد! اٹھئے اور ظہر کی نماز پڑھیے، آپ اٹھے اور ظہر کی نماز پڑھی، پھر اس وقت حاضری دی جب آدمی کا سایہ اس سے دوگناہ ہو چکا تھا، عرض کی اے محمد! اٹھئے اور عصر کی نماز پڑھیے، آپ نے اٹھ کر پڑھ لی، پھر مغرب کی نماز کے لیے اس وقت حاضر ہوئے جب سورج ڈوب چکا تھا، یہ پہلے دن والا وقت تھا، اس میں فرق نہ تھا چنانچہ عرض کی کہ اٹھئے اور مغرب پڑھیے، آپ نے مغرب پڑھی، اس کے بعد عشاء کے وقت آئے، یہ وہ وقت تھا جب رات کا ابتدائی تیسرا حصہ گزر چکا تھا، عرض کی: اٹھئے اور نماز پڑھیے، آپ نے عشاء کی نماز پڑھ لی، اس کے بعد صبح کو اس وقت حاضر ہوئے جب روشنی ہو چکی تھی، عرض کی: اٹھئے اور صبح کی نماز پڑھیے اور پھر اس کے بعد عرض کی کہ نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کا درمیانی وقت ہے۔" (جب ہو سکے پڑھیے)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت سے زیادہ صحیح اور مشہور ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ حضرت حسین بن علی اصغر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں خامی ہے حالانکہ ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوالموال وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۷۲۵ حضرت ابومحمد حسین بن ابی محمد بن یحییٰ اعقیلی نے ہمیں بتایا، وہ کہتے ہیں: میرے والد نے میرے دادا سے سن کر بتایا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے موسیٰ بن عبداللہ بن حسن نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد کے علاوہ گھر کے کئی لوگوں نے بتایا کہ حضرت حسین بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم اپنے والد حضرت علی بن حسین کے ساتھ عبادت گزاری میں سب سے بڑھ کر ملتے جلتے تھے۔

امام حاکم کہتے ہیں کہ اس حدیث جیسی دو حدیثیں ملتی ہیں جس کے الفاظ یونہی ہیں اور وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہیں۔

ایسی پہلی حدیث یہ ہے:

۷۲۶ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کو نماز کا طریقہ بتانے آئے تھے۔"

چنانچہ انھوں نے متن بالکل ایسے ہی ذکر کیا ہے جیسے حضرت وھب بن کیسان کی حدیث کا ہے۔

ایسی ہی دوسری حدیث یہ ہے:

۷۲۷ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ ''حضرت جبریل علیہ السلام مکہ میں دومرتبہ میرے امام بنے۔''
چنانچہ یونہی حدیث ذکر کی۔

یہ عبدالکریم بلاشک وشبہ ابن ابی المخارق ہیں۔ میں نے انھیں صرف دلیل کے لیے لیا ہے۔

۷۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مغرب کی نماز چھوڑ کر انھیں ساری نمازیں دو دو وقتوں میں پڑھائیں۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے۔

۷۲۹ اس حدیث پر ایک دلیل حضرت سفیان ثوری اور حضرت عبدالعزیز بن محمد دراوردی سے ملتی جسے انھوں نے عبدالرحمٰن بن حارث سے لیا ہے، یہ حدیث لمبی ہے البتہ حضرت سلیمان بن بلال نے حدیث کا فائدہ مختصر الفاظ میں ان لفظوں کے ساتھ بتایا ہے: رہے عبدالرحمٰن بن حارث تو وہ ابن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی ہیں جو بزرگ قریشیوں میں شمار ہوتے ہیں اور روایت کرنے میں قبول ہوچکے ہیں پھر حکیم بن حکیم، ابن عباد بن حنیف انصاری ہیں اور یہ دونوں مدنی ہیں۔

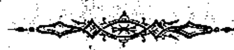
۷۳۰ حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سات سال کی عمر میں اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نماز پر انھیں مارو اور انھیں الگ بستروں پر لٹاؤ۔''

۷۳۱ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اندازاً تین قدم ہوتی تھی اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتی تھی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انھوں نے گرمی کے موسم کے لیے ابو مالک اشجعی کو لیا ہے اور پھر کثیر بن مدرک کو لیا ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۷۳۲ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کچھ چیزیں سکھائیں چنانچہ ان میں سے ایک یہ تھی کہ: ''اپنی نمازیں پابندی سے پڑھو۔'' میں نے عرض کی: یہ وہ وقت ہے کہ جس میں مجھے کام کرنا ہوتا ہے لہٰذا مجھے کوئی ایسا بھرپور کام بتایئے کہ اسے کرلوں تو مجھے کافی ہو۔ اس پر فرمایا: عصران کی پابندی کرو۔ یہ لفظ (عصرین) ہماری زبان کا لفظ نہ تھا لہٰذا میں نے پوچھا کہ ''عصران'' کیا ہوتا ہے؟ آپ نے بتایا کہ ان میں سے ایک نماز تو سورج چڑھنے سے پہلے ہوتی ہے اور ایک اس کے ڈوبنے سے پہلے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا اور راوی عبداللہ کو ابن فضالہ بن عبیدہ کہتے ہیں، امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے دو حدیث لی ہیں۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پانچوں نمازوں میں سے ہر ایک کا مرتبہ

۷۳۳ حضرت عامر بن سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابیوں سے سنا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں دو شخص بھائی تھے، ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ مرتبہ والا تھا چنانچہ ان میں سے زیادہ مرتبہ والا فوت ہوا جبکہ دوسرا چالیس راتیں زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گیا، صحابہ کرام نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں افضل شخص کو سراہا جس پر آپ نے فرمایا: کیا دوسرا نماز پڑھا کرتا تھا؟ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پڑھا کرتا تھا لیکن یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: تم کیا جانو کہ اس کی نماز اسے کہاں تک پہنچا دے، نماز کو ایک چلتی نہر جیسی سمجھو جو کسی بے علم کے دروازے کے سامنے چلتی ہو اور اس کا پانی میٹھا ہو، وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں داخل ہو تو بتاؤ کیا اس پر کوئی میل رہ جائے گی، تمھیں کیا معلوم کہ نماز اسے کہاں پہنچا دے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ وہ اس کے راوی مخرمہ بن بکیر کو نہیں لیتے جس کی وجہ مصری لوگوں کے ایک عالم گروہ کا کہنا ہے کہ انھوں نے چھوٹی عمر ہونے کی بنا پر اپنے والد سے سماع نہیں کیا تھا جبکہ کچھ حضرات نے ان کا سننا ثابت کیا ہے۔

۷۳۴ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہما رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتاتے ہیں کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: مجھے جان قبضہ میں رکھنے والے کی قسم (تین مرتبہ فرمایا) پھر خاموش ہو گئے جس پر ہم میں سے ہر ایک سر جھکائے غم کی وجہ سے رونے لگا کیونکہ آپ نے قسم کھائی تھی۔ اس کے بعد فرمایا: ''جو بھی شخص پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اور سات بڑے بڑے گناہوں سے بچا رہے تو قیامت کے دن اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ جھومنے لگے گی، پھر یہ آیت پڑھی:

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ (نساء:۳۱)

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، میرے خیال میں انھوں نے اسے اس لیے چھوڑا ہے کہ اس میں عتواری نعیم بن عبداللہ کے غلام حضرت صہیب کا ذکر ہے۔

۷۳۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ فرمایا: پانچ نمازیں ہیں۔ پھر پوچھا کہ ان سے پہلے اور بعد میں بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر

پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ یہ سن کر اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ نہ تو ان میں زیادتی کرے گا اور نہ ہی کمی کرے گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اس کی بات سچی ہوئی تو یہ جنت میں جائے گا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا اور امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں اس سند کو تین اصولوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۷۳۶ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ تک حدیث کو پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جب تمھاری اولادیں سات سات سال کی ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز کے لیے انھیں مارا پیٹا کرو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انھوں نے حضرت عبدالملک بن ربیع بن سبرہ کو راوی لیا ہے جو اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں اور شیخین میں سے ایک نے بھی یہ حدیث نہیں لی جبکہ اس پر ایک دلیل مشہور ہے جو حضرت عمرو بن شعیب کی حدیث میں ہے جو انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے ذکر کی ہے۔

۷۳۷ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے دادا بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات سال کی عمر ہوتے ہی اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کے بارے کہا کرو اور دس سال کے ہوئے پر انھیں اس کی خاطر مارا پیٹا کرو اور ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ چارپائی پر لٹاؤ۔"

۷۳۸ میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عباس بن محمد دوری سے سنا، انھوں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ حضرت عمرو بن شعیب پختہ راوی ہیں۔

امامِ حاکم فرماتے ہیں کہ محدثین نے اسے مرسل لکھا ہے کیونکہ وہ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو ہیں اور حضرت شعیب نے اپنے دادا حضرت عمرو بن عبداللہ سے حدیث نہیں سنی۔

میں نے اپنے استاد ابوالولید سے سنا، فرمایا کہ میں نے حسن بن سفیان سے سنا، انھوں نے حضرت اسحٰق بن ابراہیم حنظلی سے سنا کہ جب کوئی عمرو بن شعیب سے روایت کرنے ولا پختہ ہو تو وہ ایوب کی طرح ہے جنھوں نے نافع سے اور انھوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

۷۳۹ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے آپ میری قوم کا امام بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے امام ہو لہٰذا ان میں سے کمزوروں کا لحاظ رکھو اور ایک ایسا مؤذن رکھ لو جو اذان پر کچھ بھی نہ لیا کرے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا، امام مسلم نے حضرت شعبہ کی حدیث لی ہے جو حضرت عمرو بن مرہ سے، پھر سعید بن مسیّب سے اور پھر حضرت عثمان بن ابوالعاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "جب تم کسی قوم کے امام بنو" (الحدیث)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اذان واقامت کا بیان

۷۴۰- حضرت مسلم بن ابوالمثنیٰ قاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اذان کے الفاظ دو دو مرتبہ بولے جاتے تھے جبکہ اقامت (تکبیر) میں ایک ایک مرتبہ بولے جاتے تھے، ہاں البتہ قد قامت الصّلٰوۃ کے الفاظ دو مرتبہ بولے جاتے تھے۔ ہم جب اقامت سنتے تو وضو کر کے نماز کے لیے چلے جاتے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، اس کے راوی ابوجعفر کا نام عمیر بن یزید بن حبیب خطمی تھا۔ انھوں نے حضرت سعید بن مسیّب اور عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے روایت کی ہے، ان سے سفیان ثوری، شعبہ، حماد بن سلمہ جیسے اماموں نے روایت کی ہے، رہے ابوالمثنیٰ قاری تو وہ میرے استاد ہیں، نافع بن ابونعیم کا نام بن مثنیٰ ہے جن سے اسماعیل بن ابوخالد اور سلیمان تیمی وغیرہ نے روایت کی ہے جو تابعین میں سے ہیں۔

۷۴۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان کے الفاظ دوہرے بولیں اور اقامت میں اِکہرے بولیں۔''

اس حدیث کو اہل حدیث کے امام نے ذکر کیا ہے جو بغیر کسی رکاوٹ کے راویوں میں ستھرے ہیں۔

۷۴۲- اس حدیث کی روایت پختہ اور محفوظ راوی حضرت قتیبہ بن سعید نے کی ہے جیسے حضرات انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے الفاظ دوہرے پڑھیں اور اقامت کے اِکہرے۔''

شیخین نے اسے اس طرح سے ذکر نہیں کیا اور یہ حدیث ان کی شرطوں پر پوری اترتی ہے۔

۷۴۳- حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعد نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو ایسی چیزیں ہیں کہ وہ ٹلتی نہیں یا کم ہی ٹلتی ہیں: اذان کے وقت اور جنگ کے موقع پر دعا کرنا جب لوگ آپس میں بھڑ رہے ہوں۔''

یہ حدیث صرف حضرت موسےٰ بن یعقوب سے روایت کی گئی ہے، وہ مالک سے اور وہ ابی حازم سے روایت کرتے

ہیں جبکہ موسیٰ بن یعقوب وہ راوی ہیں جو اکیلے ہیں اور اس حدیث کے لیے اور حدیثیں ہیں جو اس کی تائید کرتی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے:

۷۴۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اذان کے دوران دعاء قبول کر لی جاتی ہے۔"

۷۴۵ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ دعاء سکھائی کہ اسے مغرب کی اذان کے موقع پر پڑھا کروں:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَائِكَ فَاغْفِرْلِيْ.

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے شیخین نے نہیں لیا۔ راوی قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کوفی شرفاء میں سے ہیں اور پختہ ہیں، ان کی حدیث لی جاتی ہے تاہم میں نے اسے اپنے شیخ ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے لیا ہے۔

۷۴۶ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے میری قوم کا امام بنا دیجیے، فرمایا: (آج سے) تم ان کے امام ہو لہٰذا ان میں سے کمزور لوگوں کا دھیان رکھو، ایک ایسا مؤذن مقرر کرو جو اذان پر مزدوری نہ لے۔"

یہ حدیث صحیح ہے جو امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، امام مسلم نے حضرت شعبہ کی حدیث لی ہے جسے انھوں نے عمرو بن مرّہ سے لیا، انھوں نے سعید بن مسیّب سے لی ہے کہ حضرت عثمان بن ابوالعاص کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم امام بن جاؤ" (الحدیث)

۷۴۷ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہہ کر کچھ دیر ٹھہر جاتے اور جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکلتا دیکھتے تو نماز کے لیے تکبیر کہتے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، امام مسلم نے حضرت زہیر رضی اللہ عنہ کی حدیث لی ہے جو حضرت سماک سے روایت ہے کہ "حضرت بلال اس وقت اذان کہتے جب سورج ڈھل جاتا۔"

۷۴۸ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب نماز کھڑی کی جاتی تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ہوتے، جب دیکھتے کہ لوگ کم ہیں تو بیٹھ جاتے اور بعد میں نماز پڑھاتے اور جب کافی لوگوں کو دیکھتے تو پڑھا دیا کرتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔ مسعود راوی، ابوالحکم زرقی ہیں۔

۷۴۹ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اذان کہہ رہے تھے، وہ گھوم کر چہرہ کبھی ادھر کرتے، کبھی ادھر لے جاتے، انگلیاں کانوں میں ہوتیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمڑے سے بنے سرخ رنگ کے قبہ میں ہوتے، اسی دوران حضرت بلال آپ کے سامنے سے نیزہ لے کر نکلے جسے بطحاء میں گاڑ دیا اور پھر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، آپ کے سامنے سے کتا اور گدھا گزر گیا، آپ نے سرخ پوشاک پہنی تھی، میں گویا آپ کی سفید پنڈلیاں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔"

۷۵۰ حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ "ابطح" میں ٹھہرے ہوئے تھے، اس کے بعد

ایسی ہی حدیث ذکر کی۔

شیخین کا حضرت مالک بن مغول اور عمر بن ابی زائدہ کی حدیث پر اتفاق جسے انہوں نے حضرت عون بن ابی جحیفہ سے لیا، وہ اپنے والد سے لیتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ''ابطح'' میں ٹھہرے تھے البتہ انھوں نے کان میں انگلیاں ڈالنے اور اذان میں گھومنے کا ذکر نہیں کیا۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے اور یہ دونوں کام سنت شمار ہوتے ہیں۔

۷۵۱ حضرت حسن بن شقیق رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ جب مؤذن کو دیکھتے کہ اس نے کانوں میں انگلیاں نہیں ڈالیں تو چلا کر کہتے: ''کانوں میں انگلیاں۔''

۷۵۲ حضرت سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو سن کر یوں دعا کرے:

وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّ بِالْاِ سْلَامِ دِيْنًا۔ ''تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

یہ حدیث صحیح ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

راوی حکم بن عبداللہ، یہ محمد بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ قرشی کے بھائی ہیں اور پختگی میں علی بن عیاش حمصی سے زیادہ مرتبہ والے ہیں۔

۷۵۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابر رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور پانی کا برتن ہاتھ پر رکھا ہو تو اسے اس وقت تک نہ رکھے جب تک اس میں سے ضرورت کے مطابق استعمال نہ کر لے۔''

حضرت ابوبکر بن اسحاق کی حدیث میں ہے: ہمیں حماد نے، انھیں عمار نے اور انھیں ابوھریرہ نے ایسی ہی حدیث سنائی۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۷۵۴ حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آؤ شہید خاتون کے پاس چلیں اور اسے دیکھیں، آپ نے حکم فرمایا کہ ان کے لئے اذان کہی جائے اور فرضوں میں ان کے گھر والوں کے لیے تکبیر کہی جائے اور انھیں امام بنایا جائے۔''

امام مسلم نے حدیث کے راوی ولید بن جمیع کو لیا ہے اور یہ بہتر حدیث ہے، اس سلسلے میں میں نے سند والی اور کوئی حدیث اس کے سوا نہیں دیکھی۔

ہمیں سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ملی ہے کہ آپ اذان کہتیں اور تکبیر کہہ کر امام بنا کرتی تھیں۔

۷۵۵ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اذان کہتیں، تکبیر کہتیں، عورتوں کو نماز پڑھا لیتی تھیں اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں۔''

۷۵۶ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر اور تکبیر کہو تو تیزی سے کہو نیز اذان اور تکبیر کے درمیان اتنا وقفہ رکھو جتنے میں کھانا کھانے والا کھانے سے فارغ ہوتا ہے، پینے والا پینے سے فارغ ہوتا ہے اور ضرورتمند قضاء حاجت کے لیے داخل ہوتا ہے۔"

اس حدیث میں عمرو بن فائد کے سوا ایسا کوئی راوی موجود نہیں جس پر کوئی الزام ہو اور باقی راوی بصرہ کے بزرگ محدثین ہیں۔

یہ حدیث بڑی عجیب ہے مجھے اس سند کے علاوہ اس کی کوئی سند نہ مل سکی۔ شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۷۵۷ سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان سن کر مؤذن ہی کے الفاظ دہراتے جاتے اور یہ سلسلہ اس کے چپ ہونے تک چلتا رہتا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کا صحیح سند سے ایک ثبوت موجود ہے۔

۷۵۸ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان سنتے تو اَنَا ، اَنَا فرماتے جاتے۔

۷۵۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت بلال نے اذان کہنا شروع کر دی اور جب وہ خاموش ہوئے تو آپ نے فرمایا: جو شخص یقین سے یونہی کہے گا تو جنت میں جائے گا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا۔

بارہ سال اذان کہنے پر جنت لازم

۷۶۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص بارہ سال تک اذان کہا کرے تو اسے لازماً جنت ملے گی، ہر اذان پر ساٹھ نیکیاں ملیں گی اور تکبیر کہنے پر تیس نیکیاں ملا کریں گی۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

۷۶۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص بارہ سال تک اذان کہا کرے تو اس کے لیے جنت لازم کر دی جائے گی، ہر اذان پر ساٹھ نیکیاں اور ہر تکبیر پر تیس نیکیاں ملیں گی۔"

۷۶۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کے دوران کسی نماز کے لیے اذان نہیں فرماتے تھے اور صرف صبح کی نماز کے لیے تکبیر کہنے کا حکم فرماتے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے چنانچہ امام مسلم نے حضرت عبدالعزیز بن محمد کو راوی تسلیم کیا ہے جب کہ امام بخاری نے نعیم

بن حماد کو تسلیم کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ حضرت ابن عمر اس پر عمل کیا کرتے تھے۔

۷۶۳ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر کے دوران نہ تو اذان کہتے اور نہ ہی کسی نماز میں تکبیر کہتے۔''

۷۶۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور ہاتھ پر برتن رکھا ہو تو اسے اس وقت تک نہ رکھے جب تک اس میں سے اپنی ضرورت پوری نہ کرے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۷۶۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے۔'' (یہ رخ حجازِ مقدس میں ہے جبکہ ہمارے ہاں مغرب کی طرف ہے۔ چشتی)

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے کیونکہ راوی شعیب بن ایوب پختہ ہیں اور انھوں نے انہیں سند میں لیا ہے اور پھر انھیں محمد بن عبدالرحمٰن بن مجبر نے لیا جو خود پختہ ہیں اور حضرت نافع کے ذریعے حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

۷۶۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے تاہم کچھ حضرات نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی پر روک دیا ہے۔

۷۶۷ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے تو اسی دوران بادل آ گیا، ہم حیران ہوئے اور قبلہ میں ہمارا اختلاف ہو گیا چنانچہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی علیحدہ نماز پڑھی، ہر ایک نے اپنے سامنے لکیر کھینچ لی تا کہ اپنی اپنی جگہ یاد رہ سکے۔

ہم نے یہ بات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائی تو آپ نے ہمیں نمازیں لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ تمھاری نمازیں ہو گئی ہیں۔''

اس حدیث کے اندر محمد بن سالم کے سب راوی تسلیم کیے ہوئے ہیں کیونکہ میں ان کے نہ تو عادل ہونے کو جانتا ہوں اور نہ ان پر اعتراض کا علم ہے۔

میں نے شیخین کی کتابوں میں غور و فکر کیا ہے لیکن اس سلسلے میں انھوں نے کوئی حدیث نہیں لی۔



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امامت اور نمازِ جمعہ

768 حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی گھر میں وضو کر کے مسجد میں آئے تو واپس جانے تک نماز ہی میں شمار ہوتا ہے، اسے یوں نہیں کرنا چاہیے اس کے لیے آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم انھوں نے اسے نہیں لیا۔ اس حدیث کی پیروی محمد بن عجلان نے حضرت مقبری سے روایت لے کر کی ہے اور وہ امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

769 حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جب تم وضو کر کے مسجد میں جاؤ تو اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں نہ ڈالا کرو۔''

اسے حضرت شریک بن عبداللہ نے، حضرت محمد بن عجلان سے روایت لیا ہے جس کی سند میں انھیں وہم ہے۔

770 حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم مسجد میں ہوا کرو تو اپنی انگلیاں ایسے نہ کیا کرو۔'' یعنی انہیں یوں آپس میں نہ ڈالا کرو۔''

مسجد میں جائے تو درود پاک پڑھے اور دعا کرے

771 حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا کرے اور یوں کہا کرے:

اَللّٰهُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ.

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷۲) حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھنے آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھا رہے تھے، وہ صف تک پہنچ گیا تو یوں دعا کی: "الٰہی! مجھے اس سے زیادہ بہتر عطا فرما جو تو نے اپنے نیک بندوں کو دیا ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل کرنے کے بعد پوچھا: ابھی ابھی کسی نے یہ بات کہی ہے؟ جس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بولا تھا۔ آپ نے فرمایا: "تمہاری گھوڑی بانجھ ہو گئی اور تم راہ خدا میں شہید ہو گے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کیا کرتے تو یوں کہا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَهَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ.

راوی کہتے ہیں کہ اس کا ھَمز تو مرگی ہے، نَفث، شعر اور نَفخ بڑائی ہے۔"

یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے۔ امام بخاری نے عطاء بن سائب کو راوی لیا ہے۔

(۷۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔" (شافعی حضرات یونہی کرتے ہیں)

امام بخاری نے حدیث کے اس راوی سالم کو لیا ہے جنھیں ابن عجلان افطس کہتے ہیں جبکہ امام مسلم نے شریک کو راوی مانا ہے۔

یہ سند صحیح ہے، اس میں خامی نہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی تو آپ نے سمجھا کہ یہ (قرآن میں شامل ہے) سورت ہے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہوئی تھی، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورت ختم ہونے کا پتہ نہ چلتا تھا اور جب وہ اتر آتی تو سمجھ لیتے کہ سورت مکمل ہو گئی ہے۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کو سورت پوری ہونے کا پتہ نہ چلتا تھا اور جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوتی تو انہیں پتہ چل جاتا کہ پہلی سورت ختم ہو چکی ہے۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۷۷۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم الحمد للہ رب العٰلمین**

پڑھتے تو ایک ایک لفظ کو الگ کرتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۷۷۹ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھا تو اسے ایک آیت الحمد للّٰہ رب العالمین کو دوسری آیت الرّحمٰن الرّحیم کو تیسری آیت اور مٰلك یوم الدّین چوتھی آیت شمار کیا اور پھر فرمایا یونہی ایّاك نعبد و ایّاك نستعین ہے، یہ بتانے کے لیے پانچ انگلیاں اکٹھی کر کے دکھائیں۔"

حضرت عمر بن ھارون حدیث کے معاملے میں بنیاد ہیں۔ شیخین نے یہ حدیث نہیں لی، میں نے اسے دلیل کے لیے پیش کیا۔

۷۸۰ حضرت نعیم عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا، آپ نے پڑھا بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی اور و لا الضّالین پڑھ کر آمین کہا اور لوگوں نے بھی آمین کہا اور پھر جب بھی سجدہ میں گئے اللہ اکبر کہا اور جب سلام پھیرا تو فرمایا: اللہ کی قسم میں تم سب میں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نماز پڑھتا ہوں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے اور انھوں نے اسے لیا نہیں۔

۷۸۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔"

۷۸۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں نماز پڑھی تو بلند آواز سے تلاوت کی، آپ نے سورۂ فاتحہ کے لیے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی لیکن بعد والی سورت کے لیے نہیں پڑھی اور وہ تلاوت پوری کر لی اور جب سلام پھیرا تو مہاجرین وانصار میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ سے انہیں آواز دی کہ اے معاویہ! کیا آپ نے نماز میں چوری کر لی ہے یا بھول گئے ہیں اور پھر جب اس کے بعد نماز پڑھی تو اس سورت کے لیے بسم اللہ پڑھی جو سورۂ فاتحہ کے بعد ہوتی ہے اور تکبیر اس وقت کہی جب آپ سجدے کے لیے جھکے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انھوں نے عبد المجید بن عبد العزیز کو راوی مانا، باقی سارے راویوں کے عادل ہونے پر شیخین کا اتفاق ہے۔ یہ حدیث حضرت شعبہ وغیرہ کی اس حدیث کا سبب بنتی ہے جو انھوں نے حضرت قتادہ سے اور انھوں نے حضرت انس سے لی ہے، فرمایا: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی نے بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہیں پڑھی تھی کیونکہ حضرت قتادہ بلند مرتبہ ہونے کے باوجود حدیث میں راوی کا نام چھپا لیتے تھے اور ہر ایک ہی سے حدیث لے لیتے تھے۔ انھوں نے اگرچہ حدیث کو صحیح میں لیا ہے لیکن اس کے مقابلے میں کئی دلیلیں ہیں جن میں سے ایک کو ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

ایک یہ دلیل ہے:

۷۸۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت کیسے ہوا کرتی تھی؟ انھوں نے بتایا کہ آپ الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے، پھر الرحمٰن الرحیم کو پڑھا اور دونوں لفظوں کو کھینچ کر پڑھا۔

ایک دلیل یہ ہے:

۷۸۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا تو آپ بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔"

اس حدیث کے سارے راوی پختہ ہیں۔

۷۸۵ حضرت محمد بن ابی السری عسقلانی بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت معتمر بن سلیمان کے پیچھے صبح اور مغرب کی بیشمار نمازیں پڑھیں، آپ سورۂ فاتحہ سے پہلے اور بعد میں بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ پھر حضرت معتمر سے سنا کہ فرمایا: میں اپنے والد کی پیروی کرنے میں کوتاہی نہیں کیا کرتا، میرے والد نے کہا تھا کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا اور پھر انھوں نے کہا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز میں کمی نہیں کروں گا۔"

اس حدیث کے سارے راوی پختہ ہیں۔

انہی میں سے یہ دلیل بھی ہے:

۷۸۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھیں، حضرت ابوبکر کے پیچھے پڑھیں، حضرت عمر کے پیچھے پڑھیں، حضرت عثمان کے پیچھے پڑھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے پڑھیں چنانچہ وہ سب کے سب بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔"

میں نے یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کے لیے ذکر کی ہے اور میری ذکر کی ہوئی ان حدیثوں میں حضرت قتادہ کی اس حدیث سے مقابلہ ہے جسے ان سے ہمارے اماموں نے ذکر کیا ہے۔

اس سلسلے میں وہ روایتیں رہ گئی ہیں جو حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی، حضرت علی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت حکم بن عمیر، حضرت ابان یمانی ثمالی، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت بریدہ اسلمی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ملتی ہیں، میرے نزدیک یہ سب اسی سلسلے میں ملتی ہیں لیکن میں نے انھیں کتاب کو ہلکا رکھنے کے لیے چھوڑا ہے اور مختصر طور پر صرف انہیں لیا ہے جو اس سلسلے سے تعلق رکھتی ہیں اور یونہی اس سلسلے میں وہ روایتیں لی ہیں جن میں صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے بسم اللہ شریف کو بلند آواز سے پڑھا ہے۔

۷۸۷ حضرت سعید بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بنو زریق کی مسجد میں آئے اور کہا: تین ایسے کام جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کیا کرتے تھے جبکہ لوگ ان پر عمل نہیں کرتے، جب آپ نماز کی خاطر اٹھتے تو یوں

کرتے، ابو عامر نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا، نہ ہی انگلیاں کھولیں اور نہ ہی انھیں ملایا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے البتہ شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کی واضح دلیل یہ ہے:

۷۸۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں (تکبیر تحریمہ کہتے وقت) اپنی انگلیاں خوب کھول دیا کرتے تھے۔"

اس حدیث کے راوی سعید بن سمعان، اہل مدینہ کے مشہور تابعی ہیں۔

۷۸۹ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یوں پڑھتے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحٰنَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (تین مرتبہ فرماتے) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْثِهٖ وَنَفْخِهٖ."

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۷۹۰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع فرماتے تو یوں پڑھتے۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ."

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح سند والی ہے، اسے انھوں نے نہیں لیا حالانکہ حضرت حارثہ بن محمد کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

۷۹۱ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور پھر پڑھتے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ بِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ."

یہ حدیث صحیح طور پر دلیل بنانے کے قابل ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ حارثہ بن محمد پر خوش نہ تھے جبکہ ان کے دور کے امام ان پر خوش تھے۔

میں نہیں سمجھتا کہ نماز کے شروع کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ ان حدیثوں سے زیادہ صحیح ہو۔

۷۹۲ حضرت اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کہتے تھے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ."

یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہوئی ہے لیکن صحیح نہیں۔

۷۹۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر کسی آدمی کو آواز دی جو آخری صف میں تھا: فرمایا: اے فلاں! تمھیں خدا کا خوف نہیں؟ تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ تمھاری نماز کیسی ہے؟ جب بھی تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے راز و نیاز کرتا ہے لہٰذا اسے غور کرنا چاہیے کہ وہ راز و نیاز کیسے کرتا ہے، تمھارا خیال یہ ہے کہ میں تمھیں دیکھ نہیں رہا ہوتا، اللہ کی قسم میں تمھیں پیٹھ پیچھے سے بھی ویسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، شیخین نے اسے اس طریقے پر ذکر نہیں کیا۔

۷۹۴ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بندے پر اس وقت تک توجہ رکھتا ہے جب تک وہ ادھر ادھر نہیں دیکھتا اور جب وہ اس سے چہرہ (توجہ) ہٹا لیتا ہے تو وہ بھی ہٹا لیتا ہے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے راوی ابوالاحوص، بنولیث کے غلام ہیں اور مدینہ کے تابعی ہیں، انھیں زھری نے پختہ گنا ہے اور ان سے روایت کی ہے۔ ان کے اور حضرت سعد بن ابراہیم کے درمیان اس معاملے میں مناظرہ ہوا تھا۔

۷۹۵ حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو حکم دیا کہ پانچ کلمات پر عمل کریں، جب تم اپنے چہروں کو (قبلہ کی طرف) سیدھا کر لو تو ادھر ادھر نہ دیکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی طرف توجہ رکھتا ہے جب تک وہ اس کے لیے نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور وہ اس وقت تک توجہ نہیں ہٹاتا جب تک بندہ اس سے توجہ نہیں ہٹاتا۔"

شیخین اس حدیث کے تمام راویوں کو لیتے ہیں اور چونکہ حارث اشعری کے لیے ابوسلام ممطور کے علاوہ کوئی اور راوی نہیں ہے لہٰذا انھوں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں کسی اور مقام پر بات کی ہے لہٰذا اب اسے دوبارہ ذکر نہیں کرتا۔ یہ حدیث اماموں کی شرط پر پوری اترتی ہے پھر صحیح اور محفوظ ہے۔

۷۹۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں دائیں بائیں توجہ فرما لیتے تھے لیکن گردن کو پچھلی طرف نہیں موڑتے تھے۔"

۷۹۷ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادھر ادھر توجہ کرنے کے بارے میں پوچھا جس پر آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی طرف سے بہکاوا ہوتا ہے جو شیطان بندے کی نماز میں کرتا ہے۔"

صحیح سند کے ساتھ اس پر دلیل موجود ہے:

۷۹۸ حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حنین کی طرف چلے تو فرمایا: کوئی ایسا ہے جو آج رات ہماری حفاظت کرے؟ جس پر حضرت انس بن ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا:

تو پھر چلے آؤ اور جب اگلا دن آیا تو نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے کے لیے نکلے اور فرمایا: کیا تم اپنے گھوڑ سوار کو محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے عرض کی: نہیں، نبی کریم ﷺ نے نماز کے دوران گھاٹی کی طرف دیکھنا شروع کیا اور جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ تمھارا گھوڑ سوار آ رہا ہے اور جب وہ آ گیا تو فرمایا: شاید تم وہاں ٹھہر گئے تھے۔ عرض کی: نہیں۔ ہاں نماز پڑھ رہا تھا (یا بتایا کہ ضروری کام تھا) پھر کہا کہ میں دو گھاٹیوں پر چڑھا تو دیکھا کہ بنو ہوازن اپنے بیوی بچوں اور غنیمت کو لے کر حنین کی طرف جا رہے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ مسلمانوں کو غنیمت ملے گی۔"

(۷۹۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز میں دو رکعتوں کے اندر سورۂ الاعراف پڑھ لیتے تھے۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے بشرطیکہ اس میں سے کوئی راوی چھوڑا نہ گیا ہو لیکن انھوں نے اسے ان لفظوں کے ساتھ نہیں لیا، وہ دونوں ابن جریج کی حدیث لینے پر اتفاق کرتے ہیں جسے انھوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انھوں نے عروہ سے، انھوں نے مروان سے لیا جو بتاتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں دو لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

حضرت محاضر کی یہ حدیث وضاحت والی اور خلاصہ ہے اور دونوں حضرات حضرت محاضر سے حدیث لینے میں اتفاق رکھتے ہیں۔

(۸۰۰) حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورۂ فاتحہ کسی بھی سورت کی جگہ لے لیتی ہے جبکہ کوئی اور سورت اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔"

شیخین اس حدیث کو کئی طریقوں کے ذریعے حضرت زہری سے لینے میں اتفاق کرتے ہیں لیکن الفاظ یہ نہیں ہیں، اس حدیث کے راوی زیادہ تر امام لوگ ہیں جو سب کے سب شیخین کی شرطوں پر پورے اترتے ہیں۔

اس حدیث پر مختلف الفاظ میں کئی تائیدیں ملتی ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا حالانکہ ان حدیثوں کی سندیں درست ہیں۔

ایک تائید یہ ہے:

(۸۰۱) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فرض نماز کو امام کے ساتھ پڑھے تو اس کے رکنے کے موقعوں پر سورۂ فاتحہ پڑھتا جائے کیونکہ جو اسے آخر تک پڑھ لے گا تو اس کے لیے یہی کافی ہے۔"

ایک تائید کے لیے یہ حدیث ہے:

(۸۰۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی تو تلاوت میں دشواری ہوئی اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا: لگتا ہے کہ تم اپنے امام کے پیچھے تلاوت کرتے ہو، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم بات تو

یونہی ہے۔آپ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ ایسے شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی جو اسے پڑھتا نہیں ہے۔"

حضرت محمود بن ربیع نے، ان کے اور عبادہ کے درمیان حضرت وہب بن کیسان کا ذکر کیا ہے۔

۸۰۳ حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "کیا نماز میں تم لوگ میرے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہو؟ ہم نے عرض کی: ہاں، آپ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ میرے ساتھ اور کچھ نہ پڑھا کرو۔"

(نوٹ: مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں امام کے پیچھے کسی بھی تلاوت سے روکا گیا ہے جو اصولی طور پر صحیح ہے ۱۲ چشتی)

ایک تائید یہ حدیث ہے:

۸۰۴ حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ میرے پہلو میں کھڑے تھے اور امام کی تلاوت کے ساتھ تلاوت کیے جا رہے تھے، نماز سے فارغ ہونے پر میں نے پوچھا: اے ابوالولید! آپ پڑھے جا رہے تھے حالانکہ امام کو بلند آواز سے قراءت کرتے سن رہے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھتے ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے غلط کیا اور نماز سے فارغ ہو کر سبحان اللہ کہتے ہوئے فرمایا: کیا کسی نے میرے ساتھ ساتھ تلاوت کی ہے؟ ہم نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: مجھے تعجب ہوا اور سوچا کہ میرے ساتھ ساتھ قرآن کا مقابلہ کون کر رہا ہے؟ جب امام تلاوت کر رہا ہو تو سورۂ فاتحہ کے علاوہ (اس کے ساتھ ملا کر) اور کچھ نہ پڑھا کرو، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز ہوتی ہی نہیں۔"

یہ روایت حضرت مکحول کی اس روایت جیسی ہے جسے انھوں نے حضرت محمود بن ربیع سے لیا ہے اور ایسی بہت کم ملتی ہے اگرچہ یہ اسحاق بن فروہ جیسی ہے، میں نے اسے دلیل کے طور پر لکھا ہے۔

۸۰۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ کچھ اور ملا کر پڑھے بغیر نماز نہیں ہوا کرتی۔"

یہ ایک ایسی صحیح روایت ہے کہ اس میں کوئی الجھن نہیں کیونکہ اس کے راوی جعفر بن میمون عبدی بصرہ والوں میں سے پختہ راوی ہیں اور یحییٰ بن سعید کسی پختہ راوی سے روایت لئے بغیر بتاتے ہی نہیں اور پھر یہ روایت حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے بھی ملتی ہے کہ وہ دونوں امام کے پیچھے تلاوت کرنے کا حکم فرماتے تھے۔"

۸۰۶ حضرت یزید بن شریک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے تلاوت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اسے پڑھا کرو۔ میں نے عرض کی: خواہ آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ میں نے پھر پوچھا کہ خواہ آپ بلند آواز سے تلاوت کر رہے ہوں؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں خواہ میں بلند آواز ہی سے کیوں نہ پڑھ رہا ہوں۔"

۸۰۷ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی دو رکعتوں کے بارے میں حکم فرماتے ہے کہ امام کے پیچھے ان میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ ضرور پڑھا کریں جبکہ آخری دو میں صرف فاتحہ پڑھیں۔''

۸۰۸ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے جیسی نماز پڑھا کرتے البتہ کچھ ہلکی کیا کرتے، آپ نمازِ فجر میں سورۂ واقعہ اور اس جیسی کوئی سورت پڑھتے تھے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا البتہ انھوں نے اسے اپنی سند کے ساتھ یوں لیا ہے ''آپ نمازِ فجر میں سورۂ واقعہ پڑھتے تھے۔''

۸۰۹ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن کی آخری دو سورتوں کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ قرآن میں شامل ہیں؟ چنانچہ آپ نے نماز فجر کی امامت فرماتے ہوئے ہمارے سامنے انھیں پڑھا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا البتہ صرف حضرت ابواسامہ وہ واحد شخص ہیں جنھوں نے اسے امام ثوری سے لیا ہے جبکہ حضرت ابواسامہ پختہ راوی ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے، پھر عبداللہ بن مہدی اور زید بن حباب نے اسے ایک اور سند کے ساتھ حضرت معاویہ بن صالح سے لیا ہے۔

۸۱۰ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں ایک سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری تھامے ہوئے تھا کہ فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تمھیں پڑھی جانے والی دو بہترین سورتیں نہ بتادوں؟ میں نے عرض کی: ضرور بتایئے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں اور پھر جب آپ ایک مقام پر ٹھہرے تو یہ دونوں سورتیں صبح کی نماز میں پڑھیں اور فرمایا: اے عقبہ! کیسی رہیں؟''

۸۱۱ رہی حضرت زید بن حباب کی حدیث جسے انھوں نے حضرت معاویہ بن صالح سے روایت کیا ہے تو وہ اسی سند جیسی ہے اور یہ سند پہلی میں نقص نہیں ڈالتی کیونکہ یہ کسی اور متن کی ہے۔ واللہ اعلم

۸۱۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص انھیں قباء میں نماز پڑھاتے تھے چنانچہ جب وہ کوئی سورت پڑھنا چاہتے تو پہلے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے اور بعد میں وہ سورت پڑھتے اور وہ ہر نماز میں یونہی کیا کرتے جس پر نمازیوں نے کہا: کیا آپ اسے پڑھنا چھوڑ نہیں سکتے؟ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں تو اسے چھوڑ دیں؟ انھوں نے کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑوں گا، چاہتے ہو تو میں تمھیں نماز پڑھاتا ہو ورنہ نہیں پڑھاؤں گا تاہم وہ مرتبہ میں سب سے افضل تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے علاوہ انھیں کوئی اور شخص نماز پڑھائے چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ معاملہ بتایا۔ آپ نے فرمایا: بھئی تم وہ کچھ کیوں نہیں کرتے جو تمھارے ساتھی تمھیں کہتے ہیں؟ اور کیا وجہ ہے کہ تم یہ سورت لازمی طور پر پڑھتے ہو؟ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس سے پیار ہے جس پر آپ نے فرمایا کہ اس سے تمھارا پیار تمھیں جنت میں لے جائے گا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ حضرت امام بخاری نے بھی عبدالعزیز بن محمد کو دلیل کے طور پر کتاب کے کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔

۸۱۳ حضرت جسرہ بنت دجاجہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سنا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آیت پڑھنا شروع کی اور پوری رات صبح تک اسی کو دہراتے چلے گئے، وہ یہ تھی:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (مائدہ:۱۱۸)

اگر تو انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بیشک تو ہی غالب حکمت والا۔"

(یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا)

۸۱۴ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجیے جو میرے لئے قرآن کی جگہ پر کافی رہے کیونکہ میں نے قرآن نہیں پڑھا، آپ نے فرمایا:

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

پڑھ لیا کرو جس پر اس شخص نے مٹھی بند کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ تو میرے پروردگار کے لیے ہے، میرے لئے کیا ہے؟ اس پر فرمایا: یوں کہہ لیا کرو:

اِغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ.

چنانچہ (گویا ان کی حفاظت کے لیے) اس نے دوسرا ہاتھ ملا کر اس ہاتھ پر رکھا اور چلا گیا۔"

حضرت جعفر بن عون نے اپنی حدیث میں اتنا اور بھی لکھا ہے: "حضرت مسعر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں حضرت ابراہیم کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ اسے بیان کر رہے تھے تو انھوں نے کسی اور سے بھی اسے ثابت بتایا۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۱۵ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اسی دوران ایک شخص آیا اور مسجد میں جا کر نماز پڑھی اور پھر فارغ ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب کو سلام کہا، آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: واپس جا کر دوبارہ پڑھو کیونکہ تمھاری یہ نماز نہیں ہوئی، یہ بات آپ نے دو تین مرتبہ فرمائی۔

اس پر اس شخص نے عرض کی: میں سمجھ نہیں سکا کہ آپ نے میری نماز میں کون سی خامی دیکھی ہے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی شخص کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوا کرتی جب تک وہ اچھی طرح سے یوں وضو نہ کرے جیسے اللہ کا حکم ہے، وہ اپنا چہرہ دھویا کرے، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئے پھر اللہ کی بڑائی بیان کرے، اس کی حمد و ثنا کرے اور اس کو بزرگ جانے پھر قرآن کی اتنی تلاوت کرے جس کا اللہ نے نماز کے لیے حکم فرمایا ہے،

پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر یوں رکھے کہ سارے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آجائیں پھر سیدھا کھڑا ہوتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور کھڑے کھڑے ہر ہڈی اپنے مقام پر آجائے، پھر (رکوع میں) پیٹھ سیدھی کرے اور تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے اور زمین پر پیشانی کو خوب اچھی طرح سے جمادے کہ سارے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور پیٹھ سیدھی ہو، پھر تکبیر کہتے ہوئے (سجدے سے) سر کو اوپر اٹھاتے ہوئے مقعد (پاخانہ کی جگہ) کے بل سیدھا بیٹھ جائے اور پیٹھ سیدھی رکھے۔''

چنانچہ آپ نے نماز کی یوں پوری شکل بتادی اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا: ''جب تک یوں نہ کرو گے، تمھاری نماز نہ ہوگی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ حضرت ہمام بن یحییٰ نے بھی اس سند کو یونہی بتایا ہے کیونکہ وہ حدیث کے حافظ اور پختہ ہیں تاہم جو ان کے فرمان کا مقابلہ کرے تو بات انہی کی مانی جائے گی البتہ شیخین نے اسے یوں نہیں لیا، وہ دونوں حضرات اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت عبید اللہ بن عمر نے حضرت سعید مقبری سے لیا ہے جنھوں نے اسے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے لیا ہے۔

حضرت محمد بن اسمٰعیل (بخاری) نے اسے تاریخ کبیر میں رکھا ہے، راوی حجاج بن منہال ہیں اور بتایا ہے کہ حدیث محفوظ ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت حماد بن سلمہ نے اسے برقرار نہیں رکھا۔

۸۱۶ حضرت یحییٰ بن خلاد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد حدیث ذکر کردی۔ انھوں نے یہ سند برقرار رکھی: حضرت داؤد بن قیس فراء، حضرت محمد بن اسحاق بن یسار اور حضرت اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر۔

رہی داؤد بن قیس کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۱۷ حضرت داؤد بن قیس نے حضرت علی بن یحییٰ بن خلاد سے روایت لی، وہ اپنے باپ اور وہ اپنے چچا سے لے کر کہتے ہیں (یہ بدر میں شامل ہوئے تھے) کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر دو رکعت پڑھیں، اس کے بعد حاضر ہو کر سلام عرض کیا...... اس کے بعد انھوں نے پوری حدیث لکھی ہے۔

۸۱۸ رہی حضرت محمد بن اسحاق بن یسار کی حدیث تو وہ یوں ہے:

حضرت محمد بن اسحاق کے آخری راوی حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ کے نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھڑے کھڑے سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: واپس جا کر دوبارہ پڑھو کیونکہ تمھاری یہ نماز صحیح نہیں ہے اس کے بعد پوری حدیث لکھ دی۔

رہی حضرت اسماعیل بن جعفر کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۱۹ حضرت اسماعیل جعفر کے اوپر والے آخری راوی حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن عین اس وقت جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے اندر تشریف فرما تھے۔ تو ہم بھی آپ کے پاس تھے اتنے میں بدوؤں جیسا ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے نماز پڑھی اس کے بعد پوری حدیث لکھ دی۔

۸۲۰ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو ایسا شخص نماز پڑھایا کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو اور جب سب ایک جیسے ہوں تو ان میں سے پہلا وہ شمار ہوگا جس نے ہجرت کی ہو، جب سارے ہجرت والے ہوں تو دینی مسائل سب سے زیادہ جاننے والا اہم ہوگا اور اگر اس میں بھی سارے برابر ہوں تو وہ پڑھائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔''

حضرت امام مسلم نے حضرت اسمٰعیل بن رجاء کی یہ حدیث لی ہے لیکن اس میں ''دینی مسائل میں سب سے زیادہ واقف'' کا ذکر نہیں کیا۔

اس سند کے ساتھ حدیث کے یہ الفاظ بہت اچھے ہیں جن کی سند صحیح ہے۔

۸۲۱ اس حدیث کی تائید حضرت حجاج بن ارطاۃ سے بھی ہوتی ہے:

حضرت عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو وہ شخص نماز پڑھائے جس نے ہجرت کی ہو، اگر سب نے ہجرت کی ہو تو وہ پڑھائے جسے دین کی سمجھ زیادہ ہو لیکن اس میں بھی برابر ہوں تو وہ پڑھائے جو قرآن کا زیادہ بہتر قاری ہو۔ آدمی کو کسی کی سلطنت میں نماز نہ پڑھائے اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر اس کی عزت کے لیے بیٹھے۔

۸۲۲ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہو سکا جب تک اس کی قوم کے کسی شخص نے اسے نماز نہ پڑھا دی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا جبکہ دونوں حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

۸۲۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دائیں بائیں دیکھ کر یوں یوں فرماتے اور پھر فرماتے کہ ''سیدھے ہو جاؤ اور صفیں برابر کرو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اس کے یہ الفاظ نہیں لیے۔

۸۲۴ بنوالدیل میں سے حضرت محجن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کو نماز کی اطلاع دی گئی، آپ کھڑے ہوئے اور جا کر نماز پڑھائی اور واپس آئے تو حضرت محجن پہلے کی طرح مجلس میں وہیں تھے۔ آپ نے پوچھا: لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے میں کیا رکاوٹ ہوئی، کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیوں

نہیں لیکن میں اپنے گھر میں پڑھ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب آ ہی گئے ہوتو خواہ تم پڑھ چکے ہو، لوگوں کے ہمراہ بھی پڑھ لو۔''

۸۲۵ حضرت ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہمیں روایت سنائی، انھیں ربیع بن سلیمان نے، انھیں امام شافعی نے، انھیں عبدالعزیز بن محمد نے سنائی جنھیں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے سنائی اور پھر وہ حدیث ذکر کی ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور مدنی محدثین کی حدیث میں حضرت مالک بن انس کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے چنانچہ انھوں نے اسے مؤطا میں لیا ہے اور یہ اس قسم کی حدیثوں میں شامل ہے جن کے بارے میں میں پہلے بتا چکا ہوں کہ جب تک صحابی کے دو راوی نہ ہوں، شیخین وہ حدیث نہیں لیا کرتے اور پھر اسی حدیث کی صحیح سند کے ساتھ ان کے پاس حدیث موجود ہے۔

۸۲۶ حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے منیٰ کے مقام پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سلام پھیرا تو دو آدمی لوگوں کے آخر میں دکھائی دیئے، انھیں بلا کر فرمایا: لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں تمھیں کس چیز نے روکا ہے؟ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم نے گھروں میں پڑھ لی تھیں۔ فرمایا: یوں نہ کیا کرو بلکہ اگر تم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اور پھر امام کے ساتھ نماز اسے مل جائے تو اس کے ساتھ بھی پڑھ لے کیونکہ یہ اس کے لیے نفل بن جائیں گے۔''

اس حدیث کو حضرت شعبہ، ہشام بن حسان، غیلان بن جامع، ابوخالد دالانی، ابوعوانہ، عبدالملک بن عمیر، مبارک بن فضالہ اور شریک بن عبداللہ وغیرہ نے حضرت یعلیٰ بن عطاء سے روایت کیا ہے جبکہ امام مسلم نے حضرت یعلیٰ بن عطاء کو راوی لیا ہے۔

۸۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اذان سن کر نماز کے لیے نہ آئے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

اس حدیث کو حضرت غندر اور ان کے ساتھ حضرت شعبہ کے اکثر ساتھیوں نے موقوف کہا ہے جبکہ یہ شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔ اس کے راوی ھشیم اور ابونوح قراد پختہ ہیں اور جب یہ دونوں صحیح کو اوپر پہنچا دیتے ہیں تو بات انھی کی معتبر ہوگی پھر اس حدیث کے اس کی سند میں عدی بن ثابت سے شواھد (تائیدیں) موجود ہیں جن میں ایک یہ ہے:

۸۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو اذان سنے اور پھر اس پر نماز پڑھنے نہ آئے تو اس کی نماز نہ ہوگی ہاں کوئی مجبوری ہو تو ہو جائے گی۔''

۸۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اذان سن کر نماز نہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہو سکے گی البتہ کوئی بہانہ ہو تو ہو جائے گی۔''

۸۳۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اذان سنے اور اسے مسجد میں آنے کے لیے کوئی مجبوری نہ ہو تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ پوچھا گیا کہ مجبوری کیا ہو سکتی ہے؟ فرمایا: کسی چیز کا خوف ہو یا کوئی بیماری ہو۔''

۸۳۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص تندرستی میں مجبوری کے بغیر نماز کے

لیے اذان سن کر مسجد میں نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ نماز قبول نہیں کرے گا۔ پوچھا گیا کہ مجبوری کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: بیماری یا خوف۔

ایک تائید یہ ہے:

ہمسائے کے لیے مسجد میں نماز پڑھنا لازم ہے

۸۳۲- حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد کے ہمسائے کے لیے مسجد کے علاوہ نماز جائز نہیں ہوتی۔''

۸۳۲- اس بارے میں ایک صحیح روایت موجود ہے چنانچہ ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابوحصین کی حدیث لیتے ہیں جسے ابوبردہ نے اپنے والد سے لے کر بیان کیا وہ فرماتے ہیں: ''جو اذان سنے اور اسے قبول نہ کرے۔'' الحدیث

۸۳۳- حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فارغ ہوتے ہوئے تندرستی کی حالت میں اذان سنے اور مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔''

۸۳۴- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کسی شہر یا دیہات میں کہیں تین شخص موجود ہوں اور وہاں نماز کھڑی کی جائے تو شیطان ہر ایک کو بہکاتا ہے لہٰذا اسے جماعت کے ساتھ پڑھا کرو۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

۸۳۵- حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: ''میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مدینہ منورہ سخت پیاس اور درندوں کا شہر ہے۔ فرمایا: کیا تم حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح سنا کرتے ہو؟ عرض کی ہاں، آپ نے فرمایا کہ پھر چلے آیا کرو۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا اور ابن عباس نے اسے ابن ام مکتوم سے سنا تھا۔

اس کی تائید موجود ہے:

۸۳۶- حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کے موقع لوگوں کی طرف چہرہ کر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''دل تو چاہتا ہے کہ میں اس نماز سے رہ جانے والے لوگوں کی طرف جاؤں اور ان کے گھر جلا دوں۔ اس پر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے بارے میں تو جانتے ہی ہیں اور پھر کوئی مجھے لانے والا بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم تکبیر سنتے ہو؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: تو پھر آیا کرو۔'' آپ نے انھیں چھٹی نہیں دی۔

حضرت عاصم بن بہدلہ سے دوسری تائید یوں ہے:

۸۳۷- حضرت عاصم بن بہدلہ رضی اللہ عنہ ابورزین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں اندھا ہوں، گھر بڑا دور ہے اور کوئی آدمی بھی نہیں جو میری مدد کر کے یہاں لا سکے تو کیا مجھے گھر

میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ آپ نے پوچھا: کیا اذان سنتے ہو؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: میں تجھے چھٹی نہیں دوں گا۔''

۸۳۸ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھ کر فرمایا: کیا فلاں شخص یہاں ہے؟ یہ بات ایک منافق کے بارے میں فرمائی جو نماز میں شامل نہ ہوتا تھا۔ پھر فرمایا: یہ دو نمازیں منافقوں کے لیے سخت بوجھ ہیں، اگر انہیں ان کے (اجر و ثواب) بارے میں پتہ چل جاتا تو ضرور آتے خواہ گھٹنوں کے بل چل کر یعنی عشاء اور صبح کی نماز۔

پھر فرمایا کہ پہلی صف میں کھڑے ہوا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی صفوں جیسی ہوتی ہے، اگر تمھیں اس کے بارے میں پتہ چل جائے تو جلد اس میں پہلے شامل ہو جایا کرو نیز یہ بھی فرمایا کہ کسی ایک کے ساتھ مل کر تمھاری نماز اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے، دو کے ساتھ پڑھنی ایک کے ساتھ پڑھنے سے بہتر ہے اور پھر آدمی جتنے زیادہ ہوں گے یہ اللہ کو اتنی ہی پیاری لگے گی۔''

حضرت شعبہ کے ساتھیوں میں سے پہلے طبقہ کے لوگوں نے اسے یونہی روایت کیا ہے (وہ یہ ہیں) حضرت یزید بن زریع، حضرت یحییٰ بن سعید، حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی اور حضرت محمد بن جعفر وغیرہ۔

یونہی اسے حضرت سفیان بن سعید نے حضرت اسحاق سے لے کر روایت کیا ہے۔

۸۳۹ ایک حدیث ابو العباس محمد بن یعقوب نے حضرت اسید بن عاصم سے، انھوں نے حسین بن حفص سے اور انھوں نے حضرت سفیان سے لی ہے۔

ہمیں حدیث ابو بکر بن اسحاق نے بتائی، انھیں محمد بن غالب نے، انھیں ابو حذیفہ نے اور انھیں سفیان نے بتائی۔

پھر یہی حدیث ہمیں احمد بن سہل فقیہ بخاری نے انھیں ابراہیم بن علی ترمذی نے، انہیں عبدالصمد بن حسان نے اور انھیں حضرت سفیان نے بتائی۔

پھر ہمیں حضرت علی بن حمشاذ عدل نے، انھیں یزید بن ہیثم نے، انھیں ابراہیم بن ابو اللیث نے، انھیں اشجعی نے اور انھیں سفیان نے بتائی۔

پھر ہمیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہیں اسید بن عاصم نے، انہیں ابو سفیان صالح بن مہران نے، انہیں نعمان بن عبدالسلام نے اور انھیں سفیان نے بتائی۔

پھر ہمیں ابو زکریا عنبری نے، انھیں ابراہیم بن طالب نے، انھیں اسحاق بن ابراہیم نے اور انہیں حضرت سفیان نے اور انہیں حضرت وکیع نے بیان کی۔

ہمیں ابو بکر بن علی دارم حافظ الحدیث نے کوفہ میں انھیں احمد بن علی بن بشر نے، انھیں لوین نے، انھیں عبدالرزاق نے، انھیں حضرت سفیان نے، انھیں ابو اسحاق نے، انھیں عبداللہ بن ابی بصیر نے اور انھیں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور پھر فرمایا: کیا فلاں شخص یہاں موجود ہے؟ چنانچہ ان محدثین نے حضرت شعبہ جیسی

حدیث لکھی۔

یونہی اسے ان حضرات نے بھی روایت کیا ہے: حضرت زہیر بن معاویہ، حضرت ورقہ بن مصقلہ، حضرت مطرف، حضرت ابراہیم بن طہمان وغیرہ۔ انھوں نے اسے حضرت ابواسحاق سے سنا تھا۔

پھر اسے حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت شعبہ سے، انھوں نے حضرت ابواسحاق سے، انھوں نے ابوبصیر سے اور انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سن کر بتائی۔

۸۴۰ ہمیں حضرت حسن بن سلیم نے، انھیں ابوالموجہ نے، انھیں حضرت عبدان نے اور انھیں حضرت عبداللہ نے ایسی ہی حدیث سنائی۔

یونہی حضرت اسرائیل بن یونس، ابوحمزہ سکری، عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی اور حضرت جریر بن حازم نے بیان کی اور ان سب نے حضرت ابواسحاق سے لی، انھوں نے ابوبصیر سے اور انھوں نے اُبی سے لی۔

پھر ابوبکر بن عیاش، خالد بن میمون، زید بن ابی انیسہ، زکریا بن ابی زائدہ، یونس بن ابی اسحاق نے حضرت ابواسحاق سے، انھوں نے عبداللہ بن ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لے کر بتائی۔

رہی حضرت امام ثوری کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۴۱ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو فرمایا: کیا فلاں شخص موجود ہے؟ پھر حدیث ذکر کی۔

رہی حضرت ابوالاحوص کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۴۲ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔'' پھر حدیث ذکر کردی۔

چنانچہ حدیث کے معاملے میں حضرت ابواسحاق پر محدثین کی طرف سے چار طرح کا اختلاف ہے جبکہ اس کے بارے میں میں حضرت ابوبصیر اور ان کے بیٹے عبداللہ کی پوری روایت صحیح ہے اور اس پر حضرت خالد بن حارث کی روایت دلیل ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت شعبہ نے سنائی، انھیں ابواسحاق نے، انھیں معاذ بن معاذ عنبری اور یحییٰ بن سعید نے حضرت شعبہ سے لے کر سنائی۔

رہی حضرت خالد بن حارث کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۴۳ حضرت شعبہ کی مطابق حضرت ابواسحاق نے حضرت خالد اور ان کے والد سے سنی، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

رہی حضرت معاذ بن معاذ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۴۴ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی۔'' پھر باقی حدیث ذکر کی۔

رہی حضرت یحییٰ بن سعید کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۸۴۵ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی۔'' پھر پوری حدیث لکھی۔

حدیث کے امام حضرات حضرت یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور حضرت محمد بن یحییٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

پھر میں نے حضرت ابوالعباس محمد بن یعقوب رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے عباس بن محمد دوری سے، انھوں نے حضرت یحییٰ بن معین سے سنی، وہ کہتے ہیں کہ ابواسحاق نے اسے ابوبصیر سے اور انھوں نے اسے حضرت ابی بن کعب سے سنا۔ یہ بات حضرت زھیر بن معاویہ کہتے ہیں جبکہ حضرت شعبہ نے اسے ابی اسحاق سے لیا انھوں نے عبداللہ بن ابی عمیر سے لیا اور پھر ان کے والد سے لیا جنھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت لی لہٰذا حضرت شعبہ کا قول معتبر ہے اور وہ حضرت زھیر سے مضبوط ہیں۔

۸۴۶ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت علی بن مدینی نے حدیث بتائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی تو پوچھا: ''فلاں شخص موجود ہے؟''

اس حدیث کو حضرت ابواسحاق نے اس شیخ سے سنا جن سے ان کے سوا کسی اور نے نہیں سنا اور وہ حضرت عبداللہ بن ابوبصیر ہیں جبکہ حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابواسحاق نے اسے ان سے اور ان کے والد سے سنا تھا پھر ابوالاحوص، حضرت ابواسحاق سے اور وہ عیزار بن حریث سے سن کر کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو صحیح کہتا ہوں۔

پھر میں نے ابوبکر بن اسحاق فقیہ سے سنا، انھوں نے ابراہیم بن اسحٰق حربی اور انھوں نے علی بن مدینی سے سنا، وہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابواسحٰق نے حضرت عبداللہ بن ابی بصیر سے سنا اور پھر ان کے والد سے بھی سنا تھا۔

پھر ہمیں حضرت ابوبکر بن اسحاق نے حدیث بیان کی جنھیں عبداللہ بن محمد مدینی نے، انھیں محمد بن یحییٰ نے بیان کی کہ حضرت یحییٰ بن سعید اور خالد بن حارث کی شعبہ سے روایت اور حضرت ابوالاحوص کا حضرت ابواسحٰق سے اور ان کا عیزار بن حریث کا قول، یہ سب محفوظ ہیں چنانچہ حدیث کے امام حضرات کے اقوال سے اس حدیث کا صحیح ہونا نکھر کر سامنے آگیا ہے، رہے شیخین تو انھوں نے اسی بڑے اختلاف کی وجہ سے اسے نہیں لیا۔

۸۴۷ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میں شکار کو جاتا ہوں میں نے صرف ایک قمیص (یا بتایا کہ ایک جبہ) پہنا ہوتا ہے تو کیا میں اسے (نماز کے دوران) باندھ لیا کروں؟ (یا عرض کی کہ بٹن لگا لیا کروں؟) فرمایا: ہاں، خواہ کانٹے ہی لگا لیا کرو۔''

حضرت مدینی کی یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس روایت میں موسیٰ نامی راوی ابراہیم تیمی ہیں جو محمد کے بھائی ہیں، تاہم شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

۸۴۸ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لحاف میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا جسے گلے میں لٹکایا نہ گیا ہو اور پھر آپ نے اکیلی شلوار میں بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب آدمی نے چادر نہ اوڑھی ہو۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا بلکہ دونوں ہی نے ابوتمیلہ کو راوی لیا ہے، رہے ابوالمنیب مروزی تو وہ عبداللہ بن عبداعتکی ہیں جو "مَرْوَز" والوں میں سے پختہ ہیں اور ان خراسانیوں میں شامل ہیں جن کی حدیث لی جاتی ہے۔

۸۴۹ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کیا ایسی عورت قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے جس کے پاس چادر نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جب قمیص اتنی لمبی ہو جو اس کے قدموں کے اوپر والا حصہ ڈھانپ لے۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۵۰ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ ڈھیلے تہبند میں نماز پڑھ رہے تھے جس پر میں نے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا: میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۸۵۱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حیض کی مدت کو پہنچنے والی عورت کی نماز چادر کے بغیر نہیں قبول ہو سکتی۔"

۸۵۲ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حیض کی مدت کو پہنچنے والی عورت کی نماز چادر کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔"

۸۵۳ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پوری زمین پر سجدہ کیا جا سکتا ہے لیکن حمام اور قبرستان میں نہیں۔"

یہی روایت عبدالعزیز بن محمد نے حضرت عمرو بن یحییٰ سے لی ہے۔

۸۵۴ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پوری زمین مسجد کی طرح ہے البتہ حمام اور قبرستان میں نماز نہیں ہوتی۔"

یہ تمام سندیں امام بخاری و مسلم کی شرطوں پر صحیح ہیں لیکن شیخین نے انھیں نہیں لیا۔

۸۵۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آگے سُترہ (چھڑی وغیرہ) رکھے بغیر نماز نہ پڑھا کرو اور پھر اپنے آگے سے کسی کو نہ گزرنے دیں لیکن اگر یہ بات نہ مانے تو اس سے لڑائی کرو کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۵۶ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سُترہ سامنے رکھ کر پڑھے اور اس کے قریب ہوتا کہ شیطان اس کی نماز کو توڑ نہ سکے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔''

۸۵۷ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بالوں (یا کہا لحافوں) میں نماز نہ پڑھتے تھے۔''

عبید اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد کو شک تھا۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۸۵۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سترہ کے لیے کجاوہ کا پچھلا حصہ ہوتا ہے خواہ وہ بال جیسا باریک ہو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے بال جیسا باریک بتاتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

۸۵۹ حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی نماز کے لیے پردہ ضرور کیا کرو خواہ تیر ہی کے ذریعے ہو۔''

۸۶۰ حضرت ربیع بن سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی نماز کے لیے پردہ ضرور کر لیا کرو خواہ تیر ہی کے ذریعے ہو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۶۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسجد سے دور اور زیادہ دور ہو تو وہ زیادہ اجر لیا کرتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی مدینہ والے محدثین ہیں جبکہ ایک راوی یحییٰ بن سعید، وادیوں کی پرکھ کے لئے امام مانے جاتے ہیں تاہم شیخین نے یہ حدیث نہیں لی کیونکہ یہ اس سند کے علاوہ روایت نہیں ہوئی۔

۸۶۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا دوسری پچیس نمازوں کے برابر ہوتا ہے اور جب اسے جنگل میں پڑھے، اس کا رکوع اور سجدے پورے طور پر کرے تو پچاس نمازوں کا مرتبہ لے سکتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح شمار ہوتی ہے چنانچہ دونوں حضرات حضرت ھلال بن ابی ھلال کی روایتوں کو معتبر جانتے ہیں، انھیں ابن ابی میمونہ، ابن علی اور ابن اسامہ بھی کہتے ہیں اور سب سے مراد یہ ہوتے ہیں۔

۸۶۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھے طریقے سے کرے پھر

مسجد کو جائے تو دیکھے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اس شخص جیسا اجر دے گا جو وہاں پڑھ چکا اور اس کے لیے وہاں پہنچا، یہ چیز ان کے اجروں میں کچھ کمی نہ کرے گی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۶۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کو (گھر میں) مسجدیں (نماز کی جگہ) بنانے سے نہ روکو کیونکہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہوتے ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے چنانچہ دونوں ہی نے حضرت عوام بن حوشب کی روایت لی ہے جبکہ حضرت حبیب نے حضرت ابن عمر سے حدیث سنی ہے، ہاں شیخین نے اس میں یہ زائد لفظ نہیں لئے کہ ''ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔''

۸۶۵ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورتوں کے لیے نماز پڑھنے کی بہترین جگہ گھروں کے اندر پورے پردے میں ہوتی ہے۔''

۸۶۶ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا حجرے میں پڑھنے سے زیادہ مرتبہ والا ہوتا ہے اور کوٹھڑی میں نماز پڑھنا بڑے گھر میں پڑھنے سے بہتر ہوتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن وہ اسے نہیں لیتے جبکہ دونوں ہی نے حضرت مورق بن مشمرخ عجلی کو دلیل بنایا ہے۔

۸۶۷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی آدمی کو دیکھا جو اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اس پر فرمایا: کوئی اس پر مہربانی نہیں کرسکتا کہ اس کے ساتھ مل کر پڑھ لے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

یہ سلیمان بن اسود راوی سلیمان بن سحیم ہیں، امام مسلم نے انھیں لیا ہے اور ان کے ساتھ ابوالمتوکل کو بھی لیا ہے۔

یہ حدیث مسجدوں میں دو مرتبہ جماعت کرانے کے لیے اصل ثبوت بنتی ہے۔

۸۶۸ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا امام بنے اور پورے وقت پر نماز پڑھے تو اسے اور نمازیوں کو اس کا اجر ملے گا لیکن جس نے اس وقت میں کچھ خامی ڈالی تو گناہ اسی کو ہوگا، نمازیوں کو نہیں۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۶۹ حضرت ہمام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت حذیفہ نے مدائن میں کسی دکان پر لوگوں کو نماز پڑھائی تو حضرت ابومسعود نے ان کی قمیص پکڑ کر کھینچی اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: آپ جانتے نہیں کہ محدثین اس سے روکتے ہیں؟ (یا فرمایا: آپ جانتے نہیں کہ اس بات سے روکا گیا ہے) انھوں نے کہا: ہاں جانتا ہوں، مجھے اس وقت یاد آیا جب آپ نے میری مدد کی۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کے طریقے پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۸۷۰۔ حضرت ہمام رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت حذیفہ نے مدائن کے مقام پر لوگوں کو نماز پڑھائی اور آگے دکان میں چلے گئے چنانچہ حضرت ابومسعود نے ان کا کپڑا پکڑ کر مروڑا اور واپس آ گئے، جب انھوں نے نماز پوری کر لی تو ابومسعود نے ان سے کہا: کیا آپ کو علم نہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ امام اونچی جگہ پر ہو اور لوگ اس کے پیچھے ہوں؟ آپ نے کہا: آپ نے اس وقت دیکھا بھی نہیں تھا جب میں نے آپ کی بات مان لی تھی؟"

۸۷۱۔ حضرت عبدالحمید بن محمود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "ہم نے ایک گورنر کے پیچھے نماز پڑھی تو لوگوں نے تنگ جگہ پر کھڑے ہونے کے لیے ہمیں مجبور کر دیا چنانچہ ہم نے دو ستونوں کے درمیان پڑھی اور جب ہم نماز پڑھ چکے تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اس بات سے گریز کرتے تھے۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۷۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے فرمان اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا (اسراء:۷۸) "بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔" کے بارے میں فرمایا کہ "ان میں رات اور دن کے فرشتے آ کر جمع ہوتے ہیں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے مگر دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۸۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ "جب ہم کسی کو عشاء اور صبح کی نماز میں نہ دیکھتے تو اس کے بارے میں پریشان ہو جاتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۸۷۴۔ حضرت ابوطلحہ یعمری رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟ انھوں نے کہا: اس بستی میں جو حمص کے قریب ہے۔ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی بستی یا دیہات میں تین لوگ ہوں اور وہاں نماز کی جماعت نہ ہوتی ہو تو شیطان ان پر قابو پا لیتا ہے لہٰذا تم جماعت کے ساتھ رہا کرو کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ایک طرف نکل جائے۔"

یہ سچی حدیث ہے اور اس کے راوی پہلی حدیث کی تائید کرتے ہیں اور حضرت سائب بن حبیش کے علاوہ ان سب کو راوی لینے پر اتفاق کرتے ہیں اور حضرت زائدہ کے طریقے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پختہ راویوں کے بغیر حدیث بیان نہیں کرتے۔

۸۷۵۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی خوب پاک ہو کر مسجد کو جائے اور دھیان سے نماز پڑھے تو اس بارے میں ایک یا دو فرشتے مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھتے ہیں اور بیٹھ کر نماز

کا دھیان کرنے والا صبر کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، اسے اس وقت سے نمازی شمار کیا جاتا ہے جب وہ گھر سے نکلا تھا، یونہی واپسی تک وہ نمازی ہی شمار ہوتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۷۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاں سے اس وقت گزرے جب وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہاتھ سے اشارہ کر رہے کہ وہ اپنے دل سے بات کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! بات کیا ہے کہ تم اپنے دل سے بات کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: کیا کروں، اللہ کا دشمن چاہتا ہے کہ مجھے وہ کلام بھلا دے جسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے: فرمایا: ''کبھی بھی کسی آدمی کی وجہ سے تم پر اس بات کا بوجھ نہ ہوا کرے کہ تم مسجد میں جا کر باتیں کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ: جو راہِ خدا میں جہاد کرے، وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، جو گھر میں بیٹھے اور برے لفظوں میں اس کی چغلی نہ کرے تو وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، جو کسی مریض کی بیمار پرسی کو جائے، وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، جو صبح یا شام کو مسجد کی طرف جائے تو وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور جو کسی امام کی عزت کرنے جائے تو وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے لیکن خدا کا یہ دشمن چاہتا ہے کہ مجھے گھر سے نکال کر مجلس میں لے جائے۔''

اس حدیث کے راوی مصری اور پختہ ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۷۷ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو خوشخبری سنا دو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر جاتے ہیں کہ قیامت کے دن انھیں بھرپور نور ملے گا۔''

۸۷۹ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اس نے مسجد میں جانا عادت بنا لیا ہے تو اعلان کر دو کہ وہ مومن ہے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (توبہ: ۱۸) ''اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔''

یہ ترجمہ مصریوں کا ہے جو اس کے صحیح ہونے اور راویوں کے سچا ہونے میں اختلاف نہیں کرتے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا اور میں بھی اس کے صحیح ہونے کے بارے میں بتا چکا ہوں۔''

۸۸۰ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو بھی نماز کے لیے مسجدوں کو اپنا گھر سمجھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر سے نکلتے ہی اس پر اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے غائب ہو جانے والے کے گھر والے اس کے واپس آنے پر خوشیاں مناتے ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح تو ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔

حضرت لیث بن سعد نے ابن ابی ذئب کی مخالفت کی ہے اور اس حدیث کو حضرت مقبری سے روایت کیا ہے۔ جنھوں

نے یہ روایت ابوعبیدہ سے، انھوں نے سعید بن یسار سے لی ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: رسولِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب بھی تم میں سے کوئی اچھے طور پر پانی بہاتے ہوئے وضو کر کے مسجد میں چلا آتا ہے اور ارادہ صرف نماز کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے یوں خوش ہوتا ہے جیسے غائب ہو جانے والے شخص کے گھر آجانے پر اس کے گھر والے خوش ہوا کرتے ہیں۔''

۸۸۱ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا امام بنے اور صحیح وقت پالے تو اس میں اسے اور ان لوگوں کو اجر ملے گا لیکن جو اس میں کمی بیشی کر بیٹھے تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا، لوگوں پر نہیں۔''

یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ امام مسلم نے اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن حرملہ سے حدیث لی ہے جبکہ امام بخاری نے اس کے دوسرے راوی یحییٰ بن ایوب سے لی ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

۸۸۲ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن اذان کہنے کے بعد کچھ دیر کے لیے رک جاتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (گھر سے) تشریف لاتے دیکھتے تو تکبیر کہنا شروع کر دیتے۔

یہ حدیث صحیح ہے جو حضرت امام مسلم بن حجاج کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن پھر بھی شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۸۳ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو صف میں خالی جگہ کو پُر کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا بنا لیتا ہے اور جو صف کو توڑ دیتا ہے تو اللہ اسے اپنے سے علیحدہ کر دیتا ہے۔''

۸۸۴ سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں پر مہربانی فرماتے ہیں جو صفوں میں خالی جگہوں کو پُر کر دیا کرتے ہیں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۸۸۵ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ اور دوسری والوں کے لیے صرف ایک مرتبہ بخشش کی دعا فرماتے ہیں۔''

اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے کیونکہ شیخین صحابی کے علاوہ دوسروں سے روایت لینے پر اتفاق کیے ہوئے ہیں جیسے میں تابعین میں ایک ایک کے راوی بننے کا ذکر کر چکا ہوں۔

۸۸۶ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا تھا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اس وقت مسجد میں آئے جب لوگ رکوع میں جا چکے ہوں تو نماز میں شامل ہوتے ہی رکوع کی حالت بنا لے اور پھر قدم سے قدم ملاتے آہستہ آہستہ گھسٹتا ہوا صف میں شامل ہو جائے کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔''

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے تاہم انھوں نے اسے اپنی کتابوں میں شامل نہیں کیا۔

۸۸۷ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ عین اس وقت جب میں مسجد مدینہ میں پہلی صف میں کھڑا نماز پڑھا تھا تو پیچھے سے ایک شخص نے مجھے زوردار طریقے سے کھینچ کر الگ کردیا اور خود وہاں کھڑا ہوگیا، مجھے اپنی نماز بھول گئی اور جب وہ نماز پڑھ چکا تو دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے، فرمانے لگے: اے شخص! اللہ تمہارا برا نہ کرے، یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم تک چلا آتا ہے۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ کہا: کعبہ کے پروردگار کی قسم: ہاروں والے ہلاک ہو چکے۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم: مجھے ان پر افسوس نہیں بلکہ ان چیزوں پر ہے جن کی وجہ سے یہ گمراہ ہوگئے۔ میں نے پوچھا کہ ان ہاروں والوں سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ تو فرمایا: حکمران۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے کیونکہ انہوں نے اس کے راوی یوسف بن یعقوب سدوسی کو مانا ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

۸۸۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب امام اللہ اکبر کہا کرے تو تم بھی کہا کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح کہلاتی ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں لیا۔

اس میں ایک پیاری سنت کا پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ مقتدی امام کے تکبیر کہنے تک کھڑا رہے، اس کے ہمراہ تکبیر نہ کہے۔

۸۸۹ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی آپس میں بحث چھڑ گئی جس میں حضرت سمرہ بن جندب نے حدیث کا حوالہ دے کر کہا کہ (نماز میں) انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کئے دو وقفے یاد ہیں، ایک اس وقت جب تکبیر کہی اور ایک اس وقت جب قراءت سے فارغ ہوکر رکوع میں گئے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔ انہوں نے مل کر حضرت عمارہ بن قعقاع کی یہ حدیث لی ہے جسے انہوں نے ابوزرعہ سے اور انہوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر کہتے تو تکبیر اور تلاوت کے درمیان تھوڑی دیر رک جاتے۔''

حضرت سمرہ کی حدیث کے بارے میں کسی کو یہ وہم نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت حسن نے ان سے حدیث نہیں سنی کیونکہ انہوں نے ان سے یقیناً سنی تھی۔

۸۹۰ حضرت سعید بن سمعانی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مسجد زریق میں آئے اور فرمایا: تین ایسے کام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کرتے تھے لیکن لوگوں نے چھوڑ رکھے ہیں:

① دونوں ہاتھوں کو اس قدر اوپر کرتے کہ کانوں سے آگے نکل جاتے۔

② تلاوت کرنے کے بعد تھوڑی دیر چپ چاپ کھڑے رہتے۔

(۳) اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگا کرتے۔

۸۹۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے اٹھتے تو ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھنا شروع کر دیتے، چپ چاپ کھڑے نہ ہوتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے یوں نہیں لکھا۔

۸۹۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اس وقفہ میں آ ؤ جب ہم سجدے میں جا چکے ہوں تو تم بھی سجدے میں چلے جاؤ اور اسے برا خیال نہ کرو لیکن جو ایک رکعت پالے تو یقیناً پوری نماز کا ثواب حاصل کرے گا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

یحییٰ بن ابی سلیمان راوی، مصر والوں میں سے پختہ ہیں۔

۸۹۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پوری کرنے میں ہلکا پھلکا طریقہ برتتے تھے (جلد فارغ ہو جاتے) خود میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ سلام کہتے ہی اٹھ کھڑے ہوتے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پڑھی تو وہ بھی سلام کہتے ہی تیزی سے اپنے مقام پر یوں کھڑے ہو جاتے جیسے گرم پتھر سے اٹھے ہوں۔"

اس حدیث کے ایک راوی عبداللہ بن فروخ کے علاوہ باقی سب راوی صحیح ہیں کیونکہ شیخین نے اسے کسی خامی کی وجہ سے نہیں چھوڑا۔ یہ ایک اچھا طریقہ ہے جو اس حدیث کے علاوہ اور کہیں نہیں جبکہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت ہند بنت حارث سے روایت کی ہوئی حدیث یوں ہے: "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں عورتوں کا طریقہ یہ تھا کہ آپ جب فرض نماز پڑھ لیتے تو کھڑی ہو جاتیں۔"

اسے امام بخاری نے لیا ہے۔

۸۹۴ حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں: میں نے انھیں دیکھا کہ وہ اپنی قوم کے نوجوانوں کو امام بناتے جو آپ کو نماز پڑھایا کرتے۔ اس پر میں نے کہا: آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ مرتبہ والے اور ہونے والے پہلے مسلمانوں میں شامل ہیں تو پھر ان نوجوانوں کو آگے کیوں کرتے ہیں کہ آپ کو نماز پڑھائیں، آپ خود آگے ہو کر اپنی قوم کو نماز کیوں نہیں پڑھا دیتے؟ انھوں نے فرمایا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ امام ضامن ہوتا ہے، اگر وہ پورے طریقے سے پڑھائے تو اسے اور مقتدیوں کو اجر ملتا ہے لیکن اگر نقص ڈالے تو اس اکیلے پر بوجھ ہوگا، دوسروں پر نہیں اور میں نہیں چاہتا کہ یہ بوجھ اٹھاؤں۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔

۸۹۵ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صف میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو اور

ایسا نہ ہو کہ ''حذف'' کی اولاد مفول کے درمیان آجائے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ حذف کی اولاد کون ہیں؟ فرمایا: یہ یمن کے علاقے میں دنبے ہیں جن کے بال چھوٹے اور رنگ سیاہ ہوتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے تاہم انھوں نے ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں لیا۔

(۸۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کا یہ حسن ہے کہ صفیں سیدھی ہوں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم دونوں حضرات نے اس کے الفاظ یہ لیے ہیں: ''صفوں کو برابر کرنا مکمل نماز کی علامت ہے۔''

(۸۹۷) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ بخشش کی دعا فرماتے لیکن دوسری کے لیے صرف ایک مرتبہ فرماتے ہیں۔''

اس حدیث کی سند ہر لحاظ سے صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے اس لئے نہیں لیا کہ اس کے ایک راوی میں کمزوری ہے، میں اسے پہلے بتا چکا ہوں۔

(۸۹۸) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب (نماز کے لیے) تم میں سے کوئی اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو ایک قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے جبکہ دوسرے پر ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ انھوں نے حضرت اسود بن علاء کی یہ حدیث لی ہوئی ہے جسے انھوں نے حضرت ابوسلمہ کے ذریعے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے کہ: اَلْبِئْرُ جُبَارٌ، لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۸۹۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اچھے طریقے سے وضو کرے اور پھر نماز کے لیے جائے، اس میں اس کے لیے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے تو بایاں پاؤں جب بھی اٹھائے گا، وہ اس سے ایک گناہ دور کردے گا اور دایاں اٹھانے پر اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی رہے گی اور یہ سلسلہ مسجد میں جانے تک جاری رہے گا۔''

اس حدیث کے راوی حضرت کثیر بن زید اور ابوعبداللہ قراظ رضی اللہ عنہ مدینہ کے رہنے والے ہیں اور انھیں سچے راوی کے طور پر جانتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا ہے۔

(۹۰۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''سنت طریقہ یہ ہے کہ جب تم مسجد میں جاؤ تو دایاں پاؤں پہلے اٹھاؤ اور جب اس میں سے نکلو تو پہلے بایاں پاؤں نکالو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انھوں نے ابوطلحہ شداد بن سعید کو راوی کے طور پر لیا ہے تاہم شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

۹۰۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو نماز کے بارے میں زور دیتے تھے اور اس بات سے روک دیا تھا کہ آپ کے نکلنے سے پہلے نکل آئیں۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار پاتی ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۰۲ حضرت عبدالحمید بن محمود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس دوران لوگوں نے ہمیں (بھیڑ کرکے) دوستوں کے درمیان کر دیا، حضرت انس پیچھے ہٹ گئے اور جب ہم نے نماز پڑھ لی تو انھوں نے بتایا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہم ایسا کرنے سے بچا کرتے تھے۔

۹۰۳ حضرت قرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ”ہمیں ستونوں کے درمیان کھڑا ہونے سے روک دیا گیا تھا بلکہ (کھڑے ہو جانے پر) وہاں سے زبردستی نکال دیا جاتا تھا۔“

(نمبر ۹۰۱، نمبر ۹۰۲) والی دونوں سندیں صحیح ہیں تاہم شیخین نے اس بارے میں کوئی بھی حدیث نہیں لی۔

۹۰۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش ہوا کرتی تھی کہ مہاجرین وانصار آپ سے مل کر کچھ نماز کے بارے میں لے لیں۔“

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم اسے انھوں نے نہیں لیا۔

۹۰۵ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے انھیں میرے ہاں آنا چاہیے جو نماز کے بارے میں مجھ سے کچھ سیکھ لیں۔“



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَابُ التَّامِیۡنِ (آمین کہنا)

(۹۰۶) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''مجھ سے پہلے آمین نہ کہا کرو''
یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کے ایک راوی ابوعثمان مخضرم نہدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے پہلے طبقہ والوں سے ملاقات کی تھی اور یہ بات آمین کے سلسلے میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے خلاف جاتی ہے کیونکہ حضرت ابوصالح کی حدیث ملتی ہے جسے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب امام **و لا الضالّین** کہے تو تم امین کہا کرو'' جبکہ مدینہ والے فقہاء حضرات حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سامنے رکھے ہوئے ہیں جسے حضرت سعید اور ابوسلمہ نے روایت کیا ہے ''جب امام امین کہا کرے تو تم بھی اس وقت کہو''

(۹۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سجدہ کی آیت تلاوت فرمائی تو لوگوں میں سے زمین پر سوار اور سجدہ کرنے والوں نے سجدہ کیا اور پھر دیکھنے میں آیا کہ سوار شخص اپنے ہاتھ پر سجدہ کر رہا تھا''
اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ یہ حضرات حضرت مصعب بن ثابت کو نہیں لیتے اور نہ ہی ان پر کوئی اعتراض کیا ہے۔

(۹۰۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسولِ اکرم ؐ کے ہاں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! آج رات میں نے خواب والے شخص کی طرح دیکھا ہے کہ میں گویا ایک درخت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں، پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں نے گویا سجدہ کی آیت تلاوت کی ہے تو میں نے سجدہ کیا اور میں نے دیکھا کہ میری طرح درخت بھی سجدہ کر رہا ہے پھر اسے میں نے سجدہ کی حالت میں یوں کہتے سنا کہ: ''اے اللہ! اس (آیت) کی وجہ سے اپنے ہاں میرے لئے ثواب لکھ لے اور اسے اپنے پاس میرے نام سے محفوظ رکھ، اس کی وجہ سے میرے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور اسے میری طرف سے یوں قبول کر لے جیسے اپنے بندے

حضرت داؤد علیہ السلام سے کیا تھا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے سجدہ کی آیت تلاوت فرمائی اور پھر سجدہ کیا چنانچہ سجدہ کی حالت میں میں نے آپ کو وہی کچھ پڑھتے سنا جیسے اس شخص نے درخت کو پڑھتے سنا تھا۔"

حضرت محمد بن یزید بن خنیس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت حسن بن محمد بن عبید اللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ہمیں مسجد حرام کے اندر نماز پڑھاتے تھے، اسی دوران سجدہ کی آیت تلاوت کر کے لمبا سجدہ کرتے اور جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو بتایا: مجھے ابن جریج نے بتایا کہ مجھے اس بارے میں تمہارے دادا عبید اللہ بن ابو یزید نے بتایا تھا۔

اس حدیث کے راوی مکہ کے محدثین ہیں جن میں سے کسی پر اعتراض نہیں ہوا اور یہی چیز بخاری کی شرط ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۰۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت قرآنی سجدہ کرتے وقت یہ پڑھا کرتے تھے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ.

یہی حدیث حضرت وہیب نے حضرت خالد سے اور عبدالوہاب ثقفی نے بھی انہی سے لے کر بتائی ہے اور کچھ اضافہ کیا ہے۔

حضرت وھیب کی حدیث تو یوں ہے:

۹۱۰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے سجدے میں یوں پڑھا کرتے تھے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ.

رہی حضرت عبدالوہاب کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۹۱۱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت قرآنی سجدہ کرتے تو یہ پڑھتے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۱۲ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "سب سے پہلے سجدہ کی آیت سورۂ حج میں اتری تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھ کر سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی سجدہ کیا البتہ ایک شخص نے نہ کیا بلکہ مٹی رکھ کر اس پر سجدہ کیا چنانچہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوا۔"

یہ حدیث حضرت زکریا بن ابی زائد نے بھی روایت کی ہے جسے انھوں نے ابواسحٰق سے یونہی روایت کیا ہے۔

۹۱۳ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "سورۂ حج وہ پہلی سورت تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا تو سجدہ کیا جس کی وجہ سے ایک شخص کے علاوہ سب نے سجدہ کیا، اس نے مٹی اٹھا کر رکھی اور اس پر سجدہ کیا چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ کافر ہو کر قتل ہوا۔"

یہ حدیث دونوں سندوں (۹۱۲، ۹۱۳) کے ساتھ شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے تاہم اسے انھوں نے نہیں لیا بلکہ دونوں ہی نے حضرت شعبہ کی حدیث لی ہے جسے انھوں نے حضرت ابواسحاق سے انھوں نے حضرت اسود سے اور انھوں نے حضرت عبداللہ سے لیا ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ النجم کی تلاوت فرمائی، اور پھر اسی طرح کی حدیث لکھی۔ ان میں سے کوئی حدیث بھی دوسری کے مقابلے میں نہیں ہے کیونکہ میں قیس بن ربیع کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں جانتا جس نے سورۂ النجم ذکر کرنے میں حضرت شعبہ کی پیروی کی ہو اور جہاں تک اجتہاد کا تعلق ہے تو وہ دونوں حدیثوں کو صحیح قرار دیتا ہے۔ واللہ اعلم، انھوں نے عبداللہ بن لہیعہ کی سند سے یہ روایت لکھی ہے کہ: ''سورۂ حج میں دو سجدے موجود ہیں۔''

۹۱۴ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سورۂ حج کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ اس میں سجدہ کی دو آیتیں ہیں چنانچہ جو انھیں کرنا نہیں چاہتا، وہ اسے نہ پڑھے۔''

۹۱۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی تو ہم سوچ رہے تھے کہ آپ نے سورۂ تنزیل السجدہ پڑھی ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔ اس میں ایک بہتر سنت کا ذکر ہے کہ امام نے پست آواز سے پڑھی جانے والی نماز میں ویسے ہی سجدہ کیا جیسے اونچی آواز سے پڑھی جانے والی نماز میں کرتا تھا۔''

۹۱۶ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات میرے ہاں ٹھہرے تو دیکھا کہ آپ وہاں نہیں تھے، مجھے خیال آیا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس گئے ہوں گے چنانچہ میں نے تلاش کی تو آپ سجدہ میں گئے ہوئے تھے، میں نے اپنا ہاتھ آپ پر رکھا تو سنا: آپ یوں عرض کر رہے تھے: ''میری چھپی ہوئی اور ظاہری، سب کوتاہیاں (بفرضِ محال) بخش دے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے تاہم انھوں نے اسے شامل نہیں کیا۔

۹۱۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بیٹھے تھے، آپ نے قرآن پڑھنا شروع کیا، اس دوران جب بھی سجدہ کی آیت پڑھتے، سجدہ کرتے اور ساتھ ہی ہم بھی کرتے جاتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم انھوں نے اسے شامل نہیں فرمایا۔

نماز سے باہر رہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کا سجدہ بہترین سنت تھی۔

۹۱۸ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ بدر کی جنگ شروع ہوئی تو میں نے لڑائی میں تھوڑا سا حصہ لیا اور پھر جلدی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے آیا کہ آپ کیا کر رہے ہیں چنانچہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ سجدہ میں یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھتے جا رہے ہیں اس سے زیادہ نہیں پڑھتے، میں لڑائی کے لیے واپس چلا گیا، واپس آیا تو دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور وہی کہہ رہے ہیں، میں پھر چلا گیا اور واپس آیا تو سجدہ میں آپ وہی کچھ کہہ رہے تھے اور پھر فتح حاصل ہونے تک آپ یہی پڑھتے رہے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے، شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس سند میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔

۹۱۹ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تھے، میں آپ کے پیچھے ہولیا لیکن آپ کی توجہ نہ تھی، آپ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا، سجدہ لمبا تھا اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ مجھے یوں لگا کہ اللہ نے آپ کو فوت کر دیا ہے، میں چل کر آپ کے قریب ہوا اور سر جھکا کر آپ کے چہرے کی طرف دیکھا، اتنے میں آپ نے سر انور اٹھایا اور پوچھا اے عبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! جب آپ نے سجدہ کو لمبا کیا تو مجھے یوں لگا جیسے آپ فوت ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میں دیکھنے آیا ہوں۔

اس پر آپ نے فرمایا: میں جب باغ میں آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور کہا: میں آپ کو خوشی کی بات بتا رہا ہوں کہ جو آپ پر سلام پڑھے گا، میں بھی اس پر پڑھوں گا اور جو آپ پر درود پڑھے گا، میں بھی اس پر پڑھوں گا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔ میرے نزدیک سجدۂ تلاوت میں اس سے زیادہ صحیح روایت نہیں ملتی۔ اس کے بعد میں حضرت بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ کی حدیث ذکر کروں گا۔

۹۲۰ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پندرہ سجدے پڑھائے جن میں سے تین سورۂ مفصل میں اور دو سورۂ حج میں تھے۔"

اس حدیث کے راوی مصر کے محدثین ہیں جن میں سے اکثر کو امام بخاری نے لیا ہے، قرآن کے سجدے بتانے میں اس سے زیادہ مکمل کوئی حدیث نہیں ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۲۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو بلند آواز سے آمین کہی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح شمار ہوتی ہے مگر انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ شامل نہیں کیا البتہ امام اور مقتدیوں کے آمین کہنے پر دونوں کا اتفاق ہے خواہ امام اسے چھپا کر کہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث لوگوں کی جماعت میں یہ بات لیتے نظر آتے ہیں کہ مقتدیوں کی طرف سے آمین کہنا اس حدیث سے ثابت ہے:

"جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو آمین کہا کرو۔"

۹۲۲ حضرت سعید بن حارث رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے (یا کہا کہ غائب ہوئے) تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز شروع کر کے رکوع کرتے وقت، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے، سجدے سے سر اٹھاتے، سجدہ کر کے، پھر سر اٹھاتے اور دونوں رکعتوں سے اٹھتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہی اور یونہی نماز پوری کی جس پر آپ سے پوچھا گیا کہ لوگ آپ کی نماز پر اختلاف کر رہے ہیں چنانچہ آپ نے آگے بڑھ کر منبر پر چڑھ کر فرمایا: اے لوگو! مجھے اس بات

کی پرواہ نہیں کہ تمھاری نماز صحیح ہوئی ہے یا نہیں، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یوں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے ایسے طور پر ذکر نہیں کیا بلکہ دونوں حضرات حضرت غیلان بن جریر کی روایت لائے ہیں جسے انھوں نے حضرت مطرف سے لیا اور انھوں نے مختصر طور پر اسے حضرت عمران بن حصین سے لیا جبکہ اکیلے امام بخاری نے حضرت عکرمہ کی حدیث لی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے بطحاء میں ایک احمق شخص کے پیچھے نماز پڑھی جس نے بائیس تکبیریں کہہ دی تھیں" (الحدیث)

۹۲۳ حضرت وائل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم ﷺ رکوع فرماتے تو انگلیاں کھلی رکھتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، دونوں ہی نے اسے درج نہیں کیا۔

۹۲۴ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے نماز کا طریقہ بتلایا چنانچہ تکبیر کہی اور جب رکوع کرنا چاہا تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان بند کرتے ہوئے رکوع کیا۔ یہ بات حضرت سعد تک پہنچی تو انھوں نے کہا کہ میرے بھائی سچ کہتے ہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں ہم یونہی کیا کرتے تھے اور پھر ہمیں یوں حکم ملا یعنی گھٹنوں کو تھام لینے کا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے اس انداز سے نہیں لیا بلکہ ان کا اتفاق حضرت اسماعیل بن خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے جسے انھوں نے حضرت مصعب کے والد سعید سے لیا ہے کہ "ہم ہاتھوں کو بند رکھتے تھے پھر ہمیں گھٹنوں کو تھامنے کا حکم ملا۔"

۹۲۵ حضرت سالم بن براد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت عقبہ بن عمر اور ابو مسعود کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ بتایئے چنانچہ ہمارے سامنے وہ مسجد میں کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی، رکوع کیا تو تکبیر کہی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں اور انگلیاں ان سے نیچے اتاریں، پھر کہنیاں باہر کی طرف نکالیں اور فرمایا: ہم نے رسولِ اکرم ﷺ کو یونہی کرتے دیکھا تھا۔"

یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے اور اس میں پیارے الفاظ ہیں، شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ وہ عطاء بن سائب سے گریز کرتے ہیں تاہم میں نے عباس بن محمد دوری سے سنا، کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے حضرت عطاء بن سائب کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا تھا کہ وہ پختہ راوی ہیں۔

۹۲۶ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ اتری تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو۔"

۹۲۷ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب آیت مبارکہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ اتری تو رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اتری تو فرمایا کہ اسے اپنے

سجدے میں پڑھا کرو۔“

یہ حدیث حجازی ہے اور اس کی سند صحیح ہے، شیخین، موسیٰ بن ایوب قاضی کے چچا ایاس بن عامر کو چھوڑ کر اس کے سارے راویوں سے حدیث لیتے ہیں، اس کی سند درست ہے لیکن شیخین نے اسے اس انداز میں نہیں لیا بلکہ وہ دونوں ہی حضرت اعمش کی حدیث لیتے ہیں جسے انھوں نے سعید بن عبیدہ سے، انھوں نے مستورد بن احنف سے، انھوں نے صلہ بن زفر سے اور انھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھا کرتے تھے۔“

۹۲۸ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھ رہے تھے چنانچہ جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھایا تو کہا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ایک شخص نے کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ جَزِيْلًا. جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ابھی ابھی کون بولا تھا؟ ایک آدمی بولا: یارسول اللہ! میں تھا، اس پر آپ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تیس سے کچھ زیادہ فرشتے تیزی دکھا رہے ہیں کہ ان میں سے (اس کا اجر) کون پہلے لکھے۔“

یہ مدنیوں کی صحیح حدیث ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

دعائے قنوت کی ابتداء

۹۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز کے بعد مسلسل ایک مہینہ تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی اور یہ اس وقت جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ لیتے، دوسری رکعت پڑھی تو اس میں بنو سلیم کے قبیلہ رعل، ذکوان اور عصبہ کے خلاف دعا فرماتے، پچھلے لوگ آمین کہتے کیونکہ آپ نے انھیں اسلام کی طرف بلایا تھا تو انھوں نے ایلچیوں کو قتل کر دیا تھا۔“

حضرت عکرمہ کہتے ہیں: یہاں سے قنوت شروع ہوئی تھی۔

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔

۹۳۰ حضرت نافع کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں کی طرف لیجا کر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں کیا کرتے تھے۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، اس کے مقابلے میں حضرت انس اور وائل بن حجر کی طرف سے حدیث ملتی ہے۔

۹۳۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو انھوں نے تکبیر کہہ کر انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے برابر کیا، پھر رکوع کیا تو سارے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر ہو گئے اور پھر تکبیر کہتے ہوئے نیچے جھکے تو آپ کے گھٹنے ہاتھوں سے آگے

بڑھے ہوئے تھے۔"

یہ سند حضرات شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، مجھے اس میں کوئی خامی نظر نہیں آئی لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

رہی حدیث وائل بن حجر تو وہ یوں ہیں:

۹۳۲ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب ہاتھ اٹھاتے تو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔"

امام مسلم نے شریک اور عاصم بن کلیب سے روایت لی ہے۔ کوئی وہم کرسکتا ہے کہ صحیح سند والی حدیث کا مقابلہ صحیح سند والی کوئی دوسری حدیث نہیں کرسکتی تو ایسے شخص کو صحیح مسلم میں غور کرنا چاہیے، وہ اس قسم کی اتنی حدیثیں دیکھے گا کہ اکتا جائے گا، رہی اس میں تبدیلی (ایک کی جگہ دوسری حدیث) تو یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نظر آتی ہے کیونکہ اس میں صحابہ اور تابعین کی بہت سی روایات مل جاتی ہیں۔

۹۳۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک لیجاتے ہیں، فرمایا: دونوں ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے چہرہ کرتا ہے چنانچہ جب کوئی اپنا چہرہ (زمین پر رکھے) تو دونوں ہاتھ بھی رکھے اور چہرہ اٹھائے تو انھیں بھی اٹھالے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا بلکہ دونوں نے حضرت محمد بن ابراہیم کی حدیث لانے پر اتفاق کیا ہے جسے انھوں نے عامر بن سعد سے اور انھوں نے حضرت عباس عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے لیا ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: "بندہ جب سجدہ کررہا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ جسم کی سات ہڈیاں بھی سجدہ کررہے ہوتے ہیں۔" الحدیث

۹۳۴ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہتھیلی کے اس گوشت کو لگاتے جو انگوٹھوں کی جڑوں میں ہوتا ہے۔" (پنجابی میں اسے گّمی کہتے ہیں)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۳۵ حضرت عبیداللہ کے والد حضرت عبداللہ بن اقوم کہتے ہیں کہ وہ نمرہ کے مقام پر کھلی جگہ میں اپنے والد کے ساتھ تھے، یکا یک دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ جب بھی سجدے میں جاتے، میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتا۔"

یہ حدیث اس اصول پر صحیح ہے جسے میں بیان کرچکا ہوں کہ اکیلے راوی ہیں جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

۹۳۶ حضرت وائل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ میں جاتے تو انگلیاں ملالیتے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۳۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بازو پوری طرح باہر کی طرف نہ نکالو، دونوں

ہتھیلیوں کا سہارا لو، انھیں بازوؤں سے الگ رکھو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو تمھارا ہر عضو تمھارے ساتھ سجدہ کرتا ہوگا۔"

امام بخاری نے اس حدیث کے راوی آدم بن علی بکری سے روایت لی ہے جبکہ امام مسلم نے محمد بن اسحاق سے لی ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۹۳۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تو (امام ابو زکریا عنبری کی وضاحت کے مطابق) بازوؤں کو رکوع اور سجدے میں باہر نکالتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔ یہ ان حدیثوں میں شامل ہے جنھیں نضر بن شمیل ہی نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو زہیر بن معاویہ نے ابی اسحاق سے انھوں نے اربد تمیمی سے، انھوں نے براء سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیا ہے۔

(۹۳۹) حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ حضرت تمیمی سے حدیث لیتے ہیں جو حضرت ابن عباس کی تفسیر لیتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچھلی طرف سے آیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلوں کی سفیدی دیکھی کیونکہ آپ نے بازو باہر نکالے ہوئے تھے اور ہاتھوں کو کھولا ہوا تھا۔"

(۹۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں جاتے تو آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں البتہ ابن عیینہ نے اسے روایت کیا تو عبدالواحد نے اس میں اختلاف کیا۔

(۹۴۱) سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں جاتے تو جانور آپ کے سامنے سے گزرنا چاہتا، گزر جاتا۔"

(۹۴۲) حضرت عمروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: میں نے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا حالانکہ آپ بستر پر میرے ساتھ تھے پھر دیکھا کہ آپ سجدہ کر رہے تھے، دونوں ایڑیاں آپس میں ملائی ہوئی تھیں اور انگلیوں کے کنارے قبلہ کی طرف کیے ہوئے تھے، میں نے سنا تو آپ یوں پڑھ رہے تھے:

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ اُثْنِيْ عَلَيْكَ لَا اَبْلُغُ كُلَّ مَافِيْكَ.

پھر نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: اے عائشہ! تجھے تمہارے شیطان نے وہم ڈالا ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ کا شیطان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: شیطان ہر ایک پر مقرر ہے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر؟ فرمایا: میرا بھی ہے لیکن اللہ نے مجھے اس پر قابو دیا ہے تو وہ اسلام لے آیا ہے" (فرمانبرداری کرتا ہے)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اس کے یہ الفاظ نہیں لئے۔

میں ایسا کوئی شخص نہیں جانتا جس نے اس حدیث کے علاوہ دونوں ایڑیوں کو ملانے کا ذکر کیا ہو۔

۹۴۳ - حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوّے کی طرح زمین پر ماتھا وغیرہ مارے، درندوں کی طرح بیٹھے اور اونٹ کی طرح ایک جگہ کو مقرر کر رکھے۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن اسے شیخین نے نہیں لیا کیونکہ جیسے میں پہلے بیان کر چکا ہوں، یہ حدیث صحابی سے ایک ہی راوی نے روایت کی ہے۔

۹۴۴ - حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ نے سجدہ کی شکل کے بارے میں شکایت کہ وہ جب علیحدہ ہوں تو کیا کریں، آپ نے فرمایا کہ گھٹنوں کا سہارا لے لیا کرو۔

حضرت ابن عجلان کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ ایسے وقت میں دونوں کہنیاں دونوں گھٹنوں پر رکھ لے جب لمبا سجدہ کرے اور دعا کرے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۴۵ - حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے برا چور وہ ہوتا ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! نماز کی چوری کیسے کرسکتا ہے؟ فرمایا: وہ رکوع پورا نہ کرے اور نہ ہی پورے طریقے سے سجدہ کرے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے تاہم انھوں نے اسے لیا نہیں۔ میرے نزدیک اس کی وجہ وہ اختلاف ہے جو اوزاعی کے کاتب اور ولید بن مسلم میں تھا۔

۹۴۶ - حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے برا وہ چور ہوتا ہے جو نماز کی چوری کرے۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ اپنی نماز کی چوری کیسے کرتا ہے؟ فرمایا: وہ اس کا رکوع اور سجدہ پورے طریقے سے نہ کرے۔"

دونوں حدیثوں کی سندیں صحیح ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۴۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ اپنے بائیں ہاتھ پر تکیہ لگائے۔" جبکہ حضرت اسحاق کی روایت میں یوں ہے: "آدمی اپنی نماز میں دونوں ہاتھوں پر بھروسہ کرے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۴۸ - حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: "نماز میں سنت طریقہ یہ ہے کہ تشہد کو چھپا کر پڑھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۴۹ - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کا فرمان تشہد کے بارے میں آیا ہے۔"

۹۵۰ - حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے نماز پڑھی تو

اللہ کی حمد وثناء نہ کی، نہ اس کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا اور نماز مکمل کر لی۔ اس پر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے جلدی کی ہے چنانچہ اسے بلایا، پھر اس کے ساتھ دوسروں کو بھی سمجھایا کہ تم میں سے جب بھی کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی حمد وثناء کرے، اس کی تعریف کرے اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور اس کے بعد جو چاہے، دعا کرے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۵۱ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز میں چہرہ کے سامنے ایک بار سلام کہتے اور تھوڑا سا جھکاؤ داہنی طرف رکھتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں حضرات نے اسے نہیں لیا۔

۹۵۲ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "وہ (نماز میں) ایک مرتبہ سلام کہتی تھیں۔"

حضرت عمرو بن سلمہ اور حضرت زہیر بن محمد کی روایت لینے پر شیخین کا اتفاق ہے۔

۹۵۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مختصر سلام کہنا سنت ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے اور امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے چنانچہ انھوں نے کتاب میں دو جگہ ان کی روایت لی ہے جبکہ عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو امام اوزاعی کی طرف سے موقوف لکھا ہے۔

۹۵۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "مختصر سلام کہنا سنت ہے۔"

میں نے ابوزکریا عنبری سے پوچھا تو انھوں نے ابوعبداللہ بوشنجی کی طرف سے "حذف السلام" کے بارے میں بتایا کہ وہ یوں ہوتا ہے۔ "تم سلام کو لمبا نہ کرو اور اسے مختصر کردو۔"

۹۵۵ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ."

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ انھوں نے اس کی پوری سند لی ہے کہ: "آگے چل کر ایک فتنہ کھڑا ہوگا جس میں بیٹھ جانے والا، کھڑا ہونے والے سے اچھا رہے گا۔"

۹۵۶ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحٰنَ اللّٰه، الحمد للّٰه تینتیس بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ چونتیس بار پڑھا کریں۔

حضرت زید کہتے ہیں کہ اسی دوران انصار میں سے ایک شخص خواب میں آیا تو اس سے پوچھا گیا: کیا رسولِ اکرم ﷺ نے تمھیں حکم دیا تھا کہ ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ سبحن اللّٰه پڑھو؟ اس نے کہا کہ ہاں، فرمایا: اسے پچیس مرتبہ کردو اور اس میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه بھی ملالو۔

صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انھیں بتایا جس پر آپ نے فرمایا: ''یونہی کرلو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا بلکہ انھوں نے مل کر حضرت سمیٔ ایک جگہ کوکی حدیث لی ہے جسے انھوں نے حضرت ابوصالح سے لیا اور انھوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا: ''اہل وثور (مالدار) اجر لے گئے۔''

اس میں خواب کا ذکر نہیں اور نہ ہی یہ زیادتی موجود ہے۔''

۹۵۷ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد چاروں ''قل'' پڑھا کرو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۵۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب میں تم سے کوئی اکیلے کپڑے میں نماز پڑھے تو اسے کوکھ (کمر) پر باندھ لے اور یہودیوں کی طرح اسے پورے جسم پر نہ لپیٹو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے نماز میں ایک کپڑے کا طریقہ نہیں بتایا۔

۹۵۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سدل (سر کا کپڑا دونوں طرف سے سینے پر لٹکا لینا) سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپ لے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن اس میں انھوں نے نماز کے اندر چہروں کو ڈھانپنے کا ذکر نہیں کیا۔

۹۶۰ حضرت عبادہ بن ولید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا کہ ایک جنگ کے موقع پر ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میرے اوپر ایک چادر تھی، میں نے اس کے دونوں پہلو ادھر کا اُدھر اور اُدھر کا اِدھر کر لیا اور پھر اس پر گانٹھ سی لگا دی کہ گر نہ سکے اور پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے گھما کر دائیں طرف کر لیا، اسی دوران ابن صخر آئے اور آپ کی بائیں طرف کھڑے ہو گئے، آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ہمیں پکڑ کر اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے دیکھتے رہے لیکن مجھے پتہ نہ چل سکا، بعد میں مجھے معلوم ہوا تو آپ نے اشارے سے فرمایا کہ چادر کو تہبند بنالو اور جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے جابر! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حاضر ہوں، فرمایا: جب چادر کھلی ہو تو اس کے دونوں پہلو ایک دوسرے کے مخالف ڈالو لیکن اگر تنگ ہو تو اسے کوکھ پر باندھو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۶۱ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ طواف سے فارغ ہو کر طواف والی جگہ سے نکل کر اسی کی ایک طرف ہو گئے اور دو نفل پڑھنے لگے، آپ اور دو طوافوں کے درمیان کوئی بھی کام نہ ہوا۔''

یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت مطلب کی روایت لی ہے۔

۹۶۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران آپ کے سامنے سے ایک

بکری گزری، آپ نے اسے قبلہ کی طرف دوڑا دیا اور اپنا پیٹ قبلہ کی طرف لگا دیا۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے درج نہیں کیا۔

۹۶۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بلی نماز نہیں توڑا کرتی کیونکہ یہ گھر کی چیزوں میں شمار ہوتی ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیوں کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابوالزناد کو ابن وھب کی حدیث کے ساتھ ملایا ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۶۴ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک نماز کے دوران یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

آپ فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ حسابا یسیرا (مختصر حساب و کتاب) کیسا ہوتا ہے؟ فرمایا: اس کے اعمال نامے کو دیکھا جائے گا اور اس کی خاطر اس سے درگزر کیا جاتا ہوگا کیونکہ اس دن جس کا حساب سخت ہوگا تو اے عائشہ! وہ برباد ہوجائے گا چنانچہ مومن کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے تو اللہ اس کے گناہ دور کردیتا ہے بلکہ کانٹا بھی لگے تو یوں ہی کرتا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا۔

۹۶۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجیے جس کے ذریعے میں اپنی نماز میں دعا کیا کروں۔ فرمایا دس مرتبہ سبحٰن اللّٰہ پڑھو، دس مرتبہ الحمد للّٰہ اور دس مرتبہ اللّٰہ اکبر کہا کرو اور پھر اس کے بعد جو چاہو، اللہ سے مانگو۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۶۶ حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ اپنے جانور کی مہار ہاتھ میں تھی اور جب رکوع میں گئے تو مہار ہاتھ سے نکل گئی اور جانور چلا گیا۔ ابو برزہ پیچھے ہٹے، کسی طرف توجہ نہ کی اور اپنی سواری تک پہنچ کر اسے پکڑ لیا پھر یونہی چل پڑے اور اسی جگہ پہنچے جہاں پر نماز پڑھی تھی، نماز پوری کی اور سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد بتایا کہ میں کئی جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، اس طرح کئی جنگوں کا نام لیا، میں نے ان کی طرف سے یہ گنجائش اور آسانی دیکھ کر اسے اپنا لیا تاہم اگر میں اپنی سواری چھوڑ دیتا اور وہ جنگل کو نکل جاتی اور میں بوڑھا بن کر اندھیرے میں بھٹکتا تو یہ میرے لیے مشکل ہوتا۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۶۷ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ نماز میں سانپ اور بچھو آجائے تو اسے قتل

کر دیا کرو۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس کے راوی ضمضم بن جوس، اہل یمامہ میں سے ٹھوس راوی تھے اور انھوں نے کئی صحابہ سے حدیث سنی تھی، ان سے یحییٰ بن ابوکثیر نے روایت کی ہے اور امام احمد نے انھیں پختہ راوی مانا ہے۔

۹۶۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں دائیں بائیں دیکھ لیتے تھے اور گردن کو پچھلی طرف نہ موڑتے تھے۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۶۹ حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم نماز پڑھ رہے ہوتے ہو تو اپنے سامنے اور دائیں طرف تھوک نہ پھینکو ہاں اگر جگہ خالی ہو تو بائیں طرف پھینکو یا پھر اپنے قدموں کے نیچے پھینک دو، اسے سمجھانے کے لیے آپ نے پاؤں سے یوں سمجھایا جیسے اسے مل رہے ہوں۔"

یہ الفاظ حضرت ابوالعباس کی حدیث کے ہیں۔

یہ حدیث اس اصول پر صحیح ہے کہ صحابی سے ایک ہی تابعی روایت کرے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۱ حضرت شخیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو کھنگار پھینک کر اسے بائیں موزے سے مل دیا۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا بلکہ دونوں حضرات نے ابوالعلاء کی حدیث لینے پر اتفاق کیا ہے کیونکہ ان کا نام یزید بن عبداللہ بن شخیر ہے جبکہ امام مسلم نے عبداللہ بن شخیر صحابی سے حدیث لی ہے اور یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

۹۷۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کے گچھے کی جڑ ہاتھ میں رکھنا پسند تھی ایک دن آپ مسجد میں گئے اور اس میں سے ایک آپ کے ہاتھوں میں تھی، آپ نے مسجد کے قبلہ کی طرف کئی کھنگار پڑے دیکھے تو انھیں کھرچ کر صاف کر دیا اور پھر ناراضگی کی حالت میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی تھوک دے؟ جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے پروردگار کے سامنے ہوتا ہے، فرشتہ اس کی دائیں طرف ہوتا ہے لہٰذا وہ اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ ہی اپنی دائیں طرف تھوکے بلکہ اپنے قدموں کے نیچے تھوکے یا پھر بائیں طرف تھوکے البتہ اگر کوئی جلدی میں ہو تو اپنے کپڑے کی ایک طرف یوں تھوکے اور اور کپڑا دوسری طرف ڈال دے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر اس بارے میں واضح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۳ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، ایک دن آئے تو تکبیر کہی جا چکی تھی چنانچہ

فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھا دے کیونکہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہوا ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے اور ادھر پاخانہ بھی آ جائے تو پہلے پاخانہ کر لو۔"

یہ حدیث ان حدیثوں کی طرح صحیح ہے جن کے بارے میں بتا چکا ہوں کہ ایک صحابی کی طرف سے کوئی تابعی روایت کر دیتا ہے (جو مانی جاتی ہے) لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۳۔ بیت المقدس میں رہنے والے ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو تلاش کرنے چلے، ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ مکہ کو چلے گئے ہیں، آپ ان کے پیچھے ہو لئے اور پتہ چل گیا کہ وہ طائف کو جا رہے ہیں، آپ ان کے پیچھے پیچھے چلتے گئے اور آخر کار ان کی زمین میں انھیں جا ملے جسے "وھط" کہا جاتا تھا۔

ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو وہ قریش کے ایک آدمی کے پاس پہنچے جو وہیں موجود تھا، وہ قرشی شخص شراب تول رہا تھا۔ میں اس سے ملا تو سلام کہا، اس نے مجھے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: آج سویرے سویرے کس بناء پر آئے ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے اسے واقعہ بتایا اور پھر پوچھا کہ اے عبداللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسولِ اکرم ﷺ سے یہ بات سنی تھی کہ: ایسا نہیں ہو سکتا کہ میری امت کا کوئی شخص اگر شراب پی لے اور پھر اس کی چالیس دن کی نمازیں بھی قبول ہو جائیں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۴۔ حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ہم گھر میں موجود شخص کی نماز اور خوف کی نماز کا ذکر تو قرآن میں دیکھتے ہیں لیکن سفری نماز کا ذکر نہیں دیکھتے، حضرت عبداللہ نے کہا: اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہوا ہے، ہم کو تو کچھ پتہ ہی نہیں، ہم تو وہی کچھ کرتے ہیں جیسے حضرت محمد کو کرتا دیکھتے ہیں۔"

اس حدیث کے راوی مدنی لوگ ہیں اور وہ پختہ راوی ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۵۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو چار زانو بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح تو ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۶۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "سات سال کی عمر ہو جانے پر بچوں کو نماز سکھاؤ اور دس سال کے ہونے پر ان کی پٹائی بھی کرو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے اور شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۹۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ایک نامعلوم دیوانی عورت کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا جس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا، حضرت علی نے یہ حکم رد کرتے ہوئے حضرت عمر سے کہا تھا: اے امیر المؤمنین! آپ اسے سنگسار کراتے ہیں؟ انھوں کہا: ہاں، حضرت علی نے کہا: کیا آپ کو رسولِ

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد نہیں کہ تین قسم کے لوگوں کے عمل نہیں لکھے جاتے:

۱۔ وہ دیوانہ جس کے ہوش وحواس اُڑ چکے ہوں۔

۲۔ وہ سونے والا جو ابھی تک جاگا نہیں۔

۳۔ وہ بچہ جو ابھی تک جوان نہیں ہوا۔

حضرت عمر نے کہا: آپ نے سچ کہا چنانچہ اس عورت کو چھوڑ دیا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے مگر انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۹۷۸) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنکروں اور رنگے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے پر نماز پڑھ لیتے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے اور انھوں نے اسے چمڑے کی پوستین کا ذکر کرتے ہوئے نہیں لیا، البتہ یہ حدیث امام مسلم نے حضرت ابوسعید سے لی ہے جو کنکروں پر نماز پڑھنے کے بارے میں ہے۔

(۹۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بچھونے پر نماز پڑھ کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچھونے پر نماز پڑھی تھی۔"

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ حضرت امام بخاری نے حضرت عکرمہ کو راوی لیا ہے جبکہ امام مسلم نے اس حدیث کے ایک راوی حضرت زمعہ کو لیا ہے لیکن دونوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

(۹۸۰) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص نماز پڑھے تو خواہ جوتے پہنے رکھے یا پھر اتار کر پاؤں کے آگے رکھ لے مگر ان کی وجہ سے کسی دوسرے کو پریشان نہ کرے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۹۸۱) حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے صبح کی نماز پڑھتے وقت جوتے اتار کر اپنی بائیں طرف رکھ لئے۔"

یہ حدیث حضرت محمد بن عباد بن جعفر کے نام پر پہچانی جاتی ہے، میں نے تو اسے دلیل کے لیے لیا ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۹۸۲) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوئی نماز پڑھا کرے تو اپنے جوتے دائیں بائیں نہ رکھا کرے البتہ اگر بائیں طرف کوئی شخص موجود نہ ہو تو رکھ سکتا ہے ورنہ انھیں پاؤں کے درمیان رکھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۹۸۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تو اپنے جوتے اتار دیئے جس پر لوگوں

نے بھی اتار دیئے اور جب آپ فارغ ہوئے تو پوچھا: تم نے اپنے جوتے کیوں اتارے ہیں؟ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو اتارتے دیکھا ہے تو اتار دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جبریل نے آکر بتایا تھا کہ ان میں پلیدی لگی ہے اور تم میں سے جب کوئی مسجد میں آئے تو جوتے الٹ کر دیکھ لے، اگر پلیدی لگی ہو تو انھیں زمین پر پونچھ لے اور پھر انہی میں نماز پڑھ لے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۸۴ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہودیوں کی مخالفت کیا کرو کیونکہ وہ اپنے موزوں اور جوتوں میں نماز نہیں پڑھتے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

۹۸۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب کوئی شخص نماز پڑھنے لگے تو جوتے اتار کر پاؤں کے درمیان رکھ لے یا پھر انہی میں نماز پڑھ لے۔''

۹۸۶ سیدہ عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے بے وضو ہو جائے تو اپنا ہاتھ ناک پر رکھتے ہوئے باہر نکل آئے۔''

یہی حدیث حضرت محمد بن علی مقدمی نے بھی لی ہے جسے انھوں نے حضرت ہشام بن عروہ، انھوں نے اپنے والد سے لیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز کے دوران بے وضو ہو جائے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھتے ہوئے واپس چلا آئے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا کیونکہ ھشام بن عروہ کے کسی ساتھی نے اسے ان سے موقوف لکھا ہے۔

۹۸۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، تین پڑھی ہیں یا چار تو ایک رکعت پڑھے جس میں اچھی طرح سے رکوع اور سجدہ کرے اور پھر (اس کے لئے سہو کے) دو سجدے کر لے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح گنی جاتی ہے لیکن انھوں نے اس میں ایک رکعت کی زیادتی کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اس کی تائید ملتی ہے تاہم انھوں نے اسے نہیں لیا، تائید کی حدیث یوں ہے: ''جب کسی کو کم رکعتوں کا شک پڑ جائے تو زیادتی واضح ہونے سے پہلے نماز پڑھے۔''

۹۸۸ حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی تو آپ کو بھول ہوئی، آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اور واپس ہوئے جس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو بھول لگی ہے

چنانچہ آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا ہے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کھڑی کرتے ہوئے تیسری رکعت پوری کر دی۔ اس کے بعد میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ کو بھول لگی ہے چنانچہ مجھ سے کہا گیا: اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، ہاں دیکھ کر پہچان لوں گا۔ اسی دوران میرے ہاں سے ایک آدمی گزرا تو میں نے کہا کہ یہی ہوگا جس پر لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔''

حضرت لیث نے یہ حدیث حضرت ابن ابو حبیب سے مختصر کر کے بیان کی ہے۔

(۹۸۹) حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھی اور فارغ ہو بیٹھے حالانکہ ایک رکعت ابھی باقی تھی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح سند رکھتی ہے، یہ وہ حدیث ہے جس میں شیخین صحابی سے روایت کے لیے ایک تابعی چاہتے ہیں حالانکہ دونوں حضرات نے ایسی کئی حدیثیں لی ہیں۔

(۹۹۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہو کے دو سجدوں کا نام غنیمت رکھا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، اس کے تمام راویوں کو لیا گیا ہے جبکہ ایک راوی حضرت ابو مجاهد عبد اللہ بن کیسان مَرْوَز کے پختہ راویوں میں سے نہیں جن کی حدیث لی جاتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۹۹۱) حضرت ابو سعید مقبری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافع کو دیکھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے، وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور لمبے بال اپنی گدّی میں باندھے ہوئے تھے، حضرت ابو رافع نے انھیں کھول دیا جس پر حضرت حسن نے انھیں ناراضگی سے دیکھا اس پر حضرت ابو رافع نے کہا: اپنی نماز کا دھیان کرو اور مجھ پر ناراضگی نہ کرو کیونکہ ''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سن رکھا ہے کہ یہ شیطان کی دُبر (پاخانہ کی جگہ) ہوتی ہے'' یعنی بالوں کو اکٹھا کر کے باندھنے کی جگہ۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ شیخین نے عمران کو چھوڑ کر اس حدیث کے تمام راوی لئے ہیں تاہم حضرت علی بن مدینی نے یوں لکھا ہے: عمران بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن عاص قرشی جو ایوب بن موسےٰ کے بھائی ہیں، ان سے ابن جریج نے روایت کی ہے اور ابن علیہ سے بھی لی ہے۔

(۹۹۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.''

اس حدیث کی سند صحیح ہے مگر شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کے ایک راوی کامل بن علاء تمیمی کی حدیث لی جاتی ہے۔

۹۹۳ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت انس بن حکیم ضَبّی رضی اللہ عنہ زیاد سے خوف زدہ تھے چنانچہ مدینہ میں پہنچے اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے۔ فرماتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے میرا نسب نامہ پوچھا تو میں نے بتایا جس پر انھوں نے کہا: اے نوجوان! کیا میں تجھے ایک حدیث نہ بتادوں؟ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، بتا دیجیے۔

حضرت یونس کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ذکر کی تھی کہ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں سے ابتداء میں نماز کے متعلق پوچھا جائے گا، فرمایا: ہمارا پروردگار فرشتوں سے علم ہونے کے باوجود فرمائے گا کہ میرے بندے کی نمازیں دیکھو، اس نے پوری پڑھی تھیں یا کم ہیں؟ اگر پوری ہوئیں تو پوری کی پوری لکھ دی جائیں گی اور اگر اس میں سے کم ہوئیں تو فرمائے گا: کیا میرے بندے کی کوئی عبادت ملتی ہے؟ اگر کوئی عبادت مل گئی تو فرمائے گا کہ یہ نفلی عبادت شامل کر کے میرے بندے کی فرض نمازیں پوری کر دو اور پھر اس کے عمل لیے جائیں گے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ امام مسلم کی شرط پر اس حدیث کی صحیح تائید بھی ملتی ہے۔

۹۹۴ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے سے نمازوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر اس نے مکمل پڑھی ہوں گی تو اعمال نامے میں مکمل لکھ دی جائیں گی اور اگر اس نے مکمل نہ کی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو، اگر میرے بندے کی کوئی نفلی عبادت ہے تو اسے لے کر اس کی وہ فرضی نمازیں پوری کر دو جو اس سے رہ گئی تھیں، پھر یونہی زکوٰۃ کے بارے میں فرمائے گا اور پھر باقی سارے عملوں کے بارے میں بھی یہی حکم فرمائے گا۔''

حضرت حماد بن سلمہ اور موسےٰ بن اسماعیل کے کسی شاگرد نے یہ حدیث مختصر کر کے لکھی ہے۔

۹۹۵ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے کا حساب ہوگا تو سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' اور انھوں نے ایسی ہی حدیث ذکر کی۔

۹۹۶ یہاں بنوسلیط کے ایک شخص نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

یہاں یہ اختلاف حماد بن سلمہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے تاکہ سوچنے والے کو پتہ چل سکے کہ جسے ہم نے صحیح قرار دیا ہے وہ ابوداؤد بن ھند کی حدیث ہے اور اس میں حماد پر اختلاف نہیں ہے جبکہ داؤد کے علاوہ ساری روایتوں کی سند حماد کے لیے ہے۔

۹۹۷ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ جُلَّهٗ وَدِقَّهٗ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ عَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا البتہ اسی سند سے یوں بیان کیا ہے۔ ''آدمی اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے۔''

۹۹۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پڑھتے تو سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔

۹۹۹ حضرت مطرف رضی اللہ عنہ کے والد کہتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو رونے کی بناء پر آپ کے سینے سے یوں آواز آرہی تھی جیسے ابلتی دیگچی (یا ہنڈیا) سے آتی ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۰۰ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز میں نہ تو غِرَار ہوتا ہے اور نہ تَسْلِیم۔

امام احمد بن حنبل دونوں لفظوں کی وضاحت میں لکھتے: ''جہاں تک میرا خیال ہے، آپ کا ارادہ یہ بتانا تھا کہ آدمی سلام نہ کرے بلکہ تم پر سلام کہا جائے جبکہ تغریر یہ ہے کہ شک میں سلام کہے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اتری ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۰۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے کہ آپ نے فرمایا تھا:

۱۰۰۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں ''اختصار'' سے منع فرمایا ہے۔''

حضرت ابوعبداللہ عبدی کہتے ہیں: ''اختصار یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کولہے پر ہاتھ رکھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اسے درج نہیں کیا۔

اسی حدیث کو ایک جماعت نے حضرت محمد بن سیرین سے اور انھوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے بتایا: ''آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کولہے پا ہاتھ رکھتے ہوئے نماز پڑھے۔''

۱۰۰۳ حضرت ھلال بن یساف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں ''رقہ'' میں آیا تو مجھے میرے ایک ساتھی نے کہا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی سے آپ کا تعلق ہے؟ میں نے کہا: ہاں غنیمت ہے۔ پھر ہمیں وابصہ بن معبد کی طرف بھیج دیا گیا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ پہلے ہم اس کی صورت دیکھتے ہیں، دیکھا تو ٹوپی سر سے چمٹی تھی جس کے دو کان بنے تھے اور ریشم کی میلی لمبی ٹوپی تھی اور وہ نماز میں چھڑی کا سہارا لیئے ہوئے تھے، ہم نے سلام کے بعد ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بوڑھے ہو گئے اور جسم بوجھل ہو گیا تو نماز کے لیے ایک ستون مقرر کر لیا جس کا سہارا لیتے تھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے وابصہ معبد کی وجہ سے نہیں لیا کیونکہ روایت کے ان تک پہنچنے میں گڑبڑ ہے۔

۱۰۰۴ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکعت میں سورت پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ مفصل سورتوں میں سے۔ میں نے پوچھا: کیا بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں جب بوڑھے ہو گئے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ لیا نہیں البتہ اسے امام مسلم نے ایوب کی حدیث سے لیا، انھوں نے عبداللہ بن شقیق سے اور انھوں نے یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے لی ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبی رات کھڑے ہو کر اور لمبی رات ہی بیٹھ کر نماز پڑھتے۔"

۱۰۰۵ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم یہ بات نہیں جانتے تھے کہ نماز میں بیٹھ کر کیا پڑھنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جامع قسم کے کلمات اور ان کے ختم کرنے کا علم تھا چنانچہ انھوں نے تشہد کا ذکر کیا، راوی بتاتے ہیں کہ آپ ہمیں کچھ کلمات ایسے سکھاتے تھے جیسے ہمیں تشہد سکھاتے تھے:

(وہ کلماتِ مبارکہ یہ ہیں)

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا عَلَيْكَ قَابِلِيْنَ لَهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا."

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۰۶ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سکھاتے تھے" اور پھر ویسی ہی روایت لکھ دی۔

۱۰۰۷ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا کہ منبر پر بیٹھے لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے چنانچہ فرمایا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

۱۰۰۸ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیٹھ کر نماز میں تشہد پڑھنے کا طریقہ بتلا رہے تھے چنانچہ فرمایا: جب کوئی شخص تشہد پڑھے تو یوں کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ."

اس کے بعد انھوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد اپنا ذکر کرو اور پھر اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیجو۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، میں نے اسے اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ اس کی تائیدیں ہماری اس شرط پر ملتی ہیں جنھیں ہم نے ان تائیدوں پر شرط بنایا ہے جو اس کی سند بتاتی ہے۔

۱۰۰۹ حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس میں تشہد کا شمار کیا اور پھر کہا: میں نے تمھارا ہاتھ بالکل ایسے ہی پکڑا ہے جیسے حضرت عمر بن خطاب نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور حضرت عمر نے مجھے کہا تھا: میں نے تمھارا ہاتھ یوں پکڑا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور اس میں تشہد میں موجود الفاظ کو شمار کیا تھا کہ: اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اور پھر ویسے ہی حدیث ذکر کی، رہی تشہد کے ابتداء میں باسم اللہ اور باللہ کے لفظوں کی زیادتی تو امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۰۱۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمیں تشہد یوں سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے کہ: باسم اللّٰه وباللّٰه اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ .

حضرت ابوالعباس کہتے ہیں کہ انھوں نے حدیث ذکر کی جس کے آخر میں یوں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.

۱۰۱۱ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم ﷺ ہمیں یہ تشہد یوں سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِهٖ مِنَ النَّارِ.''

(حاکم فرماتے ہیں) اس حدیث کے ایک پختہ راوی ایمن بن نابل کو امام بخاری نے لیا ہے اور میں نے ابوالحسن احمد بن محمد بن سلمہ سے، انہوں نے عثمان بن سعید داری سے اور انھیں یحیٰی بن معین نے روایت بتائی تو میں نے ان سے ایمن بن نابل کے بارے میں پوچھا: انھوں نے کہا کہ وہ پختہ راوی ہیں۔

رہی امام مسلم کی شرط پر اس حدیث کا صحیح ہونا تو وہ یوں ہے:

۱۰۱۲ حضرت معتمر بن سلیمان کو ان کے والد نے، انھیں ابوالزبیر نے روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت بتائی۔

میں نے ابوعلی حافظ سے سنی تو وہ فرماتے تھے کہ ابن قطبہ پختہ راوی ہیں لیکن انھوں نے اس میں خطا کی تھی کیونکہ یہ

حدیث معتمر کے نزدیک ایمن بن نابل سے روایت ہے جیسے گزر چکا۔"

۱۰۱۳ حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو اچانک انھیں ایک آدمی ملا جو نماز پڑھ رہا تھا، تشہد میں لگا تھا اور یوں کہہ رہا تھا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاللّٰهِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ." تو آپ نے اسے سن کر تین مرتبہ یوں فرمایا: "اسے بخش دیا گیا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۱۴ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "سنت طریقہ یہ ہے کہ تم تشہد کو خفیہ پڑھو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح تو ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۱۵ حضرت یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے کہا: مجھے میرے والد نے حضرت ابن اسحاق سے روایت سنائی کہ انھوں نے نماز میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی حدیث سنائی کیونکہ مسلمان اپنی نماز میں آپ پر درود بھیجا کرتا ہے۔"

۱۰۱۶ حضرت عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، ہم بھی حاضر تھے، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو ہمیں پتہ ہے کہ آپ پر سلام کیسے پڑھا جاتا ہے، درود کے بارے میں بھی بتا دیجئے کہ نماز میں ہم پر اسے کیسے پڑھا کریں۔ آپ خاموش ہو گئے تو ہم نے سوچا کہ اسے یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھر فرمایا: تم مجھ پر درود پڑھنا چاہو تو یوں پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ."

(یاد رکھئے کہ یہ درود آپ نے نماز میں پڑھنے کے لیے بتایا تھا۔ چشتی)

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں چنانچہ امام مسلم نے ساری نمازوں میں درود پڑھنے کے بارے میں لکھا ہے۔

۱۰۱۷ حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص دیکھا کہ اس نے نماز تو پڑھی نہیں لیکن نہ اللہ کی حمد وثناء کی، نہ اس کی بزرگی کا ذکر کیا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا اور نماز سے فارغ ہو گیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس نے جلدی کی ہے، پھر اسے بلایا اور اس کے ساتھ دوسروں سے بھی فرمایا: جب تم نماز پڑھا کرو تو اپنے رب کی حمد وثنا کرو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو اور پھر جا چاہو، دعا مانگو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے، اس میں کوئی خامی نہیں تاہم انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۱۸ اس کی تائید میں حدیث ملتی ہے جو شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: ''آدمی تشہد پڑھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر اپنے لئے دعا کرے۔''

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

۱۰۱۹ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز میں تشہد پڑھنا چاہے تو یوں پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

پھر اسی قاعدہ کے مطابق تائید کے لیے، بہت سی حدیثیں ملتی ہیں جو فرض نمازوں کے بارے میں ہیں: (جیسے یہ حدیث ہے)

۱۰۲۰ حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو وضو نہ کرے اس کی نماز نہ ہوگی، جو اس پر اللہ کا ذکر نہ کرے، اس کی نماز نہ ہوگی اور جو نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری نہیں اترتی کیونکہ وہ عبدالمہیمن راوی کو نہیں لیتے۔

۱۰۲۱ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے والد کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں گویا یوں ہوتے تھے جیسے گرم پتھر پر کھڑے ہوں جس پر ہم نے پوچھا کہ جب تک آپ کھڑے ہیں یہی حالت ہوگی؟ انہوں نے کہا: جب تک کھڑے ہوئے ہیں یہی حال ہوگا۔''

حضرت مسعر نے بھی یہ حدیث لی ہے جسے سعد بن ابراھیم سے روایت کیا ہے۔

۱۰۲۲ حضرت مسعر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابراھیم سے روایت کی کہ انہوں نے ایسی ہی حدیث لکھی ہے۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں جبکہ اس کی جگہ وہ دونوں حضرات حضرت شعبہ کی حدیث لیتے ہیں جو حضرت عمرو بن مرہ نے حضرت ابوعبیدہ سے لی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا کہ ''جن والی رات وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ تھے۔''

۱۰۲۳ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ''ہم امام کے مطابق چلیں (جو وہ پڑھتے ہیں پڑھیں)، آپس میں پیار رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کہا کریں۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے جبکہ ایک راوی سعید بن بشیر، شامی محدثین کے امام تھے تاہم شیخین نے یہ حدیث اس لئے نہیں لی کہ ابومسہر نے اس راوی کو کمزور ذہن والا لکھا ہے اور ایسی حدیث کو یہ مرتبہ نہیں دیا جا سکتا۔

۱۰۲۴ حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمارے امام ابورمثہ نے نماز پڑھائی اور بتایا کہ میں نے یہ نماز (یا فرمایا کہ ایسی ہی نماز) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ پڑھی اور اس دوران حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپ کی دائیں طرف کھڑے تھے، ایک آدمی نماز کی پہلی تکبیر میں شامل ہوا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا تو ہمیں آپ کے چہرۂ انور کی سفیدی نظر آئی پھر آپ نے چہرۂ نور ابورمثہ کی طرف موڑ لیا اتنے میں پہلی تکبیر میں شامل ہونے والا

شخص اٹھ کر نماز پڑھنے لگا جس پر حضرت عمر نے جھپٹ کر اس کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ کیونکہ اہل کتاب صرف اس وجہ سے تباہ ہوئے تھے کہ وہ نماز میں وقفہ نہیں کرتے تھے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا:

''اے ابن خطاب! اللہ نے آپ کو درست بات بجھائی ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۲۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسے شخص کی نماز نہیں ہوتی جس کی ناک زمین پر نہ لگ سکے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ حضرت شعبہ نے حضرت عاصم سے روایت میں اسے موقوف کیا ہے۔

۱۰۲۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: ''اس شخص کی نماز نہ ہوگی جس کی ناک زمین پر نہ لگ سکے۔''

۱۰۲۷ - حضرت سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز میں ہاتھ کھلے چھوڑنے اور دونوں قدموں کو کھڑا رکھنے کا حکم فرمایا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ یہ حدیث اس سے بھی بڑھ کر شرط پر ملتی ہے۔

۱۰۲۸ - حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ''نماز کے دوران ہتھیلیاں زمین پر جماؤ اور پاؤں کھڑے کرو۔''

۱۰۲۹ - حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ اسی دوران ان کا ایک قریبی رشتہ دار آیا جو جوان تھا اور سر پر گھنے بال تھے، وہ نماز پڑھنے لگا اور دوران اس نے 'پھونک ماری'' آپ نے فرمایا: بیٹے! پھونک نہ مارا کرو کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس بارے میں سنا تھا، فرمایا تھا: تمہارا چہرہ خاک والا ہو (حقیر بنانے کے لئے فرمایا) وہ ہمارا غلام رباح تھا جس کا رنگ سیاہ تھا۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۳۰ - حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم ﷺ نے نماز میں جلدی کرنے سے روکا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۳۱ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے تو رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کہتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۳۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ.''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔ اس کے راوی ابوالعلاء کامل بن علاء ان لوگوں میں سے ہیں

جن کی حدیث کوئی حضرات لیتے ہیں۔

۱۰۳۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں اِقْعَاء (ہاتھ زمین پر رکھ کر چوتڑوں پر بیٹھنا) سے منع فرمایا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ ان کے پاس یوں بیٹھنے کے لئے امام مسلم کی شرط پر صحیح حدیث موجود ہے۔

۱۰۳۴- حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوالزبیر نے حضرت طاؤس کے بارے میں بتایا، وہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہاتھ زمین پر رکھتے ہوئے چوتڑ زمین پر لگانے کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ سنت ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے خیال میں یہ بری بات ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو سنت ہے۔''

۱۰۳۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو روک دیا تھا جو نماز میں بائیں ہاتھ کا سہارا لے کر بیٹھا ہوتا تھا اور فرمایا: یہ تو یہودیوں والی نماز ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۳۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو قدم ہوتے ہیں جن میں سے ایک تو اللہ کو پسند ہے اور دوسرے پر وہ ناراض ہوتا ہے، وہ قدم جو اللہ کو پسند ہے تو وہ ایسے شخص کا ہوتا ہے جو صف میں خالی جگہ دیکھ کر اسے پُر کر دے اور وہ قدم جس پر اللہ ناراض ہوتا ہے تو وہ ایسے شخص کا ہوتا ہے جو اٹھنے کا ارادہ کرے تو دایاں پاؤں پھیلا کر اپنا ہاتھ اس پر رکھے اور بائیں کو وہیں رکھتا ہوا کھڑا ہو جائے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ حضرت بقید راوی کو انہوں نے لیا ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا، رہے بقیہ بن ولید تو چونکہ وہ دو مشہور اماموں سے لیتے ہیں تو وہ محفوظ ہوئے اور ان کی روایت قبول کی جاتی ہے۔

۱۰۳۷- حضرت ابزیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرتے تو بلند آواز سے تین مرتبہ یوں پڑھتے: سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔''

اس روایت میں عبدالرحمٰن ابزیٰ راوی ان لوگوں میں شامل ہیں جو ہمارے نزدیک پختہ ہیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور پایا تھا (صحابی تھے) البتہ ان کی اکثر روایتیں حضرت ابی بن کعب اور صحابہ سے ملتی ہیں۔

یہ سند شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۳۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! مجھے تم سے پیار ہے۔ اس پر حضرت معاذ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ کی قسم! مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، ہر نماز کے بعد یہ کہنا نہ بھولنا: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔"

حضرت معاذ نے یہ وصیت حضرت صنابحی کو کی، انہوں نے حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی کو، انہوں نے حضرت عقبہ بن مسلم کو کی تھی۔ یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۳۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَاوَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ."

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۴۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب ہمارے سجدے کے دوران تم نماز کے لئے آؤ تو سجدے میں چلے جاؤ لیکن اسے (رکعت) شمار نہ کرو اور جو کسی رکعت میں شامل ہو جاتا ہے تو وہ نماز (باجماعت) کا ثواب حاصل کرتا ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے۔ شیخین نے حضرت یحییٰ بن ابوسلیمان کے علاوہ اس کے سب راویوں سے روایت لی ہے، وہ اہلِ مدینہ کے شیخ تھے اور مصر میں رہتے تھے، کہیں نہیں ملتا کہ ان پر کوئی اعتراض ہوا ہو۔

۱۰۴۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "جو شخص صبح کی ایک رکعت پڑھ لے اور اسی دوران سورج نکل آئے تو صبح کی یہ نماز مکمل کر لے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے بشرطیکہ یہ اس سند میں محفوظ ہو کیونکہ اس کے ایک راوی احمد بن عتیق مروزی پختہ راوی ہیں البتہ انہوں نے یہ حدیث کسی اور مقام پر ایک اور سند سے لکھی ہے۔

۱۰۴۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص صبح کی ایک رکعت پڑھے اور پھر سورج چڑھ جائے تو نماز پوری کر لے۔"

ان دونوں حدیثوں کی سندیں صحیح ہیں چنانچہ شیخین نے تائید کے لئے حضرت فلاس بن عمرو کی حدیث لی ہے۔

۱۰۴۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص صبح کی دو رکعتیں نہ پڑھ سکے اور یونہی سورج نکل آئے تو دونوں رکعتیں (قضاء کر کے) پڑھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے اپنے ہاں درج نہیں کیا۔

۱۰۴۴ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں جا رہے تھے کہ لوگ صبح کی نماز کے وقت

سوئے رہ گئے اور دھوپ لگنے کی وجہ سے جاگے، کچھ اٹھ کھڑے ہوئے اور سورج اوپر آ گیا۔ آپ نے مؤذن کو حکم دیا، اس نے اذان کہی، آپ نے فجر سے پہلے والی دو رکعتیں پڑھیں، پھر مؤذن نے تکبیر کہی تو آپ نے صبح کی نماز (قضاء) پڑھائی۔''

یہ حدیث اس اصول پر صحیح شمار ہوتی ہے جسے میں بیان کر چکا چنانچہ حضرت حسن نے حضرت عمران سے روایت لی ہے جنہوں نے دو رکعتیں دوبارہ پڑھی تھیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ صحیح سند سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

۱۰۲۵ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ وہ مسجد میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب آپ نے سلام پھیر دیا تو انہوں نے فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھیں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ دو رکعتیں کون سی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے فجر (کے فرضوں) سے پہلے نہیں پڑھی تھیں۔ آپ یہ سن کر چپ ہو گئے اور کوئی بات نہ کہی۔''

اس حدیث کے راوی قیس بن فہد انصاری صحابی ہیں اور شیخین کی شرطوں پر سند ان تک صحیح طور پر پہنچتی ہے۔

۱۰۲۶ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز (فرض) کے بعد دو رکعتیں (سنت) پڑھنے والے ایک شخص سے فرمایا: کیا صبح کی نماز دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے؟ اس شخص نے عرض کی کہ میں نے پہلی دو رکعتیں (سنت) نہیں پڑھی تھیں تو انہیں اب پڑھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ (ہمارے نزدیک اگر اسے پڑھنا ہو تو سورج اوپر آنے پر پڑھ سکتا ہے ۱۲ وحشتی)

۱۰۲۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کشتی میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے عرض کی کہ میں اسے کشتی میں کیسے پڑھوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ڈوب جانے کا اندیشہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پڑھا کرو۔''

(فتاوی نوریہ از فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ میں اس کے متعلق تفصیلی گفتگو موجود ہے ۱۲ وحشتی)

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ ایک مرتبہ یہ حدیث شاذ شمار ہوتی ہے۔

۱۰۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مجبوری کے بغیر دو نمازیں اکٹھی (ایک وقت) میں پڑھے تو گویا اس نے بڑے کام کی بنیاد رکھ دی۔''

حنش بن قیس رحبی راوی کو ابو علی کہا جاتا ہے، یہ یمن کے رہنے والے تھے لیکن کوفہ میں رہائش کر لی تھی، پختہ راوی تھے، حضرت امام بخاری نے حضرت عکرمہ کو لیا ہے۔

یہ حدیث اس سلسلے میں بنیادی دلیل ہے کہ مجبوری کے بغیر دو نمازیں اکٹھی پڑھنے پر ڈانٹا گیا ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۲۹ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا بلکہ انہوں نے حضرت حمید کی حدیث لینے پر اتفاق کیا ہے جنہوں نے اسے حضرت عبداللہ بن شقیق سے لیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبی رات میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔''

یہ راوی حمید، ابن تیرویہ طویل کہلاتے ہیں اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں۔

۱۰۵۰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبی رات میں کھڑے نماز پڑھتے اور یونہی بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے چنانچہ جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو کھڑے ہی رکوع کرتے اور بیٹھ کر پڑھتے تو بیٹھے بیٹھے رکوع کرتے۔''

۱۰۵۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہم اماموں کی پیروی کرتے تھے۔''

اس حدیث کے راوی یحییٰ بن غیلان اور عبداللہ بن بزیع پختہ ہیں جن کا تعلق ''تستر'' سے تھا۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی تائیدیں بھی ملتی ہیں تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۵۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نماز کے اندر ایک دوسرے کو سمجھا لیا کرتے تھے۔''

۱۰۵۳ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب آسانی والا کام آتا تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ فرماتے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اگرچہ شیخین نے اسے نہیں لیا کیونکہ حضرت بکار بن عبدالعزیز امام حضرات کے ہاں سچے راوی ہیں۔ انہوں نے اسے اس لئے نہیں لیا کیونکہ انہوں نے اس بارے میں وہ شرط لگا رکھی ہے جسے ہم بیان کر چکے کیونکہ عبدالعزیز بن ابی بکرہ کے ہاں ان کے بیٹے کے علاوہ کوئی راوی نہیں ہے چنانچہ روایت یوں ہے، مجھے حسین بن محمد ماسرجسی نے حدیث بتائی، انہیں محمد بن سلیمان بن فارس نے، انہیں اسحاق بن منصور نے، وہ بتاتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا اور انہوں نے حضرت بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ سے تو انہوں نے بتایا کہ وہ حدیث بیان کرنے میں نیک شخص ہیں۔

اس حدیث کی کئی تائیدیں ملتی ہیں جن کا اکثر ذکر آتا ہے:

(۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بندر دیکھا تو سجدے میں چلے گئے۔

(۲) ایک یہ کہ آپ نے لنگڑے پن والے شخص کو دیکھا تو سجدہ میں چلے گئے تھے۔

(۳) ایک یہ کہ جب حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ خیبر فتح ہونے پر واپس آئے تو بھی آپ سجدہ میں گئے۔

(۴) ایک یہ کہ آپ نے نامکمل شخص کو دیکھا تو بھی سجدہ میں چلے گئے۔''



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الجمعہ

۱۰۵۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو سرداری (عظمت) مل چکی ہے کیونکہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اس میں انہیں جنت کے اندر لیجایا گیا، اسی دن اس میں سے باہر لائے گئے اور یہی دن ہوگا جب قیامت برپا ہوگی۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوالزناد کی حدیث لی ہے تاہم اس میں انہوں نے "سید الایام" کا لفظ نہیں لیا۔

۱۰۵۵ حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر دن کو اس کی صورت میں لائے گا لیکن جمعہ کو سامنے لائے گا تو وہ خوشگوار اور چمکتا ہوگا، اسے پڑھنے والے اسے یوں گھیرے میں لئے ہوں گے جیسے وہ دلہن گھیری ہوتی ہے جسے اس کے شوہر کے پاس لیجایا جانا ہوتا ہے، وہ انہیں روشن کرتا دکھائی دیگا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے، ان کے رنگ سفیدی میں برف کی طرح ہوں گے جبکہ خوشبو، کستوری سے بڑھ کر ہوگی، وہ کافور کے گویا پہاڑوں میں گھسے ہوں گے، دونوں جہانوں والے ان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور جنت میں چلے جانے تک خوشی سے سر اوپر نہ اٹھائیں گے اور ان میں گھل مل جانے والے صرف مؤذن ہوں گے جو ثواب کی خاطر اذانیں کہتے رہے ہوں گے۔"

یہ حدیث شاذ اور صحیح سند والی ہے کیوں کہ اس کے راوی ابو معبدان شامی محدثین میں سے پختہ ہیں جن سے حدیثیں لی جاتی ہیں اور ھیثم بن حمید اہل شام میں سے نمایاں تھے لیکن شیخین نے ان دونوں سے روایت نہیں لی۔

۱۰۵۶ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے سلمان! یہ جمعہ کا دن کیسا ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ پھر فرمایا: اے سلمان! یہ وہ دن ہے کہ جس میں تمہارے باپ کو بنانا شروع کیا گیا، اس کے علاوہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جو شخص ملے ہوئے حکم کے مطابق پاک صاف ہوگا پھر گھر سے نکل کر جمعہ کے

لئے آئے گا، بیٹھ جائے گا اور جمعہ پڑھ لینے تک بالکل خاموش رہے گا تو یہ جمعہ والے دن سے پہلے دنوں میں کئے گئے دنوں کے لئے کفارہ بن جائے گا۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے، شیخین نے حضرت قرثع کے علاوہ اس کے تمام راویوں کو راوی لیا ہے جنانچہ ابوعلی قاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے میں نے سنا: میرا خیال تھا کہ حضرت قرثع ضبی کی سندیں جمع کروں کیونکہ وہ دنیا سے بے تعلق تابعی حضرات میں سے تھے تاہم یہ روایتیں دس بھی نہ مل سکیں۔

۱۰۵۷ حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارے تمام دنوں میں سے زیادہ مرتبہ والا دن جمعہ کا ہوتا ہے، اسی میں حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں صور پھونکی جائے گی اور اسی میں کڑک پیدا ہوگی لہٰذا اس دن میں مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھا کرو، اس لئے کہ تمہارا یہ درود میرے سامنے لایا جاتا ہوتا ہے۔

صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ پر درود پاک کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے جبکہ آپ کا جسم تو بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ اس پر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر رکھا ہے کہ نبیوں کے جسم کھائے۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

جمعہ میں ایک گھڑی جس میں درود پڑھنے والے کو منہ مانگا ملتا ہے

۱۰۵۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ سب سے بہترین دن جس میں یہ سورج چڑھا کرتا ہے، جمعہ کا ہے، اسی میں حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اسی میں زمین پر اتارے گئے، اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی دن وصال مبارک ہوا، اسی میں قیامت برپا ہوگی، جس دن قیامت کے ڈر سے جنوں اور انسانوں کے علاوہ ہر چوپایہ صبح سورج نکلتے ہی چلا رہا ہوگا، پھر اسی دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں کوئی مسلمان درود پڑھتے ہوئے اللہ سے جو کچھ بھی مانگے، اللہ اسے دے دیتا ہے۔" اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا ہر سال میں ایک دن کے اندر ہوتی ہے، میں نے کہا: بلکہ ہر جمعہ میں ہوتی ہے چنانچہ حضرت کعب نے تورات پڑھی تو فرمایا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن سلام سے ملا تو انہیں حضرت کعب سے اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا جس پر انہوں نے کہا: یہ میں جانتا ہوں کہ وہ گھڑی کون سی ہے؟ حضرت ابوھریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بھی بتا دیجئے چنانچہ انہوں نے بتایا کہ یہ جمعہ کے دن میں آخری گھڑی ہوتی ہے اس پر میں نے کہا کہ یہ آخری گھڑی کیسے بن سکتی ہے جبکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما رکھا ہے: "اسے درود پڑھتے ہوئے جو بھی مسلمان پالے

گا'' کیونکہ اس گھڑی میں تو اس نے درود پڑھا ہی نہ ہوگا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں نہیں فرما رکھا کہ جو شخص کچھ وقت کے لئے نماز کی انتظار میں بیٹھے تو وہ نماز کا وقت آ جانے تک نماز ہی میں شمار ہوگا؟

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا بلکہ دونوں حضرات حضرت اعرج کی اس حدیث پر اتفاق رکھتے ہیں جسے انہوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ابتدائی حصے میں سے لیا ہے کہ: ''جن دنوں میں سورج نکلا کرتا ہے، ان میں سے بہترین دن جمعہ کا ہوتا ہے۔''

حضرت محمد بن اسحاق نے کچھ زیادتی کے ساتھ حضرت محمد بن ابراھیم بن حارث تیمی سے روایت لیتے وقت حضرت یزید بن ھاد کی پیروی کی ہے۔

۱۰۵۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں طور کے مقام پر گیا تو وہاں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنائی اور انہوں نے تورات پڑھ کر سنائی، دونوں میں اختلاف نہ تھا، پھر میں جمعہ کے دن گذرا تو کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں کوئی مومن درود پڑھتے ہوئے اسے پا کر اللہ سے جو کچھ بھی مانگتا ہے تو اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے، حضرت کعب نے فرمایا: وہ گھڑی ہر سال میں ہوتی ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں تو نہیں فرمایا، انہوں نے واپس جا کر تورات پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، واقعی یہ ہر جمعہ میں ہوتی ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور حضرت کعب سے اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا۔۔۔ چنانچہ انہوں نے یہاں حضرت مالک جیسی حدیث نقل کر دی ہے۔

۱۰۶۰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور ایسا کوئی شخص نہ مل سکے گا ان میں جو بھی کوئی چیز مانگے تو اللہ اسے نہ دے لہٰذا عصر کے بعد اسے آخری گھڑی میں تلاش کرو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے چنانچہ انہوں نے اس کے راوی جلاح بن کثیر کو راوی لیا ہوا ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۶۱ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: میں نے کہا: بخدا اگر میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا اور ان سے اس گھڑی کے بارے میں پوچھتا تو شاید انہیں اس بارے میں کوئی علم ہو چنانچہ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا: اے ابوسعید! ابوھریرہ نے ہمیں جمعہ کے دن والی گھڑی کے بارے میں حدیث بتائی ہے کیا آپ کے پاس اس بارے میں کوئی معلومات ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا تو انہوں نے بتایا: مجھے اس کے بارے میں علم تھا پھر مجھے یوں بھلا دی گئی جیسے لیلۃ القدر بھلائی گئی۔

اس کے بعد میں ان کے ہاں سے نکل کر حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس پہنچا۔ یہاں انہوں نے باقی حدیث کا ذکر کر دیا۔"

یہ چیز شیخین کی شرط پر صحیح تائید ہے جو انہوں نے یزید بن ہاد اور محمد بن اسحاق کی حدیث کے لئے لگائی ہے لیکن اس حدیث کو انہوں نے نہیں لیا۔

(۱۰۶۲) حضرت ابوالجعد ضمری صحابی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سستی کرتے ہوئے تین جمعے پڑھنے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۰۶۳) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو کسی مجبوری کے بغیر ایک جمعہ چھوڑ دے تو ایک دینار صدقہ دے اور اگر یہ نہ مل سکے تو آدھا دینار دے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن اسے اس لئے نہیں لیا گیا کیونکہ اس میں سعید بن جبیر اور ایوب بن علاء کے درمیان اختلاف ہے کیونکہ وہ اسے قتادہ سے، وہ حضرت قدامہ بن وبرہ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے مرسل طور پر لیتے ہیں۔

(۱۰۶۴) حضرت قدامہ بن وبرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کسی مجبوری کے بغیر جس شخص سے جمعہ پڑھنا رہ جائے تو وہ ایک درہم، آدھا درہم، گندم کا ایک صاع یا آدھا صاع صدقہ کرے۔"

یہ الفاظ حضرت عنبری کی حدیث کے ہیں اور شیخ ابوبکر نے اس میں ہمیں اس کے مرسل ہونے کے بارے میں نہیں بتایا۔

(۱۰۶۵) حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد سے جب حضرت قتادہ اور خلاد بن علاء کی حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے ان سے سنا، فرمایا: ہمارے نزدیک حضرت ہمام، حضرت ایوب بن علاء سے زیادہ حفظ والے ہیں۔

جمعہ کے دن نہانے کی ابتداء کیوں ہوئی

(۱۰۶۶) حضرت عکرمہ کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ اہل عراق میں سے دو آدمی ان کے پاس آئے اور جمعہ کے دن نہانے کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ واجب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جو نہا لے تو وہ اچھا کرے گا اور پاکیزہ ہو گا پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب جمعہ کے دن نہانے کی ابتداء ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں لوگ محتاج ہوتے تھے، وہ اونی لباس پہنتے، پیٹھ پر کھجور کی لکڑی لاتے، مسجد تنگ تھی اور چھت نیچی تھی، اس دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت گرمی کے دن میں جمعہ کے دن نکلے، آپ کا منبر چھوٹا سا تھا، اس کی صرف تین ہی سیڑھیاں تھیں، آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا تو اونی لباس میں لوگوں کو پسینہ آ گیا جس کی وجہ سے پسینے اور اونی لباس کی بدبو ان کے پورے جسموں میں پھیل گئی اور یوں

لگا کہ وہ ایک دوسرے کو پریشان کردے گی اور پھران کی یہ بد بو رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچی، آپ اس وقت منبر پر تھے چنانچہ فرمایا: جب یہ دن آیا کرے تو نہا لیا کرو اور تم میں سے جسے خوشبو یا تیل مل جایا کرے، لگا لیا کرے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۰۶۷ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے والد کی بینائی چلی گئی تو میں انہیں جمعہ کے لئے لے کر چلتا، اسی دوران انہوں نے اذان سنی تو ابو امامہ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو سراہا اور ان کے لئے بخشش کی دعا کی چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ٹھہرتے اور جب بھی جمعہ کی اذان ہوتی، یونہی کیا کرتے۔ اس پر میں نے پوچھا: اے والدِ گرامی! ذرا یہ تو بتاؤ کہ جب بھی آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں، حضرت ابوامامہ کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: بیٹے! یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ میں ہمیں بنو بیاضہ کی پتھریلی جگہ پر گھاس پھوس پر اکٹھا کیا تھا جسے بقیع الخضمات کہتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس دن آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ چالیس لوگ تھے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح بنتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، یہ وہ حدیث ہے جو اس حدیث کی تائید کرتی ہے جسے صرف امام بخاری نے لیا ہے یعنی ابراھیم بن طھمان کی حدیث جسے انہوں نے ابوجمرہ سے لیا اور ان کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''مدینہ میں جمعہ کے بعد اسلام کے دور میں پہلا جمعہ وہ تھا جو عبدالقیس کے جواثا میں پڑھا گیا۔''

۱۰۶۸ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''جو کپڑے دھوئے، نہائے، صبح سویرے آئے اور (امام کے) قریب ہو کر چپ چاپ بیٹھے تو اس کے وہ سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ کے درمیان ہوتے ہیں بلکہ تین اور دنوں کے بھی اور جو کنکروں کو ہاتھ لگائے تو وہ بے فائدہ کام کرتا ہوگا۔''

یہ حدیث یحییٰ بن حارث ذماری اور حسان بن عطیہ نے ابوالاشعث سے لی ہے۔

رہی یحییٰ بن حارث کی یہ حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۰۶۹ حضرت یحییٰ حارث حضرت ابوالاشعث صنعانی سے حدیث لیتے ہیں کہ حضرت اوس بن اوس ثقفی کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کپڑے دھوئے اور نہائے پھر صبح سویرے آ کر امام کے قریب بیٹھے، پھر غور سے سنے اور چپ چاپ بیٹھے تو اس کو ہر قدم پر سال بھر روزے رکھنے اور راتوں کی عبادت جتنا اجر ملے گا۔''

۱۰۷۰ حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے دن کپڑے دھوئے اور نہائے اور پھر سویرے ہی نکل کر امام کے قریب ہو کر غور سے اس کی باتیں سنے اور بے مقصد باتیں نہ کرے تو اسے ہر اٹھائے گئے قدم پر سال بھر میں راتوں کی عبادت اور روزوں جتنا ثواب ملے گا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر ان سندوں کے ذریعے صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا چنانچہ میرے خیال میں

اس کی وجہ وہ کمزور حدیث ہے کہ ایسی سندوں کو اس جیسی حدیث سے ناقص نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۰۷۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن کپڑے دھوئے اور خوب نہائے پھر امام کے قریب جا کر بیٹھ جائے اور خاموشی سے غور کرتے ہوئے سنتا جائے تو اٹھنے والے ہر قدم پر سال بھر کے روزوں اور راتوں میں عبادت جتنا ثواب ملے گا۔"

یہ حدیث ان حدیثوں میں خامی پیدا نہیں کرتی جو کئی طریقوں پر ٹھوس اور صحیح ہیں:

(۱) ان میں سے ایک یہ ہے حضرت حسان بن عطیہ نے حضرت اوس بن اوس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سننا بتایا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت ثور بن یزید روایت کی بنا پر ان سے کمزور ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ حضرت عثمان شیبانی میں جہالت پائی جاتی ہے۔

(۱۰۷۲) حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "میں جمعہ کے دن نہا رہا تھا کہ اس دوران میرے والد آگئے اور پوچھنے لگے کہ جنابت (ہمبستری کی پلیدی) کی وجہ سے نہا رہے ہو یا جمعہ کے لئے؟ میں نے بتایا کہ جنابت کی وجہ سے انہوں نے کہا کہ دوبارہ نہاؤ کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا، فرمایا: جو جمعہ کے دن خوب نہائے تو وہ اگلے جمعہ تک (گناہوں سے) پاک گنا جائے گا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔ اس کے راوی ہارون بن مسلم عجلی بصری راویوں کے پرانے بزرگ ہیں جنہیں حنائی کہا جاتا ہے، یہ پختہ ہیں کیونکہ امام احمد بن حنبل اور عبداللہ بن عمر قواریری نے ان سے روایت لی ہے۔

(۱۰۷۳) حضرت ابوھریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن نہائے، مسواک کرے، ستھرے کپڑے پہنے اور مل سکے تو خوشبو لگائے اور پھر (مسجد میں) آتے وقت لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے اور جتنا ممکن ہو، نفل پڑھے اور امام کے نکلنے پر چپ ہو جائے تو یہ اس کے لئے اگلے جمعہ کے (گناہوں) کے لئے کفارہ ہوگا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

اسی حدیث کو اسماعیل بن علیہ نے محمد بن اسحاق سے یوں لیا ہے جیسے حماد بن سلمہ کی روایت ہے اور پھر اسے ابوامامہ بن سہل کے ذکر کے وقت ابوسلمہ تک پہنچایا ہے۔

(۱۰۷۴) حضرت ابوھریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، ستھرے کپڑے پہنے پھر مسجد میں آئے تو لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے، اس کے بعد جتنی ممکن ہو رکعتیں پڑھے اور جب امام نماز پڑھانے نکل آئے تو یہ اس جمعے سے پچھلے جمعہ کے درمیانی دنوں (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہوگا، یہاں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ تین دن اور کے لئے بھی کفارہ بنے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کو دس گنا بڑھانا ہوتا ہے۔"

اس حدیث کے راوی اسماعیل بن علیہ ان پختہ راویوں میں شامل ہیں جن کی حدیث لینے پر شیخین اکٹھے ہیں۔

حضرت حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سے ۳۹۵ھ میں لکھائی گئی روایت کے آخری راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن (گھر سے) نکل کر منبر پر بیٹھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے کیونکہ ھشام بن غاز ان راویوں میں سے ہیں جن کی روایت لی جاتی ہے لیکن شیخین نے اسے پھر بھی نہیں لیا۔

(۱۰۷۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر سکون سے بیٹھ گئے تو لوگوں سے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ، یہ بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنی تو اس وقت وہ مسجد کے دروازے پر تھے چنانچہ وہیں بیٹھ گئے تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن مسعود! آگے آجاؤ۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

(۱۰۷۷) حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش والے ایک دن اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تم اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو تو اس کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہا کرو بلکہ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کہہ دیا کرو لیکن لوگوں نے یہ بات بری منائی جس پر آپ نے ان سے کہا کہ یہ بات تو وہ بھی فرما چکے ہیں جو مجھ سے بہتر تھے، جمعہ یقیناً ایک بہتر کام ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ تمہیں گھروں سے نکالوں اور تم کیچڑ میں چلتے پھرو۔''

(۱۰۷۸) حضرت حارثہ بنت نعمان کی بیٹی بتاتی ہیں کہ ''مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک سے نکلی وہ بات خوب یاد ہے جو آپ ہر جمعہ کو پڑھتے تو وہ ہمیں اور آپ کو موقع پر نور و نور کر دیتی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

ایک روایت میں حضرت محمد بن اسحاق نے حضرت حارثہ بن نعمان کی بیٹی کا نام ذکر کیا ہے۔

(۱۰۷۹) حضرت حارثہ بن نعمان کی بیٹی بتاتی ہیں کہ قرآن کریم کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک سے سن کر پڑھا ہے کیونکہ آپ لوگوں کو خطاب کرتے وقت اسے ہر جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔''

اس میں ایک راوی حضرت یحییٰ بن عبداللہ، حضرت عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کو کہتے ہیں۔

(۱۰۸۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا تو ''ص'' کی تلاوت فرمائی اور جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو وہاں سے اتر کر سجدہ کیا جس پر ہم نے بھی کیا پھر ایک اور مرتبہ تلاوت فرمائی تو ہم سجدہ کے لئے تیار ہوئے، آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ ایک نبی کی توبہ تھی لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے سجدہ کی تیاری کر لی ہے چنانچہ اتر کر آپ نے سجدہ کیا تو ہم نے بھی کیا۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے تاہم انہوں نے اسے نہیں لیا۔

رہا سورۂ ص میں سجدہ تو اسے امام بخاری نے لیا ہے۔

یہاں کتاب الجمعہ میں اسے لینے کی وجہ صرف یہ بتانا ہے کہ امام جمعہ کے دن جب منبر پر سجدہ کی آیت پڑھے تو سنت یہ ہے کہ وہ نیچے اتر کر سجدہ کرے۔

۱۰۸۱ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ کے قریب ہوا تو اپنا اونٹ بٹھایا، کپڑوں کا تھیلا اتار کر اپنا لباس پہنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے، آپ نے مجھے سلام فرمایا تو لوگوں نے مجھے آپ کے سامنے کر دیا چنانچہ میں نے اپنے پاس بیٹھے ایک شخص سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں کچھ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے تمہارا بہترین ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ابھی کچھ دیر بعد تمہارے پاس اس دروازے (یا فرمایا: کھلے راستے) سے یمن کا بہترین شخص آنے والا ہے جس کے چہرے پر نشان ہوگا چنانچہ میں نے اس پر اللہ کو سجدہ کیا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے۔

یہ حدیث خطبہ کے دوران امام کے مناسب قسم کی بات کر لینے کے بارے میں بنیاد بنتی ہے۔

۱۰۸۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں آئے تو مروان بن حکم خطبہ دے رہے تھے، آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو نگران آ گئے جنہوں نے آپ کو بٹھانا چاہا لیکن آپ نے انکار کرتے ہوئے نماز شروع کر دی۔

مروان چلا گیا تو ہم نے آ کر ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، یہ لوگ تو تمہیں سزا دینے ہی والے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کام کرتے دیکھ کر یہ کام نہیں چھوڑ سکتا تھا اور پھر ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو جمعہ کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے دوران آیا، دوسرے جمعہ کو پھر آیا تو تب بھی آپ خطبہ دے رہے تھے۔ اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم دیا جس پر ایک شخص نے اپنا ایک کپڑا بچھا دیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ کر اسے ڈانٹا اور فرمایا: اسے پکڑ لو، پھر فرمایا کہ یہ شخص بری حالت میں آیا ہے تو میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اسے صدقہ دو جس پر اس نے اپنا ایک کپڑا اتار کر بچھا دیا۔ اس کے بعد آپ نے اسے حکم فرمایا کہ دو رکعت نفل پڑھو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح بنتی ہے اور یہ پہلی حدیث کو طاقت دیتی ہے۔

۱۰۸۳ پھر امام مسلم کی شرط پر اس کی ایک اور تائید موجود ہے۔

حضرت ابورفاعہ عدوی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب آپ خطبہ دے رہے تھے اور عرض کی: یارسول اللہ! ایک غریب آدمی حاضر ہوا ہے جو اپنے دین کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اسے

نہیں جانتا۔

اس پر آپ خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تشریف لائے جس پر ایک کرسی لائی گئی کہ میرے خیال میں اس کے پائے لوہے کے تھے اور مجھے وہ کچھ سکھانا شروع کیا جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا، اس کے بعد خطبہ کے لئے تشریف لا کر اسے پورا کیا۔"

۱۰۸۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب منبر پر سکون سے بیٹھ گئے تو فرمایا: بیٹھ جاؤ!" حضرت ابن مسعود نے سنا تو مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: اے عبداللہ ابن مسعود! آگے آجاؤ۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۸۵ حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو شخص تمہیں یہ کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے تو کہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ میں نے جب دیکھا تو آپ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے اور اس کے بعد بیٹھے اور پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیا۔

اس پر میں نے پوچھا کہ آپ کا یہ خطبہ کیسا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ لوگوں کے لئے ہدایتیں تھیں، آپ قرآن کی کچھ آیتیں پڑھتے اور نیچے اتر آتے، خطبہ درمیانہ ہوتا اور نماز بھی درمیانے درجہ کی ہوتی چنانچہ اس میں وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ جیسی سورتیں پڑھتے، ہاں صبح اور ظہر کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھا کرتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اذان کہتے جب سورج ذرا ڈھل جاتا، اتنے میں اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آتے تو وہ تکبیر کہتے ورنہ تشریف لانے تک خاموش رہتے، عصر کی نماز ویسے ہی پڑھتے جیسے تم عام طور پر پڑھتے ہو، عصر کی بھی یونہی پڑھتے اور عشاء کی نماز تم لوگوں سے ذرا بعد میں پڑھتے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا، وہ اس کے دو مختصر لفظ لیتے ہیں جسے انہوں نے حضرت ابوالاحوص سے لیا ہے جنہوں نے حضرت سماک سے لی: "آپ دو خطبے دیتے جن کے درمیان تھوڑا سا بیٹھ جاتے اور آپ کی نماز درمیانے درجے کی ہوتی۔"

۱۰۸۶ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "میں تمہیں جہنم سے ڈراتا ہوں (دو مرتبہ فرمایا)، آپ کی یہ آواز بازار میں موجود شخص بھی اس جگہ سے سن لیتا تھا، اس دوران آپ کی وہ چادر پاؤں میں گر گئی جو کندھے پر رکھی تھی۔"

یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۸۷ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما آئے، قمیصیں سرخ رنگ کی تھیں، وہ گرتے پڑتے پہنچے تھے، آپ نے نیچے اتر کر انہیں پکڑ کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور پھر فرمایا: اللہ

اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے کہ: اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (تغابن:۱۵) (تمہارے مال اور اولادیں آزمائش ہیں) میں نے بھی اپنے ان دونوں بچوں کو دیکھا ہے تو برداشت نہ کرسکا چنانچہ اتر کر انہیں لے لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ شروع فرمادیا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔''

یہ حدیث اس بارے میں ثبوت بنتی ہے کہ ضرورت کے وقت امام خطبہ ٹوک کر منبر سے اتر سکتا ہے۔

۱۰۸۸ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے دوران میں مسجد میں پہنچا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا، آپ نے سورۂ براءت پڑھی تو میں نے حضرت ابی سے کہا کہ یہ سورت کب اتری ہے؟''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۸۹ حضرت ابوالزاھریہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''میں جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن بسر کے ساتھ بیٹھا تھا، وہ ہمیں حدیث سنا رہے تھے کہ اتنے میں امام آگئے، ادھر سے ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا آیا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، آپ نے اسے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کیونکہ تم نے لوگوں کو پریشان کیا ہے اور ہمیں دیر کرادی ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۹۰ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کی نماز ضروری حق ہے اور چار قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر جماعت کے ساتھ ملکر ہر مسلمان کے لئے لازم ہے:

① جو کسی کے قبضے میں غلام ہو۔
② کوئی بھی عورت ہو۔
③ کوئی بھی بچہ ہو۔
④ کوئی بھی بیمار ہو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے اور دونوں ہی نے اس کے راوی ھریم بن سفیان کو لیا ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

پھر اسے ابن عیینہ نے ابراھیم بن محمد بن منتشر سے لیا ہے اور اپنی سند میں ابوموسیٰ کا ذکر نہیں کیا اور دوسرے راوی طارق بن شہاب صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۰۹۱ حضرت ایاس بن ابی رملہ شامی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ اس وقت کبھی گئے تھے جب ایک دن میں دو عیدیں جمع ہوئی ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: تو پھر آپ نے کیا کیا تھا؟ بتایا کہ آپ نے عید پڑھا کر جمعہ کے بارے میں لوگوں کو اجازت دیدی کہ جو پڑھنا چاہتا ہے، پڑھ لے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے سے نہیں لیا۔

اسی حدیث کی تائید کے لئے امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث موجود ہے:

۱۰۹۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس دن میں تمہاری دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں تو جو چاہے جمعہ پڑھ لے، ہم تو پڑھیں گے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی بقیہ بن ولید جب مشہور لوگوں سے روایت کرتے ہیں تو ان کی سچائی میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہ حدیث حضرت شعبہ، مغیرہ اور عبدالعزیز کی حدیث کے مقابلے غریب شمار ہوتی ہے (جس کا صرف ایک راوی ہوتا ہے) اور یہ سب لوگ وہ ہیں جن کی حدیث لی جاتی ہے۔

۱۰۹۳ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی شخص نے خطبہ دیا اور یوں کہا: مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔ اس پر آپ نے فرمایا: اٹھ کر چلے جاؤ کیونکہ تم برے خطیب ہو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۹۴ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مختصر خطبہ دینے کا حکم دیا۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۹۵ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے موقع پر لمبی چوڑی نصیحتیں نہیں فرماتے تھے بلکہ صرف چند باتیں ہوتی تھیں۔

۱۰۹۶ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ذکر میں شامل ہوا کرو اور امام کے پاس جاؤ کیونکہ آدمی جیسے جیسے دور ہوتا ہے جنت میں اسے دیر کی جاتی ہے اگرچہ داخل تو ہو جاتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۹۷ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران کمر اور رانوں کو کپڑے سے باندھنا منع فرمایا ہے۔

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۰۹۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترتے اور کوئی شخص اپنا ضروری کام بتاتا تو آپ اس کے ساتھ جا کر اس کی وہ ضرورت پوری فرما دیتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۰۹۹ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرے میں نماز پڑھی تو عین اس وقت لوگ حجرے کی پچھلی طرف آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۰۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ جب مکہ میں تھے تو جمعہ پڑھنے کے لئے آگے ہوئے اور جمعہ پڑھایا پھر اور آگے بڑھ کر چار رکعت پڑھیں اور جب مدینہ میں ہوتے تو جمعہ پڑھ کر گھر چلے جاتے اور دو رکعتیں وہیں پڑھتے، انہیں مسجد میں نہ پڑھتے اس پر آپ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہی کرتے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا بلکہ دونوں حضرات حضرت ابن عمر کی اس حدیث کو لیتے ہیں جس میں ان کے گھر میں دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ امام مسلم اکیلے وہ شخص ہیں جنہوں نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "آپ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت ابن جریج نے اپنی روایت کے لئے یزید بن ابی حبیب کی پیروی کی جسے انہوں نے عطاء سے یوں لیا ہے۔

۱۱۰۱ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کو جمعہ کے دن نماز پڑھتے دیکھا چنانچہ اپنے مصلٰے کی اس جگہ سے زیادہ نہیں بلکہ تھوڑا سا آگے ہو کر پڑھی، وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر چل کر تھوڑا سا آگے چار رکعتیں پڑھیں تو میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ حضرت ابن عمر کو یوں کرتے آپ نے کتنی مرتبہ دیکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کئی مرتبہ۔

۱۱۰۲ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے اچھی طرح پاک ہو جائے، اپنے عمدہ کپڑے پہنے اور پھر وہ خوشبو لگائے جس کی اللہ نے اسے توفیق دی ہے یا گھر والوں سے لے کر تیل لگائے اور دو کاموں کے درمیان فاصلہ نہ ڈالے (اسی وقت جمعہ کے لئے جائے) تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ بخش دیتا ہے جو آئندہ جمعہ تک ہو سکتے ہیں۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۰۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب جمعہ کے دن مجلس میں (نماز میں) کسی کو اونگھ آ جائے تو وہ مجلس چھوڑ کر الگ ہو جائے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۰۴ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے تو فوراً سایہ دیکھتے، وہ صرف ایک یا دو قدم ہوتا۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا البتہ صرف امام بخاری نے اسے ابو خلدہ سے اور انہوں نے از

لفظوں کے بغیر حضرت انس سے لیا ہے۔

۱۱۰۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کی ایک رکعت میں مل جائے تو اسے جمعہ کی جماعت کا ثواب ملے گا۔''

۱۱۰۶ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو نمازِ جمعہ کی ایک رکعت میں شامل ہو جائے تو دوسری رکعت پوری کر لے۔''

حضرت اسامہ کہتے ہیں: میں نے مجلس والے لوگوں سے قاسم بن محمد اور سالم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ دونوں یہی کہتے ہیں۔

۱۱۰۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن ایک رکعت میں شامل ہو جائے تو وہ دوسری کو ساتھ ملائے۔''

یہ تینوں سندیں شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں لیکن انہوں نے ان لفظوں سے نہیں لیں، دونوں نے اس کی جگہ امام زھری کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے ابوسلمہ کے ذریعے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو نماز کی ایک رکعت اور نمازِ عصر کی ایک رکعت میں شامل ہو جائے (امام مسلم یہ الفاظ بڑھاتے ہیں) تو وہ ساری نماز میں شامل گنا جائے گا۔''

۱۱۰۸ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ سے رہ جانے والوں کے بارے میں فرمایا: ''ارادہ بنتا ہے کہ میں کسی شخص سے کہوں کہ نماز پڑھائے اور پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو گھر بیٹھے جمعہ سے رہ جاتے ہیں۔''

ابوداؤد طیالسی نے حضرت زھیر سے یہ روایت یونہی لی ہے اور یہ شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا بلکہ انہوں نے عشاء اور باقی نمازوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۰۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی مجبوری کے بغیر (مسلسل) تین جمعے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

حضرت ابوبکر بن اسحاق، حضرت اسید بن ابی اسید کی روایت سے ایسی ہی حدیث لکھتے ہیں۔

۱۱۱۰ اس سے پہلے یہ حدیث میں امام ثوری وغیرہ سے لکھ چکا ہوں جسے انہوں نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے، انہوں نے عبیدہ بن سفیان حضرمی سے اور انہوں نے ابوالجعد ضمری سے لیا ہے، پھر اسے امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دے چکا ہوں اور یہ بہترین تائید مجھے اس کے بعد ملی ہے اور پھر اس کے لئے ایک اور تائید بھی ملتی ہے جو محمد بن عجلان کی حدیث میں ہے، وہ امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

۱۱۱۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سنو! آگے وہ وقت آ رہا ہے کہ آدمی میل دو میل کے

علاقے میں بکریاں لئے پھرے گا اور اس پورے علاقے میں اسے بات کرنا بھی مشکل ہوگا، اس دوران جمعہ کا دن آ جائے گا اور وہ اس میں شامل نہ ہوگا جس کی وجہ سے اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔''

۱۱۱۲ حضرت عمار بن ابی عمار رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ بہتی نہر کے قریب اپنے غلاموں کے پاس تھے، میں نے کہا: اے ابوسعید! جمعہ کیوں نہیں پڑھا؟ انہوں نے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب موسلا دھار بارش ہو جایا کرے تو اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیا کرو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

اس کے راوی ناصح بن علاء بصری پختہ ہیں اور اس روایت میں صرف ابوعبداللہ محلمی سلمی کوفی پر اعتراض ہے کیونکہ سماک بن حرب نے ان سے سن کر حدیثیں لی ہیں۔

۱۱۱۳ حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جمعہ کے دن وہاں بارش ہوئی جس میں ان کے پاؤں کے تلوے بھی تر نہ ہوئے تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لیں۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے، شیخین نے اس کے راوی لئے ہیں، یہ حدیث ان حدیثوں میں شامل ہے جس میں محدثین کی یہ خواہش ہے کہ صحابی سے تبع تابعی کی روایت لیں تاہم انہوں نے اسے درج نہیں کیا۔

۱۱۱۴ حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عطاء کو حضرت سائب بن یزید کی طرف یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ ان سے اس چیز کا پتہ چلائے جسے انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں دیکھا ہے چنانچہ انہوں نے بتایا کہ میں نے مقصورہ شریف میں ان کے ہمراہ نماز پڑھی پھر نماز کے لئے اپنی جگہ گیا جس پر انہوں نے کہا کہ ذرا آگے جا کر پڑھو (یا کہا کہ کلام کئے بغیر پڑھو) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہی کرنے کا حکم دیا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۱۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ اس پر میں نے کہا: ہم تو جمعہ میں ہوتے ہیں، انہوں نے کہا کہ جمعہ اور دوسرے دنوں میں بھی یونہی کرے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس میں جمعہ کا ذکر نہیں کیا۔

کتاب الجمعہ پوری ہوگئی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ صَلٰوۃُ الْعِیْدَیْنِ

(عیدوں کے کچھ مسائل)

عید الفطر سے پہلے کچھ کھایا جائے

۱۱۱۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھائے بغیر گھر سے نہ نکلتے اور عید الاضحیٰ پر واپس آنے تک کچھ نہ کھاتے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے راوی ثواب بن عقبہ مہری نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں اور ان پر ایسا الزام نہیں لگا کہ ان سے حدیث نہ لی جا سکے، یہ بات روایت کے سلسلے میں انوکھی معلوم ہوتی ہے جو مسلمانوں کے ملکوں میں قبول کی جاتی ہے۔

۱۱۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن صبح ہونے سے پہلے چند کھجوریں کھا لیا کرتے تھے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

امام مسلم ہی کی شرط پر اس کی تائید میں یہ حدیث ملتی ہے۔

۱۱۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ عید الفطر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین، پانچ، سات یا اس سے کم و بیش مگر طاق تعداد میں کھجوریں کھائے بغیر گھر سے (عید پڑھنے) نہ جایا کرتے۔''

۱۱۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ان کے ہاں کھیل کود کے لئے دو دن مقرر تھے، آپ نے پوچھا: یہ دن کون سے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہم دورِ جاہلیت کے اندر ان میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں دو دن دے دیئے ہیں جو ان سے بھی بہتر ہیں، عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

عید میں دیر کرنا مناسب نہیں

۱۱۲۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر (یا عید الاضحیٰ) کے لئے لوگوں کے ساتھ نکلے تو امام کے دیر کرنے کو اچھا نہ جانا، فرمایا: ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تو ٹھیک اس وقت فارغ ہو جاتے۔ یہ بات تسبیح پڑھنے کے وقت فرمائی۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۲۱ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''میں عید کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ نے نماز پڑھ کر فرمایا: اب میں خطبہ پڑھوں گا، جو اس دوران بیٹھنا چاہے، بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے، جا سکتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

یہ روایت اس حدیث کا معنیٰ بتاتی ہے جس کے بارے میں عید کے موقع پر ان سے سوال کیا جاتا تھا، ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

۱۱۲۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''عید کے کسی دن وہ بارش میں گھر گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مسجد میں نماز پڑھائی۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے راوی ابو یحییٰ تیمی سچے گنے جاتے ہیں البتہ ان کے بیٹے یحییٰ بن عبداللہ پر اعتراض ہوا ہے۔

۱۱۲۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''وہ عید کے دن عید گاہ کی طرف گئے تو عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہ پڑھا اور بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہی کرتے تھے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا البتہ حضرت ابن عباس سے لی ہوئی حضرت سعید بن جبیر کی یہ روایت لی ہے کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید سے پہلے اور بعد میں کچھ نہ پڑھا۔''

۱۱۲۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔''

حدیث کے یہ الفاظ احمد بن عبدہ کی حدیث کے ہیں جبکہ سلیمان کی حدیث میں الفاظ کم ہیں۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا۔

۱۱۲۵ حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت ابن زبیر کے پاس اس وقت گیا جب وہ وہاں کے گورنر تھے، ہوا یہ کہ عید الفطر (یا کہا عید الاضحیٰ) کا دن جمعہ کے موقع پر آ گیا جس کی وجہ سے انہوں نے عید کے لئے جانے میں دیر

کی اور اس دوران سورج اوپر آ چکا تھا، اس کے بعد نکلے اور منبر پر چڑھ کر لمبا خطبہ دیا، پھر دو رکعت پڑھیں اور جمعہ نہ پڑھا جس پر بنو امیہ بن عبد شمس کے لوگ ان پر ناراض ہوئے۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ ابن زبیر نے سنت پر عمل کیا ہے اور جب یہی بات حضرت ابن زبیر تک پہنچی تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دو عیدیں اکٹھی ہو جانے پر دیکھا تو انہوں نے ایسے ہی کیا تھا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۲۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے لئے ایک راستے میں سے گئے اور دوسرے راستے سے واپس آئے۔"

۱۱۲۷ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں عیدوں میں سے جس کے لئے بھی جاتے تو واپسی پر اس کے علاوہ راستے سے واپس آتے۔"

یہ حدیث شیخین کے طریقے پر صحیح قرار پاتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

اس حدیث کی تائید اس حدیث سے پہلی حدیث کے ذریعے ہوتی ہے جو عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔

۱۱۲۸ حضرت بکر بن مبشر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں عید الفطر کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے ہمراہ صبح ہی کو عید گاہ جاتا چنانچہ ہم بطحان کے اندر چلتے اور عید گاہ پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس آتے۔"

۱۱۲۹ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن جا کر اس کی دو رکعتیں پڑھتے اور پھر سلام پھیر کر بیٹھے لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: صدقہ دو، صدقہ دو، چنانچہ صدقہ دینے والوں میں عورتیں زیادہ ہوتیں جس میں نقدی اور زیور ہوتا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۳۰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ سے واپس تشریف لاتے تو دو رکعت پڑھتے۔"

یہ بڑی اچھی سنت ہے جس کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۳۱ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "ایک دن لوگ روزوں کے تیس دن پورے کرتے ہوئے روزے سے تھے کہ دو شخصوں نے حاضر ہو کر گواہی دی کہ کل انہوں نے چاند دیکھا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تو لوگوں نے روزہ توڑ دیا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۳۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج رات میں نے چاند دیکھا ہے: آپ نے فرمایا: تم اعلان کرتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول

ہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں جس پر فرمایا: اے بلال اٹھو اور لوگوں کو بتادو کہ صبح روزہ رکھیں۔''

اس حدیث کے راوی عکرمہ کو امام بخاری نے لیا ہے جبکہ امام مسلم نے سماک کو لیا ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے جسے سب فقیہ جانتے ہیں لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

١١٣٣ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عبداللہ نے انہیں بتایا کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عید الفطر کے دن گھر سے نکلنے پر تکبیر کہنا شروع کرتے اور عیدگاہ تک کہتے رہتے۔''

اس حدیث کا متن اور سند غریب کہلاتا ہے البتہ شیخین نے ولید بن محمد موقری کو راوی لیا اور نہ ہی موسیٰ بن عطار بلقاوی کو اور یہ وہ سنت ہے جسے حدیث کے امام لیتے ہیں اور پھر اسی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمرو وغیرہ صحابہ سے صحیح قرار پاتی ہے۔

١١٣٤ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں عیدوں کے موقع پر مسجد سے نکلتے تو تکبریں کہتے ہوئے عیدگاہ پہنچتے۔''

١١٣٥ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''صحابہ کرام (یا لوگ) عید الفطر کے دن تکبیریں کہنے میں عید الاضحیٰ سے بھی بڑھ جاتے تھے۔''

١١٣٦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ بارہ تکبیریں کہتے تھے اور اس کے دوران سورۂ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھا کرتے۔''

(نوٹ: حنفیوں کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ چھ تکبریں زیادہ کہی جاتی ہیں۔ ١٢ محشی)

یہ حدیث صرف ابن لہیعہ نے لی ہے اور امام مسلم نے انہیں دو جگہ پر راوی لیا ہے نیز اسی سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی حدیثیں بھی ملتی ہیں لیکن ان تک پہنچنے والی سندوں میں خرابی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن لہیعہ نے ابن عقیل سے روایت کی ہے۔

١١٣٧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی دونوں نمازوں میں تکبیریں کہا کرتے، پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ کہتے۔''

١١٣٨ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما عیدوں کی نمازیں خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا بلکہ انہوں نے حضرت عطاء کی حدیث لی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے لیکن اس کے الفاظ یہ نہیں۔

١١٣٩ حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نمازوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے

پڑھتے (حنفی ایسا نہیں کرتے)، فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے اور عرفہ کے دن (نویں ذوالحجہ) صبح کی نماز کے بعد تکبیریں شروع کر کے تشریق کے آخری دنوں (تیرہویں) میں عصر کے وقت ختم کرتے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور مجھے اس کے راویوں میں سے کسی پر اعتراض نہیں مل سکا۔

اس سلسلے میں حضرت جابر بن عبداللہ وغیرہ سے بھی روایت ملتی ہے۔ رہا حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا کام تو ان کی طرف سے عرفہ کی صبح سے تشریق کے آخری دن تک تکبیر کہنا صحیح ہے۔

۱۱۴۰ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن نمازِ فجر کے بعد تکبیر کہنا شروع کرتے اور تشریق کے آخری دن ظہر کی نماز تک کہا کرتے۔''

۱۱۴۱ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرفہ کی صبح فجر کی نماز کے بعد تکبیر کہنا شروع کرتے پھر اسے اس وقت تک نہ روکتے جب تک امام تشریق کے آخری دن میں پڑھتا اور پھر عصر کے بعد تکبیر کہتے۔''

۱۱۴۲ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفہ کی صبح سے تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیریں کہتے رہتے۔''

رہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۱۴۳ حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو وہ عرفہ کے دن صبح کی نماز سے تشریق کے آخر دن عصر کی نماز تک تکبریں کہتے۔''

۱۱۴۴ حضرت ولید بن مزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت اوزاعی سے عرفہ کے دن تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے ان سے سنا: فرمایا: ''وہ عرفہ کے دن صبح سے تشریق کے آخری دن تک تکبیریں یوں کہتے تھے جیسے حضرت علی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے۔''

کتاب العیدین مکمل ہوئی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْوِتْر

(وتروں کے کچھ مسائل)

1145 حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نجاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ''یہ ایک اچھا کام ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد مسلمان کرتے چلے آرہے ہیں، یہ واجب نہیں۔'' (حنفیوں کے ہاں واجب ہے)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

اس قسم کی اور حدیثیں بھی ملتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

1146 حضرت عاصم بن حمزہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وتر تمہاری فرض نمازوں کی طرح لازمی نہیں ہے لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا: ''اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق ہی کو پسند فرماتا ہے۔''

دوسری حدیث یوں ہے:

1147 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تین وہ چیزیں ہیں جو مجھ پر تو فرض ہیں لیکن تمہارے لئے نفلی ہیں:

(۱) قربانی کرنا (۲) وتر پڑھنا (۳) فجر کی دو رکعت پڑھنا

(امام حاکم فرماتے ہیں) اس سلسلے میں بنیادی حدیث، حدیثِ ایمان اور دیہاتی کا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچوں نمازوں کے بارے پوچھنا ہے جس میں اس نے عرض کی تھی کہ ''کیا مجھ پر کوئی اور چیز بھی لازم ہے؟'' تو آپ نے فرمایا تھا: ''نہیں''، ہاں نیکی کرنی ہو تو اور بات ہے۔'' اور اس کے علاوہ دوسری حدیث حضرت ابن عمر سے حضرت سعید بن یسار کی ہے جو سواری پر وتر کے بارے میں ہے جسے شیخین نے اپنی اپنی صحیح میں لیا ہے۔

1148 حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وتر کب پڑھا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی سونے سے پہلے'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وتر کب پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ سو جاتا ہوں اور پھر اٹھ

کر پڑھتا ہوں، اس پر حضرت ابوبکر سے فرمایا: تم پختہ (یا فرمایا مضبوط) کام کرتے ہو اور حضرت عمر سے فرمایا: تم نے طاقت کا کام کیا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی تائید صحیح سند والی اس حدیث سے ہوتی ہے:

۱۱۴۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: وتر کب پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں وتر پڑھ لیتا ہوں اور پھر سو جاتا ہوں، فرمایا: تم نے مضبوط کام شروع کیا ہے، اس کے بعد حضرت عمر سے پوچھا کہ وتر کب پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ سو جاتا ہوں پھر رات کو اٹھ کر وتر پڑھتا ہوں جس پر فرمایا: تم نے طاقتوروں والا کام کیا ہے۔

۱۱۵۰ حضرت ابونضرہ کے مطابق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر پڑھ لو۔''

یہی حدیث حضرت معمر بن راشد نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے لی ہے۔

۱۱۵۱ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۵۲ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھنے میں جلدی کرو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۵۳ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو صبح کی نماز میں شامل ہو جائے اور وتر نہ پڑھے تو اس کی نمازِ وتر نہیں بنتی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۵۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو رات کو نفل پڑھا کرتا ہے، تو وہ سب سے آخر میں وتر پڑھا کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہوا ہے اور جب فجر ہو جائے تو رات کے نفل اور وتر سب گئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وتر، فجر سے پہلے پڑھا کرو۔''

۱۱۵۵ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وتر چھوڑ کر سو جائے یا اسے بھول جائیں تو اسے صبح ہونے یا یاد آ جانے پر پڑھ لیا کرے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۵۶ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وتر پڑھنا ایک حقیقت ہے تو جو چاہے پانچ

پڑھے، جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے، ایک پڑھ لے۔" (حنفیوں کے نزدیک ایک وتر تو ہوتا ہی نہیں۔۱۲ چشتی)

یہ حدیث صحیح سند والی ہے اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

محمد بن ولید زبیدی، سفیان بن عیینہ، سفیان بن حسین، محمد بن راشد، محمد بن اسحاق اور بکر بن وائل نے اس حدیث کی پیروی کرتے ہوئے اسے مرفوع لکھا ہے۔

۱۱۵۷ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وتر پانچ، تین یا ایک ہی ہوتا ہے۔"

۱۱۵۷ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وتر ایک حقیقت ہے لہٰذا جو چاہے تین پڑھے، جو چاہے، پانچ پڑھے اور جو چاہے، ایک پڑھے۔"

رہی حضرت سفیان بن عیینہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۱۵۸ حضرت سفیان بن عیینہ کے مطابق حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "وتر، پانچ پڑھا کرو، نہ ہو سکے تو تین پڑھو اور اگر تم میں یہ ہمت نہیں تو ایک پڑھ لو اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو اشارہ سے کام لے۔"

۱۱۶۰ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وتر ایک حقیقت ہے" اور پھر ایسی ہی حدیث لکھ دی۔

رہی محمد بن اسحاق کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۱۶۱ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: "وتر ایک حقیقت ہے۔"

پھر اسے ابوایوب پر موقوف کر دیا ہے۔

رہی حدیث حضرت بکر بن وائل رضی اللہ عنہ تو وہ یہ ہے:

۱۱۶۲ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وتر یقینی چیز ہے۔" پھر ایسی ہی حدیث نقل کی۔

(امام حاکم کہتے ہیں) مجھے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ شیخین کے اسے چھوڑنے کی وجہ امام زھری کے کچھ ساتھیوں کا اسے انہیں پر موقوف کرنا ہے اور یہ ان میں شمار ہوتی ہے جو اس حدیث کی طرح خامی والی نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۱۶۳ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "کئی مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے وقت میں وتر پڑھتے دیکھتا جب لوگ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن اسے انہوں نے نہیں لیا۔

۱۱۶۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی کو وتر پڑھے بغیر صبح ہو جائے تو وہ وتر ضرور پڑھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۶۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ مغرب کی نماز دیکھ کر تین وتر نہ پڑھا کرو

بلکہ پانچ، سات، نو، گیارہ یا اس سے زیادہ وتر پڑھا کرو۔"

۱۱۶۶ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین وتر پڑھ کر انہیں مغرب کی نماز جیسا نہ بناؤ بلکہ پانچ یا سات وتر پڑھو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۶۷ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتروں کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا ہے۔

اس حدیث جیسی اور حدیثیں بھی موجود ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے:

۱۱۶۸ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے جن میں سے آخری میں سلام پھیرتے۔"

یہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وتر تھے، اہل مدینہ نے وتروں کا یہ طریقہ انہی سے سیکھا تھا۔

۱۱۶۹ حضرت حبیب بن معلم کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ ان سے زیادہ فقیہ تھے اور وہ تیسری رکعت میں تکبیر کے لئے تیار ہوتے تھے۔

۱۱۷۰ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے جن میں بیٹھا نہ کرتے اور صرف آخر میں تشہد پڑھتے۔"

۱۱۷۱ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو رکعتوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرتے تھے جن کے بعد والی رکعت میں وتر پڑھتے جبکہ وتر میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے سے نہیں لیا۔

اس حدیث کے راوی سعید بن عفیر رضی اللہ عنہ اہلِ مصر کے امام تھے اور ان جیسا کوئی نہ تھا، وہ واضح حدیث لائے جس میں اصلاح کا بیان ہے اور یہ بتاتی ہے کہ وتر بننے والی رکعت اپنے سے پہلے والی رکعتوں میں شمار نہیں ہوتی۔

۱۱۷۲ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے جن میں سے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے، دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ جبکہ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح شمار ہوتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

حضرت سعید بن عفیر کسی انکار کے بغیر مصر والوں کے امام شمار ہوتے ہیں جو وہ حدیث روایت کرتے ہیں جس میں وضاحت ہے، اصلاح والی ہے اور بتاتی ہے کہ جو رکعت وتر بنتی ہے وہ پہلی دو رکعتوں کے علاوہ دوسری ہے۔

١١٧٣ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ رکعت وتر پڑھتے اور صرف پانچویں رکعت میں بیٹھا کرتے اور اسی میں سلام پھیرتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

١١٧٤ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وتر ایک حقیقی چیز ہے چنانچہ جو وتر نہ پڑھے تو ہم میں گنا نہ جائے گا۔''

١١٧٥ حضرت حسن بن حلیم مروزی نے بتایا کہ ہمیں ابو الموجہ نے، انہیں یوسف بن عیسیٰ نے، انہیں فضل بن موسیٰ نے، اور انہیں عبداللہ بن عبداللہ العتکی نے روایت سنائی اور پھر ایسی ہی حدیث لکھی۔

یہ حدیث صحیح ہے اور ابو المنیب العتکی مروزی پختہ راوی ہیں اور ان سے حدیث لی جاتی ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

١١٧٦ حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک نماز تمہارے لئے مقرر کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہے اور یہ وتر کی نماز ہے اور اسے تمہارے لئے نماز عشاء سے فجر کی نماز کے درمیانی وقت میں رکھا ہے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس کے راوی مدنی اور مصری ہیں اور اسے انہوں نے صرف اس اصول کی خاطر چھوڑا ہے کہ صحابی سے صرف ایک تابعی روایت کر رہا ہے۔

١١٧٧ سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ رکعت وتر پڑھتے تھے اور جب بڑی عمر اور بڑھاپے کو پہنچے تو سات رکعت وتر پڑھتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تیرہ، گیارہ، نو، سات، پانچ، تین اور ایک وتر پڑھنا ثابت ہے جن میں سے سب سے صحیح ایک رکعت کا وتر ہے۔

١١٧٨ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آخری وتر میں یہ دعا پڑھا کرتے ہیں:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.''

یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

کتاب الوتر ختم ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ صَلوٰةِ التَّطَوُّعِ

(نفلی نمازوں کے کچھ مسائل)

1179- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''فجر کی دو سنتیں پوری دنیا کے مقابلے میں زیادہ ثواب والی ہیں۔''

حضرت یزید بن ذریع کی روایت میں الفاظ یوں ہیں: ''دنیا اور اس میں موجود ہر سے بڑھ کر ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

1180- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتوں میں عام طور پر قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ والی آیت پڑھتے تھے اور دوسری میں قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ سے لے کر وَاشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک پڑھا کرتے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے سے درج نہیں کیا۔

1181- حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فجر کی دو رکعت سنت پڑھنا بھول گیا تو انہیں سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

1182- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نماز شروع ہو چکی تھی کہ اس دوران میں دو سنتیں پڑھنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کھینچ کر فرمایا: ''کیا تم صبح کی چار رکعتیں (فرض) پڑھنا چاہتے ہو؟''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۸۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث لے کر بتاتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: فرض نماز کے بعد کونسی نماز زیادہ مرتبہ رکھتی ہے اور ماہِ رمضان کے علاوہ کون سے روزے زیادہ مرتبہ والے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ مرتبہ والی نماز رات میں کی جانے والی عبادت ہوتی ہے اور ماہِ رمضان کے علاوہ سب سے بہتر روزے اللہ کے مہینے (شعبان) والے ہوتے ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۸۴ حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''رات میں عبادت تمہارے لئے ضروری ہے کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے، یہ تمہارے لئے اللہ کا قریبی بننے کا سبب ہے، کوتاہیوں کو مٹاتی اور گناہوں سے روکتی ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۸۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رات کچھ تکلیف محسوس ہو رہی تھی صبح ہوئی تو پوچھا گیا: یارسول اللہ! آپ پر تکلیف کا اثر کیوں دکھائی دیتا ہے؟ فرمایا: مجھ پر اس چیز کا اثر جسے تم اللہ کے فضل سے مجھ میں دیکھا کرتے ہو، میں نے (نفلوں میں) سات لمبی سورتیں پڑھی ہیں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۸۶ حضرت عبداللہ بن ابوقیس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: ''رات کی عبادت چھوڑا نہ کرو کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے چھوڑا نہیں کرتے تھے اور جب کبھی بیمار ہوتے یا طبیعت میں سستی ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے۔''

۱۱۸۷ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مطابق محمد بن اسحاق نے بتایا، انہیں بشر بن خالد عسکری، انہیں محمد بن جعفر نے بتایا اور وہ کہتے ہیں کہ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا۔۔۔ پھر اسی طرح کی سند اور متن بیان کیا۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۸۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو ان فرض نمازوں کو پڑھتا رہتا ہے تو غافلوں میں شمار نہیں کیا جائے گا اور جو شخص کسی رات میں سو آیتیں پڑھا کرے تو وہ ان میں لکھا جائے گا جو اللہ کے سامنے عاجزی کیا کرتے ہیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے تاہم انہوں نے اسے نہیں لکھا۔

۱۱۸۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات بھر میں سو آیتیں پڑھ لیتا ہے تو وہ اللہ سے غافل لوگوں میں شمار نہیں کیا جاتا اور جو دو سو آیتیں پڑھ لے، اسے اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے اور خلوص والے

لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لکھا۔

۱۱۹۰ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ عکاظ میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسی دعا بھی ہے جو دوسری سے پہلے قبول ہو، کیا کوئی ایسی گھڑی ہے جو باقی رہے اور اس کا ذکر ہوتا رہے؟ فرمایا: ''ہاں، پروردگار بندے کے قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے لہٰذا اگر کر سکو تو ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو اس وقت اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۹۱ حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے انہیں بتایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کام کی طرف راہنمائی فرمائی۔ انہوں نے آپ کی بیویوں سے پوچھا مجھے وہ کام بتاؤ جس کے بارے میں نبی کو حکم ملا ہے جس پر انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے انہیں رات کی عبادت کرنے کو کہا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۹۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نفل پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے تاہم وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نفل پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے لیکن اگر وہ انکار کرے تو وہ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۹۳ حضرت یعلیٰ بن مملک رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت اور رات کے نفلوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آپ کی نماز کیسی تھی، آپ نفل پڑھتے اور پھر اتنی ہی دیر سو جاتے، پھر سونے جتنے وقت تک نفل پڑھتے اور اتنی ہی دیر تک سو جاتے، یہ سلسلہ صبح تک جاری رہتا۔ پھر انہوں نے آپ کی تلاوت کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ آپ کی تلاوت واضح ہوتی تھی اور ایک ایک حرف کا پتہ چل رہا ہوتا تھا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۹۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ جب رات کو اٹھ کر عبادت کرتے تو آواز کو ایک حد تک نیچا اونچا کرتے اور پھر بتاتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہی کیا کرتے تھے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۹۵ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عبداللہ بن ابو قیس نے پوچھا کہ رات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسی تلاوت

فرماتے تھے؟ آواز بلند ہوتی تھی یا پست؟ انہوں نے فرمایا: یہ سب کچھ کرتے تھے، کبھی بلند کر دیتے اور کبھی آہستہ آواز سے کرتے جس پر میں نے کہا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس کام میں گنجائش کی ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

ایسی ہی حدیث ابوخالد سے ملتی ہے جسے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے۔

۱۱۹۶ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے گزرے جو آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے تو وہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے اور جب یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں اکٹھے ہوئے تو ابوبکر کہنے لگے: اے ابوبکر! میں تمہارے پاس گیا تو تم آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے عرض کی کہ مجھے صرف اسے سنانا ہوتا ہے جس سے میرا راز و نیاز ہوتا ہے، پھر فرمایا کہ اے عمر! میں تمہارے پاس گیا تو تم بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! میں ثواب کی نیت کر کے سوئے ہوئے لوگوں کو جگاتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آواز ذرا اونچی رکھا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آواز ذرا پست رکھا کرو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۱۹۷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو اپنے قبہ میں سے سنا کہ صحابہ کرام بلند آواز سے تلاوت کر رہے ہیں، آپ نے سامنے سے پردہ ہٹا دیا اور فرمایا: تم میں سے ہر ایک ہی تو اپنے پروردگار سے راز و نیاز کر رہا ہے تو ایک دوسرے کو پریشان نہ کیا کرو اور نماز کے اندر بلند آواز سے تلاوت نہ کرو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۱۹۸ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا تھا: "جو اپنے بستر پر اس نیت سے لیٹے کہ رات کو اٹھ کر عبادت کرے گا لیکن اسے نیند آ جائے اور وہ صبح تک سوتا ہی رہے تو اس کے لئے وہی کچھ لکھ دیا جاتا ہے جس کی اس نے نیت کی تھی اور یہ نیند اللہ کی طرف سے اس پر کرم ہوتا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لکھا۔

۱۱۹۹ ہمیں ابوبکر بن اسحاق نے بتایا، انہیں محمد بن محمد بن نضر نے، انہیں معاویہ بن عمرو نے کہ حضرت زائدہ کہتے ہیں اور پھر حضرت ابوالدرداء کی روایت سے اسے بتایا اور یہ وہ سند ہے جو کمزور نہیں کرتی کیونکہ حسین بن علی جعفی پہلے ہیں، زیادہ حافظ الحدیث ہیں اور حضرت زائدہ کی حدیث سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ واقف ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۲۰۰ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "دوسرے دن چھوڑ کر صرف جمعہ ہی کے

روزے کی عادت نہ بناؤ اور نہ ہی اس کی رات کو دوسری راتوں کی بجائے عبادت کے لئے مقرر کرو۔"

۱۲۰۱ سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص دن بھر میں بارہ رکعت نفل پڑھا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے محل تیار فرما دیتا ہے، چار تو ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو عصر سے پہلے، دو ہی مغرب کے بعد اور دو صبح سے پہلے۔"

۱۲۰۲ سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بارہ رکعت (نفل) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے محل تیار فرما دیتا ہے، یہ ظہر سے پہلے چار رکعت ہوتی ہیں، دو اس کے بعد، دو عصر سے پہلے، دو مغرب کے بعد اور پھر فجر سے پہلے دو رکعتیں۔"

امام مسلم کے نزدیک یہ دونوں سندیں صحیح ہیں لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا جبکہ اس جیسی سب حدیثیں صحیح ہیں جن میں سے ایک نعمان بن سالم، ایک مکحول فقیہ اور ایک ہی مسیّب بن رافع سے لکھی ملتی ہے۔

رہی حضرت نعمان بن سالم کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۲۰۴ سیدہ امِ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "جو شخص بارہ رکعت میں اللہ کی عبادت کرتے ہوئے سجدے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے محل بنا دیتا ہے۔"

رہی حضرت مکحول کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۲۰۵ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن میں کسی کام کے لئے نکلا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک دیکھا، لگتا تھا کہ آپ کو کوئی کام ہے لہٰذا میں ایک طرف ہو گیا اور بار بار چھپتا رہا لیکن آخر کار انہوں نے مجھے دیکھ ہی لیا اور ساتھ ہی حاضر ہونے کا اشارہ فرمایا، میں خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا چنانچہ ہم دونوں چلنے لگے، یکا یک دیکھا تو ہمارے سامنے ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا جو رکوع وسجود کئے جا رہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: دیکھتے ہو، یہ دکھلاوا تو نہیں کر رہا؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا اور تین مرتبہ ان کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور نیچے کئے اور فرماتے گئے کہ "درمیانی قسم کی عبادت کر" وہی کرنا ضروری ہے۔ "کیونکہ جو شخص دین کو اپنے قابو میں لینا چاہتا ہے تو یہ اس کے قابو میں نہیں ہو سکتا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۰۶ حضرت زر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور پھر عشاء تک (نفل) پڑھتے رہے اور پھر عشاء پڑھی۔"

۱۲۰۷ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھ کر ان

کی رونق بڑھاؤ۔"

شیخین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کولائے ہیں جسے انہوں نے حضرت نافع سے، انہوں نے ابن عمر سے لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نمازیں (نفل وسنت) اپنے گھروں میں پڑھا کرواورانہیں قبرستان کی طرح (بے آباد) نہ کردو۔"

رہی حضرت عبداللہ بن فروخ کی حدیث تو اس کے الفاظ پیارے ہیں، یہ اہلِ مکہ کے شیخ اور سچے شخص تھے، مصر میں رہتے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔

۱۲۰۸ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن صبح سویرے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا کہ اے بلال! کس بناء پر تم جنت میں مجھ سے آگے آگے تھے کیونکہ آج رات میں جنت میں پہنچا تو میں نے اپنے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دونفل پڑھ لیا کرتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہوتا ہوں، وضو کرلیا کرتا ہوں، اس پر آپ نے فرمایا کہ بس یہی وجہ ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

نمازِ حاجت

۱۲۰۹ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک اندھا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ سے میرے لئے معافی کی دعا فرمایئے، آپ نے فرمایا: "چاہو تو دعا میں دیر کردیتا ہوں کیونکہ تمہیں اس کا فائدہ ہوگا اور اگر چاہو تو ابھی کردیتا ہوں۔" اس نے عرض کی کہ ابھی کردیجئے جس پر آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھے طریقے سے وضو کرو، دونفل پڑھو اور پھر یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ فَتَقْضِیْ لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ."

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

نمازِ استخارہ

۱۲۱۰ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آہستہ آواز میں خطبہ دو پھر وضو کرو تو اچھے طریقے سے کرو پھر جو اللہ کو منظور ہیں نفل پڑھو جن میں اللہ کی حمد وثناء اور بزرگی کا ذکر کرو اور پھر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ فَاِنْ رَّاَيْتَنِیْ فُلَانَةً (یہاں اپنی ضرورت کا نام لے) خَيْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْهَا لِیْ وَاِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِّیْ مِنْهَا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْيَایَ

وَاخِرَتِی فَاقْضِ لِیْ بِھَا (یا فرمایا کہ یوں کہ فَاقْدِرْ ھَالِیْ)

یہ استخارہ کی پیاری نماز کا طریقہ ہے، اسے اہلِ مصر نے بیان کیا۔ اس کے سارے راوی پختہ ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۱۲ حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے ایک سفر کے دوران دیکھا کہ آپ نے چاشت کی نماز آٹھ رکعتیں پڑھیں اور ان سے فارغ ہو کر فرمایا: میں نے شوق اور ڈر کی خاطر یہ نفل پڑھے ہیں اور پھر اللہ سے تین دعائیں مانگی ہیں جن مین سے دو اس نے قبول فرمالی ہیں جبکہ ایک روک لی ہے:

۱۔ ایک یہ دعا تھی کہ میری امت کو قحط سے نہ مارے جو اس نے قبول فرمالی ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ کسی دشمن کو ان پر (مستقل) قابو نہ دے، یہ بھی مان لی ہے۔

۳۔ تیسری یہ تھی کہ یہ آپس میں گروہ در گروہ نہ بنیں، اللہ نے اسے نہیں مانا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان لفظوں کے ساتھ نہیں لیا بلکہ اس کی جگہ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث لی ہے جو چاشت کے آٹھ ہی نفل ہیں۔

۱۲۱۳ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری دنوں میں عام طور پر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۱۴ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے کھڑے اور بیٹھ کر بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے چنانچہ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے تو کھڑے رکوع فرماتے لیکن اگر بیٹھ کر شروع فرماتے تو بیٹھے ہی رکوع کرتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ میں نہیں لیا۔

اس سے پہلے میں حضرت حمید رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھ آیا ہوں جسے انہوں نے عبداللہ بن شقیق سے لیا ہے اور اس کی بہترین جگہ یہ بھی ہے جبکہ ابن سیرین کی یہ حدیث گزری ہوئی حدیث کی صحیح دلیل بنتی ہے۔

۱۲۱۵ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے رسنے والے زخم کی تکلیف تھی لہٰذا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (نماز کے بارے میں) پوچھا تو آپ نے فرمایا: "کھڑے ہو کر پڑھ لیا کرو، ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی پہلو پر پڑھ لیا کرو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ میں نہیں لیا البتہ امام بخاری نے اسے مختصر طور پر یزید بن زریع کی حدیث میں لیا ہے جسے حسین معلّم نے روایت کیا۔

(۱۲۱۶) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں نے اٹھارہ سفر کئے لیکن آپ نے ایک مرتبہ بھی وہ دو رکعتیں نہیں چھوڑیں جو سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

(۱۲۱۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انیس سفر کئے لیکن ایک بھی مرتبہ آپ نے ظہر کی پہلی دو رکعتیں نہ چھوڑیں۔''

(۱۲۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس منزل پر جا ٹھہرتے تو وہاں سے روانہ ہوتے وقت دو نفل پڑھا کرتے۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کے ایک راوی عثمان بن سعد کاتب کی حدیث بصری حضرات لیتے ہیں۔

(۱۲۱۹) حضرت ابوسعید اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات کے وقت جاگے اور بیوی کو بھی جگا لے، پھر دونوں ہی دو دو نفل پڑھیں تو ان مردوں اور عورتوں میں لکھے جاتے ہیں جو اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔''

حافظہ بڑھانے کی زبردست دعا

(۱۲۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اس دوران آپ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ قرآن میرے سینے سے نکل گیا ہے اور میں اس پر قابو نہیں رکھ سکتا۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالحسن! کیا میں تمہیں ایسے کچھ الفاظ نہ سکھادوں جن کے ذریعے اللہ تمہیں فائدہ دے گا اور اسے بھی فائدہ پہنچائے گا جسے یہ سکھادو گے اور جو کچھ اسے سکھاؤ گے وہ تمہارے دل میں اسی طرح محفوظ رہے گا۔

انہوں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جب جمعہ کی رات ہو تو حوصلے سے رات کے آخری تیسرے حصے میں اٹھو کیونکہ اس گھڑی فرشتے اترے ہوتے ہیں اور اس موقع پر دعا قبول ہوتی ہے، یہ میرے بھائی حضرت یعقوب کی اپنے بیٹوں کے لئے یہ دعا تھی کہ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اور پھر رات کے آخر تک استغفار پڑھتے رہو، اس موقع پر نہ اٹھ سکو تو آدھی رات کے وقت اٹھو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو رات کے ابتدائی حصے میں اٹھو اور چار نفل پڑھو جن میں سے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ یٰسین، دوسری میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ الم السجدہ تیسری میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ حٰمٓ الدخان اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ تبارک سورت پڑھو اور پھر جب تشہد (التحیات) سے فارغ ہو جاؤ تو اچھی طرح سے اللہ

کی حمد وثنا کرواور اس کے ساتھ ساتھ مجھ پراور سارے نبیوں پر اچھی طرح درود پڑھو، اپنے ان مسلمان بھائیوں کے لئے بخشش کی دعا کرو جو تم سے پہلے گزر چکے، پھر سارے مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش مانگو اور پھر اس کے آخر میں یوں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَاتُرَامُ اَسْئَلُكَ يَااَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِوَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ يُرْضِيْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِالَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ يَااَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِوَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تُشْغِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَايُعِيْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ

اے ابوالحسن! تم یہ عمل تین، پانچ یا سات جمعوں میں کرو گے تو اللہ کے حکم سے دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ اس اللہ کی قسم جس نے مجھے سچا بنا کر بھیجا ہے، وہ کسی مومن کی دعا کبھی نہیں ٹالتا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ابھی مجھے پانچ یا چھ دن بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت علی اسی طرح کی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے، عرض کی: یارسول اللہ! اس سے پہلے میں جب بھی چار کے لگ بھگ آیتیں یاد کرتا اور پھر انہیں دہراتا تو میرے ذہن سے نکل جاتی تھیں لیکن آج یہ حالت ہے کہ میں چالیس کے قریب آیتیں یاد کرتا ہوں اور جب انہیں دل میں دہراتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ قرآن کریم میرے سامنے رکھا ہوا ہے۔

پھر میں حدیث سنتا تھا تو وہ بھی اس وقت ذہن سے نکل جاتی جب میں اسے پڑھنا چاہتا لیکن آج میں حدیثیں سنتا ہوں اور پھر انہیں بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی بھول نہیں پاتا۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالحسن! کعبہ کے رب کی قسم! واقعی تمہیں یقین ہو گیا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۲۱ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا صبح سویرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کی یارسول اللہ! مجھے ایسے الفاظ سکھا دیجئے جنہیں میں اپنی نماز کے موقع پر پڑھ لیا کروں: فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ دس مرتبہ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ دس مرتبہ، الحمد للہ دس مرتبہ پڑھ کر جو چاہو دعا مانگو، وہ کہنے لگیں، ٹھیک ٹھیک۔''

یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور نماز تسبیح میں یمنی محدثین کی حدیث اسی طرح کی ہے۔

نماز تسبیح

۱۲۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے چچا جان! کیا میں آپ کو دس چیزیں نہ بتادوں کہ جب آپ وہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے پچھلے، پرانے نئے، غلطی سے اور جان بوجھ کر کئے، چھوٹے بڑے، چھپے اور دکھائی دینے والے سب گناہ بخش دے گا، اور وہ یوں کہ چار نفل پڑھو جن میں سے ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سی سورت پڑھو اور جب پہلی رکعت میں تلاوت سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے کھڑے پندرہ مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھو، پھر رکوع میں جاؤ اور اس میں دس مرتبہ پڑھو، پھر سر اٹھاؤ تو دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدے میں جاؤ تو دس مرتبہ پڑھو، پھر سر اٹھانے پر دس مرتبہ پڑھو، پھر دوسرے سجدے دس مرتبہ کہو اور پھر سر اٹھاؤ تو دس مرتبہ کہو: یہ کل تکبیریں ہر رکعت میں پچھتر بنیں گی اور یہ چاروں رکعتوں ہی میں پڑھی جائیں گی۔

اگر ممکن ہو سکے تو اسے روزانہ پڑھو، نہ ہو سکے تو ہر جمعہ میں ایک بار، یہ بھی ممکن نہ تو ہر مہینے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال بھر میں ایک بار اور یہ بھی نہ کر سکو تو زندگی بھر میں ایک بار پڑھ لو۔''

اس حدیث کو حضرت موسیٰ بن عبدالعزیز نے حکم بن ابان سے لیا ہے پھر اسے ابوبکر محمد بن اسحاق، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نے صحیح میں لیا ہے جنہوں نے اسے عبدالرحمٰن بن بشر سے لیا ہے پھر اسحاق بن ابو اسرائیل نے اسے موسیٰ بن عبدالعزیز قنباری سے لیا ہے۔

۱۲۲۳ حضرت ابوشعیب موسیٰ بن عبدالعزیز قنباری رضی اللہ عنہ نے محمد بن ہارون کی حدیث روایت کی ہے جس کے الفاظ یہی ہیں۔

رہا حضرت موسیٰ بن عبدالعزیز کا حال تو اس بارے میں حضرت محمد بن سہل بن عسکر بتاتے ہیں کہ جب حضرت عبدالرزاق سے، حضرت ابوشعیب قنباری کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے انہیں سراہا تھا۔

رہے حضرت حکم بن ابان تو ان کے بارے میں حضرت ابن عیینہ بتاتے ہیں کہ میں نے یوسف بن یعقوب سے پوچھا حکم بن ابان کیسے تھے؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے آقا تھے۔

ابراھیم بن حکم بن ابان کا اسے اپنے والد سے مرسل طور پر ذکر کرنا تو وہ یوں ہے:

''حضرت ابراھیم بن حکم بن ابان کہتے ہیں کہ یہ مجھے میرے والد نے سنائی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عکرمہ نے سنائی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا۔۔۔ اور پھر حدیث بیان کردی۔

یہ مرسل ہونا حدیث کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتا کیونکہ کسی پختہ راوی سے الفاظِ حدیث کی زیادتی، اس کے مرسل ہونے سے بہت بہتر ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ حدیث میں ان کے دور کے امام اسحاق بن ابراھیم حنظلی نے

اس سند کو ابراھیم بن حکم بن ابان سے لے کر قائم رکھا ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہے اور وہ یوں:

رہا اس حدیث میں حضرت حکم بن ابان کا مرسل حدیث لانا تو وہ یوں ہے:

۱۲۲۴ حضرت علی بن عیسیٰ نے ابراہیم بن ابی طالب اور محمد بن اسحق سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن رافع نے سنائی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم بن حکم بن ابان نے سنائی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے سنائی اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور پھر حدیث ذکر کی۔

یہ مرسل ہونا حدیث کے متصل ہونے کو کمزور نہیں کرتا کیونکہ پختہ راوی سے الفاظ زیادہ ثابت ہوں تو وہ اس کے مرسل ہونے کے مقابلے میں بہتر گنے جاتے ہیں اور پھر یہ بھی ہے کہ حدیث میں اپنے دور کے امام اسحق بن ابراہیم حنظلی نے اس سند کو ابراہیم بن حکم بن ابان کے ذریعے قائم رکھا ہے اور اسے آگے ملایا ہے۔

۱۲۲۵ حضرت ابراھیم بن حکم بن ابان نے یہ حدیث اپنے والد سے لی، انہوں نے حضرت عکرمہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنی اور یہ ویسے ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ بن عبدالعزیز نے حکم سے لی۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے یہ صحیح روایت ملتی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹے حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بھی یہ نماز ویسے ہی سکھائی تھی جیسے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی۔ (چنانچہ آگے آ رہی ہے)

۱۲۲۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے علاقے میں بھیجا اور واپس آنے پر ان سے گلے ملے نیز دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پھر فرمایا: کیا تمہیں عطا نہ کردوں؟ (یا کیا تجھے خوشخبری نہ دے دوں، یا عطیہ نہ دے دوں یا فرمایا کہ تمہیں تحفہ نہ دے دوں؟) انہوں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ! فرمایا: چار رکعت پڑھو جن میں سے ہر ایک میں الحمد اور کوئی سورت پڑھو اور پھر تلاوت کے بعد کھڑے کھڑے رکوع سے پہلے پندرہ مرتبہ یوں کہو: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، پھر رکوع میں دس بار پڑھو اور دوسری رکعت سے پہلے ساری رکعت میں پڑھتے جاؤ (طریقہ جانا پہچانا تھا) پھر اگلی تین رکعتوں میں ویسے ہی پڑھو جیسے میں نے تمہیں بتادیا ہے اور یوں چار رکعتیں پوری کرو۔"

یہ وہ سند ہے کہ جس میں کوئی اُلجھن نہیں اور پھر اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں جو دلیلیں دی جاتی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تابعین حضرات کی پیروی کرنے والے آج تک امام حضرات یہ حدیث لے رہے ہیں، پڑھتے ہی رہتے ہیں لوگوں کو سکھاتے ہیں جن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مبارک بھی ہیں (جن کی روایت آرہی ہے)

۱۲۲۷ حضرت ابو وھب محمد بن مزاحم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس نماز کے بارے میں پوچھا جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے چنانچہ انہوں نے بتایا:

تکبیر کہواور پھر پڑھو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، اس کے بعد پندرہ مرتبہ کہو سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اس کے بعد اعوذ باللہ اور پھر بسم اللہ، سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر دس مرتبہ پھر کہو، پھر رکوع میں دس مرتبہ اور پھر سر اٹھا کر دس مرتبہ، پھر سجدے میں جا کر دس مرتبہ، پھر سر اٹھا کر دس مرتبہ، پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ اور پھر سر اٹھا کر دس مرتبہ کہو اور چاروں رکعتیں یونہی پڑھو، یہ ہر رکعت میں پچھتر پچھتر ہو جائیں گی اور پوری رکعتوں میں کل تین سو ہوں گی۔

اب اگر کوئی اسے رات میں پڑھتا ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ دو رکعتوں پر سلام پھیرے لیکن اگر دن کو پڑھتا ہے تو اس کی مرضی، پھیرے یا نہ پھیرے۔"

حضرت ابن مبارک کی اس حدیث کے سارے راوی پختہ ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ ایسی چیز سکھائیں جس کے بارے میں ان کے پاس صحیح سند نہ ہو۔

۱۲۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو رکعتیں ڈوبتے ستاروں کے موقع پر فجر سے پہلے ہیں اور دو ہی مغرب کے بعد ہیں۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اسی جیسی حدیث حضرت حماد بن سلمہ سے ملی ہے جسے انہوں نے علی بن زید سے، انہوں نے اوس بن خالد سے اور انہوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے۔

نماز حاجت

۱۲۲۹ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور بیٹھ کر فرمایا: "جسے اللہ یا کسی اور شخص سے کوئی غرض ہو تو اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت (نماز حاجت) پڑھے، اس میں اللہ کی ثناء پڑھنے کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ."

اس روایت میں فائد بن عبدالرحمٰن ابوالورقاء کوفی ہیں اور تابعین میں شمار ہوتے ہیں، میں نے ان کے پیچھے بہت سے لوگ دیکھے ہیں، یہ حدیث میں پختہ ہیں لیکن شیخین ان سے نہیں لیتے، میں نے ان کی یہ حدیث پہلی کی تصدیق کے لئے لکھی ہے۔

۱۲۳۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کی اندر کی

طرف سے باہر کا حصہ دکھائی دیتا ہے اور باہر کی طرف سے اندر کا۔ اس پر حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کیسے ملے گا؟ آپ نے فرمایا: جو پاکیزہ گفتگو کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور رات کھڑے ہو کر اس موقع پر عبادت کرے جب دوسرے لوگ سو رہے ہوں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۳۱ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ماہِ رمضان کی ایک رات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھجور کی ٹہنیوں سے بنے حجرے میں نماز پڑھی، آپ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، پھر سورۂ بقرہ شروع کی تو میں نے سمجھا کہ سو آیت پر ختم کر دیں گے، پھر سمجھا کہ دو سو پر ختم کر دیں گے اور پھر آپ نے پوری پڑھ دی، پھر آلِ عمران شروع کر دی اور اسے مکمل کیا پھر سورۂ نساء پڑھ گئے، اس دوران جب خوف دلانے والی آیت آتی تو رک کر پناہ مانگتے، پھر اتنی دیر تک رکوع میں ٹھہرے جتنی دیر تک کھڑے تھے اور بار بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھتے رہے، اس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور رکوع جتنی دیر کھڑے رہے، پھر اتنی دیر سجدے میں رہے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہتے رہے نیز دو سجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْ لِيْ پڑھتے رہے چنانچہ رات کے یہ چار نفل آپ رات کی ابتداء سے لے کر آخر تک پڑھتے رہے، اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آ گئے اور نماز فجر کی اذان کہی۔''

شیخین کی شرطوں پر یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ السَّھۡوِ

(سجدۂ سہو کے کچھ مسائل)

۱۲۳۲ - حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو ایسے موقع پر یقین پر عمل کرے، نماز پوری کرنا چاہتا ہے تو دو سجدے کرے، اب اگر اس کی نماز پوری ہو گئی تو (زائد) رکعت نفلی ہو جائے گی اور سجدے بھی اور اگر کمی رہی تو یہ رکعت اس کی جگہ لے گی اور دو سجدے شیطان کو ذلیل کریں گے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں اسے اس انداز کے ساتھ نہیں لیا۔

۱۲۳۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ فرماتے ہیں: ''جب کوئی نماز پڑھے اور اسے یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں، تین یا چار تو ایک رکعت پڑھ لے جس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے کرے اور پھر دو سجدے کرے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۳۴ - حضرت عبداللہ بن بُحینہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں کوئی نماز پڑھائی تو دو رکعتوں سے اٹھ کھڑے ہوئے، اس پر لوگوں نے سبحان اللہ کہا لیکن آپ نماز پڑھتے چلے گئے اور اسے پورا کر لیا، ایک سلام ہی باقی رہ گیا تو دو سجدے کیے، اس وقت سلام پھیرنے سے پہلے آپ بیٹھے تھے۔''

یہ واضح حدیث شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۳۵ - حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ دو رکعت پڑھ کر (دو رکعت والی نماز میں) اٹھنے لگے تو لوگوں نے (یاد دلانے کے لئے) سبحٰن اللہ کہا لیکن آپ نے نماز پوری کر دی اور جب نماز پوری کر لی تو دو سجدے کئے جس کی وجہ وہ بھول تھی اور فرمایا: کیا تمہارا خیال تھا کہ میں بیٹھ جاتا، میں نے ویسے ہی کیا ہے جیسے رسول اللہ کو دیکھا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۳۶ حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی تو بھول ہوگئی اور دو ہی رکعتوں پر سلام پھیر دیا ہے اور فارغ ہو گئے، اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ بھولے ہیں اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا ہے چنانچہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا جنہوں نے تکبیر کہی اور آپ نے وہ رکعت پوری کی۔

بعد میں میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں تو مجھے کہا گیا کہ آپ اسے جانتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں ہاں دیکھ کر پہچان لوں گا، اتنے میں ایک شخص گزرا تو میں نے کہا کہ یہ وہی ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۳۷ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سہو کے دو سجدوں میں تشہد پر بیٹھے اور پھر سلام پھیرا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا بلکہ انہوں نے حضرت خالد حذاء کی حدیث لانے پر اتفاق کیا ہے جو انہوں نے حضرت ابو قلابہ سے سنی تاہم اس میں سجدہ سہو کے تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

۱۲۳۸ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی اور اس میں بھول گئے چنانچہ سلام پھیرنے اور بات کرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

۱۲۳۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہو کے دو سجدوں کا نام ''مرغمتین'' رکھا۔''

حدیث کی یہ سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے ایک راوی ابو مجاھد عبد اللہ بن کیسان پختہ ہیں جن کی حدیث روایت میں لی جاتی ہے۔

۱۲۴۰ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم میں سے کوئی بھول جاتا ہے تو اسے پتہ نہیں چلتا کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے۔ انہوں نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاتے ہیں: جب نماز پڑھو اور معلوم نہ ہو سکے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو دو سجدے کریں اور جب کسی کے پاس شیطان آجائے اور کہے کہ تم بے وضو ہو گئے ہو تو کہہ دو کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، ہاں اگر تم ناک سے بدبودار ہوا سونگھ لو یا کانوں سے کوئی آواز سن لو تو جھوٹا نہ بناؤ۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۴۱ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی نماز میں بھول جائے کہ تیسری رکعت میں ہے یا چوتھی میں تو نماز پوری کر لے کیونکہ زیادہ پڑھ لینا کم پڑھنے سے بہتر ہے۔''

یہ حدیث واضح اور صحیح سند والی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۴۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں تیزی دکھانا سہو نہیں ہوتا ہاں بیٹھنے سے اٹھ بیٹھنا اور اٹھے ہوئے بیٹھ جانا بنتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۴۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں ان کے پاس بیٹھا تو انہوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی صحابی سے کچھ سنا ہو تو بتاؤ، جس سے معلوم ہو جائے کہ بندہ جب نماز میں بھول جائے تو اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ میں نے کہا: یاد نہیں، اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے کچھ سنا نہیں تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اتنے میں ہمارے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آئے تو پوچھا: کیا الجھن ہے؟ حضرت عمر نے بتایا: میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ کیا انہوں نے آپ سے یا آپ کے صحابی سے سنا ہو جسے یاد ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندے کے نماز میں بھول جانے پر کیا فرما رکھا ہے؟ اس پر حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: مجھے اس بارے میں معلوم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر بتایئے کیونکہ آپ کا فیصلہ پسند ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ جب تمہیں دو رکعتوں میں شک پڑ جائے تو اسے ایک شمار کرو لیکن جب تین اور دو میں شک پڑے تو انہیں دو شمار کرو اور جب تین اور چار میں شک پڑ جائے تو انہیں تین گن لے اور باقی رکعتیں پوری کرلے، یہ وہم زیادتی والی رکعت میں رہنا چاہیے، پھر بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اس حدیث کی تائید بنتی ہے جسے عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان نے بیان کیا اور جسے میں ان دو حدیثیں سے پہلے لکھ چکا ہوں۔

۱۲۴۴ حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ مہری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر جھنی رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو بیٹھے بٹھائے اٹھ کھڑے ہوئے جس پر لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! وہ بیٹھے نہیں بلکہ کھڑے ہو گئے اور جب نماز مکمل کرنے کے قریب تھے تو بیٹھے بٹھائے دو سجدے کیے اور پھر جب سلام پھیرا تو پوچھا: میں نے تم سے ابھی ابھی سنا ہے کہ تم سبحان اللہ کہہ رہے تھے جس کا مقصد یہ تھا کہ میں بیٹھ جاؤں لیکن سنت طریقہ وہی ہے جیسے میں نے کیا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

(بارش کی دعا کے کچھ مسائل)

۱۲۲۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک نبی بارش کی دعا کرنے باہر نکلے تو یکا یک دیکھا کہ ایک چیونٹی اپنا ایک پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (دعا مانگ رہی) تھی جس پر اس نبی نے فرمایا: واپس چلے آؤ کیونکہ اس چیونٹی کی دعا کی وجہ سے تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۲۲۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی دعا کی اور چادر گھمائی تاکہ قحط ٹل سکے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۲۷ حضرت طلحہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ مروان خلیفہ نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا کہ ان سے بارش کی دعا کا سنت طریقہ پوچھیں جس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت بالکل ویسے ہے جیسے عیدوں کی نماز کی ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک گھمائی اور اس کا دایاں پہلو بائیں طرف کیا اور بایاں دائیں طرف، اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں جن میں سے پہلی میں سات تکبیریں کہیں اور سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھی جبکہ دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ تلاوت فرمائی اور پھر اس میں پانچ تکبیریں کہیں۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۲۸ حضرت اسحٰق بن ولید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ولید نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا، اور کہا کہ اے بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی دعا کے لئے اس موقع پر کیا کیا تھا جب آپ نے لوگوں کو ساتھ لے کر بارش کی دعا کی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاجزی انکساری اور فروتنی کرتے ہوئے نکلے اور وہ کام کیا جو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کیا جاتا ہے۔"

اس حدیث کے راوی مصری اور مدنی محدثین ہیں اور میرے علم کے مطابق ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس پر کوئی بھی اعتراض ہوا ہو لیکن اس کے باوجود شیخین نے اسے لیا نہیں جبکہ حضرت سفیان ثوری نے اسے ھشام بن اسحاق سے لیا ہے۔

۱۲۴۹ حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ کسی امیر نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا کہ میں ان سے بارش کی دعاء کے لئے نماز کے بارے میں پوچھوں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: امیر کو مجھ سے پوچھنے میں کیا رکاوٹ تھی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت عاجزی، فروتنی، خشوع، گریہ زاری کے ساتھ نکلے اور دو رکعتیں یوں پڑھیں جیسے عید میں پڑھی جاتی ہیں لیکن تمہارے جیسا خطبہ نہیں پڑھا تھا۔''

۱۲۵۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش کی نماز کے علاوہ کسی اور نماز میں کسی طرح سے ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔''

حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت سے پوچھا: کیا تم نے حضرت انس سے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! میں نے پھر پوچھا: کیا آپ نے حضرت انس سے خود سنا تھا؟ انہوں نے پھر سبحان اللہ کہا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے جبکہ امام مسلم نے اسے یحییٰ بن ابی بکیر کی حدیث سے لیا ہے جنہوں نے حضرت شعبہ سے لی تھی۔

۱۲۵۱ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی دعا مانگی تو اس وقت آپ نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا اسے نیچے سے پکڑ کر اوپر کر دیں لیکن جب بھاری معلوم ہوئی تو بدل کر اسے کندھے پر رکھ لیا۔''

شیخین نے اس جگہ حضرت عباد بن تمیم کی حدیث لی ہے لیکن اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا اور یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۲۵۲ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ روتے ہوئے آئے تو آپ نے عرض کی: اے اللہ! ہم پر کھلے عام بارش فرما، سبزہ اگانے والی ہو، جلد برسے، دیر نہ کرے، فائدہ دے اور نقصان نہ کرے۔'' چنانچہ اس کے ساتھ ہی بادل چھا گئے۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۵۳ حضرت ابواللحم رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احجار الزیت کے پاس دیکھا کہ ہاتھوں سے منہ ڈھانکے یوں دعا کر رہے تھے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۵۴ حضرت ابواللحم کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ میں خیبر کے مقام پر اپنے آقاؤں کے ساتھ گیا تو انہوں نے رسول

اللہ ﷺ سے میرے متعلق بات کی اور میرے بارے میں بتایا کہ میں ایک غلام ہوں، آپ نے مجھے لڑائی کا حکم دیا تو میں نے تلوار گلے میں ڈال لی چنانچہ سے گھسیٹا، پھر میرے لئے ہلکے پھلکے سامان کا حکم دیا اور اس دوران میں نے آپ کے سامنے وہ دم پیش کیا جو میں مجنون اور پاگلوں کو کرتا تھا جس میں سے کچھ کے بارے میں فرمایا کہ اسے نکال دو اور کچھ کے بارے میں فرمایا کہ اسے شامل رکھو۔"

(۱۲۵۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوگوں نے بارش کے قحط کی دوخواست کی، آپ نے منبر لانے کا حکم دیا تو اسے عیدگاہ میں رکھ دیا گیا، آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ فلاں دن اکٹھے ہوں۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اس موقع پر نکلے جب سورج کی ٹکیہ دکھائی دینے لگی، آپ منبر پر بیٹھے، تکبیر کہی، اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: تم نے گھروں کی بربادی اور بہت دنوں سے بارش رک جانے کی شکایت کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دعا کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور تم سے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا پھر پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَايُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَااَنْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ

پھر آپ نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور آہستہ آہستہ اوپر اٹھاتے چلے گئے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر لوگوں کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھا کر چادر گھمائی اور اس کے بعد دوبارہ لوگوں کی طرف پھرے، پھر نیچے اترے اور دو رکعتیں پڑھیں، اسی دوران اللہ نے بادل بھیجا جو کڑکا، چمکا اور اللہ کے حکم سے برسنے لگا، آپ ابھی مسجد میں بھی نہ پہنچ پائے تھے کہ نالے بہنے لگے اور جب انہیں تیزی سے گھروں کو جاتے دیکھا تو اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں دکھائی دینے لگیں۔ اس پر فرمایا: میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر پسندیدہ چیز پر قابو رکھتا ہے جبکہ میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۲۵۶) حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن مرہ (یا مرہ بن کعب) سے کہا کہ ہمیں ایسی کوئی حدیث سنایئے جسے آپ نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہو تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مضر کے خلاف دعا فرمائی ہے تو میں ان کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ عطا فرمایا ہے کہ آپ کی دعا قبول فرماتا ہے، آپ کی قوم تباہ ہو رہی ہے تو ان کے لئے دعا فرمایئے: آپ نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَاغَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مُّرِيْعًا سَرِيْعًا غَدَقًاطَبَقًاعَاجِلًاغَيْرَ رَّائِثٍ نَافِعًا غَيْرَضَارٍّ."

ابھی ایک جمعہ بھی نہ گذرا تھا کہ ان پر بارش ہوگئی۔

اس حدیث کی سند شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے کیونکہ بہز بن اسد عمی راوی پختہ اور مضبوط ہیں جنہوں نے اس حدیث کو اپنی سند کے ذریعے حضرت شعبہ سے روایت کیا جنہوں نے اسے مرہ بن کعب سے لیا اور اس میں شک نہیں کہ یہ مرہ بن کعب مشہور صحابی تھے۔

۱۲۵۷ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لئے یوں دعا کی:

اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا سريعا غدقا طبقا عاجلا غير رائث نافعا غير ضار.

ابھی ایک جمعہ یا اس کے قریب ہی دن گزرے ہوں گے کہ بارش ہوگئی۔"

کتاب الاستسقاء مکمل ہوگئی۔



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْكُسُوْفِ

(سورج گہن لگنا)

۱۳۵۸ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''عین اس موقع پر جب میں تیر چلا رہا تھا کہ سورج کو گہن لگا، میں نے انہیں وہیں چھوڑا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کھڑے ہوئے تھے اور ہاتھ اٹھا کر اللہ کی تسبیح اور بڑائی کرنے کے ساتھ اپنے حمد وثناء کر رہے تھے کہ اسی دوران وہ گہن ختم ہو گیا اور سورج صاف ہو گیا۔ آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھی تھیں۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۵۹ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں سورج کو گہن ہوا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اتنی دیر تک (نفلوں میں) قیام کیا کہ لوگوں کے مطابق آپ رکوع کرتے معلوم نہیں دیتے تھے، پھر رکوع کیا تو کہا گیا کہ آپ شائد سر نہیں اٹھائیں گے، پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے، لوگوں نے خیال کیا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے۔''

پھر باقی حدیث بیان کر دی۔

حضرت لیلیٰ بن عطاء سے لی ہوئی حضرت ثوری کی حدیث غریب اور صحیح ہے کیونکہ شیخین نے حضرت مؤمّل بن اسماعیل کو راوی لیا ہے تاہم اس حدیث کو انہوں نے نہیں لیا۔

رہے عطاء بن سائب تو شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۶۰ حضرت ثعلبہ بن عباد عبدی بصری ایک دن حضرت سمرہ بن جندب کا خطبہ سننے گئے تو انہوں نے اپنے خطبے کے دوران کہا: ایک دن میں اور انصاری صحابہ میں سے ایک غلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کسی غرض کے لئے نکلے کہ اسی دوران آسمان کے کنارے سے سورج جب دیکھنے والے کو دو یا تین نیزے ابھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا تو سیاہ ہو گیا اور یوں لگا جیسے سُلا دے گا چنانچہ ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ مسجد چلیں اور اللہ کی قسم اس سورج کی حالت یہ بتاتی ہے کہ رسولِ اکرم

ﷺ کی امت میں کوئی بڑا واقعہ ہو گیا ہے چنانچہ ہم مسجد میں پہنچے تو آپ دکھائی دیے اور جب آپ لوگوں کے سامنے آئے تو ہم نے آپ سے ملاقات کی چنانچہ آپ نے آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائی، اس میں اس قدر قیام فرمایا کہ اس سے پہلے اتنی دیر کبھی بھی کھڑے نہ ہوئے تھے، ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، پھر رکوع فرمایا تو وہ اتنا لمبا تھا کہ اس سے پہلے اتنا لمبا رکوع کبھی نہ کیا تھا، ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی یونہی کیا اور جب آپ دوسری رکعت میں بیٹھ گئے تو سورج صاف ہونے لگا پھر سلام پھیرا، اللہ کی حمد وثناء کی اور یہ اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تمہاری طرح بشر ہوں لیکن اللہ کا رسول ہوں لہٰذا تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر تمہارے علم میں میں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی کی ہے تو مجھے بتاؤ تا کہ میں اس کے پیغام یوں پہنچا دوں جیسے انہیں پہنچانا چاہئے لیکن اگر تم جانتے ہو کہ میں نے اللہ کے پیغام پہنچا دیئے ہیں تو پھر تمہیں اس کی تصدیق کرنا ہوگی۔

یہ بات سن کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور عرض کی: ہم اعلان کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے پیغام پہنچا دئے ہیں، امت سے خلوص برتا ہے اور وہ فرض پورا کر دیا ہے جو آپ پر لازم کیا گیا تھا۔

اس کے بعد سب لوگ خاموش ہو گئے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

امابعد! کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کا گہنا جانا اور ستاروں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا شائد اس وجہ سے ہوتا ہے کہ زمین پر کوئی بڑا آدمی فوت ہو جاتا ہے، یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، یہ تو اللہ کی قدرتی نشانیاں ہوتی ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے کہ ان میں سے کون توبہ کرتا ہے؟ اللہ کی قسم، جب سے میں کھڑا ہوں، وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں جو دنیا اور آخرت میں تم نے کر کے کچھ حاصل کیا۔ یاد رکھو: اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک برپا نہ ہو سکے گی جب تک تیس ۳۰ جھوٹے شخص (اپنے اپنے وقت میں) ظاہر نہ ہو جائیں گے جن میں سے آخری شخص کانا دجال ہوگا، اس کی بائیں آنکھ نہیں ہوگی اور وہ ابو تحییٰ جیسا ہوگا جو انصار میں سے بوڑھا تھا، وہ جب ظاہر ہوگا تو یہ سمجھے گا کہ وہ اللہ ہے تو جو اس کو مانے گا، اسے سچا جانے گا اور اس کی پیروی کرنے لگے گا تو اسے اپنے پہلے والے عمل فائدہ نہ دیں گے لیکن جو اس کا انکار کرے گا اور اسے جھوٹا جانے گا تو اسے اس کے پہلے والے کسی عمل پر سزا نہیں ہوگی پھر حرم مکہ ومدینہ کو چھوڑ کر ساری زمین پر پھرے گا اور لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کرے گا جہاں زبردست زلزلہ ہوگا اور اسی دوران صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر آئیں گے، جس پر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے لشکر کو شکست دے گا، اس موقع پر دیوار کی بنیادوں اور درختوں کی جڑوں سے آواز آتی ہوگی کہ اے مومن! یہ کافر ہے جو میرے اندر چھپا ہوا ہے آؤ، اسے قتل کر دو۔

اس دوران تم ایسے کام دیکھو گے جو لگاتار تمہیں دکھائی دیں گے، تم آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے پھرو گے کہ

کیا تمہارے نبی نے تمہیں ان معاملات کے بارے میں کچھ بتایا تھا؟ پہاڑ جڑوں سے اکھڑ جائیں گے اور پھر اس کے بعد پکڑ ہو جائے گی۔ اسے بتانے کے لئے آپ نے ہاتھ کا اشارہ فرمایا''

اس کے بعد میں نے ایک اور خطبہ سنا تو آپ نے اسی حدیث کا ذکر کیا جس میں کوئی لفظ آگے پیچھے نہیں کیا۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۲۶۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ جس دن سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو سورج گہنا گیا، لوگوں نے سمجھا کہ یہ ان کی موت کی وجہ سے گہنایا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! سورج اور چاند، اللہ کی نشانیاں ہیں، یہ نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے گہناتے ہیں اور نہ ہی کسی کے پیدا ہونے پر اور جب تم انہیں دیکھو تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اللہ کا ذکر کرو، دعائیں کرو اور صدقہ دو''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۲۶۲ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گہنا جانے پر غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے۔

۱۲۶۳ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''سورج گہنا جانے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا''

۱۲۶۴ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں سورج کو گہن لگا، آگے حدیث بیان کرتے ہوئے لکھا کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم گہن لگا دیکھو تو اللہ سے دعائیں کرو، نفل پڑھو، صدقہ دو اور غلام آزاد کیا کرو''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح نکلتی ہے۔

۱۲۶۵ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سورج کو گہن لگا تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نفل پڑھے، وہ صاف ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے گہنایا نہیں کرتے بلکہ یہ بھی اللہ ہی کی مخلوق ہیں اور اللہ اپنی مخلوق میں جو تبدیلی چاہے کر سکتا ہے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کسی شئے کو اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو وہ اس کے سامنے جھک جاتی ہے چنانچہ دونوں سے جو بھی گہنا جائے تو اس کے صاف ہونے یا نیا کام ہونے تک نفل پڑھو''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ میں نہیں لیا۔

۱۲۶۶ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہنا گیا تو آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے زور سے اٹھے، کبھی رکوع میں جاتے تو کبھی کھڑے ہوتے، پھر رکوع کرتے اور کھڑے ہو جاتے، پھر رکوع میں چلے جاتے، یوں دو رکعتیں پڑھیں جن میں سے ہر ایک رکعت میں تین تین مرتبہ رکوع کیا اور پھر تیسرا رکوع کر کے سجدہ کیا، اس دوران لوگوں کی یہ حالت تھی کہ اتنی دیر کھڑا رہنے کی وجہ سے غش کھاتے تھے جن پر پانی کے ڈول

گرائے جاتے، آپ جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے چنانچہ سورج صاف دکھائی دینے لگا جس کے بعد فرمایا: سورج اور چاند کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے نہیں گہناتے بلکہ یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی ہوتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ دونوں کو گہن لگا کرے تو فوراً نماز پڑھا کرو۔" (ہمارے نزدیک اس نماز کی ایک ایک تمام نمازوں کی طرح ایک رکوع اور دو سجود کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ۱۲ شفیق)

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا، صرف امام مسلم نے اسے حضرت معاذ بن ھشام کی حدیث سے لیا ہے جنہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے حضرت عبید بن عمیر سے لیا لیکن الفاظ یہ نہیں ہیں۔

۱۲۶۷ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہنا گیا تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جس کے اندر لمبی سورت پڑھی، رکوع تو پانچ کیے اور سجدے دو کیے، پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھے تو اس میں بھی لمبی سورت پڑھی پھر پانچ مرتبہ رکوع کیا اور دو سجدے کیے اور اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے وہیں بیٹھ گئے اور سورج کے نکھر جانے تک دعاء فرماتے رہے۔"

شیخین نے ایک راوی ابو جعفر رازی کو چھوڑ دیا ہے اور ان سے روایت نہیں لی جبکہ وہ سارے اماموں کے ہاں اچھے گنے جاتے ہیں، اس حدیث میں بھی اس کے الفاظ ہیں اور اس کے راوی سچے ہیں۔

۱۲۶۸ حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں سورج گہن لگا تو آپ گھبرائے ہوئے چادر کھینچے باہر آئے ہیں مدینہ میں آپ کے ہمراہ ہی تھا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جن میں قیام لمبا کیا اور نماز پوری کی تو سورج صاف ہو گیا جس کے بعد فرمایا: یہ اللہ کی نشانیاں ہوتی ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ڈرایا کرتا ہے اور جب تم انہیں دیکھو تو ایسے نماز پڑھو جیسے فرض نماز پڑھتے ہو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں جس کی میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسے ریحان بن سعید کی حدیث کی بناء پر ناقص گنا ہے جسے انہوں نے عباد بن منصور سے، انہوں نے ایوب سے، انہوں ابو قلابہ سے، انہوں نے ھلاب بن عامر سے اور انہوں نے قبیصہ سے لیا ہے جبکہ جس حدیث کو موسیٰ بن اسماعیل نے وہب سے لیا ہے، وہ ریحان اور عباد کی حدیث کو ناقص نہیں بناتی۔

۱۲۶۹ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہنا گیا تو آپ باہر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، میں نے تلاوت کا اندازہ لگایا تو پتہ چلا کہ آپ نے پوری سورت بقرہ پڑھ دی تھی، پھر دو سجدے کیے، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور لمبی قراءت کی، میں نے پتہ چلایا تو آپ نے پوری سورۂ آلِ عمران پڑھ دی تھی۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، وہ دونوں ہی زھری اور ھشام بن عروہ کی حدیث لیتے ہیں لیکن الفاظ اور لئے ہیں۔

۱۲۷۰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گہن کی نماز میں بلند آواز سے لمبی تلاوت فرمائی تھی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے اس طرح نہیں لیا۔

۱۲۷۱ حضرت نضر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دور میں اندھیرا چھا گیا تو میں ان کے پاس پہنچا اور عرض کی: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی تمہارے ساتھ کوئی ایسا واقعہ گزرا تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ پناہ دے، جب تیز ہوا چلنے لگتی تو آپ جلدی سے مسجد چلے جاتے، یہ خوف ہوتا کہ کہیں قیامت برپا نہ ہوگئی ہو۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

راوی عبیداللہ ابن نضر بن انس بن مالک ہیں جبکہ شیخین نے نضر کو راوی لیا ہے۔

۱۲۷۲ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "سورج کے گہنا جانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۷۳ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہنا گیا تو آپ نے فرمایا: "سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہوتے ہیں، انہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لہذا جب تم انہیں دیکھو تو صدقہ دو، نفل پڑھو، تکبیریں کہو اور اللہ سے دعائیں کیا کرو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں، الفاظ دوسرے ہیں۔

۱۲۷۴ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری عام نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں۔"

یہ سورج اور چاند کے گہنانے پر تھیں۔ شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

وصلی اللہ علیٰ محمّد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین.



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

(نمازِ خوف کے چند مسائل)

۱۲۷۵ حضرت ثعلبہ بن زہدم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم طبرستان میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ وہ پوچھنے لگے: تم میں سے کون ہے جس نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی ہو؟ اس پر حضرت حذیفہ کھڑے ہو گئے، لوگوں نے ان کے پیچھے صفیں باندھ لیں جبکہ ایک صف دشمنوں کے سامنے کھڑی کی، آپ نے پیچھے کھڑے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر انہوں نے ان صف والوں کی جگہ لے لی جبکہ وہ ان کی جگہ آ گئے چنانچہ ایک رکعت انہیں پڑھائی لیکن انہوں نے باقی نماز پوری نہ کی۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا۔

۱۲۷۶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذی قرد میں ایک ایک رکعت کر کے خوف کی نماز پڑھائی اور انہوں نے باقی نماز پوری نہ کی۔"

۱۲۷۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذی قرد کے مقام پر نمازِ خوف پڑھائی چنانچہ لوگوں نے ایک صف تو آپ کے پیچھے بنائی اور دوسری دشمن کے سامنے، آپ نے ایک رکعت انہیں پڑھا دی تو میدان جنگ میں ان کی صفوں میں پہنچے اور وہ ان کی جگہ آ گئے اور ایک رکعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی، اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کے الفاظ اور لئے ہیں۔

۱۲۷۸ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قوس میں نماز پڑھو اور قرن میں چھوڑ دو۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے بشرطیکہ محمد بن ابراہیم تیمی نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت سنی ہو کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قوس میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: قوس میں پڑھو اور قرن میں چھوڑ دو۔"

۱۲۷۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نمازِ خوف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے، ایک گروہ آپ کے پیچھے تھا اور دوسرا ان لوگوں کے پیچھے بیٹھا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے، ان سب کے چہرے آپ کی طرف تھے چنانچہ آپ نے تکبیر کہی تو دونوں ہی نے تکبیر کہی اور جب رکوع کیا تو اس گروہ نے کیا جو آپ کے پیچھے تھے اور دوسرے بیٹھے رہے، پھر سجدہ کیا تو انہوں نے بھی کیا اور وہ بیٹھے رہے، پھر آپ کھڑے ہوئے تو وہ بھی کھڑے ہو گئے اور پھر ان کے پیچھے اس جگہ چلے گئے جہاں وہ بیٹھے تھے چنانچہ دوسرا گروہ آگے آ گیا، آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی جس میں دو سجدے کئے اور سلام پھیر دیا، دوسرے بیٹھے ہی رہے، دوبارہ سلام کہہ دیا تو دونوں گروہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی ایک ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا اور دونوں نے شرحبیل کو چھوڑ کر اس کے سب راویوں کو لیا ہے، وہ مدنی تابعی تھے جن پر کوئی الزام نہیں تھا۔

۱۲۸۰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خوف پڑھی تو لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جن میں سے ایک نے آپ کے پیچھے صف بنالی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے جا کھڑا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو انہوں نے تکبیر کہی جو آپ کے پیچھے تھے، آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی کیا، آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی کیا، آپ نے سر اٹھایا تو انہوں نے بھی اٹھالیا پھر آپ بیٹھے رہے اور انہوں نے اپنی رکعت کے دو سجدے کئے اور کھڑے ہو گئے پھر پچھلے پاؤں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آگے آ گیا جنہوں نے آپ کے پیچھے آ کر صف بنالی، پھر تکبیر کہی اور اپنے طور پر دو سجدے کئے، اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دوسرا سجدہ کیا تو ساتھ ہی انہوں نے بھی کیا، اس پر آپ اپنی رکعت سے کھڑے ہو گئے اور اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا، پھر دونوں گروہ کھڑے ہو گئے اور دونوں ہی نے آپ کے پیچھے صف بنالی، آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی جس پر وہ سارے رکوع میں گئے، آپ نے سجدہ کیا تو سب نے کیا، پھر آپ نے سر اٹھایا تو انہوں نے آپ کے ساتھ ہی اٹھالیا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سارے کام بہت جلدی سے کئے اور ممکن حد تک اس پر دیر نہیں لگائی، پھر آپ نے سلام پھیرا تو سب نے پھیرا۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے، سب لوگ پوری نماز میں آپ کے ساتھ ہی رہے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

یہ حدیث نمازِ خوف کے بارے میں سب سے مکمل ہے۔

۱۲۸۱ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نمازِ خوف کے طور پر تین رکعت نمازِ مغرب پڑھائی اور فارغ ہو گئے تو پھر دوسرے آ گئے، انہیں بھی تین رکعت پڑھائیں۔"

حضرت ابوعلی حافظ الحدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب کہلاتی ہے۔

حضرت اشعث حمرانی نے اسے اسی سند کے ساتھ لکھا ہے۔

امام حاکم لکھتے ہیں: یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے۔

۱۲۸۲ حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم عسفان کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، ان دنوں خالد بن ولید مشرکوں کے سپہ سالار تھے، ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے کہا: ہمیں دھوکا کرنے کا موقع مل گیا ہے، اب یہ غفلت کریں گے، کاش ہم اس وقت ان پر حملہ کریں جب یہ نماز میں ہوں، اسی دوران ظہر و عصر میں قصر کرنے (مختصر کرنے) کی آیت اتر آئی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے جبکہ مشرکین سامنے تھے، ایک گروہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صف بنائی اور اس کے بعد دوسروں نے ایک اور صف بنا لی، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو سب نے کیا، پھر سجدہ کیا تو وہ لوگ سجدہ میں گئے جو آپ کے ساتھ ہی تھے اور دوسرے ان کی حفاظت کے لئے کھڑے رہے، جب انہوں نے دو سجدے کر لئے اور کھڑے ہو گئے تو انہوں نے دو سجدے کئے جو ان کے پیچھے تھے، پھر آپ کے ساتھ والی صف کے لوگ دوسروں کی جگہ چلے گئے اور رکوع سبھی نے کیا، پھر آپ کے ساتھ والی صف نے سجدہ کیا اور دوسرے حفاظت کے لئے کھڑے رہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت ساتھ والی صف کے لوگ بیٹھ گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا اور پھر سارے ہی بیٹھ گئے، آپ نے سلام پھیرنے میں سب کو شامل کیا، انہیں تو عسفان میں نماز پڑھائی اور انہیں بنو سلیم کے دن۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۸۳ خلیفہ مروان بن حکم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نمازِ خوف پڑھی تھی؟ حضرت ابوھریرہ نے کہا: ہاں، مروان نے پوچھا: کب؟ آپ نے بتایا کہ غزوۂ نجد والے سال۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عصر کے لئے اٹھے تو ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا، ان کی پیٹھیں قبلہ کی طرف تھیں اور جب آپ نے تکبیر کہی تو ساتھ والوں اور دشمن کے سامنے والے سب لوگوں نے تکبیر کہی لیکن جب ایک رکعت رکوع فرمایا تو ساتھ والوں نے بھی رکوع کیا اور جب سجدہ کیا تو ان لوگوں نے کیا جو ساتھ والی صف میں تھے جبکہ دوسرے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے، پھر آپ کھڑے ہوئے تو ساتھ والے کھڑے ہو کر دشمن کے سامنے چلے گئے اور وہ لوگ آ گئے جو دشمن کے سامنے تھے، انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ کھڑے ہی رہے، پھر وہ بیٹھ گئے تو آپ نے دوسری رکعت کا رکوع کیا، انہوں نے بھی آپ کے ساتھ ہی کیا، آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی کیا، پھر دشمن کے

سامنے کھڑا گروہ آ گیا، انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا جبکہ آپ اور ساتھی بیٹھے رہے، پھر سلام کا وقت آیا تو آپ نے سلام پھیرا جس پر سب نے پھیر دیا چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو رکعتیں ہو گئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کی ایک ایک رکعت ہوئی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

کتاب صلوٰۃ الخوف مکمل ہوئی۔



كِتَابُ الْجَنَائِزِ
(جنازہ کے چند مسائل)

۱۲۸۴ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے تو ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیمار تھے، انہوں نے موت کی آرزو کی تو آپ نے فرمایا: چچا جان! موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ آپ اگر نیک ہیں تو آپ کو وقت مل جائے گا اور آپ کا اچھے اچھے کام کرنا آپ کے لئے بہتر ہوگا لیکن اگر گنہگار ہیں تو گناہوں پر عذاب میں دیر بھی آپ کے لئے بہتر رہے گی لہٰذا موت کی آرزو نہ کرو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کے یہ الفاظ نہیں لئے بلکہ دونوں نے حضرت قیس کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے حضرت خباب سے لیا ہے کہ ''اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موت کی آرزو کرنے سے ہمیں نہ روکتے تو میں یہ آرزو ضرور کرتا۔''

۱۲۸۵ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے اچھے برے لوگ نہ بتادوں؟ صحابہ نے عرض کی: جی بتادیجئے، فرمایا: اچھے وہ ہیں جن کی عمریں لمبی اور کام اچھے ہوں۔''

شیخین کی شرطوں پر یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۸۶ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! سب سے بہتر شخص کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں۔ انہوں نے پوچھا: بُرے کون ہوئے؟ فرمایا: جسے عمر زیادہ ملے لیکن اس کے عمل برے ہوں۔''

۱۲۸۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کسی بندے میں نیکی دیکھتا ہے تو اسے استعمال کرتا ہے۔ اس پر کہا گیا کہ اسے کیسے استعمال کرتا ہے؟ فرمایا: اسے موت سے پہلے نیک کاموں کی توفیق دے دیتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

۱۲۸۸ حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ کو کوئی بندہ پیارا لگتا ہے تو وہ اسے حرکت دیتا ہے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ حرکت دینا کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا: وہ اسے موت سے پہلے نیک کام کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اس کے ہمسائے راضی ہوا کرتے ہیں (یا فرمایا کہ اردگرد کے لوگ راضی ہو جاتے ہیں)۔

۱۲۸۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''ہر شخص کو اس کی اس حالت میں اٹھایا جاتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۹۰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت ہوا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوا کر اور پہن لئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: ''میت کو انہی کپڑوں میں اٹھایا جاتا ہے جن میں وہ فوت ہوا ہوتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۹۱ حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دنیا کے ان مرتبوں سے کسی مرتبہ پر فوت ہوتا ہے تو قیامت کے دن اسی پر اٹھایا جائے گا۔

۱۲۹۲ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دو کی بجائے زیادہ مرتبہ سنا: فرمایا: ''جب بندہ نیک قسم کے عمل کرتا ہے اور پھر اسے کوئی بیماری گھیر لیتی یا سفر رکاوٹ بن جاتا ہے تو اس کے لئے وہی اجر لکھا جاتا ہے جیسے نیک کام وہ اس وقت کرتا تھا جب وہ صحیح اور اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہوتا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۹۳ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن اُبی کی مرضِ موت میں اس کی بیمار پرسی کے لئے نکلے، آپ قریب گئے تو موت کی نشانیاں دکھائی دیں جس پر فرمایا: میں تمہیں روکتا رہا ہوں کہ یہودیوں سے محبت نہ کرو۔ اس نے کہا: انہیں سعد بن زرارہ نے بولی بول کر ناراض کر دیا تھا، جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! عبداللہ بن ابی مر گیا ہے، آپ اپنی قمیص دے دیں میں اسے اس میں کفن دے دوں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۹۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار پرسی کے لئے آتے تو خچر پر سوار ہو کر نہ آتے اور نہ ہی ترکی گھوڑے پر۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۹۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات کے وقت کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں جو اس کی بخشش کے لئے صبح تک دعائیں کرتے ہیں اور جنت میں اسے

''خریف'' ملے گا اور جو دن کے وقت جائے گا تو اس کے ہمراہ بھی ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں جو شام تک اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں اور اسے بھی جنت میں خریف (جنت کا پھل) ملے گا۔''

یہ سند بھی شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا کیونکہ راویوں کی ایک جماعت نے اس حدیث کو حکم بن عتیبہ پھر منصور بن معتمر کے ذریعے ابن ابی لیلیٰ سے لے کر حضرت علی پر روک دیا ہے، یہ شعبہ کی حدیث ہے، اور میں تو راوی کی لفظی زیادتی میں اپنے اصول پر ہوں۔

۱۲۹۶ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھ میں میری تکلیف کے لئے میری بیمار پرسی کرنے تشریف لائے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن پھر بھی انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۲۹۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن ارقم کی بیمار پرسی اس وقت فرمائی جب انہیں آشوبِ چشم تھا۔''

۱۲۹۸ سیدہ عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ان کے والد نے بتایا: مجھے مکہ میں بیماری لگی تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار پرسی کے لئے میرے ہاں تشریف لائے، ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا، پھر سینے اور پیٹ پر رکھا اور فرمایا: ''اے اللہ! سعد کو تندرستی عطا فرما تاکہ یہ ہجرت کر سکیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کے یہ الفاظ نہیں لئے۔

۱۲۹۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی ایسے بیمار کی بیمار پرسی کرے جس کی موت کا وقت نہ ہوا ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یوں پڑھے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ تو اللہ اسے اس بیماری سے بچائے رکھے گا۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۰۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی بھائی کی بیمار پرسی کے لئے جائے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر سات مرتبہ پڑھے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ، تو اگر اس کی موت کا ابھی وقت نہ ہوا ہوگا، تندرست ہو جائے گا۔''

یہ حدیث صحیح غریب ہے جسے مصر کے راویوں نے مدنی راویوں سے اور انہوں نے کوفی راویوں سے لیا ہے، ہم نے اسے انہی سے لیا ہے جبکہ حجاج بن ارطاۃ نے اس حدیث کے ان پختہ راویوں کی مخالفت کی ہے جو منہال بن عمرو سے روایت ہے۔

۱۳۰۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی

کرنے کے جائے جس کی موت کا وقت نہ ہوا ہو اور سات مرتبہ یوں کہے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَ فُلَانًا مِّنْ مَّرَضِهٖ تو اللہ اسے اس بیماری سے بچائے رکھے گا۔"

ایسی حدیث پہلی کے مخالف شمار نہیں ہوتی کیونکہ حجاج بن ارطاۃ حافظ ہونے اور پختگی میں عبد ربہ بن سعید اور ابو خالد دالانی سے کم درجہ ہیں اور اگر اس روایت میں عبداللہ بن حارث کی حدیث ثابت ہو جاتی ہے تو یہ حضرت سعید بن جبیر کی تائید بنے گی۔

(۱۳۰۲) حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب انہیں ہلاک کر دینے والی تکلیف تھی، انہوں نے اس بارے میں آپ سے عرض کی تو خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ فرمایا ہے: اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو اور سات مرتبہ دعا پڑھ کر اس پر ہاتھ پھیرو اور کہو: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ، یوں ہر مرتبہ پڑھے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کے یہ الفاظ نہیں لکھے، اسے امام مسلم نے جریری کی حدیث سے لیا ہے جسے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن شخیر سے لیا ہے اور انہوں نے عثمان بن ابو العاص سے لیکن الفاظ یہ نہیں۔

(۱۳۰۳) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ دو شخص پیشاب کی تکلیف سے شفاء کے لئے آئے تو وہ انہیں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور انہیں ان کے دونوں نلوں میں درد کی بابت بتایا جس پر انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا: فرمایا: جسے خود یا اس کے کسی بھائی کو تکلیف ہو تو یوں کہے: رَبُّنَا اللّٰهُ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اِنَّكَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ۔" تو ان شاء اللہ اسے شفاء ہو گی۔"

شیخین نے اس حدیث کے سارے ہی راوی لئے ہیں جن میں زیادہ بن محمد شامل نہیں، وہ اہلِ مصر کے شیخ ہیں اور ان سے کم حدیثیں ملتی ہیں۔

(۱۳۰۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی بیمار کی بیمار پرسی کرنے جاؤ تو کہو: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا اَوْيَمْشِيْ لَكَ اِلٰى صَلٰوةٍ.

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ہاں بندے کے لئے ایک مرتبہ ہوتا ہے جہاں وہ کوئی بھی عمل کر کے پہنچ نہیں سکتا لہذا اللہ اسے بیماریوں میں گھیرے رکھتا ہے جن کے ذریعے وہ اسے وہاں پہنچا دیتا ہے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۰۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت

ہوا تو اپنے بیٹوں سے فرمایا: ''جاؤ اور میرے لئے جنت کے پھل لاؤ۔ یہ سن کر وہ نکلے تو راستے میں انہیں فرشتے ملے اور پوچھا کہ اے آدم کے بیٹو! کدھر جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمارے والد نے کہا ہے کہ ہم ان کے لئے جنت کے پھل توڑ لائیں۔ انہوں نے کہا: واپس چلے جاؤ کیونکہ یہ مل جائیں گے۔ فرشتے ان کے ساتھ چل کر حضرت آدم کے پاس پہنچے، حضرت حواء علیہا السلام نے انہیں دیکھا تو ڈرنے لگیں اور پھر حضرت آدم کے قریب ہو کر ان سے لپٹ گئیں، حضرت آدم نے فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ، میں تیری وجہ سے یہاں آیا ہوں، میرے اور میرے رب کے فرشتوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ چنانچہ انہوں نے ان کی روح قبض کر لی پھر انہیں نہلایا، خوشبو لگائی، کفن دیا، نماز جنازہ پڑھی، ان کی خاطر قبر کھودی اور اس میں انہیں دفن کر دیا اور کہا: اے آدم کی اولاد! تمہارے مرنے والوں کے لئے طریقہ یہ ہوگا لہٰذا یونہی کر لیا کرنا۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

یہ ان حدیثوں میں شامل ہے کہ جن تابعی کے لئے ایک ہی راوی ہوتا ہے کیونکہ عتی بن ضمرہ سعدی کا حسن کے علاوہ اور کوئی بھی راوی نہیں ہے۔

میرے نزدیک شیخین کے ہاں اس میں ایک اور خامی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے حسن سے روایت کی ہے اور انہوں نے ابی سے لیکن عُتّی کا ذکر نہیں کیا۔

۱۳۰۷ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام لمبے قد والے تھے۔۔۔ اس کے بعد لمبی حدیث کا ذکر کیا جس کے آخر میں ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا: میرے اور اللہ کے بھیجے فرشتوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ کیونکہ موت مجھے تیری ہی وجہ سے آرہی ہے چنانچہ فرشتوں نے آپ کی روح قبض کر لی، پھر پانی اور بیری کے پتوں سے انہیں تین مرتبہ نہلایا، انہیں کفن دیا، نماز جنازہ پڑھی اور پھر دفن کر کے فرمایا کہ آپ کے بعد آپ کی اولاد کے لئے (دفنانے کا) یہی طریقہ ہوگا۔''

یہ حدیث یونس بن عبیدہ کی حدیث میں خامی نہیں ڈالتی کیونکہ وہ اہل مدینہ اور مصر میں سے حضرت حسن کی حدیث کے زیادہ واقف ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۰۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخار والے ایک مریض کی بیمار پرسی کی، حضرت ابوبکر بھی ساتھ تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوشی مناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ بخار میری آگ ہے جسے دنیا میں میں نے اپنے بندے پر مسلّط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں دوزخ ایک حصہ (بطور نمونہ) اسے دیکھنے کو ملے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۳۰۹ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درد ہوئی چنانچہ بستر پر لوٹ پوٹ ہوتے

رہے جس پر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر یہ کام ہم میں سے کوئی اور کرتا تو اسے مرجانے کا خوف ہوتا، جس پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مومن پر سختی کی جاتی ہے، کسی مومن کو جب کوئی تکلیف اور درد پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ دور کرتا اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن اسے انہوں نے نہیں لیا۔

(۱۳۱۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک انصاری عورت کی بیمار پرسی کی تو اسے فرمایا: کیا موت آرہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں اور اس پر لعنت کی جس پر رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اسے گالی نہ دو کیونکہ یہ بندے کے گناہ یوں دھوڈالتی ہے جیسے بھٹی لوہے کا زنگ دور کردیتی ہے۔''

امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اس میں یہ الفاظ نہیں لئے، اسے صرف حضرت امام مسلم نے لیا ہے، الفاظ اور ہیں، انہوں نے اسے حجاج بن ابی عثمان کی حدیث سے لیا ہے جنہوں نے ابوالزبیر سے لی۔

(۱۳۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس بخار نے حاضری کی اجازت مانگی، آپ نے پوچھا: کون ہو؟ اس نے عرض کی کہ موت ہوں۔ فرمایا: کیا تم اہلِ قباءوالوں کے پاس نہیں جاؤ گی؟ اس نے عرض کی: ہاں جاتی ہوں۔ فرمایا: تو چلی جاؤ چنانچہ سب کو بخار آنے لگا اور انہیں سخت تکلیف پہنچی جس پر آپ سے شکایت کی اور عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں بخار کی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا: چاہو تو میں دعا کردیتا ہوں، اللہ اسے تم سے ہٹادے گا اور اگر چاہو تو یہ تمہیں پاک کرتی رہے گی۔ انہوں نے عرض کی: یہ ہمیں پاک کرتی رہے تو اچھا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۱۲) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''مومن کو بدن، مال اور اولاد میں آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے چنانچہ جب وہ اللہ سے ملتا ہے تو اس کا کوئی گناہ باقی رہا نہیں ہوتا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۱۳) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''مومن کی بیماری اس کے گناہوں کو دور کردیتی ہے۔''

(۱۳۱۴) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک اعرابی سے فرمایا: ''کیا تمہیں کبھی موت کا سامنا ہوا ہے؟ اس نے پوچھا یہ کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: یہ جلد اور گوشت کے درمیان گھری ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے اس سے واسطہ نہیں پڑا۔ پھر پوچھا: کیا کبھی تمہیں سردرد ہوئی ہے؟ اس نے عرض کی کہ یہ کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک رگ ہے جو انسان کے سر میں ضرب لگاتی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تکلیف کبھی بھی نہیں ہوئی۔

جب وہ واپس مڑا تو آپ نے فرمایا: جو شخص کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتا ہے تو اسے دیکھ لے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۱۵ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی رگ کسی مومن کو ضرب لگاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کا ایک گناہ دور کر دیتا ہے، ایک ہی نیکی لکھ دیتا ہے اور پھر ایک مرتبہ بھی بڑھا دیتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے۔

اس کے ایک راوی عمران بن زید تغلبی، کوفہ والوں کے شیخ تھے۔

۱۳۱۶ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مومن کے جسم میں جو بھی تکلیف ہوتی ہے تو وہ اس کے کچھ گناہ مٹا دیتی ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۱۷ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بیماریوں میں اس قدر مبتلا کرتا ہے کہ ان کے ذریعے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

۱۳۱۸ حضرت عبداللہ بن عمرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس بھی مسلمان کو اس کے جسم میں کوئی تکلیف پہنچتی تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر لگے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کے لئے میری طرف سے تکلیف کے دنوں تک روزانہ اتنی نیکیاں لکھتے جاؤ جتنی وہ ایسے دنوں میں کیا کرتا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لکھا۔

۱۳۱۹ حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بھی مومن بندے کو جب تھکن یا بخار ہوتا ہے تو اسے اس لوہے کی طرح سمجھو جسے بھٹی میں ڈالا گیا ہو اور بھٹی اس کی میل کچیل اتار کر اسے صاف ستھرا کر دیتی ہو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس کے سارے راوی مدنی اور مصری ہیں لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۲۰ حضرت ابولدرداء رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمہارے بعد ایک ایسی امت لا رہا ہوں کہ اگر انہیں پسندیدہ چیزیں ملیں گی تو وہ اللہ کی حمد وثناء کریں گے لیکن اگر کوئی تکلیف پہنچے گی تو اس پر صبر کریں گے جبکہ نہ ان میں حوصلہ ہوگا اور نہ ہی علم ہوگا۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ! یہ سب کچھ انہیں کیسے ملے گا جبکہ نہ ان میں حوصلہ ہوگا اور نہ ہی علم؟ اللہ نے فرمایا کہ انہیں یہ حوصلہ اور علم میں اپنی طرف سے دوں گا۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۲۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے کو کسی مصیبت میں ڈال دیتا ہوں اور وہ بیمار پرسی کرنے والوں کے سامنے میرا گلہ شکوہ نہیں کرتا تو میں اسے اپنی اس

آزمائش سے نکالتا ہوں، پھر اس کے گوشت کو بدل کر اس کی جگہ اس میں بہتر گوشت پیدا کرتا ہوں اور اس کا وہ خون بدل کر اس کی جگہ نیا خون پیدا کر دیتا ہوں چنانچہ وہ نئے سرے عمل شروع کر دیتا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۲۲ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جاہلیت کے دور میں ایک بدکار عورت تھی جس کے ہاں سے ایک آدمی گزرا یا وہ اس کے قریب سے گزری تو اس نے اسے چھیڑنے کی کوشش کی، اس نے کہا رک جاؤ! کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک نے ختم کر دیا ہے اور اسلام لے آیا ہے جس پر اس شخص نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور چلتا بنا لیکن اس کی طرف دیکھتا ہی رہا، اسی حالت میں اس کا چہرہ دیوار سے ٹکرا گیا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے تمہاری بہتری کا ارادہ فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کی بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو جلد اسے اس کے گناہ کی سزا دے دیتا ہے تاکہ قیامت کے دن اسے پورا پورا اجر دے دے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۲۳ حضرت ابو منصور انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حق ہوتے ہیں:

(۱) وہ اسے بلائے تو اس کی بات مانے

(۲) وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کو جائے

(۳) وہ چھینک مارے تو جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے

(۴) وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کے یہ الفاظ نہیں لئے، انہوں نے امام اوزاعی کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے زھری سے، انہوں نے سعید سے اور انہوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے کہ: "مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔"

۱۳۲۴ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیماری پرسی کے لئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ بیمار پرسی کرنے آئے ہو یا برا بھلا کہنے؟ انہوں نے کہا کہ میں تو صرف بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں۔ اس پر فرمایا: اگر تم بیمار پرسی کرنے آئے ہو تو پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کی بیمار پرسی کے لئے آتا ہے تو اسے جنت میں نعمتیں ملیں گی، وہ جب اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے، اگر صبح کو آئے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کو آئے تو ستر ہزار

ہی فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔''

شیخین کی شرطوں پر یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے اس لئے نہیں لیا کہ اس میں حضرت حکم پر اختلاف موجود ہے۔

۱۳۲۵- حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیمار پرسی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس ہی تھے چنانچہ انہوں نے پوچھا: کیا صرف ملنے آئے ہو یا بیمار پرسی کرنا ہے؟ اس کے بعد فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کوئی مسلمان کسی بیمار کی بیمار پرسی کرتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی چلتے ہیں، اگر صبح کے وقت گیا تو شام تک رہتے ہیں اور جنت میں اسے بہت سا ثواب ملتا ہے اور اگر شام کو گیا ہو تو بھی ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے ساتھ رہتے ہیں اور پھر جنت میں اسے بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔''

یہ اسی قسم کی حدیث ہے جس کے بارے میں میں کئی مرتبہ بتا چکا ہوں اور یہ حدیث اس پہلی کو نقصان نہیں دیتی کیونکہ ابومعاویہ، اعمش کے بہت بڑے حافظ الحدیث شاگرد ہیں اور حضرت اعمش، حکم کی حدیث کو دوسروں سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

۱۳۲۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی بیمار کی بیمار پرسی کرتا ہے تو بیٹھ جانے تک اللہ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو وہ اس میں غوطہ لگاتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۲۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بیمار لوگوں کو کوئی چیز کھانے پر مجبور نہ کیا کرو کیونکہ اللہ انہیں کھلا پلا رہا ہوتا ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۲۸- حضرت طلحہ بن عبیدہ اللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تکلیف میں دیکھا تو پوچھا کہ تمہیں کیا ہے؟ شائد تمہارے چچازاد کی عورت نے تمہیں برا بھلا کہا ہے، انہوں نے کہا: نہیں اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سراہا (اور کہا) لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے۔ فرمایا: ''ایک کلمہ ایسا ہے کہ جب کوئی بندہ اسے اپنی موت کے موقع پر بول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت ٹال دیتا ہے اور اس کا رنگ نکھر آتا ہے، مجھے اس کے بارے میں ان سے پوچھنے میں موقع بھی تھا کہ وہ فوت ہو گئے جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اسے جانتا ہوں۔ حضرت طلحہ نے پوچھا کہ وہ کلمہ کون سا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا: کیا تم ایسا کلمہ جانتے ہو جو اس سے بڑا ہے جس کے بارے میں ان کے چچا نے حکم دیا ہے: وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، یہ سن کر حضرت طلحہ نے کہا: اللہ کی قسم، وہ کلمہ یہی ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اپنے پاس اسے درج نہیں کیا، رہا وہ وہم جو محمد بن عبدالوہاب نے مسعر سے لیا ہے (۔۔۔۔۔۔)۔

۱۳۲۹ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث سناتے ہوئے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایسے کلمہ کے بارے میں معلوم ہے کہ جسے کوئی مومن دل کے یقین سے کہہ کر فوت ہو جاتا ہے تو اس پر دوزخ حرام کر دیا جاتا ہے۔ یہ فرمانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا لیکن آپ نے ہمیں بتایا نہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو میں بتا دیتا ہوں: یہ وہ خلوص دل کے ساتھ کہا جانے والا کلمہ ہے جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو ان کی موت کے وقت کہنے کا حکم دیا تھا: وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اعلان کرنا ہے اور یہ وہ کلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد اور آپ کے صحابہ کو دیا ہے۔''

شیخین کے ہاں یہ حدیث صحیح مانی جاتی ہے لیکن انہوں نے اسے یوں نہیں لیا، صرف امام مسلم نے خالد حذاء کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے ولید بن مسلم سے، انہوں نے حمران سے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہوتے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر یقین رکھتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔''

۱۳۳۰ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (مرتے وقت) آخری بات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے تو جنت میں جائے گا۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس سے پہلے میں ابوزرعہ کی حکایت لکھ چکا ہوں جس کے آخر میں اس حدیث جیسے الفاظ موجود ہیں۔

۱۳۳۱ حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ ثابت کی بیمار پرسی کرنے آئے تو دیکھا کہ وہ فوت ہونے کو تھے، آپ زور سے بولے لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: اے ابوالربیع! میں تجھ سے کوئی بات نہ کر سکا، اس دوران عورتیں چیخنے چلانے لگیں جنہیں حضرت ابن عتیک نے چپ کرانا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں رہنے دو، جب یہ واجب آتی ہے تو کوئی رویا نہیں کرتا، صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ واجب شے کیا ہے؟ تو فرمایا: واجب موت ہوتی ہے'' اس پر حضرت عبداللہ کی بیٹی نے کہا: اللہ کی قسم، مجھے امید تھی کہ یہ شہید ہوں گے کیونکہ انہوں نے سارا سامان تیار رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق انہیں ثواب دے گا، یہ بتاؤ کہ تم شہادت کسے کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی راہِ خدا میں قتل ہونے کو۔ اس پر آپ نے فرمایا: راہِ خدا میں قتل کے علاوہ سات قسم کی شہادت اور بھی ہوتی ہے:

(۱) طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہوتا ہے۔

(۲) ڈوب کر مرنے والا شہید ہوتا ہے۔

(۳) نمونیہ سے مرنے والا شہید ہوتا ہے۔

(۴) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہوتا ہے۔
(۵) جل کر مرنے والا شہید ہوتا ہے۔
(۶) دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہوتا ہے۔
(۷) وہ عورت شہید ہوتی ہے جو ہمبستری کرتے وقت مر جاتی ہے۔

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا جبکہ اس کے سارے راوی مدنی اور قرشی ہیں۔

میرے نزدیک اس کی وجہ حضرت مالک کی حدیث ہے جسے حضرت مسلم بن حجاج نے لیا ہے اور جو مالک کے استادوں سے شروع ہوتی ہے۔

۱۳۳۲ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم کسی میت کے پاس جاؤ تو اس کی آنکھیں بند کرو کیونکہ یہ روح کو جاتے دیکھتی رہتی ہیں اور اس کے حق میں اچھی اچھی باتیں کہو کیونکہ گھر والے جب اس کے بارے میں کوئی دعا کرتے ہیں تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' (اور ان کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے)

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۳۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن جب فوت ہو رہا ہوتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لئے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اے روح! خوشی سے نکل آؤ، اللہ تم پر خوش ہے، آؤ اللہ کے باغوں کی طرف چلو اور اس رب کے پاس چلو جو تم پر ناراض نہیں چنانچہ وہ بہترین کستوری میں لپٹی نکلتی ہے، فرشتے باری باری اسے پکڑتے جاتے ہیں اور یوں آسمان کے دروازے پر پہنچتے ہیں اور وہاں کے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ زمین سے آنے والی یہ روح بہت ہی پیاری ہے، پھر جب بھی وہ کسی اور آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو یونہی کہتے ہیں اور آخر کار اسے مومنوں کی روحوں میں لے پہنچتے ہیں چنانچہ انہیں ایسے گھر والوں سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو مہمان کے آنے پر خوش ہوتے ہیں۔

اب وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں فلاں کیا کر رہے ہیں؟ پھر کہتے ہیں کہ اسے رہنے دو تا کہ آرام کر سکے کیونکہ اب تک یہ دنیا کے غموں میں گھرا رہا ہے، پھر جب وہ ان سے کسی کے بارے میں پوچھتا ہے کہ تمہارے پاس نہیں پہنچا وہ تو مر چکا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اسے دوزخ میں پہنچا دیا گیا ہوگا۔

رہا کافر تو اس کے پاس عذاب والے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: نکل آؤ تم خوب بے چین ہو، اللہ تم پر ناراض ہے، اب اللہ کا عذاب اور ناراضگی تیار ہے چنانچہ وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہونے کی حالت میں نکلتی ہے تو فرشتے اسے لے کر زمین کے دروازے پر چلے جاتے ہیں اور جیسے جیسے زمین کے دروازے آتے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں جاتے ہیں کہ ایک بدبودار روح ہے اور آخر کار اسے کافروں کی روحوں میں لے پہنچتے ہیں۔''

اسی حدیث کو ھشام بن عبداللہ دستوائی نے لیا ہے، محمد بن راشد اس کی روایت میں ہیں جنہوں نے اسے قتادہ سے اور انہوں نے قسامہ بن زھیر سے لیا ہے (جو یہ ہے)

۱۳۳۴ چنانچہ حضرت ابوبکر بن عبداللہ کی روایت میں معاذ بن ھشام یہ حدیث اپنے والد سے، وہ قتادہ سے، وہ قسامہ بن زھیر سے اور وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لے کے بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی روایت ہے۔

۱۳۳۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب مومن کو موت آ رہی ہوتی ہے تو عین اس موقع پر رحمت کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔'' اور پھر ایسی ہی حدیث لکھی۔

پچھلی یہ سب سندیں صحیح ہیں اور ان کی تائید کے لئے وہ حدیث موجود ہے جو حضرت براء بن عازب نے روایت کی ہے اور میں اسے کتاب الایمان میں لکھ چکا ہوں۔

۱۳۳۶ حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، صحابہ نے عرض کی کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں تاہم یارسول اللہ! وہ اپنے مال کا تیسرا حصہ آپ کو پیش کرنے کو کہہ گئے ہیں اور انہوں نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ فوت ہوتے ہی ان کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ انہوں نے وہی کچھ کیا ہے جو کرنا چاہیے تھا، میں وہ تیسرا حصہ اس کے لڑکے کو دیتا ہوں۔

پھر جا کر اس کی قبر پر دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما اور اسے جنت میں داخل فرمادے اور تو ایسا کر ہی چکا ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ امام بخاری نے نعیم بن حماد کو راوی لیا ہے جبکہ امام مسلم بن حجاج نے دراوردی کو لیا ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

مجھے اب تک اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں مل سکی جس میں مرنے والے کا چہرہ قبلہ کی طرف کرنے کا ذکر ہو۔

۱۳۳۷ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''صحابہ کرام نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہلانا شروع کیا تو اندر سے آواز آئی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص نہ اتارو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۳۸ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی میت کو نہلائے اور (کوئی بری چیز دیکھ کر) اس پر پردہ ڈالے تو چالیس مرتبہ بخشا جاتا ہے اور جو کسی میت کو کفن دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سندس اور استبرق لباس پہنائے گا اور جو میت کے لئے قبر تیار کرے اور اسے اس میں دفن کردے تو اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جیسے کوئی کسی کو گھر میں قیامت تک ٹھہرائے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۳۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سفید کپڑے تمہارے لئے سب سے بہتر ہوتے ہیں لہٰذا تم میں سے زندہ لوگ اسے پہنا کریں اور اپنے مردوں کو انہی میں کفن دو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۴۰ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "تم لوگ سفید لباس پہنا کرو اور مرنے والوں کو انہی میں کفن دو کیونکہ یہ اچھے شمار ہوتے ہیں۔"

۱۳۴۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میت کو دھونی دو تو طاق مرتبہ دیا کرو۔"

امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۴۲ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "میں اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جب ہم جنازہ کو آہستہ سے لے جا رہے تھے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۴۳ حضرت ابولزناد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہما کے پاس بقیع میں بیٹھا تھا کہ ایک جنازہ آگیا، ابن جعفر نے میری طرف دیکھا اور جنازہ کو آہستہ آہستہ لے جانے پر تعجب کیا اور کہا: لوگوں کے حالات بدلنے پر حیران ہوں، بخدا اسے تو جلدی سے لے جانا چاہیے، (ایک وقت تھا کہ) آدمی (ایسا کرنے پر) آدمی سے جھگڑا کرتا اور کہا کرتا کہ اے اللہ کے بندے، خدا کا خوف کرو، وہ ان کی سست چال کو دیکھ کر تم لوگوں کو تیزی سے چلنے کی ہدایت دے رہے تھے۔"

۱۳۴۴ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنازہ کے آگے چلنے والے، جنازے کے پیچھے سوار ہو کر چلنے والوں اور بچے کا جنازہ پڑھا جائے۔"

امام بخاری کی شرط پر یہ حدیث صحیح بنتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۴۵ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کے ہمراہ چلے تو ایک سواری لائی گئی جس پر سوار ہونے سے آپ نے انکار کر دیا اور جب واپس ہوئے تو سواری پھر لائی گئی، آپ سوار ہو گئے، اس بارے میں پوچھنے پر بتایا: اس وقت فرشتے پیدل چل رہے تھے لہٰذا ان کے چلنے کے دوران میں سواری کرنا نہیں چاہتا تھا اور اب جب وہ جا چکے (یا فرمایا: اوپر چڑھ گئے) ہیں تو سوار ہو گیا ہوں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۴۶ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کے ہمراہ چلے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جو سوار تھے، فرمایا: "تمہیں شرم نہیں آتی، فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں لیکن تم لوگ سواریوں کی پیٹھ پر سوار ہو؟"

(۱۳۴۷) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے کے ہمراہ ہوتے تو اس وقت تک نہ بیٹھتے جب تک اسے اٹھایا گیا ہو۔ (یا فرمایا کہ رکھ دیا جاتا)''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۴۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی جنازے کے ساتھ چلو تو اس کے رکھ دئے جانے تک بیٹھا نہ کرو''

شیخین میں سے ہر ایک نے حضرت عامر بن ربیعہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث لی ہے کہ ''جو جنازہ کے ساتھ چلے تو اس کے رکھے جانے تک نہ بیٹھے۔''

یہ حدیث اس کے علاوہ ہے جس میں دفن وغیرہ کا ذکر بڑھایا گیا ہے۔

(۱۳۴۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی جنازہ گزرتا تو اس کے چلے جانے تک کھڑے رہا کرتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن اسے انہوں نے نہیں لیا۔

ابن عمر کی یہ حدیث عامر بن ربیعہ والی حدیث کا متن نہیں ہے کیونکہ اس متن میں جنازہ کے ساتھ چلنے کا ذکر ہے جبکہ اس میں جنازہ پر کھڑے ہونے کا ذکر ہے، اس میں روایات کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۱۳۵۰) حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس جنازہ میں شامل تھے جسے مروان بن حکم نے پڑھایا تھا، حضرت ابوھریرہ، مروان کے ہمراہ گئے اور قبرستان میں جا بیٹھے، اتنے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آگئے اور مروان سے کہا کہ مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ، انہوں نے ہاتھ پکڑایا تو انہوں نے کہا: اٹھو، وہ اٹھے تو مروان نے پوچھا: مجھے کیوں اٹھایا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کو دیکھتے تو اس کے گزر جانے تک کھڑے رہتے اور فرمایا کرتے کہ موت نری گھبراہٹ ہے۔ اس پر مروان نے کہا: اے ابوھریرہ! یقیناً انہوں نے فرمایا ہے: تو انہوں نے کہا: ہاں، مروان نے کہا: آپ نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہ بتائی؟ انہوں نے کہا کہ آپ امام تھے، آپ بیٹھے تو میں بھی بیٹھ گیا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے یہ الفاظ نہیں لئے۔

(۱۳۵۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا: یارسول اللہ! کافروں کا جنازہ گزرے تو کیا ہم اس کے لئے کھڑے ہوا کریں؟ فرمایا: ہاں، اس کے لئے بھی کھڑے ہوا کرو کیونکہ تم کافر کے لئے کھڑے نہیں ہوں گے بلکہ تم تو اس کی خاطر کھڑے ہو رہے ہو گے جو جانیں قبض کرتا ہے۔''

حدیث کی یہ سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۵۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ کسی یہودی کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے، صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ فرمایا: میں تو فرشتوں کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے یہ الفاظ نہیں لئے ہاں دونوں ہی نے حضرت جابر سے لی ہوئی حضرت عبیداللہ بن مقسم کی حدیث لی ہے جس میں یہودی کے جنازہ کی خاطر کھڑے ہونے کا ذکر ہے۔

(۱۳۵۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم راستہ بتانے کی خاطر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے تھے کہ اسی دوران ایک میت گزری، آپ اس کے پاس گئے اور اس کی بخشش کے لئے دعا فرمائی، ہم آگے بڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے کچھ ساتھی واپس ہوئے اور آپ اس کے دفن تک بیٹھے رہے اور جب دیر تک اسے دفن نہ کیا گیا تو یہ بات آپ کو اچھی نہ لگی۔ ہمیں اس تکلیف کا پتہ چلا تو کچھ نے دوسروں سے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کی روح قبض ہونے تک اطلاع نہ دیتے تو اچھا تھا اور جب روح قبض ہو جاتی تو بتاتے، اس میں آپ کو نہ تکلیف ہوتی اور نہ ہی رکنا پڑتا، اب ہم کسی کے مرنے کے بعد آپ کو اطلاع دیں گے تاکہ آپ آکر اس کا جنازہ پڑھا دیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن دونوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۵۴) حضرت سعید بن ابوسعید رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی شخص کا جنازہ پڑھا تو الحمد شریف بلند آواز سے پڑھی (شافعی حضرات کا طریقہ ہے) بعد میں بتایا: میں نے اس لئے بلند آواز سے پڑھی ہے تاکہ تمہیں اس کے سنت ہونے کا پتہ چل جائے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے۔ سارے محدثین یہ بات کہتے ہیں کہ صحابی کی بات سنت گنی جاتی ہے۔

(۱۳۵۵) حضرت طلحہ بن عبداللہ بن طوف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے جنازہ پڑھا تو سنا کہ آپ نے اونچی آواز سے الحمد شریف پڑھی۔ وہ واپس ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ آپ اسے پڑھا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ حق ہے اور سنت ہے۔''

(۱۳۵۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جنازوں پر چار تکبریں کہتے اور پہلی تکبیر کے بعد الحمد شریف پڑھتے۔''

(۱۳۵۷) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنازہ پڑھاتے تو یوں پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ.''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے لیا نہیں۔

(۱۳۵۸) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میت کے جنازے میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ یوں پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ."

(۱۳۵۹) حضرت یزید بن عبداللہ بن رکانہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنازہ پڑھانے کھڑے ہوتے تو یوں پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ احْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ."

یہ سند صحیح ہے۔

یزید بن رکانہ اور رکانہ بن عبد یزید صحابی ہیں اور مطلب بن عبد مناف کی اولاد ہیں لیکن اس کے باوجود شیخین نے یہ حدیث نہیں لی۔

(۱۳۶۰) حضرت شرحبیل بن سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جنہوں نے ابواء کے مقام پر ہمیں جنازہ پڑھایا، تکبیر کہی، بلند آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھی اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا اور پھر یوں کہا:

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهِ تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهِ وَاِنْ كَانَ مُخْطِأً فَاغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ لَا تُحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ.

اس کے بعد تین تکبیریں کہیں اور واپس آگئے، اس کے بعد فرمایا: "میں نے بلند آواز سے اسے اس بناء پر پڑھا ہے کہ تمہیں اس کے سنت ہونے کا پتہ چل جائے۔"

شیخین کو اس روایت میں شرحبیل کی ضرورت نہیں پڑی، وہ مدینہ میں رہنے والے تابعی تھے۔

میں نے یہ حدیث پہلی حدیثوں کی تائید کے لئے ذکر کی ہے کیونکہ مختصر ہے اور اس میں الجھاؤ ہے تاہم یہ حدیث واضح ہے۔

(۱۳۶۱) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابراہیم ہجری بتاتے ہیں کہ ان کی بیٹی فوت ہوئی تو وہ خچر پر جنازے کے ساتھ چلے، عورتیں بین کر رہی تھیں جس پر کہا: اب بین نہ کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، تم جس قدر چاہو اس پر آنسو بہا سکتی ہو، پھر جنازہ پڑھایا اور اس میں چار تکبیریں کہیں اور چوتھی کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقت ہوتا ہے، اس میں اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہے اور پھر بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہی کیا کرتے تھے۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے راوی مسلم ہجری پر کوئی اعتراض نہیں ملتا۔

۱۳۶۲ حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ (یہ بڑے بزرگ انصار میں سے تھے، ان میں سے بڑے عالم تھے اور ان لوگوں کی اولاد میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے) کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ نے جنازہ پر نماز کے بارے میں بتایا کہ امام تکبیر کہے پھر تین تکبیروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر نماز سے فارغ ہوتے وقت آہستہ آواز سے سلام پھیر دے اور سنت یہ ہے کہ پچھلے نمازی وہی کچھ کریں جو ان کے امام نے کیا۔''

امام زہری کہتے ہیں یہ حدیث مجھے ابوامامہ نے سنائی اور ابن المسیب سن رہے تھے لیکن انہوں نے اس کا انکار کیا تھا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ جو سنت طریقہ مجھے ابوامامہ نے میت پر نماز کے بارے میں بتایا، میں نے محمد بن سوید کے پاس بیان کیا تو انہوں نے کہا: میں نے ضحاک بن قیس سے سنا تھا، وہ حبیب بن مسلمہ سے نماز جنازہ کے بارے میں حدیث سنا رہے تھے تو انہوں نے بھی ویسی ہی حدیث سنائی جیسے ابوامامہ نے ہمیں سنائی۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

جنازے پر ایک سلام میں نماز پڑھنے کے لئے اس زیادہ صحیح اور کوئی روایت نہیں ملتی۔

۱۳۶۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو اس میں چار تکبیریں کہیں تاہم ایک ہی سلام پھیرا۔''

جنازے میں صرف ایک سلام کے متعلق حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ملتی ہے کہ وہ سب لوگ جنازے میں ایک ہی مرتبہ سلام پھیرتے تھے۔

مرتے وقت مومن کی نشانی

۱۳۶۴ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۶۵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کو روتے ہوئے چوما، آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔''

اس حدیث کو امام حضرات لیا کرتے ہیں لیکن شیخین نے عاصم بن عبید اللہ کو نہیں لیا، اس کی تائید وہ صحیح اور مشہور حدیث ہے جسے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم نے لیا ہے کہ: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کو چوما تھا۔''

۱۳۶۶ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''کستوری کی خوشبو سب سے بہتر ہوتی ہے۔''

یہی حدیث انہی کی طرح مستمر بن ریان نے ابونضرہ سے لی ہے۔

۱۳۶۷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کستوری کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''یہ تمہاری سب سے بہترین خوشبو ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے کیونکہ حضرت خلید بن جعفر اور حضرت مستمر بن ریان کو پختہ راویوں میں گنا جاتا ہے البتہ شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۶۸ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کستوری موجود تھی چنانچہ وصیت کی کہ انہیں کستوری لگائی جائے۔''

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: یہ وہ کستوری ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لگانے کے بعد بچ گئی تھی۔

۱۳۶۹ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ ''صحابہ کرام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غسل دے رہے تھے تو اندر سے کسی نے آواز دی کہ آپ کی قمیص نہ اتاری جائے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح شمار ہوتی ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

حضرت ابوبردہ راوی کا نام برید بن ابوبردہ تھا، یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لڑکے تھے۔ انہیں بخاری و مسلم میں راوی لیا گیا ہے۔

۱۳۷۰ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہلایا تو میت میں سے نکلنے والی کوئی شے دیکھتا رہا لیکن ایسی کوئی شے دکھائی نہ دی، آپ زندگی اور وصال کے بعد ستھرے ہی تھے۔

آپ کو دفنانے کے لئے چار شخص حصہ لے رہے تھے: علی، عباس، فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام صالح رضی اللہ عنہم۔

آپ کے لئے لحد تیار کی گئی اس پر اینٹیں کھڑی کر کے لگائی گئیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے لحد کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔

۱۳۷۱ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی میت کو نہلائے اور دکھائی دینے والی کسی بھی چیز کو چھپائے رکھے تو اسے چالیس مرتبہ بخشا جائے گا اور جو کسی میت کو کفن دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں سے سندس اور

استبرق (ریشم) کا لباس پہنائے گا اور جو میت کے لئے قبر کھود کر اسے اس میں دفن کر دے تو اس قدر اجر جاری کر دیا جائے گا جیسے کسی کو گھر میں ٹھہرانے کا ملتا ہے اور سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۷۲- صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مالک بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب کسی میت کو جنازہ پڑھانے کے لئے لایا جائے اور اس کے گھر والے لوگ تھوڑے ہوں تو ان کی تین صفیں بنا کر جنازہ پڑھائے۔

آپ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب بھی کسی جنازے میں مسلمان کی تین صفیں ہوتی ہیں وہ اسے لازمی طور پر جنت میں لے جاتی ہیں۔"

یہ الفاظ ابن علیہ کی حدیث کے ہیں لیکن امام محبوبی کے الفاظ یہ ہیں "اسے بخش دیا جاتا ہے"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۷۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا، وہ بیمار ہوا تو آپ اس کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے اور فرمایا: یوں کہہ دو کہ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: محمد تمہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں، کہہ دو، اور جب وہ فوت ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھو"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۷۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنازے کے پیچھے چلنے والے سوار، قریب چلنے والے پیدل اور بچے کا جنازہ پڑھایا جائے۔"

اس حدیث کو یونس بن عبید نے زیاد بن جبیر سے روایت کیا ہے۔

۱۳۷۵- حضرت یونس بتاتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے گھر والے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک روایت لے جاتے ہوئے بتایا کہ آپ نے فرمایا ہے: جنازے کے پیچھے چلنے والے سوار دائیں بائیں قریب چلنے والے پیدل اور پیٹ سے گرے بچے پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے لئے امن وامان اور رحمت کی دعا کی جائے۔

حضرت ابراھیم بن ابی طالب نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا: یونس بن عبید نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث پہنچانے والے گھر کے ایک شخص نے کہا تھا۔

یہ روایت یونس بن عبید کی ہے جسے انہوں نے سعید بن عبید اللہ بن جبیر بن حیہ سے لیا۔

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح سند والی ہے چنانچہ انہوں نے معتمر کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے سعید بن عبید اللہ، انہوں نے زیاد بن جبیر، انہوں نے جبیر بن حیہ اور انہوں نے لمبی حدیث حضرت مغیرہ سے لی ہے۔

اس حدیث کی تائید حدیثِ اسماعیل بن مسلم مکی سے ہوتی ہے جسے انہوں نے ابوالزبیر سے لیا۔

۱۳۷۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''پیدا ہونے والا بچہ چلائے تو وہ وارث بنتا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی جائے۔''

شیخین اس کے راوی اسماعیل بن مسلم کو نہیں لیتے۔

۱۳۷۷ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم خیبر کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ہم میں سے قبیلہ اشجع کا ایک شخص فوت ہوگیا جس پر آپ نے فرمایا: ''اس پر نماز پڑھو'' ہم دیکھنے گئے تو پتہ چلا کہ اس کے پاس یہودیوں کے دو منکے تھے جو دو درہموں جتنے تھے۔''

اسے لوگوں نے یحییٰ بن سعید سے لیا ہے۔

ابو عمرہ راوی جہینہ سے تعلق رکھتے تھے، یہ سچے مشہور تھے۔

شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۷۸ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کوئی شخص مرگیا تو ایک شخص نے حاضر ہو کر بتایا کہ فلاں آدمی مرگیا ہے، آپ نے فرمایا: نہیں مرا، وہ دوبارہ آیا اور عرض کی فلاں شخص مرگیا ہے، آپ نے فرمایا: نہیں مرا، وہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ فلاں شخص مرگیا ہے تو آپ نے پوچھا: کیسے مرا؟ اس نے بتایا کہ اس نے اپنے پاس موجود چوڑے پھل والے تیر سے اپنے آپ کو ذبح کرلیا ہے چنانچہ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۷۹ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب نمازِ جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو آپ اس جنازے کے بارے میں پوچھا کرتے، اگر اسے سراہا جاتا تو آپ جنازہ پڑھاتے لیکن اگر کچھ اور کہا جاتا تو اس کے گھر والوں سے فرمایا کرتے: اسے سنبھال لو اور اس کا جنازہ نہ پڑھتے۔''

۱۳۸۰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی مرنے والے کے پاس جاتا تو ہم سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیتے، آپ وہاں جاتے اور اس کی بخشش کے لئے دعا فرماتے اور جب وہ فوت ہوجاتا تو خود آپ اور آپ کے ساتھی اس کے دفن تک واپس آجاتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ وہاں قید ہو کر بیٹھے رہتے دیر ہوجاتی چنانچہ جب اس کی وجہ سے آپ پر بوجھ کا اندیشہ ہوا تو لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا: کاش ہم کسی کے بارے میں جان قبض ہوجانے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع نہ دیا کریں اور جب روح قبض ہوجائے تو پھر بتایا کریں چنانچہ یوں نہ آپ پر بوجھ پڑے اور نہ ہی قید ہو کر بیٹھنا پڑے چنانچہ ہم نے یونہی کرنا شروع کیا اور میت کے بارے میں آپ کو اس وقت اطلاع دیتے جب وہ فوت ہوجاتا، آپ آکر اس کا

جنازہ پڑھا دیتے، اس کے بعد کبھی تو آپ واپس چلے جاتے اور کبھی اس کے دفن ہونے تک وہیں ٹھہرتے۔

کچھ عرصہ تک ہم یونہی کرتے رہے۔ پھر سوچا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلنا نہ پڑے اور ہم اپنا جنازہ اٹھا کر آپ ہی کے پاس لے جایا کریں اور آپ جنازہ پڑھا دیا کریں تو اس میں آپ کے لئے زیادہ آسانی ہوگی چنانچہ ہم نے یونہی کیا اور پھر آج تک یہی کر رہے ہیں۔"

شیخین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

میں نے اس سے پہلے یہ حدیث مختصر طور پر لکھی ہے۔

۱۳۸۱ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمیر بن ابوطلحہ فوت ہوئے تو حضرت ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر ان کے پاس لانے کے لئے گئے، آپ تشریف لائے اور ان کے گھر میں ان کی نماز جنازہ پڑھی چنانچہ آپ آگے ہوئے، حضرت ابوطلحہ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم حضرت ابوطلحہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں، ان کے علاوہ وہاں اور کوئی بھی نہ تھا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

یہ حدیث اس بارے میں بہترین سنت ہے کہ جنازہ کی نماز عورت بھی پڑھ سکتی ہے۔

۱۳۸۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر انہیں مُثلہ بنا دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر صفیہ (ان کی بیوی) محسوس نہ کریں تو میں انہیں یہیں پڑا رہنے دوں اور اللہ تعالیٰ ان کا حشر پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے لے کر کرتا۔"

آپ نے انہیں ایسے کپڑے کے ٹکڑے کا کفن دیا کہ جب اُن کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے رہتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا رہتا، آپ نے ان کے علاوہ کسی اور شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھائی اور فرمایا کہ آج میں تم سب کا گواہ ہوں (کہ تم راہِ خدا میں قتل ہوئے ہو)۔"

آپ تین تین اور دو دو کو لے کر ایک ایک قبر میں اکٹھے دفن کرتے گئے اور اس موقع پر پوچھ لیتے تھے کہ ان میں سے زیادہ قرآن پڑھنے والا کون ہے؟ چنانچہ قبر میں پہلے اسی کو رکھتے پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک ہی کپڑے میں کفن دیا۔"

۱۳۸۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ "احد کے شہیدوں کو نہلایا نہیں گیا تھا بلکہ انہیں انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا اور ان پر جنازہ نہیں پڑھا گیا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

صرف امام بخاری نے حدیثِ زھری لی ہے جسے انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے لیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔"

اس حدیث میں وہ پورے الفاظ موجود نہیں جنہیں اسامہ بن زید لیثی نے زہری سے لیا ہے۔

دونوں حضرات نے حضرت لیث بن سعید کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے ابوالخیر سے اور انہوں نے عقبہ بن عامر جہنی سے لیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے شہیدوں پر ویسی ہی نماز پڑھی جیسے کسی میت پر پڑھا کرتے تھے۔'' واللہ اعلم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم میتوں کو ان کی قبروں میں رکھنے لگو تو کہا کرو: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

اس میں ایک راوی ہمام بن یحییٰ پختہ اور اعتراض سے بچے ہوئے ہیں۔

ایسی حدیث کی سند بیان کی جائے تو حضرت شعبہ کے موقوف قرار دینے پر کسی اور سے نقص نہیں بنتا۔

۱۳۸۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ میت کو اس کی قبر میں رکھا کرتے یوں کہتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

آئندہ بیاضی کی حدیث صحابہ کرام میں مشہور ہے جو حضرت ہمام والی حدیث کی تائید کرتی ہے، انہوں نے اسے قتادہ سے لیا۔

۱۳۸۶ حضرت بیاضی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر میں اسے رکھنے والے اسے رکھتے وقت کہا کریں: بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔''

۱۳۸۷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قبر کے پاس رکھے ایک جنازے کے پاس پہنچے تو پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ فلاں یہودی کی ہے۔ اس پر فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ! اسے اپنی زمین اور آسمان (کے نیچے سے) اس قبر کی طرف لایا گیا جس سے اسے پیدا کیا گیا تھا۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث جیسی اور حدیثیں بھی ملتی ہیں جن میں اکثر صحیح ہیں:

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے:

۱۳۸۸ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی روح کسی علاقے میں قبض کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس جگہ پر کوئی کام نکال دیتا ہے۔''

ایک حدیث یہ ہے:

۱۳۸۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی علاقے میں کسی کی موت آنی ہوتی

ہے تو وہاں اسے کوئی ضرورت پڑ جاتی ہے، وہ وہاں کا ارادہ کرتا ہے اور دور چلا جاتا ہے جہاں اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے چنانچہ قیامت کے دن وہ زمین کہے گی کہ اے پروردگار! یہ ہے وہ شخص جسے تو نے میرے سپرد کیا تھا۔''

ایک حدیث یہ ہے:

۱۳۹۰ حضرت مطر بن عکاس عبدی رضی اللہ عنہ کے مطابق ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کسی علاقے میں کسی کی موت کا فیصلہ ہوتا ہے تو اسے وہاں کوئی کام پڑ جاتا ہے۔''

ایک حدیث یہ ہے:

۱۳۹۱ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی زمین میں بندے کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو وہاں اس کے لئے ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔''

۱۳۹۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا جسے دیکھ کر کسی نے کہا: کاش یہ اپنی آواز پست کر لیتا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آہیں بھرنے والا ہے۔'' وہ مر گیا تو ایک شخص نے اس کی قبر میں آگ دیکھی، وہ قریب پہنچا تو یکایک دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں موجود ہیں اور فرما رہے ہیں: اپنے ساتھی کی طرف آؤ، دیکھا تو وہ وہی شخص تھا جو بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا۔''

۱۳۹۳ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ قبرستان میں میں نے آگ دیکھی تو میں وہاں پہنچا اور دیکھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں فرما رہے ہیں: مجھے اپنا ساتھی پکڑاؤ۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح بنتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی تائید حضرت معضل کی اس سند سے ہوتی ہے:

۱۳۹۴ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دعا میں اوہ، اوہ کر رہا تھا جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ آہیں بھرنے والا ہے۔'' حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ ایک رات میں نکلا تو اچانک دیکھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستان میں تھے، اس شخص کو دفن کیا جا رہا تھا۔ آپ کے پاس چراغ تھا۔''

۱۳۹۵ حضرت ابوالزبیر بتاتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات کرتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا تو کسی شخص نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کی روح قبض کی گئی اور جو اسے کفن دیا گیا، وہ کوئی لمبا نہ تھا اور اسے رات کے وقت دفن کیا گیا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر جھڑک دی کہ آدمی کو رات کے وقت دفن کیا جائے اور رات ہی اس کا جنازہ پڑھا جائے، ہاں انسان کو کوئی مجبوری ہو تو اجازت ہے، پھر فرمایا: جب تم کسی بھائی کو کفن دو تو اچھے کپڑوں کا دو۔''

اس حدیث جیسی یہ بھی ملتی ہے:

(۱۳۹۶) حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ یہ حدیث وہ ہے جسے میں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا تو اپنے صحابہ میں سے کسی کا ذکر کیا جس کی روح قبض کی گئی تھی چنانچہ انہیں ایسا کفن دیا گیا جو زیادہ لمبا نہ تھا، انہیں رات کو دفن کیا گیا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت کسی کو دفن کرنے اور اس کا جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں جھڑکا، ہاں انسان کو مجبوری تو جائز ہے اور فرمایا تھا کہ اگر کوئی اپنے بھائی کا سرپرست بنے تو اسے اچھا سا کفن دے۔"

(۱۳۹۷) حضرت حبیب بن ابو ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوھیاج سے فرمایا: میں تمہیں اس کام کے لئے بھیجتا ہوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا اور وہ یہ ہے کہ تم جو بھی تصویر دیکھو، اسے مٹادو اور جو بھی اونچی قبر دیکھو، اسے برابر کردو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا اور میرے خیال میں اس کے اندر حضرت ثوری کی طرف سے اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے ایک مرتبہ یہ حدیث ابووائل سے لی ہے جنہوں نے ابوالہیاج سے روایت کی جبکہ حضرت علی سے حضرت ابووائل کا حدیث سننا ثابت ہے۔ (چنانچہ ذیل میں دیکھئے)

(۱۳۹۸) حضرت وکیع نے حضرت سفیان سے روایت کی، انہوں نے حبیب بن ابو ثابت سے، انہوں نے ابووائل سے اور انہوں نے ابوالہیاج سے روایت کی، وہ بتاتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس کام کے لئے بھی بھیجوں جس کے لئے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا۔۔۔ اور پھر ایسی ہی حدیث لکھی۔

(۱۳۹۹) حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے ماں! ذرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابیوں کی قبریں تو کھول کر دکھادو، آپ نے تینوں سے پردہ ہٹایا، وہ نہ اونچی تھیں، نہ سرخ صحن میں زمین کے برابر پھیلی تھیں چنانچہ دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے تھے، حضرت ابوبکر کا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے سامنے تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک پاؤں کے قریب تھا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۰۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گنبد بنانے سے روکا ہے، چونا پلستر کرنے سے روکا ہے، اس پر بیٹھنے سے روکا ہے اور اس بات سے بھی روکا ہے کہ اس پر لکھائی کرو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے جنہوں نے اس کی وہ سند لی ہے جس میں لکھائی کا ذکر نہیں کیونکہ یہ لفظ صحیح تو ہے لیکن عربوں کے ہاں بولا نہیں جاتا اور پھر ابومعاویہ نے بھی ابن جریج سے اسے یونہی لکھا ہے۔

(۱۴۰۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر چونا لگانے، ان پر لکھنے، ان پر تعمیر کرنے (گنبد وغیرہ بنانے) اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔''

یہ سب سندیں صحیح ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہوتا کیونکہ مشرق سے لے کے مغرب تک مسلمانوں کی قبروں پر لکھا جاتا ہے اور یہ ایسا کام ہے جو بعد والوں نے پہلے والوں سے لے لیا ہے۔

(۱۴۰۲) حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت (یا یہ امت) اپنے دین میں اس وقت تک گھاٹا کھاتی رہے گی جب تک جنازوں کو جنازہ والوں کے سپرد نہیں کریں گے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے بشرطیکہ راوی صنابحی عبداللہ ہوں لیکن اگر یہ شخص عبدالرحمٰن بن علیہ صنابحی ہیں تو پھر ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سننے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۰۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے پاس رکھے ایک جنازے پر پہنچے جس کا ساتھی دفن کیا جا رہا تھا چنانچہ فرمایا: اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو اور یہ دعا کرو کہ اللہ اسے ثابت قدم رکھے کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہونے والے ہیں۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۰۴) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام بتاتے ہیں کہ آپ جب کسی قبر کے پاس جاتے تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر بہ تر ہو جاتی، اس پر آپ سے کہا جاتا کہ آپ جنت و دوزخ کو یاد کر کے تو روتے نہیں لیکن اس پر کیوں روتے ہیں؟ آپ فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبر، آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر یہ اس سے نجات پا گیا تو بعد والا معاملہ اس سے بہت آسان ہوگا لیکن اگر اس سے نجات نہ پا سکا تو بعد والا معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا'' پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جو معاملہ بھی دیکھا ہے، قبر سب میں خوفناک ہے۔''

(۱۴۰۵) حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ سفر کیا، آپ جب بھی کسی مردار انسان کے قریب سے گزرتے تو حکم فرماتے کہ اسے دفن کر دو، آپ یہ نہ پوچھا کرتے کہ وہ مسلمان ہے یا کافر۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۰۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر انسان میں تین باتیں ہوتی ہیں:

(۱) یا تو وہ ایسا خلیل ہوگا جو کہے گا کہ جو کچھ تم نے خرچ کیا، وہ تمہارا ہے اور جو تم نے روک رکھا ہے، وہ تیرا نہیں، یہ دوست اس کا مال ہوتا ہے۔

(۲) یا ایسا خلیل ہوگا جو کہے گا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں چنانچہ جب تم کسی حکمران کے پاس جاؤ گے تو میں تمہیں چھوڑ کر

واپس چلا آؤں گا، یہ خلیل اس کی بیوی ہوگی اور اس کا مرتبہ ہوگا۔

(۳) یا ایسا خلیل ہوگا جو یہ کہے گا کہ تم جہاں بھی جاؤ گے، میں تمہارے ساتھ جاؤں گا، یہ اس کا عمل ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا کہ تینوں میں سے یہ خلیل سب سے بہتر ہوتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے مکمل طور پر نہیں لیا کیونکہ دونوں ہی عمران قطان راوی سے کتراتے ہیں حالانکہ وہ ایسے چھوڑے ہوئے نہیں کہ ان کی حدیث چھوڑ دی جائے۔

دونوں حضرات سفیان بن عیینہ کی حدیث لیتے ہیں جسے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے لیا ہے (اور وہ یوں ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے پیچھے تین چیزیں رہ جاتی ہیں۔''

(۱۳۰۷) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اور موت کو سمجھنے کے لئے یوں سمجھو کہ ایک آدمی ہے جس کے تین دوست ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے: یہ میرا مال ہے، اس میں سے جو چاہو، لے لو، دوسرا کہتا ہے: میں زندگی بھر تمہارے ساتھ ہوں لیکن جب مر جاؤ گے تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا، اور تیسرا کہتا ہے میں زندگی اور موت میں تمہارے ساتھ رہوں گا، رہا وہ جس نے کہا تھا کہ اس میں سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو، چھوڑ دو تو یہ تمہارا مال ہے، دوسری اس کی بیوی ہے اور تیسرا اس کا عمل ہے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۳۰۸) حضرت جعفر کہتے ہیں کہ میرے والد خالد بن سارہ مخزومی، عبداللہ بن جعفر کے دوست تھے، انہوں نے سنا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے کہا: جب حضرت جعفر فوت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آلِ جعفر کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ ان پر ایسا وقت آ گیا ہے جس نے انہیں پریشان کر دیا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

حضرت جعفر بن خالد بن سارہ، قریش کے بڑے مشائخ میں سے تھے اور ان کی حیثیت ایسی ہے جیسے حضرت شعبہ نے کہا ''اشراف اور بزرگ لوگوں سے روایت لیا کرو کیوں کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔''

اس حدیث کے علاوہ ایک واضح حدیث بھی ملتی ہے۔

(۱۳۰۹) حضرت ابن جریج کہتے ہیں، میرے والد نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے کہا تھا: کاش تم اس وقت دیکھتے جب میں، قثم اور عبید اللہ بن عباس کھیل رہے تھے کہ اسی دوران رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار آئے اور فرمایا: انہیں اٹھا کر میرے پاس لے آؤ چنانچہ آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا، پھر قثم کے بارے میں فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ چنانچہ انہیں اپنے پیچھے بٹھا

لیا، اس موقع پر آپ نے اپنے چچا حضرت عباس کا خیال نہ فرمایا اور قثم کو تو اٹھا لیا لیکن عبیداللہ کو چھوڑ دیا، پھر تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھیرتے وقت فرمایا: اے اللہ! جعفر کو اولاد دے، اس پر میں نے عبداللہ بن جعفر سے کہا: قثم نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ شہید ہیں چنانچہ میں نے عبداللہ سے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں انہوں نے کہا: ہاں ایسے ہی ہے۔

۱۴۱۰ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا (راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ نے یہ بات تین مرتبہ کہی) اور پھر فرمایا: اے اللہ! جعفر کو اولاد دے۔''

حضرت جعفر بن خالد رضی اللہ عنہ نے دو نہایت قیمتی چیزیں لی ہیں، ایک تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور دوسری مصیبت والوں کے لئے رات کی خوراک کا انتظام کرنا۔ اللہ ہمیں ان دونوں پر عمل کی توفیق دے۔

۱۴۱۱ حضرت بشیر بن نہیک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خوشخبری سنانے والے نے مجھے بتایا جاہلیت کے دور میں ان کا نام زحم بن معبد تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ زحم بن معبد ہے، آپ نے فرمایا: تمہارا نام بشیر ہے (چنانچہ یہی نام مشہور ہو گیا) وہ کہتے ہیں کہ عین اس وقت جب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا: اے خصاصیہ کے بیٹے! تم اللہ پر کیوں ناراض ہو، صبح سے رسول اللہ کے ساتھ ہو، میں نے کہا: میں اللہ پر ذرہ بھر بھی ناراض نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کرتے ہیں، بہتر ہے۔

آپ مشرکین کی قبروں پر گئے اور تین مرتبہ فرمایا: یہ بہت بڑی بھلائیوں سے رہ گئے ہیں، اس کے بعد مسلمانوں کی قبروں پر تشریف لے گئے اور تین مرتبہ فرمایا: انہوں نے بہت ساری بھلائیاں حاصل کی ہیں۔

آپ جا ہی رہے تھے کہ اچانک دیکھا تو ایک آدمی دکھائی دیا جو جوتے پہنے قبروں کے درمیاں چل رہا تھا، دیکھ کر فرمایا: ''اے جوتوں والے بُرے شخص! انہیں نیچے پھینک دو۔''

اس نے نظر اٹھائی اور جب آپ کو پہچان لیا تو جوتے اتار کر پھینک دئے۔''

۱۴۱۲ حضرت بشیر بن نہیک کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بشیر نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتوں سمیت قبروں پر چلا جا رہا تھا، آپ نے فرمایا: اے جوتوں والے! انہیں اتار دو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے اس قسم کے لوگوں میں نہیں لیا جن میں ایک صحابی، دو تابعین کے علاوہ مشہور نہیں ہوتا۔

۱۴۱۳ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہم نے ایک شخص کو دفن کیا۔ جب ہم واپس آئے اور اس کے گھر کے سامنے ہوئے تو اچانک آپ نے ایک عورت دیکھی جو اسے پہچان نہ سکی، اس نے پوچھا: اے فاطمہ! کہاں سے آئی ہو؟ اس نے کہا کہ میت والوں کے گھر سے آئی ہوں، ان پر رحم کھا کر ان سے افسوس کیا ہے۔

اس پر آپ نے کہا: شائد تم بھی ان کے ساتھ قبرستان میں جا پہنچی ہو۔ اس نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں ان کے ساتھ قبرستان میں پہنچوں اور میں نے وہ کچھ سن رکھا ہے جو آپ کہتے ہو۔ آپ نے کہا: اگر تم ان کے قبرستان چلی جاؤ تو اس وقت تک جنت میں نہ جاؤ گی جب تک اسے تمہارے باپ کا دادا نہ دیکھ لے۔"

(۱۴۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ سے مڑ کر آنے والی ایک عورت کو دیکھا اور پوچھا کہ کہاں سے آئی ہو، اسنے کہا کہ اس میت والوں سے افسوس کر کے آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم ان کے ساتھ قبرستان تک بھی پہنچ جاؤ تو اس وقت تک جنت نہ دیکھ سکو گی جب تک اسے تمہارے باپ کا دادا نہ دیکھ لے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی۔"

حاکم لکھتے ہیں کہ یہ ابو صالح وہ سمان نامی شخص نہیں جنہیں راوی لیا جاتا ہے، وہ تو باذان ہیں لیکن شیخین نے انہیں نہیں لیا البتہ یہ حدیث امام حضرات کے ہاں مانی جاتی ہے اور میرے سامنے اس جیسی ایک اور حدیث ہے جسے سفیان ثوری نے حدیث کے متن میں روایت کیا ہے لہٰذا میں نے اسے لے لیا ہے۔

(۱۴۱۶) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

قبروں کی زیارت کے بارے میں آنے والی یہ ساری حدیثیں منسوخ ہو چکی ہیں جنہیں حضرت علقمہ بن مرثد کی وہ حدیث منسوخ کرتی ہے جسے انہوں نے سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد مرثد سے لیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا رہا لیکن سن لو، اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی ماں کی قبر دیکھنے کا حکم فرمایا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی دونوں صحیح کتابوں سے ملتی ہے۔

دوسری روایت یوں ہے:

(۱۴۱۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا رہا، تم زیارت کیا کرو کیونکہ ان سے نصیحت حاصل ہوتی ہے، میں تمہیں پھلوں کے نچوڑنے سے روکتا تھا، سن لو کہ اب اسے بنایا کرو لیکن میں نشہ دینے والی چیز کو حلال قرار نہیں دیتا پھر میں تمہیں قربانی کے جانوروں کے گوشت کے بارے میں روکتا تھا، اب اسے کھاؤ اور بچا بھی رکھو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۱۸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا اور تین دنوں سے زیادہ تک قربانی کا گوشت کھانے سے روکتا تھا، برتنوں میں تیار ہونے والے نبیذ (نچوڑ) سے روکتا تھا تو سن لو کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں ہر شے سے بے تعلق بناتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں، قربانی کا گوشت کھالیا کرو اور جو چاہو بچالیا کرو، میں تمہیں اس لیئے روکتا تھا کہ نیک کام گھٹ گئے ہیں اور میں انہیں گنجائش دے رہا ہوں سن لو کہ برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتے بلکہ نشہ والی چیز حرام ہوتی ہے۔"

۱۴۱۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا تو اب ان کی زیارت کرلیا کرو کیونکہ وہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔"

۱۴۲۰ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار پردوں میں چھپی والدہ کی زیارت کی تو اس دن رونے والوں کا شمار نہ تھا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۲۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنے گئے تو خود بھی روئے اور اردگرد کے لوگوں کو بھی رلایا۔ پھر بتلایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کی قبر دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے اجازت دے دی ہے، میں نے ان کی بخشش کے لیئے دعا کی اجازت مانگی تو اجازت نہیں دی گئی، تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت یاد دلائیں گی۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۲۲ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ہزار لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، آپ نیچے آئے اور ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر ہماری طرف دیکھا، آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر آپ کی طرف گئے اور اپنے ماں باپ کے آپ پر قربان ہونے کا ذکر کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! بات کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لیئے بخشش مانگنے کی اجازت مانگی ہے لیکن اس نے نہیں دی جس کی بنا پر ان پر رحم کھاتے ہوئے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ہیں، پھر اپنے رب سے ان کی زیارت کے لیئے اجازت مانگی ہے تو اس نے دے دی ہے۔ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا لیکن اب تم ان کی زیارت کیا کرو، ان کی زیارت سے تمہیں فائدہ حاصل ہوگا۔"

حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۲۳ حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دن قبرستان سے واپس آئیں تو میں نے پوچھا: اے ام المؤمنین! کہاں سے آئی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی قبر سے، میں نے پوچھا: کیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا ہے؟ انہوں نے بتایا: ہاں روکا تھا لیکن پھر ان کی زیارت کی اجازت دے دی تھی۔"

(۱۴۲۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا، سن لو کہ اب زیارت کر سکتے ہو کیونکہ یہ کام دل میں نرمی پیدا کرتا ہے، آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، آخرت کی یاد دلاتی ہے اور تم نامناسب بات نہ کیا کرو۔"

(۱۴۲۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا، اب جو قبر کی زیارت کرنا چاہے، کر سکتا ہے کیونکہ یہ دل کو نرم کرتی، آنکھوں کو رلاتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔"

(۱۴۲۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "قبروں کی زیارت کیا کرو، ان کی وجہ سے آخرت کو یاد رکھو گے، مردہ نہلایا کرو کیونکہ اس کے جسم کو ہاتھ لگانے میں بہت بڑی چیز پوشیدہ ہوتی ہے، جنازوں پر نماز پڑھو کہ شائد تمہیں غم آنا شروع ہو کیونکہ غمگین شخص اللہ کے سائے میں رہتے ہوئے ہر نیکی تلاش کر لیتا ہے۔"

یہ وہ روایت ہے کہ جس کے سارے راوی پختہ ہیں۔

(۱۴۲۷) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت النبی رضی اللہ عنہا و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جایا کرتیں، وہاں نفل پڑھتیں اور رویا کرتیں۔"

اس حدیث کے تمام راوی پختہ ہیں۔

میں قبروں کی زیارت کا شوق پیدا کرنے کے لئے غور وفکر کرتے ہوئے دور تک پہنچا ہوں تا کہ ان لوگوں میں شامل ہوسکوں جو اس کی راہ دکھاتے ہیں نیز یہ مقصد بھی تھا کہ ایک زبردست گنہ گار کو پتہ چل سکے کہ یہ کام سنت ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۱۴۲۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک جنازہ گزرا، آپ نے پوچھا: یہ کس کا جنازہ ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ فلاں بن فلاں کا ہے، یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے پیار رکھتا تھا، اللہ کی عبادت میں لگا رہتا اور اس کے لئے ہر کوشش کرتا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: "لازم ہوگئی، لازم ہوگئی، لازم ہوگئی۔"

ایک اور جنازہ گزرا تو صحابہ نے بتایا کہ فلاں بن فلاں کا جنازہ ہے، یہ اللہ اور اس کے رسول کو ناراض رکھتا تھا، اللہ کی نافرمانی والے کام کرتا تھا اور ان کی کوشش کرتا رہتا تھا، آپ نے پھر فرمایا: "لازم ہوگئی، لازم ہوگئی، لازم ہوگئی۔"

اس پر صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا ارشاد اور جنازے کو سراہنا پہلے بہتری والا دکھائی دیا ہے لیکن دوسرے کے حق میں بھلا نہیں ہے تاہم آپ نے فرمایا کہ "لازم ہوگئی، لازم ہوگئی، لازم ہوگئی۔"

آپ نے فرمایا: ہاں اے ابوبکر! اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائی برائی بتانے کے لئے بندوں کی زبان میں بولتے ہیں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کے یہ الفاظ نہیں لئے۔

۱۴۲۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کوئی مسلمان فوت ہو اور اس کے قریبی چار ہمسائے اس کے بارے میں اعلان کر دیں کہ انہیں اس میں آج تک نیکی ہی نیکی دکھائی دی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری بات مان لی ہے (یا فرمایا: تمہاری یہ گواہی مان لی ہے) اور اس کے ایسے گناہ بخش رہا ہوں جنہیں تم نہیں جانتے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۳۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ وہ کروں تو جنت میں جا سکوں۔ آپ نے فرمایا: اچھے بن جاؤ، اس نے عرض کی: یہ کیسے معلوم ہو سکے گا کہ میں اچھے کام کر رہا ہوں؟ فرمایا: اپنے ہمسائیوں سے پوچھو، اگر وہ کہہ دیں کہ تم اچھے کام کرتے ہو تو اچھے ہو گے لیکن اگر وہ کہیں کہ تمہارے کام برے ہیں تو تم برے ہو گے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۳۱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! جنتی کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: ایسے لوگ جن کے فوت ہونے سے پہلے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جو اسے پسند ہوں، پھر پوچھا گیا کہ دوزخی کون ہوتے ہیں؟ اس پر فرمایا: وہ لوگ کہ مرنے سے پہلے ان کے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جو اسے پسند نہ ہوں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۳۲ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، انہیں حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انصار کی ایک عورت ام العلاء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور آپ کو بتایا کہ انہوں نے مہاجرین کے لئے ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے، جن میں سے حضرت عثمان بن مظعون کا نام آیا، وہ ہمارے پاس آئے ہیں تو انہیں ہم نے اپنے گھروں میں ٹھہرایا ہے چنانچہ انہیں تکلیف پہنچی جس میں وہ فوت ہو گئے، وہ فوت ہوئے تو انہیں نہلایا گیا اور انہی کے کپڑوں میں کفن دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: اے عثمان بن مظعون اے ابو السائب! آپ پر اللہ کی رحمت ہے، میری شہادت یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں عزت دی ہے۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے اسے عزت دی ہے؟ وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ کسے عزت دیتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رہے یہ تو اللہ نے انہیں موت دے دی ہے، اللہ کی قسم مجھے اس کے بارے میں بھلائی کی امید ہے، بخدا، میں اللہ کا رسول ہوں لیکن نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا برتاؤ ہو گا۔

اس خاتون نے کہا: اللہ کی قسم، آج کے بعد میں کسی بھی شخص کو پاکیزہ نہ بناؤں گی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۴۳ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ تشہد پڑھنے کے بعد کچھ ایسے کلمات پڑھتے تھے جنہیں بہت عظیم جانتے تھے۔ میں نے پوچھا دونوں (تشہدوں) ہی میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ دوسری دو رکعتوں کے تشہد میں تشہد کے بعد۔ میں نے پوچھا: وہ کون سے ہیں؟ انہوں نے بتایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

راوی کہتے ہیں کہ وہ انہیں عظیم جانتے تھے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن طاؤس نے اپنے والد سے سن کر بتایا اور انہوں نے یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی۔

یہ حدیث قبر سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

میں نے کتاب الایمان میں وہ حدیثیں لکھی ہیں جو شیخین نے اپنی شرطوں پر پوری ہوتے ہوئے بھی نہیں لکھی ہیں لیکن میں نے یہ حدیث نہیں لکھی۔

قبر میں کیا ہوتا ہے؟

۱۴۴۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میت اس وقت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن رہی ہوتی ہے جب وہ واپس آ رہے ہوتے ہیں، اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اس کے سرہانے ہوتی ہے، روزہ دائیں طرف، زکوٰۃ بائیں طرف، صدقہ، نماز، رشتہ داری قائم رکھنا، لوگوں سے اچھا برتا کرنا جیسے کام اس کے پاؤں کی طرف ہوتے ہیں، فرشتے اس کے سر کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کی میری طرف سے آ کر تم سوال نہیں کر سکتے، دائیں طرف سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے، تم میری طرف سے آ کر نہیں پوچھ سکتے، بائیں طرف سے آتے ہیں تو زکوٰۃ کہتی ہے، میری طرف سے دخل نہیں دے سکو گے، پھر پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نیک کام کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے تمہارا کوئی دخل نہیں۔

اس کے بعد اسے کہا جاتا ہے اٹھ کر بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ جاتا ہے اور اس موقع پر سورج یوں دکھایا جاتا ہے جیسے ڈوبنے کے قریب ہو پھر اسی دوران کہا جاتا ہے: تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو تم میں رہے، تم اس کے بارے میں کیا گواہی دیتے ہو؟ وہ کہے گا: مجھے چھوڑ دو تا کہ نماز پڑھ سکوں۔ وہ کہیں گے: یہ کام تم ابھی کر لو گے لیکن ہمیں اس کے بارے میں بتاؤ جو ہم

پوچھ رہے ہیں۔ وہ کہے گا: کس چیز کے بارے میں پوچھتے ہو؟ فرشتے کہیں گے، ہمیں اس بارے میں بتاؤ جس کے بارے میں ہم پوچھ رہے ہیں۔ وہ کہے گا مجھے وقت دو کہ نماز پڑھ لوں، فرشتے کہیں گے، جلدی پڑھ لوگے لیکن ہمیں ہمارے سوال کا جواب دو۔ وہ پوچھے گا: کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ فرشتے کہیں گے: ہمیں اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو تمہارے درمیان رہے اور اس بارے میں اپنی گواہی دو کہ کیا کہتے ہو؟ وہ کہے گا کہ یہ محمد ہیں، میں اعلان کررہا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کی طرف سے سچا دین لے کر آئے۔ اس پر اسے کہا جائے گا: واقعی تم اسی عقیدہ پر زندہ رہے، اسی پر فوت ہوئے اور انشاء اللہ اسی پر اٹھائے جاؤ گے۔

اس کے بعد جہنم کی طرف سے اس کے لئے ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: اگر تم بے فرمان ہوتے تو جہنم میں ہونے والا اپنا ٹھکانہ دیکھو اور وہ کچھ بھی دیکھو جو اللہ نے تمہاری خاطر تیار کر رکھا تھا، اس کی خوشی دیکھنے کے لائق ہوگی اور وہ رشک کرے گا چنانچہ قرآن کریم کی اس آیت میں یہی بیان ہوا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَایَشَآءُ (سورۂ ابراهیم: ۲۷)

(اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہے، کرے)

حضرت ابوالحکم یہاں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھتے ہیں کہ پھر اسے کہا جائے گا: اس دلہن کی طرح (سکون سے) سو جاؤ جسے اس کے بہت پیارے کے بغیر کوئی بھی اٹھا نہیں سکتا (یا فرمایا اس کے محبوب کے بغیر)

راوی اس کے بعد حضرت ابوھریرہ سے لی گئی حضرت ابوسلمہ کی حدیث کی طرف آتے ہیں کہ اگر وہ شخص کافر ہوگا تو فرشتے اس کے سرہانے کی طرف سے آئیں گے، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا، دائیں طرف سے آئیں گے تو کوئی جواب نہ ملے گا، بائیں طرف سے آئیں گے تو کوئی جواب نہ ہوگا پھر پاؤں کی طرف سے آئیں گے تو کوئی جواب نہ ہوگا، پھر کہا جائے گا کہ اٹھ بیٹھو، وہ ڈرتے کانپتے اٹھ بیٹھے گا تو پوچھا جائے گا: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تم میں رہے اور ان کے بارے میں کیا گواہی دیتے ہو؟ وہ کہے گا کہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے، وہی جو تم میں رہے۔ اسے پتہ نہ چل سکے گا تو وہ بتائیں گے کہ وہ محمد ہیں۔ اس پر وہ کہے گا، میں لوگوں سے سنتا تھا تو انہی کی طرح کہہ دیا کرتا تھا۔ فرشتے کہیں گے کہ تم اسی عقیدے پر زندہ رہے ہو، اسی پر مرے اور انشاء اللہ اسی پر اٹھو گے۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اگر تم نے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہوتی تو جنت میں اپنا ٹھکانا اور جو کچھ تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے، اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ اس پر اس کی حسرت اور افسوس زیادہ ہوگا اور اسے اپنی تباہی دکھائی دے گی۔

راوی بتاتے ہیں کہ پھر اس کے لئے قبر کو تنگ کیا جائے گا (وہ اتنی گھٹ جائے گی کہ) اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر

دھنس جائیں گی چنانچہ اس بارے میں قرآن فرماتا ہے: فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ: ۱۲۴) (تو بیشک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔)

۱۴۳۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قدرتی ہاتھوں میں میری جان ہے: (مردہ) اس وقت لوگوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے جب وہ واپس ہو رہے ہوتے ہیں۔''

پھر حدیث کو ایسے ہی لکھا البتہ سعید بن عامر کی حدیث پوری ہے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۳۶ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ: ۱۲۴) کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اس سے مراد ''قبر کا عذاب'' ہے۔

۱۴۳۷ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے کے لئے نکلے تو حضرت عمر بن خطاب ساتھ تھے، انہوں نے عورتوں کو روتے سنا تو انہیں جھڑک دیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! انہیں رہنے دو کیونکہ آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل کو تکلیف ہوتی ہے اور وقت قریب ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۳۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد سے واپس ہوئے تو انصار کی عورتوں کو روتے دیکھا اس پر فرمایا: لیکن حمزہ کے لئے تو کوئی نہ روئی، یہ بات انصار کی عورتوں تک پہنچی تو وہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر رونے لگیں، اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے اور پھر بیدار ہوئے تو وہ ابھی تک روئے جا رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے سخت افسوس ہے، آج یہ روئے جاتی رہی ہیں، انہیں چپ ہو جانا چاہیے اور آج کے بعد کسی ہلاک ہونے والے پر کوئی نہ رویا کرے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔ مدینہ میں یہ حدیث بہت مشہور تھی کیونکہ مدینہ منورہ کی عورتیں جب تک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی اچھائیاں گن گن نہ روتیں، اپنے مُردوں پر نہیں رویا کرتی تھیں اور آج بھی یہی حال ہے۔

شیخین نے تو حضرت ایوب سختیانی کی حدیث لی ہے جسے انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے لیا ہے جس کے اندر حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس کے درمیان میت پر رونے کے بارے میں مناظرہ ہوا تھا اور پھر وہ دونوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے تھے پھر اس میں ان کا یہ فرمان ہے: اللہ کی قسم! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے لیکن آپ نے تو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں گھر والوں کی طرف سے کافر پر رونے کی بناء پر اسے سخت عذاب ہوا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہنساتا اور رلاتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (انعام: ۱۶۴) (اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان، دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی)

(۱۴۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا: اے انس! کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈالو۔ سیدہ نے کہا: اے وہ والدِ گرامی! اللہ نے جنہیں بلایا تو انہوں نے حکم مانا، اے وہ والدِ گرامی! اکہ اللہ نے انہیں اپنے قریب بلالیا ہے، اے وہ والدِ گرامی! کہ جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے، اے والدِ گرامی! میں جبریل کو اس بارے میں بتا رہی ہوں۔''

حضرت سعید بن منصور نے ابواسامہ سے روایت حدیث میں کچھ زیادتی کی ہے چنانچہ بتاتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حماد بن زید سے سنی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی کو یہ حدیث بتاتے ہوئے سنا تو دیکھا کہ ان کی پسلیاں کانپ رہی تھیں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۴۰) حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے مرتے وقت اپنے بیٹے حضرت حکیم کو وصیت کی تھی کہ میں جب فوت ہو جاؤں تو مجھ پر واویلے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واویلا نہیں کیا گیا تھا۔''

حدیث کی یہ سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کے ایک راوی قیس بن عامر منقری بنوتمیم کے سردار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان کے ہاں اس کے علاوہ اور کوئی حدیث نہیں کیونکہ انہوں نے اپنی وصیت لکھوائی تھی: مجھ پر واویلا نہ کرنا کیونکہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے واویلا کرنے سے روکا تھا۔''

اس حدیث کی تائید میں حضرت حسن بصری کی حدیث ملتی ہے جسے انہوں نے قیس بن عاصم سے لیا تھا جس میں انہوں نے اپنی لمبی وصیت لکھی تھی۔

(۱۴۴۱) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما رونے لگے جس پر آپ نے فرمایا: یہ مجھے اچھا نہیں لگا، چلانے والا صحیح نہیں ہوتا، دل میں غم ہوتا ہے، آنکھوں میں آنسو آتے ہیں لیکن اللہ کو ناراض نہیں کیا جا سکتا۔''

(۱۴۴۲) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''میں جب فوت ہو جاؤں تو مجھ پر واویلا نہ کرنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واویلا نہیں کیا گیا۔''

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان الفاظ کی زیادتی بہت عمدہ ہے لیکن اس کے راوی عثمان غطفانی ہماری کتاب کی شرط پر پورے نہیں اترتے۔

(۱۴۴۳) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرثیہ خوانی (واویلا کرنا) سے منع فرماتے تھے۔''

حضرت ابراھیم بن مسلم چھوڑے ہوئے راوی نہیں تاہم شیخین نے انہیں نہیں لیا۔

یہ حدیث اس سے پہلی حدیث کی طاقت بنتی ہے اور یہ غریب اور صحیح ہے کیونکہ حضرت امام مسلم نے شریک بن عبداللہ راوی کو لیا ہے۔

۱۴۴۴ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں چار ایسی چیزیں موجود ہیں جو دور جاہلیت میں ہوتی تھیں اور یہ انہیں چھوڑنے کا نام نہ لیں گے:

① اپنی خاندانی عزت میں فخر کرنا۔
② دوسروں کی نسب پر اعتراض کرنا۔
③ ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا۔
④ میت پر واویلا کرنا۔

کیونکہ رونے والی کوئی عورت مرنے سے پہلے جب تک توبہ نہیں کرے گی تو پھر قیامت کے دن اس پر قطرانی لباس ہوگا اور دوزخ کے شعلوں کے ذریعے ان پر لوہے کی زرہیں پگھلا کر ڈالی جائیں گی۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے۔

حضرت امام مسلم نے حضرت ابان بن زید کی حدیث لی ہے جو یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے، وہ مختصر ہے تاہم شیخین نے اس میں وہ کچھ زیادہ نہیں کیا جو کچھ علی بن مبارک کی حدیث میں ملتا ہے اور وہی شیخین کی شرط ہے۔

۱۴۴۵ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب آیہ کریمہ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ (تا) وَلَا يَعْصِيْنَكَ نازل ہوئی تو آپ کو رونا آ گیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ان میں سے آل فلاں کو نکال دیجئے کیونکہ دور جاہلیت میں انہوں نے مجھ سے ایک نیکی کی تھی لہٰذا میرے لئے بھی لازم ہے کہ آج میں بھی ان پر نیکی کروں۔ اس پر آپ نے فرمایا: "آل فلاں کے علاوہ دعا کرتا ہوں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۴۶ حضرت اسماعیل بن عبید اللہ بتاتے ہیں کہ مجھے کریمہ مزنیہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت فرماتے ہوئے سنا جب وہ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان اللہ کا انکاری بن جاتا ہے۔

① گریبان پھاڑ لینا۔
② واویلا کرنا۔
③ کسی کی نسب پر اعتراض کرنا۔

۱۴۴۷ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کی خبر لیتے، ان کی بیمار پرسی کرتے اور ان کے بارے میں پوچھا کرتے۔ اسی دوران آپ کو انصار کی ایک عورت کے بارے میں پتہ چلا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی اور بیٹا تھا بھی نہیں جس کی وجہ سے اس نے اس پر بہت زیادہ واویلا کیا، آپ کے اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر سے کام لو۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک رقوب (بے امید) عورت ہو، کوئی لڑکا جن نہیں سکتی اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی لڑکا بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: رقوب وہ ہوتی ہے جس کا بچہ باقی رہے۔ پھر فرمایا: کوئی بھی مسلمان مرد یا عورت جس کے تین بچے مر جائیں تو اللہ ان کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان: دو ہوں تو؟ فرمایا: ''دو والوں کو بھی۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اس میں ''رقوب'' کا ذکر نہیں فرمایا۔

۱۴۴۸ حضرت قرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، آپ نے فرمایا: کیا اس سے تمھیں محبت ہے؟ اس نے عرض کی کہ جیسے مجھے اس سے محبت ہے، اللہ آپ سے بھی یونہی محبت فرمائے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دن اسے نہ دیکھا تو پوچھا کہ فلاں شخص کدھر ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ (ملنے پر) آپ نے اس سے فرمایا: کیا یہ پسند نہیں کرو گے کہ (کل کو) جنت کے جس دروازے پر بھی جاؤ، وہ تمھارا انتظار کر رہا ہو؟ اس نے عرض کی: کیا یہ ارشاد میرے اسی بچے ہی کے لیے ہے یا ہم میں سے سب کے بچوں کے لیے؟ فرمایا: تم سب کے لیے ہے۔''

یہ حدیث میرے اصول پر صحیح سند والی ہے جس کے بارے میں میں پہلے بتا چکا ہوں کہ صحابی سے روایت کرنے والا صرف ایک ہی تابعی بھی ہو سکتا ہے۔

۱۴۴۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومنوں کی اولادیں جنت کے ایک پہاڑ پر ہوں گی جن کی رکھوالی سیدنا ابراہیم اور سیدہ سارہ علیہما السلام فرماتے ہیں اور قیامت کا دن ہو گا تو انھیں ان کے والدین کے سپرد کر دیں گے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اس کی روایت نہیں لی۔

۱۴۵۰ حضرت زیاد بن علاقہ رضی اللہ عنہ کے چچا بتاتے ہیں کہ حضرت مغیرہ شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ناراضگی کے الفاظ بولے تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے مغیرہ! آپ جانتے نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوت ہونے والوں کے بارے میں ناراضگی کے الفاظ بولنے سے منع فرمایا ہے؟ لہٰذا آپ نے ان کے فوت ہو جانے کے بعد ان کے بارے میں ایسے الفاظ کیوں بولے ہیں؟''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا بلکہ اس کی جگہ انھوں نے حضرت اعمش کی حدیث لی ہے جو مجاہد سے روایت ہے اور جسے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مُردوں کو

برا بھلامت کہو کیوں کہ وہ، وہ کچھ پا چکے ہیں جسے انھوں نے آگے بھیجا ہے۔"

۱۴۵۱ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کافر کو برا بھلا کہہ کر مسلمان کو پریشان نہ کرو۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۵۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فوت ہو جانے والے اپنے ساتھیوں کے اچھے کاموں کا ذکر کرو اور ان کے گناہوں کا ذکر نہ کرو۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس سلسلے کی حدیثیں مجھے اس وقت ملیں جب میں کتاب الجنائز لکھ چکا تھا، ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس سے پہلے انھیں اپنے مقام پر لکھتا۔

۱۴۵۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے فوت ہونے والے لوگوں (کی برائیاں بتا کر انھیں) برے نہ بناؤ کیونکہ مومن شخص کو زندگی اور مرنے کے بعد برا نہیں کہا جانا چاہیے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے ذکر نہیں کیا۔

۱۴۵۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے نماز جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے نمازِ جنازہ) پر چار ہی تکبیریں کہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پر چار ہی تکبیریں کہی تھیں۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے راوی مبارک بن فضالہ زاہد اور علم والے تھے لہٰذا ایسے شخص پر الزام نہیں لگایا جا سکتا لیکن ان کے حافظے کی کمزوری کے باعث شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۵۵ اس حدیث کی یہ تائید ملتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نماز جنازہ کی تکبیریں کہی تھیں، وہ چار تھیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چار کہیں، پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر پر چار کہیں پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر چار پڑھیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر چار کہیں جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے جنازہ پر بھی چار ہی کہی تھیں۔"

میں ایسے لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جسے یہ بھول جائے کہ حضرت فرات بن سائب اس کتاب کی شرط پر پورا نہیں اترتے، میں نے انھیں صرف تائید کے لیے لکھا ہے۔

(۱۲۵۶) حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نمازِ جنازہ پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی تو میں نے اس بارے میں پوچھا جس پر انھوں نے فرمایا کہ اسے پڑھنا سنت ہے (یا فرمایا کہ اس سے سنت پوری ہو جاتی ہے)''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لکھا۔

(۱۲۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اپنی کسی میت کو نہلایا کرو تو اس کی وجہ سے تم پر غسل لازم نہیں ہوتا کیونکہ تمھاری وہ میت پلید نہیں ہوا کرتی، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ دھو لو۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس میں اس حدیث کو چھوڑ دیا گیا ہے جس میں کئی سندوں کے اندر راوی محمد بن عمرو کے بارے میں اختلاف ہے کہ ''جو شخص کسی میت کو نہلائے تو وہ نہایا کرے۔''



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الزَّکَاۃِ

۱۳۵۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب وصال مبارک ہوگیا تو عرب لوگ دین سے پھرنے لگے جس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوبکر! آپ عربوں سے لڑائی پسند کریں گے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک وہ یوں نہ کہیں: ''اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں اور پھر جب تک نماز کی پابندی نہ کریں اور زکوٰۃ نہ دیا کریں اللہ کی قسم، اگر یہ لوگ اونٹنی کے اس بچے کو بھی مجھے دینے سے روک لیں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس کی وجہ سے بھی ان سے لڑوں گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''میں نے جب حضرت ابوبکر کے دل میں آئی رائے پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سچ کہہ رہے ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے البتہ شیخین نے عمران قطان راوی کو قبول نہیں کیا جبکہ انھیں چھوڑنے کے بارے میں ان کے پاس کوئی وجہ بھی نہیں کیونکہ وہ حدیث کو صحیح طور پر بیان کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کی تصدیق ابوالعنبس سے بھی ہوتی ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں ہے۔

۱۳۵۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک لوگ یہ نہیں مان لیتے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی بھی عبادت کا حق نہیں رکھتا۔ نماز کی پابندی نہیں کرتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تو مجھے حکم ہے کہ اس وقت تک ان سے لڑائی جاری رکھوں، اس کے بعد مجھ پر ان کا خون بہانا اور ان سے مال لینا حرام ہوگا اور ان کا حساب وکتاب اللہ کے سپرد ہوگا۔''

۱۳۶۰ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے سامنے وہ تین شخص لائے گئے جو جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور وہ بھی پیش کئے گئے جو جہنم میں پہلے پہل جائیں گے، جنت میں پہلے پہل جانے والے یہ تین لوگ ہوں گے۔

① راہ خدا میں شہید ہونے والا۔

② کوئی غلام جو اپنے رب کی بہتر عبادت کرے اور اپنے آقا کی خدمت کرے۔

③ پاکدامن شخص جو بال بچے والا ہو۔

اور دوزخ میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے:

① حکمران جو لوگوں پر زبردستی مسلط ہو جائیں۔

② مالدار شخص جو اللہ کا حق ادا نہ کرے۔

③ فقیر ہو کر گناہ کرنے والا۔

اس حدیث کے راوی عامر بن شبیب عقیلی اہل مدینہ کے شیخ تھے اور حدیث بیان کرنے میں دیانتدار تھے۔ ایسے سلسلے میں یہ حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے جسے صرف یحییٰ بن ابی کثیر روایت کر رہے ہیں لیکن شیخین نہیں اسے نہیں لیا۔

۱۴۶۱ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سود کھانے، کھلانے والا اور جانتے ہوئے ان کے دونوں گواہ، جسم گودنے والا، گدوانے والا، صدقے اکٹھے کرنے والا اور ہجرت کے بعد دیہاتیوں میں سے دین سے پھرنے والا قیامت تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس پر لعنتی کہے جاتے رہیں گے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ انھوں نے یحییٰ بن عیسیٰ رملی کو راوی لیا ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۶۲ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اونٹوں کا صدقہ نکالنا ہوتا ہے، بکریوں میں صدقہ ہے، گائیوں میں صدقہ ہے اور گندم میں صدقہ ہے پھر جس کے پاس دینار، درہم، سونا یا چاندی ہو لیکن کسی قرض مانگنے والے کو نہ دے اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو یہ ایسے خزانے ہوں گے کہ قیامت کے دن اسے ان کے ذریعے داغا جائے گا۔"

اسی حدیث کو ابن جریر نے عمران بن ابی انس سے لیا ہے۔

۱۴۶۳ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اونٹوں میں سے صدقہ دینا ہوتا ہے، بکریوں میں ہوتا ہے اور گندم میں بھی ہوتا ہے۔"

یہ دونوں سندیں صحیح ہیں اور شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں لیکن انھوں نے انہیں نہیں لیا۔

۱۴۶۴ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا تھا: "کھانے کی جنس میں سے دانے صدقہ لینا، بکریوں میں سے بکریاں، اونٹوں میں سے اونٹ اور گائیوں میں سے گائیں لیا کرنا۔"

یہ سند شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے بشرطیکہ حضرت عطاء بن یسار نے یہ حدیث حضرت معاذ بن جبل سے سنی ہو کیونکہ مجھے تو اس کا یقین نہیں۔

۱۳۶۵ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے پیچھے خزانہ چھوڑ جائے تو قیامت کے دن اسے گنجے اور ماتھے پر دو نشانوں والے (زہریلے) ناگ کی شکل دی جائے گی جو اس کے منہ کی طرف بڑھے گا تو وہ کہے گا: تم کیا چیز ہو؟ وہ کہے گا کہ میں تمہارا وہی مال ہوں جسے تم اپنے بعد چھوڑ آئے تھے، وہ اس کے پیچھے پڑا رہے گا اور آخر کار اس کا ہاتھ نگل لے گا اور پھر سارا جسم نگل لے گا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۶۶ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن تمہارا (رکھا ہوا) خزانہ گنجے ناگ کی شکل میں ہوگا جس کے ماتھے پر دو سیاہ نشان ہوں گے، وہ مال والے کے پیچھے پڑے گا جبکہ وہ اس سے پناہ مانگے گا، وہ پیچھے پڑا رہے گا لیکن وہ اس سے بھاگے گا اور آخر کار اپنی دو انگلیاں نگلنے کو دے گا۔''

شیخین نے اس کی جگہ ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیثیں لی ہیں جو اسی سلسلے کی مختصر حدیثیں ہیں۔ جن میں زکوۃ روکنے والے پر سختی کا بیان ہے البتہ انھوں نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور ثوبان کی حدیثیں نہیں لیں۔

۱۳۶۷ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کان کٹی اونٹنی پر سوار ہو کر سامنے آئے، دونوں مبارک پاؤں رکاب میں ڈالے ہوئے تھے اور لوگوں تک آواز پہنچانے کے لیے اوپر کو اٹھے تھے، اسی دوران فرمایا: ''میری آواز سن رہے ہو؟ وہیں چلتے پھرتے ایک شخص نے عرض کی آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ اس پر فرمایا: اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوۃ نکالو اور اپنے حکمرانوں کا کہا مانو تو اپنے پروردگار کی جنت میں جاؤ گے۔'' میں نے ابوامامہ سے پوچھا: ان دنوں تمہاری عمر کتنی ہوگی؟ انھوں نے بتایا: اے چچازاد! کوئی تیس سال کا ہوں گا، میں اپنے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لانے کے لیے گھسیٹ رہا تھا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۶۸ حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ طاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میرے ہاتھوں میں چاندی کا ایک ہار (لونگ، محلب اور کستوری سے بنا ہوا) دیکھا تو پوچھا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اسے آپ کے سامنے خوبصورتی کے لیے تیار کیا ہے۔ آپ نے پوچھا: اس کی زکوۃ دیتی ہو؟ میں نے عرض کی کہ نہیں البتہ اس میں سے کچھ نہ کچھ دیتی ہوں، فرمایا: تو تمہارے لئے جہنم میں جانے کا سامان ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۳۶۹ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سونے کا زیور پہنتی تھیں تو اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے پوچھا کہ کیا یہ ذخیرہ کیا ہوا مال تو شمار نہیں ہوتا؟ فرمایا: اگر تم اس کی زکوۃ دیتی ہو تو پھر یہ ذخیرہ کیا ہوا شمار نہیں ہوتا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۷۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اپنے مال کی زکوۃ دے لیتے ہو تو اس کی وجہ سے ہونے والی خرابیوں سے بچ جاتے ہو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۴۷۱) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم زکوۃ دے دیتے ہو تو سر کا بوجھ ہلکا کر لیتے ہو اور جو شخص حرام مال جمع کر کے اس سے صدقہ نکالے تو اسے اس کا اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ اس پر بوجھ بنے گا۔"

(۱۴۷۲) حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ثمامہ بن عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہم سے ایک رجسٹر دیکھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر تھی اور اس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت انس کو کہیں بھیجتے وقت ان کی تصدیق لکھی تھی، دیکھا تو اس میں یوں لکھا تھا: یہ صدقے کا وہ فرض ہے جسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا اور جس کے بارے میں اللہ نے اپنے نبی کو حکم دے رکھا ہے چنانچہ جس بھی مسلمان سے یہ مانگا جائے تو وہ پورا پورا ادا کر دے لیکن جو اس سے زیادہ مانگے تو نہ دے چنانچہ پچیس سے کم ہر اونٹ پر ایک بکری دے، تعداد پچیس ہو جائے تو پینتیس تک دوسرے سال میں پہنچی اونٹ کی بچی دے اور اگر یہ نہ ہو تو تیسرے سال میں داخل اونٹ کا بچہ دے، اونٹ چھتیس تک پہنچیں تو پینتالیس تک تیسرے سال کی اونٹنی دے، چھیالیس تک پہنچیں تو ساٹھ تک چوتھے سال میں پہنچی گابھن ہونے کے قابل اونٹنی دے، اکسٹھ تک پہنچیں تو پچھتر تک پانچویں سال میں داخل اونٹنی دے، چھہتر تک پہنچیں تو نوے تک تیسرے سال میں داخل دو اونٹنیاں دے، اکانویں تک پہنچیں تو ایک سو بیس تک چوتھے سال میں داخل گابھن ہونے والی دو اونٹنیاں دے تو ایک سو بیس سے بڑھیں تو ہر چالیس پر دوسرے سال میں داخل اونٹنی اور ہر پچاس پر تیسرے سال میں داخل اونٹنی دے۔ جب اس فرض میں اونٹوں کی عمریں کئی قسم کی ہوں تو جسے پانچویں سال کی دینا پڑے اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ چوتھے سال کی ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور ممکن ہو تو اس کے ساتھ دو بکریاں یا دس درہم بھی دے، جسے چوتھے سال میں داخل دینی پڑے اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور پانچویں سال والی دینا چاہے تو اس سے یہی لے لی جائے لیکن صدقہ لینے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے، جسے تیسرے سال میں داخل دینا پڑے لیکن اس کے پاس دوسرے سال میں داخل موجود ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی دے، جسے دوسرے سال میں داخل دینا پڑے اور اس کے پاس دوسرے سال میں داخل صرف اونٹ کا بچہ ہو تو اس سے وہی لے لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ دینا ہوگا، جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس کو کچھ بھی دینا نہ ہوگا، ہاں اپنی مرضی سے کچھ بھی دے سکتا ہے۔

باہر چرنے والی بکریاں چالیس ہوں تو ایک سو بیس تک ایک بکری، ایک سو بیس سے بڑھیں تو دو سو تک دو بکریاں اور دو سو سے بڑھ جائیں تو تین سو تک تین بکریاں دے اور اس سے بڑھ جائیں تو ہر سو پر ایک بکری دیا جائے۔

صدقے میں نہ تو بوڑھی بکری لی جائے گی نہ ہی کسی نقص والی اور نہ بکرا لیا جائے گا ہاں صدقہ لینے والا چاہے تو لے سکے گا۔

صدقہ دینے کے ڈر سے نہ اکٹھی بکریوں کو بکھیرے اور نہ ہی بکھری بکریوں کو اکٹھا کرے اور جب ان میں دو حصے دار ہوں تو وہ یہ صدقہ برابر برابر بانٹ لیں اور اگر ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے تو کچھ بھی نہ دینا ہوگا، ہاں اپنی مرضی سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

چاندی میں چالیسواں حصہ دینا لازم ہے تاہم اگر اس کا مال ایک سو نوے درہم ہوں تو کچھ بھی دینا نہ ہوگا، ہاں مال والا چاہے تو کچھ نہ کچھ دے سکتا ہے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا البتہ صرف امام بخاری نے اسے ایک اور سند سے لیا ہے جسے ثمامہ بن عبداللہ نے روایت کیا ہےجبکہ حماد بن سلمہ کی حدیث زیادہ صحیح اور تسلی بخش ہے اور انصاری کی حدیث کے مقابلے میں مکمل ہے۔

(۱۴۷۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور پھر انھوں نے موسیٰ بن اسماعیل جیسی حدیث لکھی جنھوں نے حماد سے لی ہے۔

(۱۴۷۴) حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ (زکوٰۃ) کا حکم نامہ لکھا تھا اور اپنے عاملوں (گورنروں) کی طرف بھیجا بھی نہ تھا کہ آپ کا وصال ہوگیا، آپ نے اسے اپنی تلوار کے ساتھ رکھ دیا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر نے فوت ہونے تک اس پر عمل کیا پھر فوت ہونے تک حضرت عمر نے اس پر عمل کیا، اس میں آپ نے لکھا تھا: پانچ اونٹوں پر ایک بکری دینا ہوگی اور دس پر دو، پندرہ پر تین اور بیس پر چار بکریاں دینا ہوں گی۔ پچیس اونٹوں سے پینتیس کی تعداد ہونے تک دوسرے سال میں داخل اونٹنی دینا ہوگی، ان سے ایک بڑھ جانے پر پینتالیس تک تیسرے سال میں داخل اونٹنی دینا ہوگی، اس سے ایک بڑھ جانے پر ساٹھ تک چوتھے سال میں داخل اونٹنی دینا ہوگی اور اس سے ایک بڑھ جانے پر پچھتر تک پانچویں سال میں داخل اونٹنی دینا ہوگی، اس سے ایک بڑھنے پر نوے کی گنتی تک تیسرے سال میں داخل دو اونٹنیاں دینا ہوں گی، اس سے ایک بڑھ جانے پر ایک سو بیس تک چوتھے سال میں داخل دو اونٹنیاں دینا ہوں گی۔

اگر اونٹ اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس پر چوتھے سال میں داخل اونٹنی دینا ہوگی اور ہر چالیس پر تیسرے سال میں داخل دینا ہوگی جبکہ بکریوں میں ہر ہر چالیس پر ایک ایک بکری اور ایک سو بیس تک یہی کچھ دینا ہوگا، ان سے ایک بھی بڑھ جائے گی تو دو بکریاں، یہ دو سو تک ہوں گی، دو سو سے ایک بڑھ جانے پر تین سو تک تین بکریاں ہوں گی اور اگر اس سے بھی بڑھ جائیں تو

ہر ہر سو پر ایک ایک بکری ہوگی لیکن سو سے کم پر کچھ نہ ہوگا پھر صدقہ کے ڈر سے جمع ہونے والی بکریوں کو بکھیرا نہ جائے اور بکھری ہوں تو انہیں اکٹھا نہ کیا جائے اور اگر دو حصے دار ہوں تو زکوٰۃ دے کر آپس میں برابر بانٹ لیں پھر صدقہ میں بوڑھا اور نقص والا جانور نہیں لیا جائے گا''۔

امام زھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صدقہ لینے والا آئے تو بکریوں کے تین حصے کر دیئے جائیں، تہائی حصہ ناقص، تہائی ستھری اور تہائی بکریاں درمیانی ہوں، صدقہ لینے والا درمیانی قسم کی لے۔

امام زھری نے گائیوں کا ذکر نہیں کیا۔

زکوٰۃ کے اس سلسلے میں یہ بہت بڑی حدیث ہے، یہ ان بہت سارے احکام کا پتہ دیتی ہے جو حضرت ثمامہ کی حدیث میں حضرت انس سے روایت ہیں لیکن شیخین نے یہ حدیث نہیں لی جس کی وجہ سفیان بن حسین واسطی ہیں، یہ حدیث کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں، انھیں یحییٰ بن معین نے پختہ راوی قرار دیا ہے، یہ یزید بن مہلّب کے ہمراہ خراسان میں گئے اور پھر نیشاپور پہنچے جن سے ہمارے قہندزیون کی ایک جماعت نے حدیث سنی جن میں مبشر بن عبداللہ بن رزین، ان کے بھائی عمر بن عبداللہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس حدیث کو شیخین کی شرط پر عبداللہ بن مبارک کی حدیث صحیح قرار دیتی ہے جو یونس بن یزید کے ذریعے امام زہری سے روایت ہے اگرچہ یہ قدرے مرسل بنتی ہے چنانچہ یہ سفیان بن حسین کی حدیث کی صحیح تصدیق ہے۔

(۱۴۷۵) حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت یونس سے اور وہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا ہوا حکم ہے جس میں صدقہ کے بارے میں لکھا گیا ہے اور یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آل کے پاس تھا۔

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے وہ مجھے پڑھایا چنانچہ میں نے اسے ہو بہو محفوظ کر لیا اور وہ وہی تھا جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اور حضرت سالم بن عبداللہ سے نقل کیا تھا جب انھیں مدینہ کا گورنر بنایا تھا چنانچہ انھوں نے اپنے گورنروں کو حکم دیا تھا کہ اس پر عمل کریں، پھر ولید کو لکھ بھیجا تو انھوں نے بھی اپنے گورنروں کو اس پر عمل کا حکم دیا اور پھر ان کے بعد خلیفے اسی پر عمل کا حکم دیتے رہے، پھر ھشام نے حکم دیا اور سارے مسلمان گورنروں کو لکھ بھیجا اور حکم دیا کہ اس پر عمل کریں لیکن اس سے آگے نہ بڑھیں۔ اس میں واضح طور پر یوں لکھا تھا۔

''اونٹ جب تک پانچ کی تعداد کو نہ پہنچیں تب تک ان کی زکوٰۃ نہ لی جائے اور پانچ تک پہنچ جائیں تو دس تک ایک بکری لینا ہوگی، دس پورے ہو جائیں تو پندرہ سے کم پر دو بکریاں اور پندرہ ہونے پر پچیس سے کم تک چار بکریاں، جب پچیس ہو جائیں تو اس کی زکوٰۃ دوسرے سال میں داخل اونٹنی ہوگی، یہ نہ مل سکے تو تیسرے سال میں پہنچا اونٹ کا بچہ ہوگا اور یہ حکم پینتیس تک ہوگا، چھتیس ہونے پر پینتالیس تک تیسرے سال میں پہنچی اونٹنی دینا ہوگی، چھیالیس ہونے پر ساٹھ تک چوتھے سال میں پہنچی

دینا ہوگی، اکسٹھ پر پچھتر تک پانچویں سال میں پہنچی دینا ہوگی، چھہتر سے نوے تک تیسرے سال میں پہنچی دو دینا ہوں گی اور اکانویں سے ایک سوبیس تک چوتھے سال میں پہنچی دو دینا ہوں گی، ایک سو اکیس سے ایک سو انتیس تک تیسرے سال میں پہنچی تین دینا ہوں گی، ایک سوتیس ہونے پر ایک سو انتالیس تک تیسرے سال میں پہنچی ہوئی دو اور چوتھے سال میں پہنچی ایک دینا ہوں گی، ایک سو چالیس سے ایک سو انچاس تک چوتھے سال والی دو اور تیسرے والی ایک دینا ہوگی، ایک سو پچاس سے ایک سو انسٹھ تک تیسرے سال میں داخل تین دینا ہوں گی، ایک سو ساٹھ سے ایک سو انہتر تک تین سالہ چار دینا ہوں گی، ایک سو ستر سے ایک سو اناسی تک تین سالہ تین اور چار سالہ ایک دینی ہوگی، اسّی سے ایک سو اناویں تک چار سالہ دو اور تین سالہ بھی دو ہوں گی، نوے سے ایک سو ننانویں تک چار سالہ اور تین سالہ تین تین ہوں گی، دو سو تک پہنچنے پر چار سالہ چار یا تین سالہ پانچ دینا ہوں گی یہ جس عمر کی بھی مل جائیں اس حکم نامے میں لکھے ہوئے کے مطابق لے لی جائیں گی۔

بکریوں کی زکوٰۃ اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک چالیس تک نہ پہنچیں، اگر اتنی ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری ہوگی، ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں، ایک سو اکیس سے تین سو تک تین بکریاں دینا ہوں گی، تین سو سے بڑھ جانے پر چار سو تک اتنی ہی رہیں گی، جب چار سو پوری ہوگئیں تو پانچ سو تک چار دینا ہوں گی، پوری چار سو ہونے پر پانچ سے کم پر یہی ہوں گی اور پوری پانچ سو سے چھ سو ہونے تک پانچ دینا ہوں گی، چھ سو پوری ہوئیں تو سات سو تک سات، سات سو پوری ہونے پر آٹھ سو تک آٹھ، آٹھ سو پوری ہونے پر نو سو تک آٹھ، نو سو پوری ہونے پر ایک ہزار تک نو اور ایک ہزار پوری ہونے پر دس دینا ہوں گی اور پھر اس کے بعد ہر سو پر ایک ایک بکری بڑھتی جائے گی۔"

اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ حدیث دلیل ہے:

(۱۴۷۶) حضرت عمرو بن حزم کہتے ہیں کہ ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن انصاری نے انھیں بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو مدینہ کی طرف ایلچی بھیجا تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں دی جانے والی زکوٰۃ کے بارے میں پتہ لگا سکیں چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہاں آپ کا لکھا ہوا حکم نامہ مل گیا جو انھوں نے اپنے گورنروں کے نام جاری کیا تھا اور یہ بالکل ویسا تھا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کو لکھا تھا چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے زکوٰۃ لینے کے بارے میں اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ ان دونوں حکم ناموں پر عمل کریں، ان میں لکھا تھا: اونٹ کی زکوٰۃ نوے سے ایک بڑھ جانے پر ایک سو بیس تک چار سالہ دو اونٹنیاں دینا ہوں گی، ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ایک سو انتیس تک تین سالہ تین دینا ہوں گی اور جب اونٹ اس سے بڑھ جائیں تو دس تک پہنچے بغیر کچھ بھی نہ دینا ہوگا (دس پورے ہونے پر دینا ہوگی)۔

رہا حضرت عمرو بن حزم کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نامہ تو اس کی سند میری اس کتاب کی شرط کے مطابق ہے لہٰذا میں نے اسے پورے طور پر لکھ دیا ہے۔

(۱۴۷۷) حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی اولاد کے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم نامہ میں یوں تھا: "جب سونے کی قیمت دوسو درہم تک پہنچ جائے تو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم دینا ہو گا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور یہ اس حکم نامہ کی وضاحت ہے۔

(۱۴۷۸) حضرت ابوبکر بن محمد کے دادا حضرت عمرو بن حزم بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل یمن کی طرف ایک حکم نامہ لکھا جس میں فرض وسنت اور قصاص کے حکم درج تھے جسے حضرت عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجا جسے انھوں نے یمن والوں کو پڑھ کر سنایا تھا، اس میں یوں لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: محمد نبی کی طرف سے شرحبیل بن عبد کلال، حارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال کے نام جو رعین، معافر اور ہمدان کے حکمرانی ہیں۔

اما بعد: تمہارا ایلچی واپس آ رہا ہے، تمھیں مال غنیمت میں سے اللہ کے لیے پانچواں حصہ دینا ہو گا، اللہ نے مومنوں کے لئے زمین پر دسواں حصہ فرض کر رکھا ہے تو اس میں سے بارانی یا چشموں والی یا نہری زمین ہو تو اس کے پانچ وسق اناج میں سے دسواں حصہ لیا جائے گا اور جو چرا اور ڈول کے پانی سے سیراب کی جائے، اگر اس کا وزن پانچ وسق ہو جائے تو بیسواں حصہ دینا ہو گا اور باہر چرنے والے ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری دینا ہو گی اور یہ حکم چوبیس تک ہو گا، اگر بڑھ کر پچیس ہو گئے تو پینتیس تک دوسرے سال میں داخل اونٹنی دینا ہو گی، یہ نہ مل سکے تو تیسرے سال میں پہنچا اونٹ کا بچہ دے دے، اگر پینتیس پورے ہو جائیں تو پینتالیس تک تیسرے سال میں پہنچی اونٹنی دے، پینتالیس سے ساٹھ تک چار سال کو پہنچی گابھن ہونے والی دے، ساٹھ سے پچھتر تک پانچ سالہ اونٹنی دے، پچھتر سے نوے تک تین سالہ دے، نوے سے ایک سو بیس تک گابھن ہونے والی اونٹنیاں چار چار سالہ دو دے، ایک سو بیس سے بڑھنے پر ہر چالیس میں سے تین سالہ اور ہر پچاس میں سے گابھن ہونے والی چار سال کو پہنچی دے، ہر تیس گائیوں پر سال پورا کرنے والا بچہ یا بچی دے، ہر چالیس پر گائے دے، باہر چرنے والی ہر چالیس بکریوں پر ایک سو بیس سال تک ایک بکری، ایک سو اکیس سے دوسو تک دو بکریاں دوسو سے تین سو تک تین بکریاں اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بکری دے گا۔

صدقہ میں بوڑھا جانور، کمزور، عیب والا اور بکرا نہ لیا جائے گا ہاں صدقہ لینے والا چاہے تو لے سکے گا، اور صدقہ کے خوف سے بکھرے جانور اکٹھا نہ کرے اور نہ ہی اکٹھے جانور بکھیرے اور اگر دو حصے دار ہوں تو ان سے لیا جانے والا صدقہ وہ برابر بانٹ لیں۔

پھر چاندی کے ہر پانچ اوقیہ سے پانچ درہم دے، جو اس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم دے تاہم پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ نہیں، ہر چالیس دینار میں سے ایک دینار دے، (پھر فرمایا) یہ صدقہ محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

لیے جائز نہیں، یہ تو زکوۃ ہے جس کے ذریعے لوگوں کو پاک کیا جاتا ہے، یہ فقیر قسم کے مومنوں کے لیے ہے، راہِ خدا میں جانے والوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے۔

زکوۃ غلاموں اور کھیتی پر نہیں لگتی اور نہ ہی مزارع پر لگتی ہے جب کہ اس میں سے دسواں حصہ دے دیا گیا ہو، پھر مسلمان غلام اور اس کے گھوڑے پر زکوۃ نہیں۔

حکم نامے میں یہ بھی لکھا تھا کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہوگا، کسی مومن کو ناحق قتل کرنا ہوگا، جنگ کے دوران بھاگ جانا ہوگا، والدین کی بے فرمانی ہوگی، پاکدامن عورت پر الزام لگانا ہوگا، جادو سیکھنا ہوگا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہوگا۔

(پھر فرمایا) عمرہ کرنا گویا چھوٹا حج ہے، قرآن کو ہاتھ وہی لگائے جو پاک ہو، مالک بننے کے بغیر طلاق نہ ہوگی، خریدے بغیر غلام آزاد نہ کر سکے گا، ایک کپڑے میں اس وقت نماز نہ پڑھے جب اس کا کوئی پہلو ننگا ہو، بالوں کی چوٹی بنا کر کوئی بھی نماز نہ پڑھے، ایسے ایک کپڑے میں بھی نماز نہ پڑھے جب کندھوں پر کوئی شے نہ ہو (ننگے ہوں)۔

حکم نامے میں یہ بھی لکھا تھا: جو گواہوں کے ہوتے کسی کو ناحق قتل کرے تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے گا، ہاں قتل ہونے والے کے وارث راضی ہو جائیں تو معافی ہے۔

پھر جان (مرد یا عورت) قتل کرنے پر سو اونٹ دیت (بدلہ) دینا ہوگا، ناک کاٹنے پر دیت ہے، زبان کاٹنے، ہونٹ کاٹنے، نل کاٹنے، عضو تناسل کاٹنے، پیٹھ پر دیت ہے، آنکھوں پر دیت ہے، ایک پاؤں کاٹنے پر آدھی دیت، گدی زخمی کرنے پر دیت کا تیسرا حصہ، پیٹ زخمی کرنے پر دیت ہے، ہڈی توڑنے پر پندرہ اونٹ دیت ہے اور ہاتھ پاؤں کی ہر انگلی توڑنے پر دس اونٹ دیت ہے، دانت توڑنے پر پانچ اونٹ دینا ہوں گے، چھیل کر ہڈی نکالنے پر پانچ اونٹ دینا ہوں گے۔

آدمی کو عورت کے بدلے میں قتل کیا جاسکے گا اور سونا رکھنے والوں پر ہزار دینار لازم ہوں گے۔

اس سلسلے میں یہ حدیث ایک بڑی واضح حدیث ہے جس کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ اپنے دور کے علماء کے امام حضرت محمد بن مسلم زہری نے تصدیق کی ہے کہ یہ صحیح ہے جیسے میں اس سے پہلے اسے ذکر کر چکا ہوں۔

اس کے ایک راوی سلیمان بن داؤد دمشقی خولانی، زھری کے نام سے مشہور ہیں تو اگرچہ یحییٰ بن معین نے ان سے چشم پوشی کی ہے لیکن دوسروں نے انھیں عادل بتایا ہے جیسے مجھے ابو احمد حسین بن علی نے بتایا، انھیں عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے، بتاتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن حزم سے رسول اللہ ﷺ کے صدقات کے بارے میں حکم نامے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ سلیمان بن داؤد خولانی ہمارے نزدیک وہ شخص ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی بھی خدشہ نہیں۔

ابو محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یہ بات میں نے ابو زرعہ سے سنی۔

(حاکم لکھتے ہیں) میں نے زکوۃ کے بارے میں واضح اور مختصر طور پر موجود حدیثیں لینے کی پوری کوشش کی ہے۔

اس کتاب میں ان کی وضاحت ممکن نہیں، ان حدیثوں کے صحیح ہونے کے لیے میں نے خلفاء اور تابعین سے صحیح سندیں لی ہیں تاکہ انھیں مان لیا جائے اور انھیں لینے والوں کی تسلی ہو جائے۔

ہمارے امام حضرت شعبہ نے وضو کے بارے میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی کی حدیث کے متعلق کہا ہے: ''اگر اس جیسی حدیث کے متعلق مجھے پتہ سکے کہ یہ صحیح ہے تو یہ میرے لئے میری جان، مال اور گھر والوں سے بھی زیادہ پیاری ہوگی۔'' یہ تو ایک عبادت کے بارے میں فرما رہے ہیں تو پھر ان سنتوں کا کیا حال ہوگا جو اسلام کی بنیاد ہیں

واللہ الموفق وھی حسبی ونعم الوکیل۔

۱۴۷۹ حضرت بہز بن بن حکیم رضی اللہ عنہ کے دادا بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''چرنے والوں اونٹوں میں سے ہر چالیس کی زکوۃ تیسرے سال میں پہنچا اونٹ کا بچہ دینا ہوگا، اونٹوں کو گنتی کے موقع پر علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے، جو اسے اجر کے لیے دے تو اسے اس کا اجر ملے گا اور جو اسے روک رکھے تو ہم اس سے لے لیں گے۔ چند صحیح اونٹ اللہ کی طرف سے بندے پر مہربانی ہے، آلِ محمد کے لیے ان میں سے کچھ جائز نہیں۔''

اس حدیث کی سند یوں صحیح ہے جیسے میں نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے لیکن پھر بھی شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۸۰ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یمن کی طرف بھیجا اور حکم فرمایا کہ گائے کی زکوۃ دیتے وقت ہر تیس گائیوں میں سے ایک تبیع (سال بھر کا) دے اور ہر چالیس میں سے دو مسنہ (دو سالہ) دے۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۸۱ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں صدقے وصول کرنے کے لیے بھیجنا چاہا تو ان کے والد نے کہا: تم اس وقت تک نہ جاؤ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راہنمائی نہ لے لو چنانچہ جب وہ جانے کے لیے تیار ہوئے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: ''اے قیس! قیامت کے دن یوں نہ آنا کہ تمھارے کندھوں پر چلاتا اونٹ، گائے یا روتی بکری ہو اور ابو رغال جیسے نہ بنو۔'' اس پر حضرت سعد نے عرض کی: ابو رغال کون ہے؟ فرمایا: صدقہ وصول کرنے والا ایک شخص تھا جسے حضرت صالح علیہ السلام نے بھیجا تو اسے طائف میں ایک ایسا شخص ملا جس کے پاس سو کے قریب بکریاں تھیں جن میں سے ایک کے علاوہ باقی کم دودھ والی تھیں، ایک بچہ بھی تھا جس کی ماں نہ تھی، اسی بکری کے دودھ پر اس بچے کا گزارہ تھا۔

بکریوں کے مالک نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں، اس نے اس کی عزت کی اور کہنے لگا: یہ بکریاں ہیں، ان میں سے جتنی چاہو، لے لو۔ اس کی نظر دودھ والی بکری پر پڑی اور کہنے لگا کہ یہ لوں گا۔

اس پر اس شخص نے کہا: یہ بچہ ہے اور آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ اس بکری کے علاوہ اس کے لیے کھانے پینے کو کچھ نہیں۔ اس پر صدقہ وصول کرنے والے نے کہا: اگر تمھیں دودھ سے پیار ہے تو مجھے اس بکری سے پیار ہے، اس شخص نے کہا کہ اس کی بجائے دو بکریاں لے لو لیکن اس نے انکار کر دیا، وہ آدمی بکریاں بڑھاتا چلا گیا اور ان پانچ بکریوں تک پیشکش کر دی جو کم دودھ والی تھیں لیکن اس نے پھر بھی انکار کیا۔

اس آدمی نے جب یہ حال دیکھا تو اپنی کمان لے کر تیر مارا اور اسے قتل کر دیا اور دل میں کہا کہ اللہ کے رسول کے ہاں یہ خبر لے کر جانے والا میرے علاوہ کوئی اور نہیں ہونا چاہیے چنانچہ وہ بکریوں والا حضرت صالح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں یہ بات بتائی جس پر حضرت صالح علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! ابورغال پر لعنت فرما! (دومرتبہ فرمایا)۔

اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کی: یارسول اللہ! قیس کو صدقہ وصول کرنے سے روک دیجیے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

ایک مختصر حدیث اس حدیث کی تائید کرتی ہے جو شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے۔

۱۴۸۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ وصول کرنے کے لیے تیار کیا تو فرمایا: اے سعد! کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم روتے اونٹ کو کندھوں پر لئے آؤ۔ اس پر انھوں نے عرض کی کہ میں اسے لوں گا ہی نہیں اور نہ اسے لاؤں گا چنانچہ آپ نے انھیں رہنے دیا۔"

۱۴۸۳ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو میں ایک ایسے شخص سے ملا جو اپنا سارا مال جمع کر کے لے آیا جن میں سے مجھے دوسرے سال میں داخل اونٹنی کا بچہ پسند آیا، میں نے کہا کہ یہ بچہ دے دو کیونکہ یہی تمھارا صدقہ ہوگا۔ اس نے کہا اس میں نہ تو دودھ ہے اور نہ ہی طاقتور ہے، اس کی بجائے یہ موٹی تازی اور بڑی اونٹنی لے لو۔ انھوں نے کہا: یہ میں حکم ملے بغیر نہیں لوں گا، دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب ہی تو ہیں، چاہتے ہو تو ان کے پاس چلے آؤ اور انھیں وہی مشورہ دو جو مجھے دیا ہے، آپ فرمائیں گے تو میں لے لوں گا لیکن اگر انھوں نے انکار فرمایا تو میرا بھی انکار ہے۔

اس نے کہا: یہ بات مجھے منظور ہے چنانچہ وہ میرے ساتھ چل پڑا اور وہ اونٹنی بھی ساتھ لے لی جو مجھے دینا چاہتا تھا۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا یہ ایلچی صدقہ لینے میرے پاس آیا ہے اور اللہ کی قسم۔ اس سے پہلے میرے مال میں سے اللہ کے رسول اور ان کے کوئی ایلچی اب تک صدقہ لینے نہیں آئے۔ میں نے سارا مال ان کے سامنے لا رکھا ہے جس پر انھوں نے کہا ہے کہ مجھے دوسرے سال میں داخل یہ اونٹنی دینا ہوگی جبکہ اس میں نہ تو دودھ ہے اور نہ ہی طاقتور ہے جس پر میں نے ان کے سامنے ایک بڑی اونٹنی پیش کی ہے کہ اسے لے لیں لیکن انھوں نے انکار کر دیا ہے اور وہ اونٹنی

یہ ہے، یا رسول اللہ! میں لے آیا ہوں تو آپ اسے لے لیں۔

آپ نے فرمایا: یہی صدقہ تمھارے ذمے ہے لہٰذا اگر تم خوشی سے دینا چاہتے ہو تو اللہ تمھیں اجر دے گا۔ ہم یہی قبول کر لیتے ہیں۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں پیش کر رہا ہوں اور اسے لے آیا ہوں لہٰذا آپ قبول فرمالیں۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے وہ اونٹنی لے لی اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے تاہم شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۸۴ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاندی میں اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں جب تک اس کی قیمت دوسو درہم تک نہ پہنچے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اسی حدیث جیسی ایک حدیث یہ بھی ہے جسے حضرت عاصم بن ضمرہ نے بیان کیا ہے:

۱۴۸۵ حضرت عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک سو نوے درہم ہوں تو ان پر زکوٰۃ لازم نہیں لیکن دوسو تک پہنچ جائیں تو پانچ درہم دینا ہوں گے۔''

۱۴۸۶ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے پاس زکوٰۃ دینے کو پیغام بھیجا جس پر اس نے اونٹنی کا ایک کمزور سا بچہ بھیج دیا، اس پر آپ نے فرمایا: اس کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لیے اللہ اور رسول کا ایلچی گیا تھا لیکن اس نے اونٹنی کا کمزور سا دودھ پیتا بچہ بھیج دیا ہے لہٰذا اے اللہ! تو اس کے نہ تو مال میں برکت فرما اور نہ ہی اونٹوں میں۔

یہ بات اس آدمی تک پہنچی تو اس نے ایک خوبصورت اونٹنی بھیج دی۔ اس پر فرمایا: فلاں شخص تک اللہ کے رسول کا فرمایا پہنچا ہے تو اس نے خوبصورت اونٹنی بھیج دی ہے لہٰذا اے اللہ! تو اسے بھی برکت دے اور اس کے اونٹوں میں بھی برکت فرمایا۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۸۷ حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ شام والوں کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کچھ لوگ آ کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس گھوڑوں اور غلاموں کی صورت میں مال ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم پر زکوٰۃ لازم ہوتا کہ ہم پاک ہو سکیں۔ اس پر فرمایا: میں وہی کروں گا جو مجھ سے پہلے میرے دو ساتھی کر چکے ہیں چنانچہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا جبکہ کچھ صحابہ بھی وہاں موجود تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ مسلسل وہ ٹیکس نہیں ہے جو یہ دیا کرتے ہیں تو اچھی بات ہے۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے حارثہ کی روایت سے نہیں لیا۔

۱۴۸۸ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عثمان پھر موسےٰ بن طلحہ سے روایت لیتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا لکھا ہوا وہ حکم نامہ ہے جو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دیا تھا جس میں لکھا ہے کہ: ''آپ نے

گندم، جَو، کشمش اور کھجوروں کا صدقہ لیا تھا۔"

اس حدیث کے سارے راوی لئے گئے ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے ایک راوی موسیٰ بن طلحہ بڑے بزرگ تابعی ہیں جن کے بارے میں اس بات سے انکار نہیں کہ انھوں نے حضرت معاذ کا دور پایا ہو۔

۱۴۸۹ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بارانی اور سیلابی فصل پر دسواں حصہ دینا لازم ہے جبکہ نہری اور ڈول سے تیار ہونے والی فصل پر بیسواں حصہ لازم ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ زکوٰۃ کھجور، گندم، دانوں پر لگائی ہے جبکہ ککڑی، خربوزے (یا تربوز)، انار اور گنے پر سے معاف کر رکھی ہے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۹۰ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو دین سکھانے کے لیے یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تھا: "ان چار چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز سے زکوٰۃ نہ لینا۔ جَو، گندم، کشمش اور کھجور۔"

۱۴۹۱ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک مسلمان شخص پر انگور اور کھیتی میں اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی جب تک اس کا وزن پانچ وسق (تقریباً چودہ من پندرہ سیر) نہ ہو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۹۲ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور میں سے دو رنگ کی کھجوریں لینے سے منع فرمایا ہے جن کے نام جعرور اور لون حبیق ہیں۔"

حضرت سہل اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ لوگ ہلکے پھل لے کر صدقے میں دے دیتے تھے لہٰذا ان دو رنگوں کی کھجوروں سے منع کر دیا گیا چنانچہ اسی دوران یہ آیت اتری۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ (البقرہ: ۲۶۷)

(اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو)

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا اور پھر حضرت زہری سے یہی حدیث حضرت سفیان بن حسین اور محمد بن ابی حفصہ نے بھی لی ہے۔

حضرت سفیان بن حسین کی حدیث یوں ہے:

۱۴۹۳ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کا حکم فرمایا تو ایک شخص کچی کھجوروں کا گچھا لے آیا (حضرت سفیان نے رَدّی کھجوروں مراد لی ہیں) اس پر آپ نے فرمایا: یہ کون لایا ہے؟

ان دنوں جو بھی چیز لائی جاتی، اس پر لانے والے کا نام لیا جاتا چنانچہ یہ آیت اتری: ''اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو''
راوی کہتے ہیں کہ آپ نے جعرور اور لون الحبیق کھجوریں صدقہ میں لینے سے منع فرمایا تھا۔ امام زھری کہتے ہیں کہ یہ دونوں کھجور کے رنگ ہیں۔

(۱۲۹۴) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ لوگ گھٹیا پھل کا صدقہ دینے لگے تھے لہٰذا اللہ نے یہ آیت اتاری:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ. (بقرہ:۲۶۷)

(اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمھارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمھیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ، سراہا گیا ہے۔)
چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعرور اور حبیق رنگ کی کھجوریں لینے سے روک دیا۔

(۱۲۹۵) حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود بن نیار رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ ہمیں بازار میں ملے تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم (کھجوروں کا) اندازہ لگاؤ تو تیسرا حصہ چھوڑ کر لے لو، لیکن اگر نہ لو یا تیسرا حصہ چھوڑ دو تو چوتھا نہ لو۔''

امام حاکم اس پر لکھتے ہیں:
میں نے یحیٰی اور عبدالرحمٰن کو یہاں اکٹھے راوی لکھ دیا ہے جبکہ یہ وھب بن جریر کی حدیث میں نہیں ہیں شعبہ کو شک رہا۔
اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کی تائید میں یہ حدیث ملتی ہے:

(۱۲۹۶) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو کھجور کا اندازہ کرنے کو بھیجا اور بھیجتے وقت فرمایا: جب تم کسی فصل پر پہنچو تو اس کا اندازہ لگاؤ اور پھل والوں کے لیے اتنا چھوڑ دو کہ جسے وہ کھا سکیں۔

(۱۲۹۷) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا جس کا تعلق بنو عامر قبیلہ سے تھا چنانچہ بتایا گیا کہ یہ سب لوگوں میں سے مالدار ہے، آپ نے اسے بلا کر پوچھا چنانچہ اس نے بتایا کہ میرے پاس سو بکریاں تو سرخ رنگ کی ہیں، کچھ خونی رنگ میں اور کچھ اور بھی ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اونٹوں کے پاؤں اور بکریوں کے کھروں سے بچا کرو کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا: جس کے پاس اونٹ ہوں اور تنگی اور خوشحالی کے دنوں میں ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کریں تو (قیامت کے دن وہ اس کے پاس چٹیل میدان میں پہلے والے دنوں سے موٹے اور بڑے بن کر آئیں گے جو پاؤں اسے لتاڑیں گے اور سینگوں سے ماریں گے اور جب ان میں سے آخری جانور بھی گزر جائے گا تو پہلا پھر آ جائے گا اور یہ اس دن ہوگا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہوگا، لوگوں کا فیصلہ ہوگا اور اسے اپنی راہ دکھائی دے گی۔

یونہی جس شخص کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگی اور آسانی کے دنوں میں ان کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ چٹیل میدان میں موٹی اور بڑی بن کر آئیں گی اور ایسے شخص کو اپنے کھروں اور سینگوں سے لتاڑیں اور ماریں گی اور جب آخری گزر جائے گی تو پہلی دوبارہ آئے گی اور یہ اس دن ہو گا جس دن کا اندازہ پچاس ہزار سال ہو گا، پھر اللہ لوگوں کا فیصلہ فرما دے گا اور وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا۔

اس پر حضرت عباس نے پوچھا کہ اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ انھوں نے بتایا:

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے درج نہیں کیا البتہ حضرت امام مسلم نے اس کے کچھ الفاظ لئے ہیں جنھیں انھوں نے حضرت سہیل سے، انھوں نے اپنے باپ اور انھوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے۔

اس میں راوی ابوعمر غدانی کے متعلق آتا ہے کہ ان کا نام یحیٰی بن عبید بہرانی ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو حضرت امام مسلم نے انھیں راوی لیا ہوا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ اسے کسی نے حضرت شعبہ سے لیا ہوا اور انھوں نے یزید بن ہارون سے، ہم اکثر اسے ابوالعباس محبوبی سے لے کر لکھتے ہیں، ہمیں یہ حدیث ابوزکریا عنبری نے بتائی، انھیں ابراہیم بن ابی طالب نے اور انھیں عبدہ بن عبداللہ خزاعی نے، اس کے علاوہ ہمیں ابوعلی حافظ نے بتائی، انھیں ابوعبدالرحمٰن نسائی نے، انھیں محمد بن علی بن سہل نے اور ان دونوں نے یزید بن ہارون سے ایسی ہی روایت لی ہے۔

۱۴۹۸ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معدنی چیزوں میں صدقہ لیا اور عقیق کی زمین حضرت بلال بن حارث کو دے دی۔

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انھوں نے حضرت بلال سے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمھیں اس لئے نہیں دی کہ تم اسے لوگوں سے بچائے رکھو بلکہ اس لئے دی ہے کہ اس میں کاشت کرو چنانچہ حضرت عمر نے اسے لوگوں میں بانٹ دیا۔"

حضرت امام بخاری نے نعیم بن حماد اور مسلم دراوردی کو راوی لیا ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۴۹۹ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنومخزوم کے کسی شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے ابورافع سے کہا کہ میرے ساتھ چلو تاکہ ہم بھی اس میں سے کچھ لے سکیں، انھوں نے کہا ایسا اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر پوچھ نہ لوں چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں گئے اور اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ لینا ہمارے لئے جائز نہیں اور کسی قبیلہ وغیرہ کے غلام انھی میں گنے جاتے ہیں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۰ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں نہیں جا سکے گا۔"

حضرت یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ اس سے مراد، عشر (دسواں حصہ) لینے والا ہے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۱ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ عین اس موقع پر ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! اتنی مقدار میں کھجور کی زکوٰۃ کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ اتنی ہوگی، اس شخص نے عرض کی فلاں شخص نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اتنا صدقہ لے لیا ہے، اس نے ایک صاع زیادہ کا ذکر کیا، اس پر آپ نے فرمایا: تم پر صدقہ وصول کرنے والے کی طرف سے اور زیادتی کیا ہوگی؟

لوگوں نے غور شروع کیا اور بات لمبی ہوگئی، اسی دوران انھی میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ اگر ایسا شخص آپ کی نگاہ سے غائب ہو کر اپنے اونٹ، چوپائے اور کھیتی کی زکوٰۃ دے اور اس پر زیادتی ہو جائے تو پھر وہ کیا کرے؟ اس پر آپ نے فرمایا: جو شخص خوش دلی سے زکوٰۃ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اللہ کو خوش کرے اور آخرت کا دھیان رکھے، اپنے مال میں سے کوئی چیز چھپائے نہیں، نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ دے اور پھر اس سے زیادہ وصول کیا جائے تو وہ ہتھیار پکڑ کر لڑے اور قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہوگا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن دونوں ہی نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۲ حضرت زید کے والد حضرت اسلم رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ جب ''عام الرمادہ'' (قحط کا سال) کا سال آیا اور زمین بنجر ہوگئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا:

''اللہ کے بندے، امیر المؤمنین عمر کی طرف سے عمرو بن عاص کے نام۔

عمری نے مجھے اطلاع دی ہے کہ خوشحال ہونے پر تم پرواہ نہیں کر رہے ہو تو میں اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں! اس کے جواب میں حضرت عمرو بن عاص نے لکھا: امابعد، میں ہر حکم ماننے کو تیار ہوں، آپ کے پاس وہ قافلہ آیا ہے جس کا ابتدائی حصہ آپ کے پاس اور آخری میرے پاس ہے حالانکہ میں چاہتا ہوں کہ راستہ ملے تو دریا میں جا گروں۔

پھر جب قافلے کا ابتدائی حصہ واپس آ رہا تھا تو انھوں نے حضرت زبیر کو بلا کر کہا: اس قافلہ کے آنے سے اس کے آگے لے جاؤ اور کل ان سے ملاقات کرو اور ہر وہ گھر والے جنھیں لاسکو، میرے پاس لاؤ، اور جسے نہ لاسکو تو ہر گھر والے کو حکم دو کہ وہ اونٹ کا لدا سامان بھیج دے، اور پھر انھیں حکم دو کہ لوگوں کو لباس دیں، اونٹ ذبح کر کے کھلائیں پھر اس کا گوشت اٹھالیں اور اس کی چربی لے لیں پھر جلد کو کام میں لائیں پھر کچھ حصہ گوشت، کچھ چربی اور پیالہ بھر آٹا لیں اور اسے پکا کر کھائیں، اللہ روزی بھیج دے گا۔

حضرت زبیر نے اس سے انکار کر دیا تو انھوں نے کہا: مرتے دم تک تم ایسا کام نہ کر سکو گے، پھر دوسرے شخص (غالباً حضرت طلحہ تھے) سے کہا تو انھوں نے بھی انکار کیا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ اس کام کے لیے تیار ہو گئے اور جب وہ واپس آئے تو آپ نے (انعام کے طور پر) انھیں ایک ہزار دینار بھیجا جس پر انھوں نے کہا: اے ابن خطاب! میں نے یہ کام آپ کی خاطر نہیں کیا، میں نے تو صرف اللہ کے لیے کیا ہے لہٰذا اس پر میں کچھ نہیں لوں گا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھی بھیجا تھا اور پھر کچھ دیا تھا جسے ہم نے بھی پسند نہ کیا لیکن آپ نے یہ بات پسند نہ فرمائی لہٰذا اے بندے! اسے قبول کر کے اپنے دنیا کے کام میں لاؤ جس پر انھوں نے وہ دینار لے لیے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۳ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب ہم کسی کے ذمے کوئی کام لگاتے ہیں تو اس کی تنخواہ مقرر کرتے ہیں لیکن جو اس سے زیادہ وصول کر لے تو پھر وہ دھوکے میں شمار ہوگا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۴ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے مقرر کیے ہوئے آدمی کو بیوی لینی چاہیے، خادم نہ ہو تو خادم کا انتظام کر لے اور اگر گھر نہ ہو تو گھر بنا لے۔"

پھر بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "جو اس کے علاوہ لے تو وہ دھوکا باز یا چور شمار ہوگا۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح کا درجہ رکھتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۵ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صحیح طریقے سے صدقہ وصول کرنے پر مقرر کیا ہوا شخص واپس آنے تک ایسے ہی ہوتا ہے جیسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۶ حضرت حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی والدہ (جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی) بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر صدقہ (زکوٰۃ) وہ ہوتا ہے جو کسی ایسے رشتہ دار کو دے جو اندرونی طور پر اس کا مخالف ہو۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۷ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ بنتا ہے جبکہ کسی رشتہ کو دیں تو صدقہ کے ساتھ ساتھ رشتہ داری نبھانا بھی بنتا ہے۔"

۱۵۰۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں، فرمایا: "صدقہ کھانا مالدار کے لیے جائز نہیں

اور نہ ہی تندرست طاقتور کے لیے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۰۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "غنی کے لیے صدقہ جائز نہیں ہوتا اور نہ ہی عقلمند طاقتور کے لئے۔

۱۵۱۰ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو ایسے حالات میں کسی سے کچھ مانگے جب اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو اسے مالدار بنا دے تو قیامت کے دن آنے پر اس کا چہرہ چھلا ہوا ہوگا۔" اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ مالدار کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جس کے پاس پچاس درہم یا اتنا سونا ہو جس کی قیمت ان درہموں جتنی ہو۔

یحییٰ بن آدم لکھتے ہیں: عبداللہ بن عثمان نے سفیان سے کہا: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، شعبہ نے حکیم بن جبیر سے روایت نہیں کی جس پر سفیان نے کہا: ہمیں زبید نے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے سن کر سنائی۔

۱۵۱۱ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

پانچ آدمیوں کو چھوڑ کر کسی اور مالدار کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں:

① راہِ خدا میں لڑنے والا۔

② زکوٰۃ وصول کرنے والا اور اسے تقسیم کرنے والا۔

③ قرض دینے والا۔

④ اس آدمی کے لیے جو مال دے کر صدقہ خریدے۔

⑤ اس آدمی کے لیے جس کا ہمسایہ مسکین ہو، وہ مسکین کو ہدیہ دے اور مسکین مالدار کو ہدیہ دے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا کیونکہ مالک بن انس نے زید بن اسلم کو چھوڑ دیا ہے۔

۱۵۱۲ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ مالدار کے لیے جائز نہیں ہوتا لیکن پانچ کے لیے ہوتا ہے۔" اس کے بعد انھوں نے حدیث لکھ دی۔

یہ چیز کتاب کے خطبہ میں میری طرف سے شرط ہے کہ یہ صحیح ہے چنانچہ مالک، حدیث میں راوی چھوڑتے ہیں جبکہ پختہ راوی سے ملاتے ہیں اور اس کی پوری سند لیتے ہیں لہٰذا حدیث کی سند پوری کرنے والے کا قول مانا جائے گا۔

۱۵۱۳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جسے فاقہ آئے تو وہ اسے لوگوں پر ڈالے، اس سے اس کا فاقہ بند نہیں ہوگا اور جو اسے اللہ کے سپرد کر دے تو وہ اسے مال دیدے گا خواہ جلد مرنے کی وجہ سے یا جلد مالداری کے ذریعے۔"

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۱۴ حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاتھ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک اللہ کا جو سب سے بلند ہوتا ہے۔

(۲) دینے والے کا ہاتھ جو اللہ کا کام کرتا ہے۔

(۳) سب سے نیچے ہاتھ مانگنے والے کا ہوتا ہے۔

لہٰذا ضرورت سے زائد دیا کرو اور تھک نہ جاؤ۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۱۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاتھ تین طرح کے ہوتے ہیں۔'' حدیث پوری ہونے پر اس کے الفاظ گرے ہوئے ہیں۔

۱۵۱۶ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہاتھ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اللہ کا ہاتھ جو بلند ہوتا ہے۔

(۲) کسی کو کچھ دینے والے کا ہاتھ جو اللہ کے ہاتھ جیسا کام کرتا ہے۔

(۳) مانگنے والے کا ہاتھ جو قیامت تک نیچے رہتا ہے لہٰذا جتنا ممکن ہو، مانگنے سے گریز کرو۔''

۱۵۱۷ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم بن مسلم ہجری سے ایسی ہی روایت لی ہے جس میں ہے کہ فرمایا: ''جہاں تک ممکن ہو، کسی سے مانگنے سے بچو۔''

۱۵۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ جب آیۂ کریمہ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّةَ (توبہ:۳۴) نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بوجھ محسوس ہوا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کرتا ہوں چنانچہ وہ گئے اور عرض کی یا نبی اللہ! یہ آیت آپ کے صحابہ کو مشکل میں ڈالتی ہے جس پر آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ زکوٰۃ صرف اس لئے فرض کی ہے کہ تمھارا باقی مال پاکیزہ بنا دے، اس نے وراثت لازم کرتے ہوئے ایسی بات فرمائی ہے کہ تمھیں یاد رہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو تمھارے پاس ہونا ضروری ہے؟ نیک عورت ہونی چاہیے کہ جب اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، جب اسے کوئی کام کہے تو وہ اسے پورا کر دے اور جب وہ کہیں جائے تو وہ اس کا ہر کام سنبھالے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے درج نہیں کیا۔

۱۵۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرانے کا صدقہ اس لئے فرض کیا ہے کہ روزے کے دوران کی گئی بے کار اور بیہودہ باتوں کو پاک کر دے اور مسکین لوگوں کے کھانے کا بندوبست ہو سکے چنانچہ جو نماز عید سے پہلے ہی

اسے ادا کر دے گا تو یہ اللہ کو پسند آئے گا اور جو بعد میں دے گا تو پھر یہ عام صدقوں کی طرح کا صدقہ ہوگا۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے لیا نہیں۔

۱۵۲۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں لوگ فطرانہ دیتے تو کھجور یا چھلے ان چھلے جو یا کشمش کا صاع بھر دیا کرتے۔"

یہ حدیث صحیح ہے۔

اس کے ایک راوی عبدالعزیز بن ابی رواد پختہ اور عبادت گزار تھے اور ابورواد کا نام ایمن تھا شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۲۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں لوگ فطرانہ دیتے تو کھجور یا چھلے اَن چھلے جو یا کشمش کا صاع بھر دیا کرتے۔"

یہ حدیث صحیح ہے۔

اس کے ایک راوی عبدالعزیز بن ابی رواد پختہ اور عبادت گزار تھے اور ابورواد کا نام ایمن تھا شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۲۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا: "جب اللہ نے صدقہ فطر کے لیے کھجور یا جو میں سے ایک صاع بھر دینا لازم قرار دیا، اس وقت کھجور کا صدقہ دیا جاتا رہا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہوئی صحیح قرار پاتی ہے لیکن انھوں نے اس میں صرف کھجور کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۲ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر دینے کا حکم ہمیں اس وقت فرمایا جب زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تھی اور جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوگیا تو پھر نہ تو آپ نے ہمیں اس کے بارے میں حکم فرمایا اور نہ ہی روکا تھا لیکن ہم دے دیا کرتے تھے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اتر کر صحیح کا درجہ رکھتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۲۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ فطر اللہ کا ایسا حق ہے جو ہر مسلمان پر لازم کر دیا گیا ہے خواہ وہ آزاد ہو، غلام ہو اور مرد ہو یا عورت ہو، یہ کھجور یا جَو کا صاع بھر ہوتا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے درج نہیں کیا البتہ میں اسے حضرت ابوعمار کی حدیث کے مقابلے میں ذکر کر رہا ہوں کیونکہ اس میں اس کے مستحب ہونے کا ذکر ہے جبکہ اس میں اسے واجب قرار دیا گیا ہے۔

۱۵۲۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے نچلے حصے میں اعلان کرنے والے کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا تھا کہ: "صدقۂ فطر اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے جسے اس نے ہر مسلمان چھوٹے یا بڑے، مرد یا عورت، آزاد یا غلام، شہری یا دیہاتی پر لازم کر دیا ہے جو جَو اور کھجور میں سے ایک صاع دینا ہوگا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔

۱۵۲۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے فطرانہ کے لیے لوگوں کو شوق دلایا جو ہر انسان پرلازم کردیا گیا ہے، یہ کھجور، جَو یا گندم میں سے ایک صاع دینا ہوگا" (اسّی روپے وزنی ہونے کے لحاظ سے اس کا وزن ساڑھے تین سیر ہوتا ہے۱۲ چشتی)

یہ حدیث صحیح ہے بلکہ اسی طرح کی صحیح حدیث ذیل میں درج کی جارہی ہے:

۱۵۲۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر ادا کرنے کے طور پر کھجور اور گندم میں سے صاع بھر دینا لازم قرار دیا ہے جو ہر آزاد، غلام، مرد اور عورت مسلمان پر فرض ہے۔"

۱۵۲۷ حضرت عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس صدقۂ فطر کا ذکر چھڑا تو انھوں نے کہا: "میں تو اسے اسی مقدار میں نکالا کروں گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں دیا جاتا تھا یعنی کھجور، گندم، جَو یا پنیر کا ایک صاع بھر جس پر ایک شخص نے کہا کہ: "کیا گندم کے دو مُدّ بھی نکالے جاسکتے ہیں؟" انھوں نے کہا: نہیں، یہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حکم تھا لہٰذا نہ میں اسے مانتا ہوں اور نہ ہی اسے پر عمل کروں گا۔"

گندم کے صاع کے بارے میں میں نے جتنی بھی سندیں ذکر کی ہیں، سب صحیح ہیں جن میں سے سب مشہور ابومعشر کی حدیث ہے جو حضرت ابن عمر سے روایت ہے جسے ہم پسند کرتے ہیں لیکن میں نے اسے اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ میری اس کتاب کی شرط پر پورا نہیں اترتی اور یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۱۵۲۸ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر کے بارے میں فرمایا: کہ ہر بچے، بوڑھے، آزاد اور غلام مسلمان کی طرف سے گندم یا کھجور کا ایک صاع دیا جائے۔"

یہ روایت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے لیکن اوروں نے اسے موقوف لکھا ہے۔

۱۵۲۹ حضرت حارث رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے صدقۂ فطر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ کھجور، جَو، گندم، سلت یا کشمش میں سے ایک صاع دیا جائے۔"

اسی سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ذریعے یہ حدیث ملتی ہے کہ اس جیسی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

۱۵۳۰ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا: جس کے پاس اناج ہوا کرے تو وہ گندم، جَو، کھجور، آٹا، خشک میوہ یا چھلے ہوئے جَو میں سے ایک صاع دیا کرے۔"

۱۵۳۱ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مطابق ان کی والدہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے انھیں بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور

میں لوگ اس مُدّ یا صاع کے مطابق صدقۂ فطر دیا کرتے جسے اہل بیت استعمال کرتے تھے اور سب اہل مدینہ اسی طرح کیا کرتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح کا درجہ رکھتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۵۳۲) رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے غلام حضرت ثوبان بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جو شخص مجھے کسی سے کچھ نہ مانگنے کا یقین دلا دے تو میں اسے جنت میں جانے کا یقین دلا دوں گا۔" اس پر حضرت ثوبان نے عرض کی کہ "میں نہ مانگنے کا یقین دلاتا ہوں۔" چنانچہ وہ کسی سے بھی مانگا نہ کرتے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح گنی جاتی ہے لیکن شیخین نے اسے درج نہیں کیا۔

(۱۵۳۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو آج کسی مسکین کو کھانا کھلا دے؟ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بتاتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا تو ایک منگتے کو مانگتے دیکھا، میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا جسے لے کر اس فقیر کو دے دیا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۵۳۴) حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے مطابق رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جو تم سے اللہ کے نام پر کچھ مانگے تو اسے دے دیا کرو، جو تم سے پناہ لینا چاہے تو اسے بچالیا کرو، جو تمھیں کھانے کے لیے بلائے تو وہاں چلے جایا کرو اور جو تمھیں کوئی تحفہ دیا کرے تو تم بھی دے دیا کرو لیکن اگر دینے کے لیے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے لیے اتنی دعا کیا کرو جس سے معلوم ہو سکے کہ تم نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے چنانچہ عمار بن زریق نے اس سند کی پیروی کی ہے کہ ابوعوانہ، جریر بن عبدالحمید اور عبدالعزیز بن مسلم القسملی نے اعمش سے اسے لیا ہے۔

ابوعوانہ کی حدیث یوں ہے:

(۱۵۳۵) حضرت ابوالعباس محبوبی کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن عیسےٰ طرسوسی نے، انھیں مسلم بن ابراہیم نے اور انھیں ابوعوانہ نے روایت سنائی۔

جریر کی روایت یوں ہے:

(۱۵۳۶) حضرت ابوبکر بن اسحاق نے عبداللہ بن احمد بن حنبل، انھوں نے زہیر بن حرب اور انھوں نے حضرت جریر سے روایت لی۔

رہی حضرت عبدالعزیز بن مسلم کی روایت تو اس کی سند یوں ہے۔

(۱۵۳۷) حضرت محمد بن صالح بن ھانی نے سری بن خزیمہ، انھوں نے معلّٰی بن اسد سے اور انھوں نے عبدالعزیز بن مسلم سے

روایت لی ہے۔

ان ساری سندوں پر اتفاق ہے چنانچہ اسے محمد بن ابوعبیدہ بن معن کی حدیث کمزور نہیں کرتی جسے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے ابراہیم تیمی سے اور انھوں نے مجاھد سے لیا پھر امام اعمش کے ہاں اس کی ایک اور صحیح سند بھی ہے جو شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے۔

۱۵۳۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ کے نام پر تم سے مانگے، اسے کچھ دیا کرو، جو تم سے پناہ لینا چاہے تو اسے دیا کرو اور جو کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرلیا کرو۔“

یہ سند صحیح ہے چنانچہ اعمش کے نزدیک شیخین کی شرطوں پر دو سندیں صحیح ہیں جبکہ ہم اپنے اس اصول پر چلتے ہیں کہ سندوں اور متنوں میں پختہ راوی کوئی زیادتی بتائے تو اسے قبول کرو۔

۱۵۳۹ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ اسی دوران کوئی شخص انڈے جتنا سونا لے کر حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ! مجھے یہ ایک کان سے ملا ہے تو آپ لے لیجیے، یہ صدقہ ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔

آپ نے اس سے رخ پھیرلیا، وہ دائیں طرف سے آیا اور وہی کچھ عرض کیا، آپ نے چہرہ مبارک پھیرلیا، پھر بائیں طرف سے حاضر ہوا تو آپ نے پھر رُخ پھیرلیا اور پھر جب پچھلی طرف سے آیا تو آپ نے اس سے لے لیا اور اسے ایک طرف کر دیا اور پھر فرمایا: ”اپنے پاس موجود کچھ لے کر کوئی آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے اور پھر بیٹھ کر لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتا ہے جبکہ بہتر صدقہ وہ ہوتا ہے جو مالدار ہوتے ہوئے دے۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۴۰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے سامنے کپڑے ڈال دو، انھوں نے ڈال دیئے تو آپ نے فرمایا: ”ان میں سے دو کپڑے لے لو۔“ پھر اس میں صدقہ کا شوق پیدا کیا تو اس نے آکر وہ کپڑے رکھ دیئے اور چلا کر کہا یہ اپنے دونوں کپڑے لے لو۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح کہلاتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۴۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ سب سے بہتر ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جسے مشکل حالات میں کرو اور یہ ان سے شروع کرو جنھیں تم پال رہے ہو۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۴۲ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صدقہ دیں۔ ان دنوں

میرے پاس مال تھا تو میں نے سوچا اگر کسی دن میں ابوبکر سے بڑھ سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا ہو سکتا ہے چنانچہ میں آدھا مال لے آیا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: گھر میں کیا کچھ چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا کچھ چھوڑا ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول ہی کافی ہیں۔ اس پر میں نے کہا: میں کبھی بھی آپ سے نہ بڑھ سکوں گا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے نہیں لی۔

(۱۵۴۳) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کون سا صدقہ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔'' فرمایا: ''لوگوں کو پانی پلانے کا کنواں۔''

اسی روایت کو ہمام نے قتادہ سے لیا ہے۔

(۱۵۴۴) حضرت سعید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ کے ہاں سب سے بہتر صدقہ کون سا گنا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''پانی۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۵۴۵) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ دینے کا حکم دیا تو ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے پاس ایک دینار موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے اوپر خرچ کر لو۔ اس نے عرض کی کہ ایک اور بھی ہے، آپ نے فرمایا کہ اسے اپنی اولاد پر خرچ کر لو (یا فرمایا کہ اپنی بیوی پر خرچ کر لو)۔ اس نے عرض کی کہ ایک اور بھی ہے۔ فرمایا: اسے اپنے کسی خادم پر خرچ کر دو، اس نے پھر عرض کی کہ ایک اور بھی ہے تو آپ نے فرمایا: بس تم بہتر طور پر جانتے ہو (یعنی کسی بہتر جگہ پر خرچ کر لو۔'')

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۵۴۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے گناہگار ہو جانے کے لیے اتنی سی بات کافی ہے کہ اسے گنوا بیٹھے جس کی روزی کا انتظام کرتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند سے ثابت ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔ اس میں موجود راوی حضرت وھب بن جابر کوفہ کے بڑے تابعین میں سے ہیں۔

(۱۵۴۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخیلی کرنے سے گریز کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی کی وجہ سے برباد ہو گئے، اس نے انھیں بخیلی پر ابھارا تو بخیل ہو گئے، تعلق توڑنے پر ابھارا تو رشتہ داریاں توڑنے لگے اور گناہوں پر ابھارا تو گناہ کرنے لگے۔''

یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے ایک راوی ابوکثیر زبیدی بڑے بزرگ تابعین میں شامل ہیں۔

۱۵۴۹ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر شخص اس وقت اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا جب لوگوں کا فیصلہ کیا جارہا ہوگا۔

حضرت ابوالخیر رضی اللہ عنہ ایسا کوئی دن خالی نہ جانے دیتے جس میں صدقہ نہ کرتے خواہ روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہوتا اور وہ بھی رشتہ داری قائم رکھنے کے لیے ہوتا۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۰ حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ عملوں کا آپس میں مقابلہ ہوگا جہاں صدقہ کہے گا کہ میں تم سب سے بڑھ کر ہوں۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک درہم، ایک لاکھ سے بڑھ جائے گا'' اس پر صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک درہم، ایک لاکھ سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک آدمی کے پاس دو درہم ہوں جن میں ایک لے کر صدقہ کردے اور دوسرے شخص کے پاس بہت سامال ہو اور وہ ایک لاکھ سے صرف اپنی عزت بنائے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۲ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ جن سے محبت فرماتا ہے اور تین ایسے ہوتے ہیں جن سے ناراض ہوتا ہے، جن سے محبت فرماتا ہے وہ تین یہ ہیں:

① ایک وہ شخص جو کسی قوم کے پاس آئے اور ان سے اللہ کے نام پر مانگے، کسی رشتہ داری کو سامنے رکھ کر نہ مانگے چنانچہ ان میں اسے ایک شخص چپکے سے اسے کچھ دیدے اور اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا کوئی اور نہ جانتا ہو، صرف وہ جانتا ہو جسے اس نے دیا تھا۔

② ایسے لوگ جو رات بھر سفر کریں اور جب نیند انھیں ہر چیز سے پیاری ہو تو وہ ٹھہر جائیں اور سر رکھ کر لیٹ جائیں، اسی دوران کوئی اٹھ کر میری بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے میری آیتیں پڑھے۔

③ ایک وہ شخص جو کسی لشکر میں ہو، دشمن سے سامنا ہو تو وہ شکست کھا جائیں چنانچہ خود سامنے آکر سینہ تانتے ہوئے لڑے پھر یا تو قتل ہو جائے یا فتح حاصل کرلے۔

رہے وہ تین جن پر اللہ ناراض ہوتا ہے تو وہ یہ ہیں:

(۱) بوڑھا زناکار۔

(۲) اکڑ رکھنے والا فقیر۔

(۳) ظالم مالدار۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن وہ اسے چھوڑ گئے ہیں۔

۱۵۵۳ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کوئی شخص کچھ نہ کچھ صدقہ دیتا ہے تو وہ اس سے ستر شیطانوں کو دور کر دیتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر باغ میں سے مسجد کے لیے کھجور کا گچھا رکھا جائے۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی تائید کے لیے امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث بھی ہے جسے شیخین نے نہیں لیا۔

۱۵۵۵ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں میں اختیار دیا ہے کہ ایک، دو، تین اور چار وسق دیں پھر کہا کہ ہر دس وسق میں سے مسکینوں کی خاطر مسجد میں کھجور کا ایک گچھا رکھیں۔

۱۵۵۶ حضرت امِ بجید رضی اللہ عنہا (انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی) نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم کوئی مسکین ہمارے دروازے پر کھڑا ہو کر سوال کرتا ہے تو میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی جسے میں اس کو دیدوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اگر تمھارے پاس اسے دینے کے لیے جلے ہوئے کُھر کے سوا کچھ بھی نہ ہو تو وہی اسے دے دو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۷ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو قسم کی غیرتوں میں سے ایک ایسی ہوتی ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور دوسری وہ جس پر اللہ ناراض ہوتا ہے، اور دو قسم کے تکبروں میں سے ایک تکبر ایسا ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے لیکن دوسرے سے ناراض ہوتا ہے، تہمت کے موقع پر غیرت ہو تو اللہ اسے پسند کرتا ہے لیکن اس کے علاوہ غیرت پر ناراض ہوتا ہے پھر صدقہ کرتے وقت بڑائی کو اللہ پسند کرتا ہے۔ لیکن اکڑ والے تکبر کو ناپسند فرماتا ہے۔''

یہ حدیث صحیح سند رکھتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا تھا تو اس نے نہ دیا اور مجھے بُرا بھلا بھی کہا تھا اور یہ بات اس کے علم میں نہ تھی کیونکہ وہ زمانے کے بارے میں کہتا رہا:

ہائے زمانہ، ہائے زمانہ حالانکہ زمانہ تو میں تھا۔“

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۵۹ حضرت ولید بن ابوابوالولید کہتے ہیں، مجھے عقبہ بن مسلم نے بتایا کہ حضرت سفیان کے مطابق وہ مدینہ میں پہنچے تو یکا یک ایک آدمی دیکھا جس کے گرد لوگ جمع تھے، سفیان نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابوھریرہ ہیں وہ کہتے ہیں: میں ان کے قریب ہوا تو ان کے سامنے بیٹھ گیا، وہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ وہ خاموش ہوئے تو میں نے انھیں قسم دے کر کہا کہ آپ کو وہ حدیث مجھے بتانا ہوگی جو رسول اللہ ﷺ سے آپ نے سن رکھی ہے اور اسے آپ سے سیکھ لیا ہے۔ انھوں نے کہا: میں ابھی آپ کو وہ حدیث بتاتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سمجھا اور سیکھا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بیہوشی چھا گئی، وہ کچھ دیر کے لیے رک گئے اور جب ہوش سنبھالی تو فرمایا: میں ابھی آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جو رسول اکرم ﷺ نے مجھے بتائی تھی۔

اس دوران اس گھر میں آپ اور میں اکیلے تھے، آپ کے اور میرے علاوہ اور کوئی بھی نہ تھا۔

اس کے بعد ان پر پھر بیہوشی چھا گئی، کچھ دیر رک گئے اور جب ذرا ہوش سنبھالی تو چہرہ صاف کیا اور فرمایا: میں ابھی آپ کو وہ حدیث بتاؤں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی، اس وقت بھی اس گھر میں آپ اور میں اکیلے تھے، آپ کے اور میرے سوا وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پھر بیہوشی چھا گئی، آپ منہ کے بل گرنے ہی والے تھے کہ میں نے دیر تک آپ کو سنبھالے رکھا۔ پھر ہوش سنبھالی تو فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث مبارک سنائی تھی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنی قدرت کے مطابق اترے گا جبکہ ہر گروہ اوندھا پڑا ہوگا اور سب سے پہلے جسے بلائے گا، وہ ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن پڑھا ہوگا، ایک وہ ہوگا جو راہِ خدا میں قتل ہوا ہوگا اور ایک وہ کہ جس کے پاس بہت دولت رہی ہوگی چنانچہ قرآن پڑھنے والے سے فرمائے گا: کیا میں نے تمھیں وہ کچھ نہیں سکھایا تھا جسے میں نے اپنے خاص رسول پر اتارا تھا؟ وہ عرض کرے گا: ہاں پروردگار! اللہ فرمائے گا کہ پھر اس سیکھے ہوئے پر تم نے کیا کچھ عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں رات دن اسے پڑھتا رہا۔ اللہ فرمائے گا، جھوٹ بولتے ہو، ادھر فرشتے بھی کہیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ فرمائے گا: تم یہ چاہتے تھے کہ تمھیں قرآن پڑھنے والا کہا جائے چنانچہ وہ کہہ دیا گیا۔

پھر مالدار کو لایا جائے گا، اللہ فرمائے گا: کیا میں نے تمھیں خوشحال کرتے ہوئے محتاج ہونے سے بچایا یا نہ تھا؟ وہ عرض کرے گا: ہاں یونہی ہے۔ اللہ فرمائے گا: تو پھر میرے دیئے پر تم نے کیا کچھ عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں (مال کے ذریعے) رشتہ داری قائم کرتا رہا اور اسے تیری راہ میں خرچ کرتا رہا۔ اس پر اللہ اور اس کے فرشتے کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، تمھارا

خیال تو یہ تھا کہ لوگ تمہیں سخی کہیں چنانچہ یوں کر دیا گیا۔

پھر اسے لایا جائے گا جو اللہ کی خاطر قتل ہوا، اس سے پوچھا جائے گا: تمھیں کس وجہ سے قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا: مجھے حکم ملا تھا کہ تیری خاطر جہاد کروں چنانچہ میں لڑا اور یوں قتل کر دیا گیا۔ اس پر اللہ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے پھر فرشتے بھی اسے جھٹلائیں گے، اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمھارا ارادہ یہ تھا کہ تمہیں بہادر کہا جائے چنانچہ یوں کہہ دیا گیا۔

اس کے بعد رسولِ انور ﷺ نے میرے گھٹنوں پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ میری مخلوق میں سے وہ پہلے تین شخص ہوں گے جنھیں قیامت کے دن جہنم سب سے پہلے جلائے گا۔"

اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے یوں نہیں لیا۔

اس حدیث کے راوی ولید بن ابو الولید عذری اہل شام کے شیخ تھے جنھیں شیخین نے نہیں لیا بلکہ دونوں حضرات نے اس کی تائید کرنے والی حدیثیں لی ہیں لیکن ان کا طریقہ اور ہے۔

۱۵۶۰ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "اللہ کی قسم، رسول اکرم ﷺ نے وصال مبارک کے موقع پر اپنے خچر، ہتھیار اور اس زمین کے علاوہ نہ کوئی دینار و درہم چھوڑا، نہ غلام، لونڈی جسے آپ نے مسلمانوں کے لیے صدقہ بنا دیا تھا۔"

یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری نے اسے لیا ہے۔

۱۵۶۱ حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو گھیرے میں لے لیا گیا تو آپ نے اپنی دیوار سے جھانکتے ہوئے فرمایا تھا: میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، کیا تمھیں یہ بات یاد نہیں کہ رومہ نامی کنوئیں سے قیمت دیئے بغیر کوئی شخص پانی نہیں پی سکتا تھا چنانچہ میں نے اسے اپنے پلّے سے خرید کر امیر، غریب اور مسافروں کے لیے چھوڑ دیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۶۲ حضرت شرحبیل بن سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک جنگ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جنگ کے لیے تیار ہوئے تو حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا فوت ہو رہی تھیں، اسی دوران ان سے کہا گیا کہ کوئی وصیت کر دیں، انھوں نے کہا: میں کیا وصیت کروں، مال تو سعد کا ہے اور پھر حضرت سعد کے آنے سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔

حضرت سعد آئے تو انھیں یہ بات بتائی گئی جس پر انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں والدہ کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ اس پر انھوں نے عرض کہ فلاں فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں اور پھر باغ کا نام لیا۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث کی تائید میں امام بخاری کی شرط پر یہ حدیث ملتی ہے:

۱۵۶۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کی کہ اس کی والدہ فوت ہو گئی ہے اور میں اگر ان کے نام پر کوئی صدقہ دوں تو کیا انہیں اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ اس پر اس نے عرض کی کہ میرے پاس کھجوروں کی ٹوکری ہے، آپ گواہ رہیں کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے اسے صدقہ کرتا ہوں۔"



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصَّوْمِ

(۱۵۶۴) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور بے فرمان جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی کھولا نہیں جاتا جبکہ جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کسی کو بند نہیں کیا جاتا اور کوئی آواز دیتا ہے کہ نیکیاں اکٹھی کرنے والو، تیاری کرلو اور برے لوگو! تم رک جاؤ اور پھر اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے نکال دیا کرتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے اس انداز سے نہیں لیا۔

(۱۵۶۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کوئی بہترین عمل بتا دیجیے۔'' آپ نے فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس جیسا اور کوئی عمل نہیں ہوتا۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس کے راوی حضرت محمد بن ابویعقوب وہ ہیں کہ حضرت شعبہ ان سے روایت کرتے وقت بھی کہا کرتے تھے: مجھے بنوتمیم کے سردار نے یہ حدیث سنائی۔

ابونصر ہلالی کا نام حمید بن ھلال عدوی ہے اور میں حضرت شعبہ سے انی کی روایت بتانے والے عبدالصمد کے علاوہ اور کسی راوی کو نہیں جانتا، یہ پختہ اور محفوظ راوی تھے۔

(۱۵۶۶) حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ کام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ خود ان پر عمل کریں اور بنواسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں تاہم آپ سے کچھ دیر ہوگئی تو اسی دوران حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اللہ نے آپ کو پانچ کاموں کا حکم دیا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور بنواسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو۔ اب یا تو یہ بات انہیں

آپ بتا دیں یا پھر میں بتاتا ہوں، انھوں نے کہا: اے بھائی! آپ یوں نہ کریں کیونکہ اندیشہ ہے کہ اگر یہ کام آپ نے کیا تو اللہ مجھے زمین میں دھنسا دے گا اور مجھے عذاب ہوگا۔

اس کے فوراً بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنواسرائیل کو بیت المقدس میں اکٹھا کیا، مسجد بھر گئی اور لوگ ٹیلوں پر بھی جا بیٹھے تو آپ نے ان سے کہا: اللہ نے مجھے پانچ کام کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ خود میں ان پر عمل کروں اور بنواسرائیل کو بھی کرنے کا حکم دوں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی بھی اور چیز کو شریک نہ بناؤ کیونکہ اس کا شریک بنانے والا ایسے شخص کی طرح ہوتا ہے جو اپنی گرہ سے سونا چاندی خرچ کر کے کوئی غلام خریدے اور کسی گھر میں ٹھہرا کر کہے کہ کام کر کے مزدوری مجھے دیا کرو، لیکن وہ کام کر کے مزدوری کسی اور کو دیا کرے، بھلا بتاؤ تو سہی کہ اپنے ایسے غلام پر کون خوش ہوگا؟ یونہی اللہ نے تم سب کو پیدا کیا ہے اور وہی تمھیں روزی دے رہا ہے لہٰذا تم اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بناؤ (یاد رکھو) جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی طرف توجہ کئے ہوئے ہوتا ہے جب تک وہ اس کی طرف دھیان کئے ہوتا ہے کسی اور طرف توجہ نہیں کرتا۔

پھر میں تمھیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ روزے رکھنے والا ایسے شخص کی طرح ہوتا ہے جو بہت سے لوگوں میں بیٹھا ہو، اس کے پاس کستوری سے بھری تھیلی ہو، ہر ایک چاہے کہ اس کی خوشبو اسے بھی آئے چنانچہ روزے کی خوشبو بھی کستوری کی خوشبو جانو۔

میں تمھیں صدقہ کرنے کا بھی حکم دیتا ہوں کیونکہ صدقہ دینے والا اس شخص جیسا ہوتا ہے جسے کوئی دشمن قید کر لے اور گردن پر اس کے ہاتھ باندھ کر اس کی گردن اڑانے کے لیے تیار ہو جائیں اور وہ کہنے لگے: تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس پر میں اپنی جان قربان کر دوں، پھر کسی کو زیادہ اور کسی کو زیادہ مال دینا شروع کر دے اور یوں اپنی جان چھڑا لے۔

پھر تمھیں حکم دیتا ہوں کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کیونکہ ذکر کرنے والا شخص اس شخص جیسا ہوتا ہے جسے جلدی سے کوئی دشمن پیچھے سے جا کر پکڑنے کی کوشش کرے جس سے بھاگ کر وہ کسی مضبوط قلعے میں جا چھپے اور اپنے آپ کو محفوظ کر لے، یونہی بندہ شیطان سے اللہ کو یاد کیے بغیر بچ نہیں سکتا۔"

یہ بتانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی تمھیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔

جن کے بارے میں مجھے اللہ نے حکم دیا ہے (وہ یہ ہیں:)

(۱) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہو۔

(۲) حکمران کی بات سنو۔

(۳) حکمران کی باتوں پر عمل کرو۔

④ ہجرت کرو۔

⑤ اللہ کی خاطر جہاد کرو۔

کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہوگا تو وہ اس وقت تک اسلام کی پابندی کو اپنے گردن سے اتارے ہوگا (یا فرمایا کہ سر سے اتار بیٹھے گا) اور جو شخص جاہلوں جیسے دعوے کرے گا، وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

اس پر عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا روزے رکھ کر اور نماز پڑھ کر بھی یونہی ہوگا؟ فرمایا: ہاں وہ تو اللہ والا ایسا دعویٰ کر رہا ہوگا جس کی بناء پر اس نے مومنوں اور مسلمانوں کا نام ''اللہ کے بندے'' رکھا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن اسے انھوں نے نہیں لیا۔

1567 حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روزے دار روزہ چھوڑتے وقت ایک ایسی دعا کرسکتا ہے جو ٹالی نہیں جاسکتی۔''

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روزہ چھوڑتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ.

اگر اس حدیث کے راوی اسحاق، زایدہ کے غلام عبداللہ کے بیٹے ہیں تو امام مسلم نے انھیں راوی لیا ہوا ہے لیکن اگر ابوفروہ کے بیٹے ہیں تو شیخین نے انھیں لیا۔

1568 حضرت مروان بن سالم مقفع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس وقت دیکھا جب انھوں نے اپنی ڈاڑھی پکڑ رکھی تھی اور مٹھی بھر سے زیادہ کو کاٹ رہے تھے اور فرمایا تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

(پیاس ختم ہوئی، رگیں تر بہ تر ہوگئیں اور انشاء اللہ اس روزے کا ثواب پکا ہوگیا)۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے کیونکہ انھوں نے حسین بن واقد اور مروان بن مقفع کو راوی لیا ہے۔

1569 حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بقیع میں کہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا اس روزہ دار کی طرح ہوتا ہے جو اس پر صبر کرے (کھانے پینے سے رکے)۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح قرار پاتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

1570 حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رمضان کے اندر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہماری یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم میں سے جو چاہتا، روزہ رکھ لیتا لیکن جو نہ رکھ سکتا تو اس کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا چنانچہ اسی دوران یہ آیت اتری:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.

''(تم میں سے جسے رمضان کا مہینہ مل جائے تو وہ اس کے روزے رکھے)۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چاند کو وقت بتانے کے لیے بنایا ہے چنانچہ اسے دیکھ کر روزے رکھنا شروع کر دو اور اسی کو دیکھ کر چھوڑ دو تاہم اگر بادل وغیرہ ہوں تو ان کا اندازہ لگاؤ اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ کوئی مہینہ تیس دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح سند والی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

عبدالعزیز بن ابی رواد پختہ راوی، عبادت گزار، مجتہد اور اچھے ٹھکانے کے ہیں۔

۱۵۷۲ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کے چاند پر اس قدر توجہ فرماتے تھے جس قدر کسی اور پر نہیں فرماتے تھے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے لیکن اگر بادل چھا جاتے تو (شعبان کے) تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے کیونکہ ابن وھب وغیرہ نے اسے معاویہ بن صالح سے روایت کیا ہے لیکن اس کے باوجود انھوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

۱۵۷۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے چنانچہ خود آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی حکم فرما دیا۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۷۴ حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھے کہ انھوں نے بکری کا بھنا ہوا گوشت لا رکھا اور فرمایا کہ کھاؤ، اس پر ایک شخص الگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرا تو روزہ ہے، جس پر حضرت عمار نے فرمایا: جو شخص (چاند میں) شک کے دن روزہ رکھے تو وہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کر رہا ہوگا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۷۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے چاند دیکھا ہے (رمضان کا) آپ نے پوچھا: تمھیں یقین ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں یقین ہے، پھر پوچھا: تمھیں یقین ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ اس پر آپ نے حضرت بلال سے فرمایا: لوگوں سے کہہ دو کہ کل روزہ رکھیں۔''

اسی روایت کو سفیان ثوری اور حماد بن سلمہ نے سماک بن حرب سے لیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی روایت یوں ہے۔

۱۵۷۶ حضرت ابوسفیان نے ثوری سے، انھوں نے سماک سے، انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کی کہ ایک دیہاتی، رمضان کی رات چاند کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! میں نے چاند دیکھا ہے، اس پر فرمایا: تمھیں یقین ہے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور کیا یہ بھی یقین ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں یقین ہے چنانچہ اسے حکم فرمایا کہ لوگوں کو روزے رکھنے کے لیے کہہ دو۔''

حضرت فضل بن موسےٰ نے بھی یہ حدیث حضرت سفیان ثوری سے روایت کی ہے۔

(۱۵۷۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک دیہاتی رمضان شروع ہونے کی چاندرات کے موقع پر حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! میں نے چاند دیکھ لیا ہے، فرمایا: تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کی: ہاں، فرمایا: تو پھر لوگوں میں اعلان کر دو کہ (کل) روزہ رکھیں۔''

رہی حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت تو وہ یوں ہے۔

(۱۵۷۸) حضرت حماد بن سلمہ نے حضرت سماک سے، انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی، فرمایا: صحابہ کو رمضان کے چاند میں شک گزرا تو انھوں نے چاہا کہ نہ ہی اٹھیں گے اور نہ ہی روزہ رکھیں گے، اسی دوران ''حرہ'' سے کوئی دیہاتی آیا اور اعلان کر دیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: (لوگوں سے کہہ دو کہ) وہ اٹھیں اور روزہ رکھیں۔''

حضرت امام بخاری نے حضرت عکرمہ کی حدیثیں لی ہیں جبکہ حضرت امام مسلم نے حضرت سماک بن حرب اور حضرت حماد بن سلمہ سے حدیثیں لی ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۵۷۹) حضرت سماک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رمضان کے شک (کی رات والے) دن میں حضرت عکرمہ کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے چنانچہ مجھ سے فرمایا کہ قریب آ کر تم بھی کھاؤ، میں نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے انھوں نے کہا: اللہ کی قسم تمھیں قریب آنا ہوگا چنانچہ میں نے کہا (تو پھر) مجھے (اس بارے میں) کوئی حدیث بتایئے انھوں نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ حدیث بتائی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: (چاند دیکھے بغیر) رمضان کے مہینے پر توجہ نہ دو بلکہ (چاند) دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر ہی چھوڑا کرو لیکن اگر تمھارے اور چاند کے درمیان بادل یا سیاہ گرد و غبار آ جائے تو (شک کی وجہ سے) تیس روزے پورے کر لو۔''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اس کے یہ الفاظ نہیں لیے۔

(۱۵۸۰) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ: ''رمضان کی خاطر شعبان کے چاند والے (تیس) دن پورے کرو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۸۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''فجر دو طرح کی ہوتی ہے، پہلی وہ جو کھانا پینا حرام نہیں کرتی اور نہ ہی (فجر کی) نماز جائز بناتی ہے جبکہ دوسری فجر کھانا پینا حرام قرار دیتی ہے لیکن نماز جائز کرتی ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اسی طرح کی حدیث یہ بھی ہے۔

۱۵۸۲ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمھیں بلال کی اذان دھوکے میں نہ ڈالا کرے (وہ تہجد کے لیے پڑھتے تھے) اور نہ ہی (آسمان کے کنارے پر) پھیل جانے سے پہلے صبح کی عمودی (مغرب کی طرف آنے والی لمبی سیدھی) سفیدی دھوکے میں ڈالے۔''

۱۵۸۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کا کھانا کھا کر صبح کے روزہ نبھانے کے لیے مدد لو اور رات کی عبادت کے لیے دوپہر کو سونے سے مدد لیا کرو۔''

اس میں راوی زمعہ بن صالح اور سلمہ بن وہرام ایسے چھوڑے ہوئے راوی نہیں کہ انھیں کوئی لیتا ہی نہ ہو لیکن شیخین نے ان سے روایت نہیں لی۔ یہ حدیث اپنے اس معاملے میں واضح قسم کی ہے۔

۱۵۸۴ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب اذان سنے اور ہاتھ پر پانی کا برتن رکھا ہو تو اسے اس وقت تک نیچے نہ رکھے جب تک اس میں سے اپنی ضرورت پوری نہ کر لے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح کہلاتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۸۵ حضرت معدان بن ابی طلحہ کے مطابق حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے کی اور روزہ توڑ دیا، اس کے بعد میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان سے ملا اور انھیں یہ بات بتلائی تو وہ کہنے لگے کہ انہوں نے سچ کہا، میں نے انھیں پانی کا برتن دیا تھا۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں عبدالصمد کے ساتھیوں کا اختلاف ہے، ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ روایت یعیش بن ولید نے اپنے والد سے لی جنھوں نے معدان سے لی تھی جبکہ یہ اس کے قائل کی طرف سے وہم ہے، اسے حرب بن شداد اور ھشام دستوائی نے درست طور پر یحییٰ بن ابی کثیر سے لیا ہے۔

حضرت حرب بن شداد کی روایت تو یوں ہے:

۱۵۸۶ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ: ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے کی اور پھر روزہ توڑ دیا۔''

رہی حضرت ھشام کی روایت تو وہ یوں ہے:

۱۵۸۷ حضرت یعیش بن ولید بن هشام کے مطابق معدان بن ابوطلحہ اوران کے مطابق حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے فرما کر روزہ توڑ دیا تھا۔''

۱۵۸۸ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روزے دار جان بوجھ کر قے کرے تو روزہ ٹوٹ گیا لیکن اگر خود بخود آجائے تو نہ ٹوٹا۔''

عیسےٰ بن یونس سے ایسی ہی حدیث ملتی ہے جوانھوں نے ھشام سے لی (وجہ یہ ہے)

۱۵۸۹ حضرت عیسےٰ بن یونس نے ھشام بن حسان سے، انھوں نے ابن سیرین سے لی اور ان کے مطابق حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جسے ارادے بغیر قے آجائے، وہ روزہ قضا نہ کرے اور جو جان بوجھ کر قے کرے تو روزہ قضاء کرے (دوبارہ رکھے)۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۵۹۰ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رمضان کی اٹھارہ تاریخ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلا اور جب آپ بقیع میں تشریف لے گئے تو ایک شخص سینگھی لگوائے دیکھا جسے دیکھ کر فرمایا کہ سینگھی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

امام اوزاعی نے یہ سند نہایت بہتر طور پر لکھی ہے اور بتایا ہے کہ ہر راوی نے اپنے ساتھی سے اس کی روایت سنی ہے اور پھر یہی روایت شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی اور ھشام بن ابوعبداللہ دستوائی نے لی ہے اور یہ سب پختہ راوی ہیں چنانچہ یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

حضرت شیبان کی حدیث تو یوں ہے:

۱۵۹۱ حضرت حسن بن شیبان بن عبدالرحیم نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انھوں نے ابوقلابہ سے لی، حضرت ابواسماء رحبی نے انھیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بتایا: ''عین اس وقت جب رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں جارہے تھے تو اس وقت ایک شخص کو سینگھی لگواتے دیکھا، فوراً فرمایا: ''سینگھی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں یہ حدیث کتنی صحیح ہے۔

ھشام دستوائی کی حدیث یوں ہے:

۱۵۹۲ حضرت ابواسماء رحبی رضی اللہ عنہ کو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رمضان کے اندر بقیع میں چلے جارہے تھے تو ایک آدمی کو سینگھی لگواتے دیکھا: اس پر فرمایا کہ سینگھی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

یہ ساری وہ سندیں ہیں کہ جن میں حدیث سننے والے ان راویوں کا ذکر ہے جو روایت نقل کرتے ہیں، یہ پختہ لوگ

ہیں، ان روایتوں میں ان راویوں کی وجہ سے خلل نہیں پڑتا جن پر اعتراض ہو چکا ہے، یہ اعتراض ابوقلابہ وغیرہ نے کیا ہے۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کے ہاں ایک اور روایت ہے جو شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۵۹۳) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سینگھی لگانے اور لگوانے والوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

اسحاق دبری کی حدیث میں اَلْمُسْتَحْجِمْ کا ذکر ہے۔

حضرت ابوبکر محمد بن اسحاق نے اپنی حدیث میں کہا ہے: میں نے عباس بن عبدالعظیم سے، انھوں نے علی بن مدینی سے سنا، فرماتے تھے: سینگھی لگانے اور لگوانے والوں کے بارے میں میں نے اس سے زیادہ صحیح حدیث نہیں سنی، اسی کی پیروی معاویہ بن سلام نے یحییٰ بن ابی کثیر کی طرف سے کی ہے۔

(۱۵۹۴) حضرت معاویہ بن سلام، یحییٰ بن ابی کثیر سے، وہ ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ سے، وہ سائب بن یزید سے روایت لیتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کی۔

علم روایت کے ماہر کے سامنے یہ بات رہنی چاہیے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی دونوں روایتوں میں سے ایک کو امام احمد بن حنبل نے صحیح قرار دیا ہے جبکہ دوسری کو علی بن مدینی نے چنانچہ ان میں سے کسی ایک کے ذریعے دوسری کو ناقص نہیں بنایا جا سکتا جبکہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے شداد بن اوس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت شداد کی حدیث یوں ہے:

(۱۵۹۵) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو سینگھی لگوا رہا تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا تھا، یہ واقعہ رمضان کی اٹھارہ تاریخ کا ہے، آپ نے فرمایا تھا: ''سینگھی لگانے اور لگوانے والوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

چنانچہ میں نے محمد بن صالح سے، انھوں نے احمد بن سلمہ سے سنا کہ اسحاق بن ابراہیم نے فرمایا: یہ سند صحیح ہے جس کے ذریعے روایت ثابت ہوتی ہے، یہ حدیث کئی سندوں کے ذریعے صحیح ہے اور وہ اسی کے قائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے امام ابویعقوب پر راضی ہو جنھوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جس کا صحیح ہونا واضح ہے اور وہ اس کے قائل ہیں جبکہ حضرت ثوری اور شعبہ دونوں ہی اسے عاصم احول سے روایت کرتے ہیں جنھوں نے اسے ابوقلابہ سے یونہی لیا ہے۔

حضرت ثوری کی حدیث یوں ہے:

(۱۵۹۶) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی اٹھارہ تاریخ کی صبح کو اس وقت حضرت

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب وہ سینگھی لگوا رہے تھے انھیں دیکھ کر فرمایا: ''سینگھی لگانے اور لگوانے والوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

رہی حضرت شعبہ کی حدیث تو وہ یوں ہے:

۱۵۹۷ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی سترہ تاریخ کو اس آدمی کے پاس تشریف لے گئے جو سینگھی لگوا رہا تھا جس پر فرمایا: ''سینگھی لگانے اور لگوانے والوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

ابو محمد حسن بن محمد بن اسحاق اسفرائنی، حضرت محمد بن احمد بن براء سے، وہ علی بن مدینی سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث جسے شداد بن اوس نے روایت کیا کہ انھوں نے رمضان میں ایک آدمی کو سینگھی لگواتے دیکھا تھا، جسے عاصم احول نے ابو قلابہ سے اور انھوں نے ابوالاشعث سے روایت کیا پھر یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو قلابہ سے، انھوں نے ابو اسماء سے اور انھوں نے ثوبان سے روایت کیا ہے تو میں ان دونوں حدیث کو صحیح قرار دیتا ہوں کیونکہ ان سب کا ان سے سننا ممکن ہے۔

رہی روزہ دار کو سینگھی لگوانے کی گنجائش تو اس بارے میں محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح بخاری میں ویسے ہی لکھا ہے جیسے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ہمیں حدیث بتائی جسے انھوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ برتی سے اور انھوں نے ابو معمر سے، انھوں نے عبدالوارث سے، انھوں نے ایوب سے روایت لی کہ حضرت عکرمہ کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے کی حالت میں سینگھی لگوائی۔''

اب اپنے دور میں حدیث کے ایسے امام کی بات سنئے جو اس حدیث کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور ان کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا تاکہ تم کسی صحیح راستے تک پہنچ سکو، فرماتے ہیں: ''میں نے ابوبکر بن جعفر مزکی سے سنا اور انھوں نے حضرت ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا، فرمایا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا: ''سینگھی لگانے اور لگوانے والوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔'' چنانچہ اس مسئلہ میں ہمارے کسی مخالف نے کہا کہ سینگھی لگوانا، روزہ نہیں توڑتا اور دلیل کے لیے اس نے یہ حدیث لکھی ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی حالت میں سینگھی لگوائی تھی اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔'' حالانکہ اس حدیث سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ سینگھی لگوانا روزہ نہیں توڑتا کیونکہ آپ نے جب سینگھی لگوائی تھی تو آپ سفر میں احرام باندھے ہوئے تھے، گھر پر نہ تھے کیونکہ آپ نے اپنے شہر میں ٹھہرتے ہوئے احرام نہیں باندھا تھا، آپ نے صرف سفر میں احرام باندھا تھا اور مسافر اگرچہ روزہ کی نیت کر لے اور دن کا حصہ بھی اس پر گزر چکا ہو لیکن اس کے لیے کھانا پینا جائز ہوتا ہے اگرچہ یہ کھانا پینا روزہ توڑ دیتا ہے اور یہ ایسے نہیں جیسے کسی عالم کا خیال ہے کہ مسافر جب روزہ رکھ لے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہوتا کہ روزہ توڑ دے بلکہ جس میں اس نے روزہ رکھ لیا ہے، اسے پورا کرتے ہوئے نبھائے اور جب روزہ کی حالت میں اس کے لیے کھانا پینا جائز ہو گیا کیونکہ وہ اس کی نیت کر چکا تھا اور پھر روزے سے ان کا کچھ حصہ گزر بھی

چکا تھا تو اس کے لیے سفر کے دوران دن کے کچھ حصے میں سینگھی لگوانا جائز ہو گیا حالانکہ سینگھی لگوانا روزہ توڑ دیتا ہے۔"

۱۵۹۹ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس مغرب کے بعد گئے تو وہ سینگھی لگوا رہے تھے جس پر میں نے کہا: آپ نے دن کے وقت سینگھی کیوں نہ لگوائی؟ انھوں نے کہا: تم مجھے روزے کی حالت میں خون بہانے کا مشورہ دیتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے فرمایا تھا: "سینگھی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟""

میں نے حضرت علی حافظ سے سنا، فرماتے تھے کہ میں نے عبدان اھواری کو فرماتے سنا: یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے کی حالت میں سینگھی لگوائی تھی جس پر انھوں نے کہا کہ میں نے عباس عنبری سے سنا جن کے مطابق حضرت علی بن مدینی نے فرمایا: حضرت ابوموسیٰ سے حضرت ابورافع کی یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سینگھی لگانے اور لگوانے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے یہ حدیث نہیں لی۔

اس مسئلے کے بارے میں کئی صحابہ سے درست سندیں ملتی ہیں جنھیں یہاں بیان کرنا لمبی بات ہوگی۔

پھر میں نے ابوالحسن احمد بن محمد عنبری سے سنا کہ ان کے مطابق حضرت عثمان بن سعید دارمی نے فرمایا: میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کہ سینگھی لگانے لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت ثوبان اور حضرت شداد بن اوس کی حدیث ملتی ہے اور میرا ابھی یہی قول ہے اور پھر میں نے احمد بن حنبل سے سنا تو وہ بھی یہی کہتے تھے اور بتاتے تھے کہ ان کے نزدیک حضرت ثوبان اور شداد کی حدیث صحیح ہے۔

۱۶۰۰ حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عین اس وقت جب میں سو رہا تھا، دو آدمی آئے جنھوں نے مجھے بغلوں سے پکڑا اور ایک مشکل قسم کے پہاڑ پر لے گئے اور کہنے لگے کہ اس پر چڑھ جاؤ، میں نے کہا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں، انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کرتے ہیں چنانچہ میں چڑھ گیا اور جب پہاڑ کے عین درمیان میں پہنچا تو یکایک زبردست آوازیں سنیں جس پر میں نے پوچھا: کہ یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ دوزخیوں کی چیخ و پکار ہے، پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنی کونچوں سے بندھے ہوئے لٹک رہے تھے، باچھیں پھٹی ہوئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ روزہ پورا ہونے سے پہلے اسے توڑ دیتے تھے۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے درج نہیں کیا۔

۱۶۰۱ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بھول کر روزہ توڑ لے تو اسے دوبارہ رکھنا نہیں پڑے گا اور نہ اس کا کفارہ دینا ہوگا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے یوں نہیں لیا۔

۱۶۰۲ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ صرف کھانے پینے (سے رکنے) کا نہیں ہوتا بلکہ بے فائدہ اور بیہودہ بات سے (رکنے کا نام) ہوتا ہے تو اگر تمھیں کوئی شخص گالی دے یا جہالت کی کوئی بات کہہ دے تو کہہ دیا کرو کہ میرا روزہ ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۰۳ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''کئی روزے دار ایسے ہوتے ہیں کہ روزہ کی جگہ صرف بھوک برداشت کرتے ہیں اور رات میں عبادت کرنے والے کئی ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں جاگنے کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۰۴ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن مجھے خواہش پیدا ہوئی تو روزے کی حالت میں میں نے (بیوی کا) بوسہ لے لیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج میں ایک بڑا کام کر بیٹھا ہوں اور روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا ہے، اس پر آپ نے فرمایا: ذرا دیکھو تو سہی، اگر روزے کی حالت میں کلّی کر لو تو کیا ہوگا؟ میں نے عرض کی کہ اس میں تو حرج نہیں ہے، فرمایا: بس یونہی سمجھو۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۰۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک لوگ (وقت پورا ہو جانے پر) فوراً افطاری کرتے رہیں گے یہ دین غالب رہے گا کیونکہ یہودی اور نصرانی دیر سے افطاری کرتے ہیں۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۰۶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جسے (افطاری کے لیے) کھجور مل جائے تو اسی سے افطاری کرے ورنہ پانی سے کر لے کیونکہ یہ بھی پاک کرتا ہے۔''

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۰۷ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو کھجور ہی سے چھوڑ لے اور اگر کھجور نہ مل سکے تو پانی سے چھوڑ لے کیونکہ وہ بھی پاک کرتا ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

امام مسلم کی شرط پر اس حدیث کی یہ تائید موجود ہے:

۱۶۰۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار

کرتے تھے اور اگر وہ نہ ملتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے اور اگر یہ بھی نہ ملتیں تو پانی کے چند گھونٹ سے افطار فرماتے۔"

۱۶۰۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افطاری کیے بغیر مغرب کی نماز نہ پڑھتے تھے خواہ پانی کے گھونٹ ہی سے کرتے۔"

۱۶۱۰ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "عرج" میں دیکھا، آپ روزے کی حالت میں گرمی سے بچاؤ کے لیے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔"

اس حدیث جیسی حدیث مؤطا میں بھی ہے چنانچہ اگر محمد بن نعیم سعدی نے اسے یونہی یاد رکھا ہے تو یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۶۱۱ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی بتاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سفر کے دوران صحابہ کو حکم دیا کہ روزہ نہ رکھیں چنانچہ فرمایا کہ دشمن کے مقابلے میں طاقتور بن کر دکھاؤ لیکن خود آپ نے روزہ رکھا۔"

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے حدیث سنانے والے نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے عرج میں دیکھا تو آپ روزہ کی حالت میں پیاس کی وجہ سے (یا بتایا کہ گرمی سے بچاؤ کے لیے) سر پر پانی ڈال رہے تھے۔"

۱۶۱۲ حضرت کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں ہے۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لکھا جبکہ شیخین نے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی کی حدیث پر اتفاق کیا ہے چنانچہ انھوں نے حضرت ہشام کی حدیث سے اسے لیا ہے جنھوں نے اپنے والد اور انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حمزہ کی ایک واضح روایت ہے جو حمزہ بن عمرو کی اولاد سے ملتی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۱۳ حضرت محمد بن عبدالحمید مدینی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت حمزہ بن محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے سنا کہ ان کے والد نے انھیں اپنے دادا حضرت حمزہ بن عمرو سے بتایا، انھوں نے کہا: میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے پاس سواری ہے جسے میں استعمال کرتا ہوں، اس پر سفر کرتا اور اسے دوڑاتا ہوں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انہی دنوں رمضان آجاتا ہے، مجھ میں طاقت ہوتی ہے کیونکہ میں ایک جوان شخص ہوں اور یارسول اللہ! میں روزے رکھ سکتا ہوں اور بجائے اس کے میں روزے لیٹ کروں اور وہ مجھ پر قرض بن جائیں، مجھے اس بات میں آسانی نظر آتی ہے کہ میں روزے رکھ لیا کروں تو کیا میں زیادہ ثواب کی خاطر روزے رکھ لیا کروں یا رہنے دوں؟ آپ نے فرمایا: اے حمزہ! ان میں سے جو چاہو، کرو۔"

۱۶۱۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں سفر کیا کہ اسی دوران آپ کے ایک صحابی کو روزہ رکھنے میں مشکل پیش آئی کیونکہ اس کی سواری نے اسے پیاسا کر دیا، وہ درخت کے نیچے پڑا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں اطلاع دی گئی جس پر آپ نے اسے حکم فرمایا کہ روزہ توڑ دے اور اس کے بعد آپ نے پانی کا برتن منگوایا، اسے

ہاتھ پر رکھا اور پھر لوگوں کے سامنے اسے پی لیا۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۱۵ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم مرّ الظہر ان کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ کھانا لایا گیا، آپ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: قریب ہو کر اسے کھالو، جس پر انھوں نے عرض کی کہ ہم نے تو روزہ رکھا ہوا ہے، اس پر آپ نے فرمایا: اپنے ساتھی کی مرضی پر عمل کرو اور اپنے ساتھی کے ساتھ رہو، قریب آجاؤ اور اسے کھالو۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۱۶ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت اس وقت تک میری سنت پر عمل کرتی رہے گی جب تک روزہ چھوڑنے کے لیے ستاروں کی انتظار نہیں کرے گی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ سے ہوتے تو کسی کو اونچی جگہ کھڑا کر دیتے اور جب وہ اعلان کرتا کہ سورج ڈوب گیا ہے، تو اس وقت افطار کر لیتے۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے اس طرح نہیں لیا بلکہ انھوں نے اسے اس سند کے ساتھ حضرت ثوری کے لیے لیا ہے کہ: "لوگ اس وقت تک خیریت سے رہیں گے جب تک جلدی سے افطاری کر لیا کریں گے۔"

۱۶۱۷ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب مہینوں میں سے شعبان میں روزہ رکھنا اچھا لگتا تھا اور اس کے ساتھ ہی رمضان کے روزے رکھنا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۱۸ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عرفہ (نویں ذوالحجہ)، قربانی (دسویں ذوالحجہ) کا دن اور عیدالاضحیٰ کے بعد والے تین دن، ہم اہل اسلام کی عید ہوتے ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہوتے ہیں۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۱۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات کے میدان میں نویں کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا۔"

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۲۰ حضرت مسعود بن حکم زرقی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انھیں بتایا میں آج بھی دیکھ رہی ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید خچر پر سوار انصار کی گھاٹی میں موجود ہیں اور فرما رہے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: "یہ دن روزہ رکھنے کے لیے نہیں ہیں، یہ تو کھانے، پینے اور ذکر کے ہیں۔"

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اسی حدیث کی تائید میں ایک صحیح حدیث بھی ملتی ہے:

۱۶۲۱ سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت ابومرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنے والد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انھوں نے ان دونوں کے سامنے کھانا رکھا اور فرمایا کہ کھالو لیکن انھوں نے کہا کہ میرا روزہ ہے جس پر حضرت عمرو نے کہا: کھاؤ کیونکہ یہ وہ دن ہیں جن کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا تھا کہ ان میں روزہ نہ رکھو۔"

حضرت مالک فرماتے ہیں کہ ان دنوں سے مراد عید الاضحیٰ کے بعد والے تین دن ہیں (ایام التشریق)۔

۱۶۲۲ حضرت مطرف رضی اللہ عنہ کے والد بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ہمیشہ روزے رکھے وہ نہ تو روزے دار گنا جائے گا اور نہ ہی روزے چھوڑنے والا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا حالانکہ اس کی تائید میں حدیث ملتی ہے جو شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۶۲۳ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلاں شخص روزانہ کے روزے رکھے جاتا ہے تو آپ نے فرمایا: "وہ گویا نہ تو روزے رکھ رہا ہے اور نہ ہی چھوڑے ہوئے ہے۔"

۱۶۲۴ حضرت عبداللہ بن بسر سلمی کی ہمشیرہ حضرت صماء رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہفتے والے دن کا روزہ نہ رکھا کرو، ہاں فرض ہو تو رکھ سکتے ہو اور اس کے لیے انگور کی شاخیں یا کسی درخت کی لکڑی بھی مل جائے تو اسے چبالو۔" (تاکہ روزہ توڑسکو)۔

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اور پھر صحیح سند والی ایک حدیث اس کے مقابلے میں بھی ملتی ہے۔

۱۶۲۵ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جمعہ کے ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو وہ روزے سے تھیں، آپ نے فرمایا: کل رات تم نے روزہ رکھا تھا؟ انھوں نے عرض کی: نہیں۔ اس پر فرمایا: تو پھر آئندہ کل کے روزے کا ارادہ کرلو۔"

۱۶۲۶ حضرت لیث رضی اللہ عنہ حضرت ابن شہاب کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جب ان کے پاس یہ ذکر ہوتا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہفتہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے تو آپ کہا کرتے کہ یہ روایت حمص والوں کی ہے۔

پھر صحیح سند کے ساتھ اس کے خلاف بھی حدیث ملتی ہے:

۱۶۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت کریب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ نے مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ میں ان سے ان دنوں کے بارے میں پوچھوں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں کافی روزے رکھتے تھے جس پر انھوں نے فرمایا کہ ہفتہ اور اتوار کو، میں نے واپس آ کر انھیں بتایا تو یوں لگا جیسے انھوں نے اس کا انکار کیا چنانچہ وہ سارے مل کر ان کی ضرورت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم نے ایسا مسئلہ پوچھنے کے لیے اسے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ آپ یوں فرماتی ہیں (کیا یہ ٹھیک ہے؟) انھوں نے فرمایا کہ اس نے ٹھیک کہا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر طور پر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھ لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ مشرکوں کی عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔''

۱۶۲۸ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ! میرے شوہر صفوان بن معطل نماز پڑھنے پر مجھے مارتے ہیں اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو یہ نہیں رکھتے اور فجر کی نماز سورج چڑھنے پر پڑھتے ہیں۔ اس وقت صفوان وہیں موجود تھے چنانچہ آپ نے ان کی بیوی کے بتائے کے بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کا یہ کہنا کہ میں اسے نماز پڑھنے پر مارتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دو سورتیں پڑھنے سے اسے روکا ہے لیکن یہ وہی پڑھتی ہے چنانچہ میں نے کہا ہے کہ اگر ایک سورت بھی ہو تو لوگوں کے لیے کافی ہوتی ہے۔

رہا اس کا یہ کہنا کہ میں روزہ رکھتی ہوں تو یہ مجھے روکتا ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہ روزے رکھی جاتی ہے جبکہ میں ایک جوان آدمی ہوں، صبر نہیں کرسکتا چنانچہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر سے اجازت لئے بغیر روزہ نہ رکھا کرے۔

رہا اس کا یہ کہنا کہ میں سورج چڑھنے سے پہلے نماز نہیں پڑھا کرتا تو اس بارے میں عرض ہے کہ ہم جانے پہچانے لوگ ہیں (کاروبار کی وجہ سے) سورج چڑھنے سے پہلے جاگ نہیں سکتے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جب بھی جاگا کرو، نماز پڑھ لیا کرو۔''

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح بنتی ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۲۹ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کا دن عید کا ہوتا ہے لہٰذا اس میں روزہ نہ رکھا کرو، ہاں اس سے پہلے اور بعد میں رکھ لیا کرو۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا، ہاں میں ابوبشر راوی کا نام نہیں جانتا، یہ بیان بن بشر نہیں ہیں اور نہ ہی جعفر بن ابی وحشیہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

ان الفاظ کے بغیر دونوں کتابوں میں اس حدیث کی تائید موجود ہے۔

۱۶۳۰ حضرت مالک کے والد حضرت مرثد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول

اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا تھا؟ انھوں نے کہا کہ میں لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا کرتا ہوں، پھر بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے شب قدر کے بارے میں بتائیے کہ کیا یہ رمضان ہی کے مہینے میں ہوتی ہے یا کسی اور مہینے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ یہ رمضان ہی کے مہینے میں ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ تو انبیاء علیہم السلام کے ہوتے ہوئے ہوتی ہوگی اور جب انھیں اٹھالیا گیا تو کیا یہ اٹھالی گئی یا قیامت تک رہے گی؟ اس پر فرمایا: یہ تو قیامت تک رہے گی۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ رمضان کی کس تاریخ کو ہوتی ہے؟ فرمایا: اسے رمضان کے ابتدائی یا آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

اس کے بعد آپ نے گفتگو جاری رکھی اور میں نے سمجھا کہ آپ کی اس طرف توجہ نہیں ہے چنانچہ عرض کی کہ کون سے دس دنوں میں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے آخری دس دنوں میں تلاش کیا کرو اور اب اس کے بعد اس بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھو، پھر آپ باتیں کرتے رہے اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ ہٹ چکی ہے چنانچہ عرض کی: یا رسول اللہ! آپ لازمی طور پر مجھے بتادیں کہ یہ کون سے دس دنوں میں ہوتی ہے؟ اس پر آپ مجھ سے اس حد تک ناراض ہوئے کہ اس سے پہلے اور بعد میں کبھی نہ ہوئے تھے چنانچہ فرمایا: اگر اللہ چاہتا تو تمھیں (مقرر وقت) بتادیتا، اسے آخری سات دنوں میں تلاش کرو۔''

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۶۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے ساتھ مجھے بھی بلالیا کرتے اور فرمایا رکھا تھا کہ جب تک یہ لوگ باتیں کرتے رہیں، تم چپ رہا کرو چنانچہ انھوں نے صحابہ کو بلا کر شب قدر کے بارے میں پوچھا اور فرمایا کہ کیا تم نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں جانتے ہو کہ ''اسے آخری دس دنوں میں کسی رات کے اندر تلاش کرو؟'' چنانچہ ان میں سے کسی نے اکیسویں کا نام لیا، کسی نے تیئیسویں کا اور ایک نے پچیسویں کا نام لیا، میں خاموشی سے بیٹھا تھا۔ آپ نے کہا: تم کیا ہے، کیوں نہیں بولتے ہو؟ میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں بولوں گا، آپ نے فرمایا: بولو کیونکہ میں نے تمھیں بولنے ہی کے لیے تو بلا بھیجا ہے چنانچہ میں نے ستائیسویں کا نام لیا کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کا ذکر کیا ہے، انسان کو سات چیزوں سے بنایا اور سات ہی چیزیں زمین سے نکلتی ہیں۔

اس پر انھوں نے کہا: یہ تو وہ چیزیں تم بتا رہے ہو جنھیں میں بھی جانتا ہوں، ذرا وہ بتاؤ جنھیں میں نہیں جانتا! زمین میں سے نکلنے والی سات چیزوں کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا تاوَفَاكِهَةً وَّأَبًّا. (عبس: ۲۲ تا ۳۱) (پھر زمین کو خوب چیرا تو اس میں لگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغیچے اور میوے اور دوب۔) ''اَبٌّ'' زمینی نباتات ہے جسے چوپائے کھاتے ہیں مگر انسان نہیں کھاتے۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ وہ کچھ نہیں بتا سکے جو اس لڑکے نے بتا دیا ہے حالانکہ یہ ابھی تک پختہ عقل

والا نہیں ہوا، (آپ نے فرمایا) اللہ کی قسم، میری رائے بھی وہی ہے جو تم نے بتائی ہے۔ پھر فرمایا: میں نے تمھیں روک رکھا تھا کہ یہ لوگ بول رہے ہوں تو تم نہ بولا کرو لیکن اب میں تمھیں کہتا ہوں کہ تم بھی ان کے ساتھ بولا کرو۔"

حضرت ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالملک نے حضرت سعید بن جبیر سے ایسی ہی روایت سنائی جسے انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیا ہے۔

یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

(۱۶۳۲) حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرہ کے پاس شبِ قدر کا ذکر کیا تو انھوں نے بتایا کہ میں اسے آخری دس دنوں میں تلاش کرتا ہوں یعنی انتیس، ستائیس، پچیس تیئس یا آخری رات میں۔

آپ پہلے بیس دنوں میں سارے سال کی (رہی ہوئی) نمازیں پڑھا کرتے اور جب آخری دس دن شروع ہوتے تو پوری کوشش کرتے۔

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

(۱۶۳۳) سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: "نفلی روزے رکھنے والا اپنی مرضی کر سکتا ہے، چاہے تو رکھے اور چاہے تو چھوڑ دے۔"

(۱۶۳۴) حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نفلی روزے رکھنے والا اختیار رکھتا ہے، چاہے تو رکھ لیا کرے ورنہ رہنے دے۔"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

ان حدیثوں کے مقابلے میں جتنی بھی حدیثیں ہیں، ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔

(۱۶۳۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے لیکن ایک سال نہ بیٹھ سکے تو آنے والے سال میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔"

یہ حدیث شیخین کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے نہیں لیا۔

اس کی تائید میں یہ صحیح حدیث ملتی ہے:

(۱۶۳۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے، ایک سال سفر پر تشریف لے گئے تو نہ کیا لیکن آئندہ سال کو بیس راتوں کا کیا تھا۔"

(۱۶۳۷) حضرت ابن عباد رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اعتکاف کرنے والے پر روزے لازم نہیں ہوتے ہاں رکھنا چاہے تو رکھ لیا کرے۔" (یہ حکم روزوں کے علاوہ کے لیے ہے)

یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

کوفہ کے محدثین کے پاس اس حدیث کے مخالف دو حدیثیں موجود ہیں جنھیں میں ذکر کرتا ہوں اگر چہ وہ راویوں کے عادل ہونے کے اعتبار سے اس حدیث کا مقابلہ نہیں کرتیں:

پہلی حدیث یوں ہے:

۱۶۳۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے دور میں یہ نذر مانی تھی کہ ایک دن کا اعتکاف کریں گے چنانچہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اعتکاف کرو اور ایک دن کا روزہ بھی رکھو۔''

دوسری حدیث یوں ہے:

۱۶۳۹ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ رکھنے بغیر اعتکاف نہیں بنتا۔''

ان راویوں میں سے شیخین سفیان بن حسین اور عبداللہ بن یزید کو نہیں لیتے۔

۱۶۴۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (ایک شخص کا) فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا یعنی اگر ایک اور مسکین کو کھلا دے تو اس کے لیے بہتر ہوگا۔

یہ آیت منسوخ نہیں ہے تاہم یہ اجازت اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا چنانچہ ایسے شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے کھانا کھلائے جس کے بارے میں اسے معلوم ہو کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

یہ حدیث شیخین کی شرطوں پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے لیا نہیں۔

۱۶۴۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ''بوڑھے شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور اسے روزہ رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

۱۶۴۲ حضرت ابوطلحہ بن زیاد انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر کو حمص کے منبر پر بیٹھے دیکھا، وہ فرما رہے تھے: ''ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک تیئیسویں رات کو تہائی حصہ گزرنے تک تراویح کے نفل پڑھتے رہے، پھر آپ ہی کے ساتھ پچیسویں رات کو آدھی رات تک پڑھے، پھر آپ ہی کے ہمراہ ستائیسویں رات کو آدھی رات تک پڑھے پھر ستائیس ہی کی رات کو آپ کے ساتھ پڑھتے رہے چنانچہ ہمارا خیال تھا کہ ہم (اس کے بغیر) نجات حاصل نہیں کر سکیں گے اور پھر ہم نے اس کا نام ''فلاح'' (نجات) رکھا تھا جبکہ تم لوگ اسے سُحُوْر (سحری کا کھانا) کہتے ہو۔''

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں لیا۔

اس حدیث میں یہ واضح دلیل موجود ہے کہ مسلمانوں کی مسجدوں میں نمازِ تراویح پڑھنا سنت ہے۔ حضرت علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس بارے میں بہت زور دیا کرتے تھے، آخر کار انھوں نے یہ حکم جاری کر دیا تھا۔"

یہاں میں ان حدیثوں کو ختم کر رہا ہوں جو میرے علم کے مطابق کتاب الصیام کے اندر ان صحیح حدیثوں میں شامل ہیں جنھیں شیخین نے نہیں لیا۔

الحمدللہ کہ مؤرخہ ۱۹ ستمبر ۲۰۰۹ء کو شروع کیا جانے والا مستدرک حاکم جلد اول کا یہ ترجمہ مؤرخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ پونے ایک بجے دن مکمل ہو رہا ہے جس میں مجھے میرے شیخ، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ کے ساتھ ساتھ میرے کرم فرما مندرجہ ذیل اساتذہ کرام کی روحانی سرپرستی حاصل ہے:

۱۔ شیخ الحدیث سید ابو البرکات سید احمد قادری اشرفی الوری رحمہ اللہ، لاہور۔

۲۔ فقیہ اعظم حضرت مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمہ اللہ، بصیر پور ضلع اوکاڑہ۔

۳۔ حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ، لاہور۔

۴۔ ابو الحسنات شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہم العالی، سرگودھا۔

اللہ سے دعا ہے کہ ترجمانی کی کوتاہیوں کو معاف فرماتے ہوئے مجھے مزید ترجموں کی توفیق بخشے، یہاں میں اپنے والدین کریمین کے لیے بھی دعا گو ہوں کہ انھی کی دعاؤں سے یہ توفیق حاصل کر سکا۔

ایک پرتقصیر خادمِ دین ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شاہ محمد چشتی سیالوی انصاری خوشنویس عفی عنہ

محلہ محمود پورہ قصور

موبائل: 0321-6577473

پی ٹی سی ایل: 0492-772040